

کلیات سواد

جلد اول

بترتیب جدید

مُصَنَّف

سرآشعرای هندوستان بلبل شیوا زبان فخر المتقدِّمین المتأخِّرین

مرزا فیض سودا در حرم باضافه سوانح عمری تصویر مُصَنَّف

با اهتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشوری فوکلشود واقع لکھنؤ طبع ہو کر شایع ہوئی

فہرست کُلیات سودا جلد اول

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۱۹ - ۱	مقدمہ	۱
۲۱۷ - ۲	دیوان اردو	۲
۳۳۰ - ۲۱۹	مدحیات	۳
۴۱۶ - ۳۳۱	عجوبیات	۴
۴۴۷ - ۴۱۷	تضمین و گرہ بند	۵
۴۵۹ - ۴۴۶	رباعیات و خاتمہ	۶

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U32363

۳۴۳۶۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

2002

مقدمہ

22 AUG 1981

میسے خیال میں تو شاید ہندوستان میں ایک شخص بھی ایسا نہوگا جس کو شیشہ عری سے
ڈرا بھی لگا دہو اور وہ میر و مرزا کے نام اور اُنکے مرتبہ عری سے پورے طور پر واقف نہو۔ کوئی مل
اؤدو کا تذکرہ ایسا نہوگا جہاں ان دونوں بالکل ان کے اوصاف جیسے کہ کا بیان نہو۔ اور کوئی علم ادب
کا ماہر نہوگا جو انکی تعریف و تحسین میں ربط اللسان نہو۔ اس لئے ان بزرگوں کے مراتب شاعری
اور ملیح سخن دانی پر کوئی رائے زنی کرنا فیض اوقات نہ بھی ہو تو بھی کوئی نئی بات نہیں ہے۔
مگر زمانہ کا دستور اور رسم و رواج کبھی کبھی کسی امر زاید کے کرنے پر بھی مجبور کرتا ہے۔ اس لئے مجھے
بھی کہنا پڑتا ہے کہ

میسے سنی گو مکر رہش

کلیات سودا جو نئی ترتیب و تدوین سے مرتب ہوا ہے میسے سامنے ہے اسلئے۔ مجھے
اس وقت جو کچھ لکھنا ہے وہ مرزا رفیع سودا ہی کے متعلق لکھنا ہے۔ اور جو کچھ ضرورت ہے وہ اسی
انتخاب مریح کمال کے سوانح جیسے بیان کرنے کی ہے۔
آپ کا نام مرزا محمد رفیع تھا۔ اور سودا مخلص فرماتے تھے۔ اگرچہ خود ان کا مولد و موطن سودا
جنت نشان ہندوستان ہی تھا۔ مگر آپ کے آباؤ اجداد خطہ کابل کے رہنے والے تھے۔ چنانچہ
آپ کے والد ماجد مرزا محمد رفیع ایک تجارت پیشہ بزرگ تھے۔ جو تجارت ہی کے سلسلہ میں
کابل سے سفر کر کے ہندوستان پہنچے۔ اور مختلف بلاد کی سیر کرتے ہوئے خطہ پاک دلی
میں وارد ہوئے۔ اس وقت کی دلی سچ کی دلی نہ تھی۔ رونق خوشحالی۔ فراغت مالی۔ دولت
ثروت۔ مکت و درود و یار سے برس رہی تھی۔ عیش و عشرت اور رنگین مزاجیوں کی بہتات
افسائے عالم ہر دہوان دہار گھٹا بن کر چھائی ہوئی تھی۔ ذرہ ذرہ لوہا دردان بساط قرب کے
لئے خاک و المکیر بنجاتا۔ اور عیش و عشرت کے لئے اپنے سائے عاطفت میں رہنے کے واسطے

مجبور کرتا تھا۔ اور بڑے بڑے مضبوط ارادہ رکھنے والے یہ کہہ کہہ کر ہمیشہ کے لئے یہیں ہجرت تھے کہ ۵

بہند گشتہ زمین گیر ناتوانی ما بہ شب رسید مگر روز زندگانی ما
مرزا محمد شفیع خواہ واپسی کا کتنا ہی زبردست ارادہ کر کے آئے ہوں۔ مگر دلی کی آبی ہوا
کچھ ایسی راس آئی کہ مقیم ہو گئے اور ہمیشہ کیلئے یہیں مقیم ہو گئے اور بالآخر دلی ہی کو یہ شرف
نصیب ہوا کہ مرزا رفیع سودا عالم وجود میں آئے۔ اور فلک فضل و کمال علم و ادب کے تارون
میں اور ایک درخشاں تارے کا اضافہ ہوا جسکے طلوع نے اپنے حد کمال پر پہنچ کر دوسرے
ستاروں کو ایسا ماند کر دیا کہ آفتاب دذره کی نسبت بھی دشوار ہو گئی۔

یہ اشوس ہے اور سخت فحوش ہے کہ کسی تذکرہ نویس نے تصریح کے ساتھ اس مولود مسعود کا
سال ولادت قلبند نہیں کیا۔ مگر پھر بھی اپنی کسی تحقیقات کی بنا پر مولانا آزاد نے آجیات میں مرزا کا سنہ
ولادت گیارہ سو چوبیس لکھا ہے۔ دوسری شہادتوں کے فقدان کی وجہ سے اس پر اعتماد و وثوق کرتے
ہوئے بھی ایک قسم کی غلط فہم سے تلاش باقی رہ جاتی ہے پھر بھی یہ واقعہ ہے کہ مرزا رفیع نے دلی
ہی میں جنم لیا۔ یہیں اکلہ کولی۔ یہیں تعلیم و تربیت پائی۔ یہیں کی آب و ہوا میں ادنیٰ نشو و نما ہوئی
یہیں کے رسم و رواج۔ یہیں کے عادات۔ یہیں کی تہذیب و روش کے جوگر ہوئے اور یہیں
کے طور و طریق اور یہیں کی وضع قطع۔ یہیں کی زبان انکی طبیعت ثانیہ بنی۔

اردو کی شاعری کی زاد بوم کوئی جگہ سہی۔ اس سے بحث نہیں۔ مگر یہ ضرور ہے کہ جبکہ
دلی لکھنی دلی میں آئے اور ان کے دیوان ریختہ کا شعرہ عالمگیر ہوا۔ تو دلی کے ایک ایک
بچہ کے دل میں اردو کی شاعری کے ذوق و شوق کی آگ بھڑک اٹھی تھی۔ اور نہ معلوم کتنے
بزرگ اسکی طرف متوجہ ہو گئے تھے ظاہر اس کے دم سے ہنکا سہ شعر و سخن گرم تھا ہمارے
سامنے چند بہن جنہیں شاہ مبارک آبرو شرف الدین محمود مرزا جان جاناں نظم سے شیخ
احسن انشا بیان۔ شاکر ناجی۔ غلام مصطفیٰ بیکرنگ کا نام قابل ذکر ہے مگر کون کہہ سکتا ہے
کہ دلی سے غدار شہر میں یہی پانچ سات بزرگ ہو گئے جو ایک وقت میں سرگرم کار تھے۔
مگر گز نہیں بلکہ زمانہ کی دستبرد نے جن ناموں کو محفوظ چھوڑ دیا ہے وہ یہ ہیں۔ اور خدا جانے
کیسے کیسے اور کہاں کہاں کے لوگ ہو گئے۔ اور کتنے ہو گئے جنکا آج کوئی نام بھی نہیں
جانتا خاک میں ملے اور خاک ہو کر رہ گئے ہاے ۵

مقدور ہو تو خاک سے بوجھن کہ لے لیم تو نے رہ گنج ہائے گرانمایہ کیا کے
مولانا حالی نے یہ شعر نہیں کہا بلکہ دلی کی حقیقت بیان کر دی ہے کہ
چپے چپے مین ہین یان گوہر کیتا تہ خاک دفن ہو گا نہ کہ مین اتنا خستہ انا ہرگز
سودا نے بھی اسی ہنگامہ مین آنکھ کھولی۔ اور نہ معلوم از خود یا اثر صحبت کے شعر و سخن
کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس وقت کے مشہور و معروف استاد یہی لوگ تھے جن کا ہم نے
ابھی ابھی ذکر کیا گو ہمارا مقدور یہ نہیں کہ ہم انہیں سے کسی ایک کو ترجیح دیں۔ مگر سودا کے
انتخاب نے پہلے سلیمان قلی خان دودا کو پہلے سبھا اور پھر شاہ حاتم کو ترجیح دی جو پہلے رفیع
اور پھر حاتم تخلص کرنے لگے تھے۔

نہ معلوم سودا نے اپنے استاد کی ہر ایک سودا تخلص اختیار کیا۔ یا خود ہی اس لفظ پر مائل
ہوئے مگر مولانا آزاد دہلوی نے یہ سبب بیان کیا ہے کہ یا تو سودا اس لئے تخلص رکھا کہ سودا
یا جنون تمغائے عشق ہے جس پر ایشیائی شاعری کا دار و مدار ہے۔ اور یا پھر باپ کی سوداگری
کی رعایت سے رکھا گیا۔ کہ اس کے جزو اول مین لفظ سودا داخل ہے آخر مین یہ بھی کہنا
ہے کہ صنعت ایہام گھاتے مین اتر آئی۔ میر کے نزدیک یہ بات کچھ زیادہ اعتنا کے قابل
نہیں ہے۔ مولانا نے جان اور بہت سے لطیفے لکھے مین ایک لطیفہ یہ بھی لکھ دیا۔

مرزا کی مشق و ترقی کا یہ عالم تھا کہ دن دینی رات چو گنی ہوتی جا رہی تھی اور چند ہی روز
مین ہر درجہ پر پہنچ گئی تھی کہ جب شاہ حاتم نے اپنے دیوان کی تدوین کی اور شاہرہ دودا کے
نام لکھے تو سب سے پہلے نہایت خرد مباحات کے ساتھ مرزا ہی کا نام لکھا ہے۔ حالانکہ ان کے
مشہور و معروف و شاہگرد اور بھی تھے۔

مرزا کی اس روز افزون عروج اور ترقی کی کسی جھجھک نہیں ہوئی۔ ایک تو خود مرزا کی راسخیت
اور ذکاوت خداداد۔ دوسرے استاد کی سعی و مہنت اور انتہائی توجہ تیسرے استاد زمانہ
سراج الدین علی خان آرزو کی صحبت و شہانہ روز۔ چوتھے دلی جو خود اس وقت محض علم و ہنر
بنی ہوئی تھی۔ اور جس کا ذرہ ذرہ شاعر کیا۔ شاعر گر تھا۔

زمانہ کی روش اور رفتی رسم و رواج کو سیلاب سمجھئے کہ جدھر جاتا ہے تنکون کو
بلے اختیار نہ اپنے ساتھ ہالیا جاتا ہے۔ یہی حال سو فکے شاعر دن کا تھا۔ کیونکہ پوسنے کو
تو اور در راج ہو گئی تھی اور لوگ مرزا عبدالقادر بیدل۔ قزلباش خان امید۔ وغیرہ کے

وقت سے اس زبان میں مضمون آرزوئیاں کر رہے تھے مگر اب تک رجحان طبیعت فارسی ہی کی طرف زیادہ تھا۔ دس غزلین فارسی کی کہتے تھے تو پراے نام ایک آدھ اردو کی بھی کہہ لیا کرتے تھے۔ اور گوارڈو کوئی کی ترقی ہوتے ہوئے سودا کے عہد تک بہت کچھ ہر چکی تھی مگر پھر بھی اول اول میں ادبی توجہ فارسی گوئی ہی کی طرف زیاں تھی۔ فارسی کہتے تھے اور بہت کچھ کہتے تھے۔ مگر خان آرزو نے خدا معلوم کیا سمجھ کر انہیں سمجھا یا کہ فارسی کہنے سے اپنی زبان میں شہر کرنا اچھا۔ آدمی دوسری زبانوں میں برسوں بھی مشق کرے تو بھی درجستہ دی پر پہنچنا محال ہے انکی سعادتمندانہ ارادت نے بھی گجوش ہوش اس نصیحت کو سنا اور اس وقت سے زیادہ ٹراہنی توجہ اردو کی طرف منعطف کر دی۔ پھر بھی چونکہ فارسی کا اپنی بہت کچھ اثر پڑ چکا تھا اس لئے فارسی میں بھی کچھ نہ کچھ کہتے رہے۔

انکے اردو کے کلام کا چند ہی روز زمین زبردست شہرہ ہو گیا۔ انکے دل سے حکمرانوں کی زبان پر پہنچا اور رفتہ رفتہ بیاضوں۔ اور حافظہ کی یادداشتوں میں جگہ پانے لگا۔

این سعادت بزد در باز نیست تانہ بخش خداے بخشندہ

رفتہ رفتہ سربراہی سلطنت یعنی شاہ عالم بادشاہ کے کاؤن تک بھی انکے کمال کا شہرہ پہنچا وہ خود بھی شاعر تھے۔ فارسی کے شخصیات عمدہ کہتے تھے۔ کلام سکر بنی دشتاق ہوئے اور یہ اشتیاق سیانتک بڑا کہ لکھنؤ میں مرزا کو بلا یا اور شاگرد ہو گئے۔ کچھ دنوں تک اصلاح و مشورہ کا سلسلہ رہا۔ مگر یہ رشتہ استاد دی و شاگردی کچھ ایسے بُرے اور منحوس وقت میں قائم ہوا تھا کہ زیادہ دنوں تک قائم نہ سکا۔ بادشاہ تو بادشاہ تازک مزاج۔ نادرک طبیعت۔ دیر آشنا۔ زود برخ کسی بات پر جھڑ بیٹھے۔ یہ بھی بات تھے جب سے یہ رنجش ہوئی اُنھوں نے بھی دربار کی آمد و رفت یک قلم بند کر دی۔ ظاہر ہے کہ بادشاہ کا استاد ہونا ہی کیا کچھ کم فخر کی بات ہے اس پر جواور فواید پہنچتے رہے ہونگے وہ مزید برآں۔ اس لئے انکو بھی اسکا احساس ہونا چاہئے تھا۔ اور یقینی طور پر ہوا ہوگا۔ مگر پھر کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت کی دلی ایسی نہ تھی۔ جہاں کوئی اہل کمال خستہ حال اور پریشان پھر تار ہے۔ اور کوئی اسکی بات نہ پوچھے۔ خوشحالی کا دور دورہ تھا۔ عیش و عشرت کی ہوائیں چل رہی تھیں۔ سیکر دنوں کی تھی۔ قدردان تھے۔ اہل فن کی خدمت کو اپنے لئے فخر سمجھنے والے تھے۔ اسی لئے ان کو احساس بھی نہوا۔ موجود قدر شناسوں کی دریا دلی نے مالا مال کر دیا۔ اور کیا ہوا کیا نہ ہوا اسکی انکو کبھی پردا بھی نہ ہوئی۔

ابن وقت آگیا تھا کہ اُنکے کمال کی شہرت دلی سے نکل کر فیض آباد پہنچی۔ جہاں دودھ کا حکمران صوبہ دار نواب شجاع الدولہ نائب سلطنت بنا بیٹھا تھا۔ اور جسکے دہن و دل سے ہزاروں امیر و غیب۔ ہنرمند اور بے ہنر وابستہ تھے چنانچہ اُنھوں نے سودا کی تعلیم سنی تو ازراہ قدرت دانی و شفقت فیض آباد قدم رنجہ کرنے کے لئے لکھا۔ مگر رزاکو دلی میں کیا کمی تھی کہ اسکو چھوڑ کر غربت کی خاک پھانکتے ہوئے اودھ کا رخ کرتے۔ اور گوشہ صبر و توکل کو حرص و ہوس کی نذر کرتے۔ فرمان طلب کو سُکر خوش تو ہوئے مگر پھر بھی ازراہ استغاثات کو ٹال گئے اور کہتے ہیں کہ جواب میں یہ رباعی لکھ بھیجی۔

سودا پئے دینا تو بہر سو کب تک آوارہ ازمین کو چہ بآن کو کب تک

جھل ہی اس سے ناکہ دنیا ہوئے بالفرض ہوا یہ بھی تو پھر تو کب تک

مگر زمانہ کی تلون مزاجیوں۔ اور تغیرات عالم کی سیرنجیوں کو روکنے والا کون ہے۔ ایک ایک انقلاب کی تین تین جھونکے آئے۔ ہندوستان کے سکون میں ایک تلاطم برپا ہوا۔ مرہٹوں کی دست درازیوں اور ہنگامہ خیزیوں نے ملک کے میدان جہاد کو قتال بتا دیا۔ دلی پایہ تخت تھی۔ مگر ابھی ان حملوں سے مصکون و محفوظ رہ سکی۔ اودھ قتل و غارت کا بازار گرم ہوا۔ اودھ بادشاہ گردمی ہوئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بڑے بڑے بھگت پور گھروں میں بھاڑ چھڑ گئی۔ ہزاروں دولت مند اس گردش آسمان کے شکار ہو کر نان شبینہ کو محتاج ہو گئے۔ سینکڑوں آبرو داروں نے اپنی جانیں اس ہنگامہ دار و گیر کے نذر کر دیں بہتے شریف اپنی عزت و آبرو بچانے کے لئے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھ رہے۔ اور ہمیشہ کے لئے عزت گزین ہو گئے بہت سونے گھر چھوڑا۔ درجھوڑا۔ مال و متاع پر لات ماری۔ اعزاد اقارب سے منہ موڑا۔ اور رانگی سیاہ چادر سے اپنا منہ چھپا ہمیشہ کیلئے ترک طن کر کے کہیں کو بھل گئے بڑے بڑے فلا دروں کے عزم و استقلال میں فرق آگیا۔ بہت اہل اہل گوشت بینی کو خیر باد کہنے پر مجبور ہو گئے نہ امیر۔ نہ دولتمند۔ نہ قدر مند۔ نہ قدر دان۔ نہ جو ہر شے جو ہر شناس پھر ایسے عالم میں سودا کا قیام دلی میں کیونکر ممکن تھا۔ نہ معلوم کتنے دوستوں۔ کتنے قدر دانوں۔ کور و ناہوڑا۔ اور کتنے رتبہ داروں کا ماتم کیا اس حالت کشمکش میں بھی کچھ دن گزر گئے۔ مگر کب تک اور کہاں تک۔ آخر ترک طن کی فکر دامن گیر ہوئی۔ نتیجہ یہ کہ دلی اور دلی والوں کو خیر باد کہا اور اسی عالم پریشانی میں صحت کے اغربت کی خاک اڑاتے فرخ آباد پہنچے۔ اُوقت ان کا

سن تقریباً ساٹھ برس بتایا جاتا ہے۔
 فرخ آباد میں اس وقت نواب احمد بخش خان سنگش مسند آرائے حکومت تھے۔ اور نواب
 مہربان خان رند اس کے دیوان اعلیٰ تھے۔ مہربان خان ایک تو یونہی علم و ہنر کے قدر دان تھے۔
 مگر اس قدر دانی پر شعروشعر کے شوق نے اور بھی چار چاند لگا دیے تھے۔ پھر بھلا یہ کیونکہ ممکن
 تھا کہ سودا ساہل کمال فرخ آباد پہنچتا اور یہ اُنکو ہاتھوں ہاتھ نہ لیتے۔ چنانچہ انھوں نے مرزا
 کی اتنی قدر کی کہ یہ بھی وہیں اقامت گزین ہو گئے۔ زیادہ تر یہ رابطہ محبت ہو جسے قائم ہوا
 کہ رند میر سوز کے علاوہ ان کے بھی شاگرد ہوئے۔ اسی بنا پر یہ چند سال فرخ آباد میں رہے۔
 اور غنت مراد اطمینان کی زندگی بسر کرتے رہے۔ نواب مہربان خان بھی ان پر ہمیشہ مہربان رہے
 اور یہ بھی انکی جود و عطا۔ محبت و مروت کی تعریفیں کرتے رہے۔ چنانچہ نواب موصوفت کی طرح
 کے بعض قضایہ اب بھی انکی کلیات میں موجود ہیں۔

گردش تقدیر نے پھر زور باندھا۔ اور آسمان پھر انقلاب دکھانے لگا کہ یکایک ۱۸۵۷ء
 میں نواب احمد بخش خان کا انتقال ہوا۔ اور وہ دفتر کا دفتر گھر خور ہو گیا۔ مرزا نے بھی یہاں
 سفر درست کیا۔ اور فرخ آباد کو الوداعی سلام کر کے اپنے قدیمی محسن اور قدر شناس نواب
 شجاع الدوالہ مرحوم کے پاس فیض آباد چلے آئے اور یہاں زمرہ ملازمین یا مصاحبین میں
 داخل ہو گئے۔

نواب شجاع الدوالہ کے انتقال کے بعد عنان حکومت نواب آصف الدوالہ ہمارے
 قبضہ اقتدار میں آئی۔ اور اب مرکز سلطنت لکھنؤ قرار پایا۔ تو مرزا کو لکھنؤ آنا پڑا۔ یہاں بھی وہی
 والے لوگوں کی بدولت شعروشاعری کا ستارہ عروج پر تھا۔ مصحفی، قمر الدین منت۔ وغیرہ
 موجود تھے۔

یہ کون کہہ سکتا ہے کہ مرزا کی شاعری نے یہاں آکر عروج پکڑا۔ اور اپنے حد کمال پر
 پہنچی۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ ساٹھ پینسٹھ برس کی عمر والے نچنے مشق کی شاعری شہوت تک پہنچ
 سے جوان اور جوان سے بڑھی بھی ہو گئی ہوگی جس نے مختلف درباروں میں رسوخ پیدا
 کر کے اپنا سکہ بٹھا دیا۔ وہ کونسی مشق سخن کا محتاج رہا ہوگا۔ اور کونسا ایسا معرکہ اور ہنگامہ ہوگا
 جو اسکو پیش نہ آیا ہوگا۔ مگر یا انہم یہ کہنے کی گنجائش ضرور ہے کہ یہاں آکر انکی شاعری نے
 جدید معرکہ آرائیوں کی صورت اختیار کر لی جنکا تفصیل کے ساتھ ہم آئندہ جگہ ذکر کریں گے

سردست اُنکے کلام پر ایک مفصل تبصرہ کرنے کی ضرورت ہے۔
 سب سے پہلے ان کا مجموعی کلام دیکھ کر نقاد کو جس اعتراف کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہ ہے
 کہ وہ نجس کچھ سمجھتے تھے یہ کہہ سکتے ہیں کہ مرزا نے ایک ہم عصر طبیعت پائی تھی۔ اور تمام
 اصنافِ سخن پر بڑے طور سے قادر تھے۔ اُسکے بعد فرداً فرداً تمام اصنافِ کلام کو جانچتے
 پھر جو کچھ شاعر کے مجموعہ سخن میں سب سے زیادہ نظر ڈالنے والی چیز غزلیات کا حصہ ہوتا
 ہے۔ جو اگرچہ ضرورت کے لحاظ سے سب سے ادنیٰ درجہ کی چیز ہے مگر میرا خیال ہے کہ شاعر کو
 جس درجہ جگر کا دی غزلیات میں کرنی پڑتی ہے اتنی کسی صنف میں نہیں کرنی پڑتی۔ قصیدہ اور
 گد با عیامت و دشوئی وغیرہ بھی اگرچہ بڑے پائے کی چیزیں ہیں۔ مگر انکا نمبر نیچے بعد دیگرے
 رکھا جائے گا۔ سردست ہم مرزا کی غزلوں پر ایک نگاہ ڈالتے ہیں۔ اور بتاتے ہیں کہ مرزا غزل
 کے رنگ میں کہاں تک کامیاب ہیں۔

چونکہ مرزا کا زمانہ اردو کی شاعری کے سب سے بڑے رکن یعنی دلی سے بہت زیادہ دور
 نہیں ہے اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کے تغزل کے اسلوب پر ایک نظر عمیق
 ڈال لی جائے۔ کیونکہ یہ اُنکے رموزِ کلام کے انکشاف میں پوری پوری مدد کرے گا۔ اردو
 شاعری کے آغاز کی تحقیقات اس وقت قطب شاہیوں تک پہنچ گئی ہے اور یہ ظاہر ہو چکا ہے
 کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ جو ۱۵۷۱ء میں تخت سلطنت رونق افروز ہوئے وہ اردو میں شعر کہتے تھے
 اور معانی تخلص فرماتے تھے۔ سبطِ رح محمد قطب شاہ۔ عبداللہ قطب شاہ بھی اردو کے شاعر تھے۔
 مگر باوجود اسکے کہ انہیں سے بعض کے دیوان بھی دستیاب ہو گئے ہیں۔ اور انکے زمانے کے
 دوسرے شعرا مثل ابنِ نشاطی۔ مولانا دہی بخشین الدین۔ ملا قطبی۔ حبیبی۔ طبعی۔ نوری۔
 قانز۔ شاہی مرزا وغیرہ کی اردو شعر گوئی اور اردو کی تصنیفات کا بھی پتہ چل گیا ہے
 عادل شاہیوں دور حکومت کے شعرا مشاہیر۔ رسمی۔ نصرتی۔ ہاشمی۔ دولت۔ شاہ ملک۔ شاہ امین
 وغیرہ کے حالات و تصانیف بھی معلوم ہو گئے ہیں۔ پھر بھی ہم دلی دیکھتی ہی کہ شاہراہِ اردو
 کا ہر و اقل تسلیم کرتے ہیں۔ کیونکہ دلی میں جن نے اس ادبی قالب میں روح پھونکی
 وہ دلی ہی تھا۔ اور سب سے پہلے اہل دلی نے جس کا اتباع کیا اس کا فخر اسی باکمالِ کمال
 حاصل ہوا۔ اور اس میں بھی شک نہیں ہے کہ قدامت کی نسبت انکی زبان زیاں لوحِ دار۔ زیادہ
 صاف۔ زیادہ قابلِ اعتنا۔ زیادہ قابلِ استناد۔ زیاں قابلِ اعتماد ہے ان کا رنگ تغزل۔

اگرچہ اہل فارس کی نکالی ہوئی راہوں سے جدا تو نہیں ہے۔ مگر کچھ بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی آب ہوائے بھی اسپر اچھا خاصہ اثر کیا ہے۔ اسپر بھی وہی حسن و عشق کی رنگین حکایات ہی عاشقانہ شکایات۔ وہی شب بھر اور روز وصال۔ وہی وصل کی خوشی اور جدائی کا ملال۔ شیون کی ستم رانیان عشاق کی پریشانیان۔ رقیبوں کا فائز اہرام ہونا۔ اور اپنا محروم و ناکام ہونا۔ بخون و فراد کی سی تقدیریں۔ مانی و ہستہ اور کی پھینچی ہوئی تصویریں۔ یوسف و زلیخا کا حال۔ شیریں و لیلیٰ کا جال۔ عیسیٰ کی فریاد قمری کی افتاد۔ رندوں اور وحشیوں کے کارنامے۔ چارہ گردن اور داغظون کے عصا اور عمامے جبکہ نظر آتے ہیں یہ سب کچھ ہے مگر معلوم یہ ہوتا ہے کہ ایک بہت ہی بھولا بھالا آدمی باتیں کر رہا ہے۔ ذرہ بھر اپنا حال نہیں چھپاتا۔ جو کچھ دل میں ہے وہی زبان پر ہے۔ بناوٹ۔ تکلف۔ تصنع۔ اور دنام کو بھی نہیں جگہ ایسا ہے کہ باتیں بات نکالتے ہیں۔ مگر بھی سادی۔ کچھ شیریں کچھ بھسکی۔ کلام میں عموماً۔ جذبات میں گہرائی کہیں نام کو بھی نہیں۔ جذبات سادہ کے علاوہ تصنیف کے مضامین بھی ہیں۔ مگر اکثر جگہ بڑھکر ہی معلوم ہوتا ہے کہ یا کوئی صوفی حقایق معنی بیان کر رہا ہے۔ اور یا کوئی داعظ منہ پر وعظ کرتا ہے۔ یا کوئی مناجاتی سرسجدہ ہو کر خدا سے کچھ التجائیں کر رہا اور گڑ گڑا کر دعائیں مانگ رہا ہے۔ میں ان سب کی مثالیں بیکار سمجھ کر نہیں دیتا۔ ورنہ انکا دیوان کا فی طور پر میر کے دعوے کی تصدیق کرتا۔ ولی ہی کی طرح ان کے معاصرین مثل سراج دکنی اور داؤد وغیرہ کا کلام بھی۔ صاف صاف اور سادہ سادہ آورد سے ہر اوستہ ہے۔ صنعتوں۔ ذومنی لفظوں سے پاک ہوں سمجھئے کہ ایک صاف چٹیل میدان ہے جہیں گردوغبار کا کہیں نام بھی نہیں۔ ہاں اگر کوئی بات آج کے نقطہ نظر سے جدا ہے تو یہ ہے کہ اکثر ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں جو آج مسترد کے درجہ پر بھی کئی درجہ آگے ہیں۔

اس کے بعد دوسرا دور ہے جس میں شاہ حاتم شاہ مبارک آبرو مرزا منظر حسین جانان شرف الدین مضمون یقین۔ اور تابان ایسے بزرگ ہیں جنہوں نے حقیقت میں اردو شاعری کی داغ بیل ڈالی اور جنکو ولی اور ولی کے معاصرین ہی کے برابر درجہ دیا جاسکتا ہے۔ اس لئے کہ ان حضرات نے زبان اردو کو صاف بھی کیا۔ اور آئین سے اپنے پیشروں کے استعمال کیے ہوئے وہ الفاظ بھی نکال ڈالے جو وقت کے مذاق سیکر پر گران گزرتے تھے۔ یا جنہیں پرکشت یا بھاشا کا اثر زیادہ تھا۔ اور سب سے زیادہ سہین شاہ حاتم نے حصہ لیا جس کا ذکر انھوں نے

اپنے دیوان کے دیباچے میں کیا ہے۔ زبان کے علان شاعری میں بھی ندرت آفرینیان کین صنایع بدایع کا استعمال بھی شروع کیا۔ رنگینی میں اضافہ کر کے اس پھیکے پن کو جو قدیم دواوین میں پایا جاتا تھا دور کر دیا۔ اور شعر میں جذبات کو اس خوبصورتی اور خوبی سے کھپایا کہ اکثر شعر جذبات محبت کی صحیح تصویر بن گئے۔ معنی آفرینی۔ لطیف استعاروں اور تشبیہوں سے کام لیکر کلام کو گل گلزار بنایا۔ غرض کہ اپنی سخی، بلیغ سے اس پھیکے پردے کی وہ آبیاری کی کہ اسکی نوید میدگی ہی سے اسکی برو مندی کا پتہ چلنے لگا۔ ان اگر کوئی نقصان ہوا تو یہ کہ اور صنعتوں کے ساتھ ساتھ صنعت ایہام کا بڑا زور ہو گیا۔ پورے پورے شعروں کی بناؤ معنی الفاظ پر رکھی جانے لگی۔ اور بعض جگہ غفلت لفاظ سے یہی گریز نہیں کیا گیا۔

اسی زمانے کے قریب قریب بلکہ اس سے ملا ہوا زمانہ میر سودا کا بھی ہے کیونکہ حاتم بقول مصحفی ۹۶ھ اور مرزا ۹۵ھ میں فوت ہوئے۔ مگر مرزا کی شاعری کا رتبہ بلا شک اتنا ہے کہ ایک ایک لفظ فخر و مبالغہ کے ساتھ کہہ رہا ہے ع رتبہ شاگردی میں نیست استاد مرا۔ یہی سبب ہے کہ شاہ حاتم نے اپنے شاگردوں کی فہستہ میں بے حد غفلت و مبالغہ کے ساتھ مرزا کا نام لیا ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ میر تقی میر نابردست نقاد اگرچہ اپنے تذکرے میں شاہ حاتم کو مرد جاہل و متکبر لکھتا ہے۔ مگر سودا کو استاد زمانہ اور سرآمد شمار مانتا ہے۔ اسی سے استاد اور شاگرد کا فرق اور زبان۔ ادب۔ اور شعر کی خدمت کا صاف صاف اندازہ ہو جاتا ہے۔

دیوان غزلیات اردو

اُدُل تو اُس زمانے کی روش ہی یہ تھی کہ جو کچھ لکھا جائے وہ اُن جذبات اور واردات قلبیہ پر مہمول ہو کہ جو دل پر گزریں، وہی نظم کی زبان سے اُدُل ہوں یہی روش ادب و وقت کے عام شعر اکی ہے اور غیر مشہور سے غیر مشہور شاعر کے یہاں بھی ضرور کچھ نہ کچھ شعر ایسے مل جاتے ہیں جو شکر و تبرک و لبین اُترتے ہیں۔ پھر علی الخصوص ایسے مشہور و معروف و اُستاد چکا ایک زمانہ لوہا مانے ہوئے ہے۔ اُن کا کلام کیونکر واردات قلبیہ سے خالی ہو سکتا ہے۔ سر سے پاؤں تک جذبات ہی جذبات۔ اور ادھر سے ادھر تک واردات ہی واردات ہیں۔ ہاں کیا خوب کہا ہے۔

اتنا تو فیض عشق سے کابل ہوا ہوں مین سر سے لگا کے پاؤں تک دل ہوا ہوں مین

سودا کے دیوان ریختہ میں جذبات عشق کی ایسی ایسی کھل تصویریں بائی جاتی ہیں جو بڑے
خودہ میں تصور کے یہاں بھی نہیں ملتیں جھین دیکھتے ہی دل پر حزن و ملال کی بجلیاں گرجاتی،
ہیں۔ اور زبان سے بے ساختہ اُٹ اُٹ کی صدا بکھلنے لگتی ہے۔ اثر و تاثر اُنکے کلام میں
اُتنا ہی ہے جتنا کہ میر تقی میر درد کے یہاں ہے۔ ان اگر کوئی فرق ہے تو یہ ہے کہ میر صاحب
حزن و پاس کے جذبات کے سواے اور کسی چیز سے سرکار ہی نہیں لکھتے اور سودا کو عزت
مضامین۔ اور شوکت الفاظ۔ اندرست بیان۔ معنی آفرینی کی طرف بھی اُتنا ہی لگاؤ ہے۔ جتنا
کہ جذبات کی طرف۔ اُن کے یہاں یہ سب چیزیں ملی جلی ہیں۔ کہیں کہیں صفت و جذبات
ہی کی طرف توجہ ہوتی ہے تو اُس وقت میر درد۔ یا میر تقی سے کم نہیں رہتے۔ اسی فرق نے
بعض نقادوں کو دھوکا دیا ہے۔ جسکی بنا پر اُنھوں نے کہا ہے کہ سودا کے کلام میں اُتنا درد
نہیں ہے جتنا خواجہ صاحب یا میر صاحب کے یہاں ہے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن
یقینی اُن لبس و نظر نقادوں سے یہ غلطی ہوئی کہ اُنھوں نے اس بات پر مطلق توجہ نہیں کی کہ
مرزا کے یہاں درد کے علاوہ دوسری چیزیں بھی ہیں۔ اور اسی کثرت مشاغل نے اُنکے کلام
میں یکسانیت پیدا نہیں ہونے دی۔ در نہ انکا دیوان بھی سرتاپا دلیا ہی ہوتا جیسا کہ میر تقی
مرحوم کا ہے۔ تھوڑے سے شعر جھپک لکھتا ہوں۔ دیکھنے والے انصاف کریں گے تو ضرور کہہ دینگے
کہ میر تقی۔ میر سوز۔ اور خواجہ میر درد کا رنگ ہے۔

اس گلشن ہستی میں عجب دید ہے لیکن جب آنکھ کھلی گل کی تو ہوسم خزان کا

ہم تو نفس میں آن کے خاموش ہوئے لے ہم سفیر فائدہ ماتق کے شور کا

کجو میں بات بن رو نہیں کی اس پر اُن نے نہ پوچھا یوں سب کیا ہے ترے ہر بار روئے کا

یہ سمجھ لے تو اب کہ سودا کا، دل تری گفتگو نہ سمجھے گا
حق کے سمجھا سمجھے تو سمجھے تیرے سمجھائے تو نہ سمجھے گا

چھپرست باد بہاری کہ میں چون بہت گل پہاڑ کر کہے ابھی گھسے نکل جاؤں گا

ظالم میں کہہ رہا تھا تو اس خون سے درگزر	سودا کا خون ہے یہ چھپسا یا بجائے گا
گو نہ دے شیشہ گردوں کا گناہ مجھے	خون دل سے تو مرا جام ہے معمور رسا
رد ستونستے ہو سودا کا خدا حافظ ہے	عشق کے ہاتھ سے رہتا ہے یہ رنجور سدا
سودا سے یہ پوچھا میں دل میں بھی کیا بوند	وہ کر کے بیان اپنا رد واد بہت روریا
دیر و سرم کو دیکھیا اللہ کے فضولی	یہ کیا ضرور تھا جب ل کا مکان بنایا
بجھ بن عجب معاش ہے سودا کا اندرون	تو بھی ٹک اسکو جا کے ستمگار دیکھنا
جب ہوئی ہے قابل شمشیرن طر	چھاتی پہ میسری مرہم زنگار ہی رہا
بے جسم و گستاقتل عاشق	نہیب میں تے صواب دیکھا
سودا بھڑا جیسری آنکھیں بھڑکیاں ہیں	عالم کے ڈوبنے میں گل کچھ بھی رہ گیا تھا
جب بادہ خون دل ہو تو حیرت میں رہا	ساتی وہ نو بہار و شب را کہن گجا
اس چمن میں جب تلک سم نشہ سنی ہیں	عمر کا اپنی پرا از خون جگر پیسا نہ تھا
دہر بانٹے تھا متلع دو جان لے سودا	بے لڑائی نے سے اسکو گوارا نہ کیا
شکل پٹے کا پھر تو بچھنا ناہجان کو	جو تلک زیادہ عشق کا شعلہ بھڑک گیا
آہ و فغان کی کج جو آتی نہیں صدا	شاید جان سے ترا بسا را اٹھ گیا
تو رہا جان میں لے گل گلزار کیا ہے غم	بھسا جو قبر کے کوچہ سے اک خال اٹھ گیا
غیر و نکو دیکھ بیٹھے ہوئے بزم میں تری	جب کچھ نہ بس چلا تو میں نا جا اٹھ گیا
ہوں تو حیران راہ ہنر زبیر آسمان	لیکن تجھ کو شہنشاہ کے سر شام رہ گیا
کر قطع ہاتھ پہلے پھر کر کر ر فو کا	ناصح جو یہ گریبان تو نے سیا تو پھر کیا

صرف ردیف الف میں سے یہ چند اشعار ایک سرسری نظر میں انتخاب کر کے لکھ دینا۔
 نمونے کے لئے بہت کافی ہیں۔ اور اگر کہیں پورے دیوان کا انتخاب کیا جائے تو میرے عقیدے
 میں ایک چھوٹا کلیات تیار ہونا دشوار نہیں ہے۔ اسی اندازہ کے لئے مولانا آزاد نے
 آب حیات میں کچھ شعر میرے سودا کے ایسے لکھ لئے ہیں۔ جنکے مضمون قریب قریب ایک ہی
 ہیں بعض لکھتا ہوں۔

میرے گلا میں جس سے گردن تیری ہو فانی کا جہان میں نام نہ لے پھر آشنائی کا

سودا سے کلا لکھون میں اگر قسری ہو فانی کا
لہو میں غرق سفینہ ہوا شانی کا

میر سے چمن میں گل نے جو گل عوسے جمال کیا
سودا سے برابری کا ترسے گل نے جب خیال کیا
جمال مایہ نے منہ اسکا خوب لال کیا
صبا نے مار تھپیڑا منہ اس کا لال کیا

میر سے لات ساری تو کٹی سنتے پریشان گوئی
سودا سے سودا تری فریاد سے آنکھ نہیں کٹی رات
سیدھی کوئی گھڑی تم بھی تو آرام کرو
اب آئی سحر ہونے کو ملک تو کہیں بھی
اب ذرا مضمون آفرینی کے بھی دو چار شعر دیکھ لیجئے
چیمین مضمون کے ساتھ ہی ساتھ بلند نظری بھی شامل ہے۔

جاسکے سا کیا ہے کارستغنا تمام اپنا
اگر سمجھو تو خاکستر صبا کے ہاتھ بھی چون بین
نکا لارو سفید آخریں اس صفیہ یہ نام اپنا
نہیں گویا زبان شعلہ و ن سکسکایا اپنا
پوچھے ہے پھول پھل کی خبر اب غریب
عجز و غور دو دون اپنی ہی ذات میں ہیں
ہم عیب سے جدا کب معبود جانتے ہیں
میں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں
ناتوان مرغ ہو نہیں اے رفقا کے ہوا ز
سودا وہ کون سا ہے بھلا اس چمن میں گل
ٹوٹے جھڑے خزان ہوئے پھولے ہلکے
ہم عیب سے جدا کب معبود جانتے ہیں
میں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں
ناتوان مرغ ہو نہیں اے رفقا کے ہوا ز
سودا وہ کون سا ہے بھلا اس چمن میں گل

اسی طرح۔ روانی تشبیہات داستانات لطیف تلمیحات۔ وغیرہ انکے یہاں اپنی اپنی جگہ پر موجود ہیں اور انکے ساتھ ہی شوکت الفاظ اور معانی آفرینی کے وہ فرمانروا ہیں۔ اور فرمانروا بھی ایسے کہ معاصرین میں انکا کوئی مقابل نہیں ہے۔ زبان نہایت صاف و شستہ ہے۔ حتیٰ کہ بعض شعرون کو آجکل کے فصیح الکلام شعرا کے کلام میں ملا دین تو شاید ہی ممکن ہو۔ بڑا ادیب یہ سمجھ سکے کہ یہ کلام آج کا نہیں ہے۔

اسکے علاوہ سنگلاخ زمیون میں شعر کہنا اور انکو سرسبز کر دکھانا بھی سودا کا طرہ تیار ہے۔ پتھر سے پتھر زمین کو لیتے ہیں اور پانی کر کے بہا دیتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک بڑے اور ماہر پیراک دریا کے اور پیرتا ہوا چلا جا رہا ہے اور اسکا کھٹ پابھی تر نہیں ہوتا۔ دیکھئے

سمجھے تھے ہم جو دوست تھے اے میان غلط تیرا نہیں ہے جرم ہمارا گمان غلط
ساتی نہ تو سیر چمن کا ہے کیا مرا جانا بغیر بادہ سولے بوستان غلط

ناصح نہ اُسے بک جو میں آگاہ راغشک وہ کر چکے ہیں دین و دل جان بایز عشق

حسن کے بازار میں کیا ہو جزا شائے فراق دے کے نقد دل نکر زہار سودے فراق

سنبھل زلف سیہ کاکل و شب چارون ایک غمرہ و ناز و اداجش لب چارون ایک

کس رنگ میں دیکھا نہ ترے رنگ کا جلوا سب رنگ میں ہے تو پہ ترے سب رنگی

مرغ دل کے جو شکاری ہیں اگر صید حرم بکنے آئے تو خریدیں نہ وہ فتراکے مول
پوت لیتے ہیں دردیدہ تناک کے مول مرثہ تر کو تباں لبہ میں نہ خاشاک کے مول

اس قسم کے بیرون شعرائے دیوان غزلیات میں ہیں۔ اور بعض بعض غزلین ایسی بھی ہیں جو
باد جو شکل میں ہیں ہونے کے اس سرتاپا کیفیات حالیہ میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ غرض کہ ان کی طبیعت ہمہ گیر
ہے جسکا جلوہ ان کے دیوان میں اچھی طرح نظر آتا ہے۔ ہاں اگر ان کے یہاں نہیں ہیں تو دو باتیں
نہیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ تائینٹ و تذکیر کی پابندی بہت کم کی جاتی ہے۔ کوئی لفظ کہیں نہ نث
ہے اور کہیں پھر اسیکو نہ کر سکتے ہیں۔ دوسرے قصوف کا رنگ ان کے یہاں بہت ہی کم
ہے۔ ان دونوں باتوں کا نہونا کچھ تعجب انگیز نہیں۔ پہلی کمی یعنی تذکیر تائینٹ وغیرہ کی پردا
نکرنا تو اس لئے ہے کہ زبان اسوقت تک اس درجہ پر ہرگز نہ پہنچی تھی کہ قواعد کی حدود میں
آجاتی۔ دوسری بات یعنی مذاق قصوف کی کمی بالکل سامنے کی بات ہے سودا ایک ہشاش بشاش
خوش دھرم آدمی تھے قاعدہ کے موافق مذہبیا کے انکو کچھ بہت زیادہ علاقہ نہونا چاہئے اور ہونا چاہئے
تو اتنا ہی کہ اس میں انہی طبیعت کا رنگ اصلی فنا نہ جائے۔ قصوف نام ہے دنیا سے قطع تعلق کا
یگانوں سے بیگانگی کا سوا رہی یہاں اس کا نام بھی نہ تھا۔ وہ دوستوں۔ ہم جیسوں میں زندگی
اگر ارنے والے تھے اس طبیعت قدرتی طور پر شوخ پانی تھی پھر بھلاں کیوں قصوف کے جال میں

لکھتے۔ اور یوں تو پھر زمانہ کی ہوا ہی تھی۔ دھونڈھنے والے دھونڈنے بیٹھتے ہیں تو اس کے شعر بھی دیوان سے نکال ہی لیتے ہیں۔ مگر اسکو اُنکے کلام کی خصوصیات میں داخل نہیں کر سکتے البتہ شعر کو ایہام وغیرہ کی زدوں سے بچا کر انھوں نے اتنا صاف کیا ہے کہ وہ اُنکے لئے مخصوص چیزیں گئی ہے۔ ہندی کے کڈھب اور بے چوڑا الفاظ کو اردو کے ساتھ ایسا ملا دیا ہے کہ زمانہ گزر گیا۔ روشن بدل گئیں۔ مذاق بدل گئے۔ مگر آج بھی وہ جوڑ اپنی جگہ سے نہیں ہلتے۔ تمام کلام نہایت سنگین اور ٹھوس ہے۔ اور اس میں معنی آفرینی استعارات و تشبیہات کی گل کاریاں ندرت پر ندرت کا کام دیتی ہیں۔

مدحیات

مدحیات میں زیادہ تر قصاید ہیں بعض مثنویاں بھی ہیں۔ قصیدوں کے متعلق سودا کے واسطے اٹنا لکھا جا چکا ہے کہ زمانہ اس کا معتبر ہے۔ اور اس میں اب اگر کچھ لکھنے کی گنجائش ہے تو یہ ہے کہ لکھا جائے کہ میر تقی میر اپنے تمام معاصرین سے اُنکے قصاید بڑھے ہوئے ہیں تو کہیں ہیں۔ اور ان میں کونسا ایراجادو ہے کہ جواد بے لکھتا ہے وہ بھی کہتا ہوا اٹھتا ہے کہ سودا قصیدہ گوئی کا وہ مرد میدان ہے کہ اسکا خاک ہندوستان نے جواب پیدا نہیں کیا۔ یہ سب کو معلوم ہے۔ مگر یہ کوئی نہیں بتاتا کہ اسکی وجہ کیا ہے۔ نظر سرسری میں میں نے جو کچھ اسکی وجہ دریافت کی ہے وہ یہ ہے (۱) اُنکے بڑے حریف میر تقی میر ہی ہو سکتے تھے۔ مگر میر صاحبے قصیدہ گوئی کے میدان میں سودا کے پیش پیش ہونے کی وجہ یہ ہے کہ قصیدہ چاہتا ہے مضامین میں شگفتگی الفاظ میں شوکت اور بلندی خیال میں ٹھکو۔ اور ندرت۔ برعکس اسکے میر تقی میر علیہ الرحمۃ۔ قانع تنوکل خاموش۔ متا لم۔ پُرمں مزاج۔ پھر بھلان کیونکر سودا کے قدم بہ قدم چل سکتے تھے۔ (۲) دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ قطب شاہیوں کے عہد سے دکنی شاعری کا خاکہ تیار ہوا اور اسی پر اردو کی بنا رکھی گئی۔ مگر کوئی شخص ایسا نہیں پیدا ہوا جسے صرف قصیدہ گوئی پر توجہ کی ہو۔ سودا پہلے وہ شخص تھے جو اس میدان میں اس انہماک اور اس طمطراق کے ساتھ وارد ہوئے کہ دنیا انکی شان و شوکت کو دیکھ کر داد دینے پر مجبور ہو گئی۔ اور اسی کا یہ اثر ہے کہ آج تک اُستاد ماننے پر مجبور ہے (۳) سودا کے قصاید میں سب بڑی خوبی یہ ہے کہ حدیث اور اپنے معاصرین یا متقدمین کی طرح بار بار ایک ہی مضمون کو دہرا کر دہرا کر اور کسی ہوئی بات کو بار بار کہنے کے خوگر نہیں ہیں دنیا کا قاعدہ ہے کہ ہمیشہ نئی بات کی قدر کرتی

ہے اس لئے سودا کے قصیدوں کی قدر نہونے کے بھی کوئی معنی نہ تھے۔ (۴) چوتھی وجہ یہ ہے اور غالباً سب وجہ یہ ہے کہ سودا کے قصاید میں ہجیات بھی شامل ہیں۔ اور ہجہ کا مشہر ہونا ایک مسلم اور بدیہی بات ہے۔ پھر ہجہ بھی سودا کی کسی ہونئی ہجو۔ جہن۔ نہریت۔ استہزائے سخر۔ حتی کہ خوش سے بھی اکثر از نہیں۔ خود نکال رہے ہیں اور اسی بھیس میں جسکو چاہا ہے شہدائنا کر کہہ دیا ہے۔ اسی لئے عوام و خواص کو ان سے دلچسپی ہوئی اور وہ دنیا بھر میں مشہور ہو گئے۔ در نہ حماد کے قصاید خواہ کیسے ہی بلند کیوں نہوں اسقدر مقبول اور مشہور نہیں ہو سکتے تھے کہ کوئی میں اگرچہ سودا کا درجہ عربی اور انوری کا سا ہے۔ پھر بھی قصاید میں انکار رنگ دنیا سے جدا بلکہ یوں کہے کہ انہی نیا ہی جدا ہے۔

وہ جس کی مدح کرتے ہیں تو اس شان سے کہ جو بیان یہ بیان کرتے ہیں سب بلکہ ان سے کچھ زیاں مدح میں نظر آنے لگتی ہیں۔ خیال کی بلندی میں الفاظ کی شوکت۔ مضامین کی برجستگی اور تلاش۔ تشبیب کا اٹھان۔ تندرست آفرینی یہ سب چیزیں ملکہ نہ معلوم ان کے قصیدوں کو کہاں سے کہاں پہونچا دیتی ہیں۔ اور وہ کچھ سے کچھ بچا رہتے ہیں۔ اسکے بعد سب سے بڑی خوبی مخلص اور گریز میں دیکھی جاتی ہے۔ وہ بھی ان کے یہاں اسی درجہ کی ہے جس درجہ میں ہیں۔ میں چاہتا تھا کہ سودا کے چند قصاید سے کچھ مخلص چکر نہونے کے طور پر پیش کروں۔ پھر سوچتا ہوں کہ کلیات پڑھنے والوں کے سامنے یہ وہ خود ہی سمجھ لیں گے۔ دعا کے ساتھ اختتام بھی قصیدے کی خوبی کا ایک اہم جزو ہے سودا اسکے بھی مشاق ہیں۔

سودا کے بعض قصیدے ایسے بھی ہیں جہاں انھوں نے مہر اور تشبیب سب کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ اور سرے ہی سے مدح کوئی کا آغاز کیا ہے۔ مگر پھر بھی قصیدے کی آن بان کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔

ہجیات

ہجیات کا بڑا حصہ قصیدوں اور محسن مسدوں وغیرہ میں شامل ہے۔ لہذا نتیجہ ہی نکلتا ہے کہ قصیدے لکھے ہیں تو ہجہ بھی وہی شان رکھتی ہوگی۔ مگر قصاید کی پابندی کو ہٹا کر دیکھا جائے تب بھی کہا جاسکتا ہے کہ ہجیات کا دفتر گو ان کے حریفوں کے لئے کتنا ہی دل آزار ہو اور وہ ان کے لکھنے سے کیسے ہی اخلاقی مجرم بنے ہوں۔ مگر آج ہمارے لئے وہ ایک عجوبہ روزگار سے کم نہیں

ہے۔ اُنہی لکھی ہوئی ہر جہو ایک تیز نوار کی مانند ہے اسکا وار کبھی ادھچا پڑتا ہی نہیں ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ جب وہ وار بھر پور پڑتا ہے تو کام کئے بغیر رہ نہیں سکتا۔ برقِ خاطر ہے کہ جہان گرتی ہے میدان کے میدان کو جلا کر خاک سیاہ کر جاتی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جویات میں طنز، طعنے، پھبتی، نفرت، آوازے سبھی کا ملاؤ ہوتا ہے۔ پھر خصوصیت سے اُس شخص کے یہاں جو ان سب چیزوں کے ہتھمال پر صحیح طور سے قادر بھی ہو۔ میر کے خیال میں وہ عرب کے امراء القیس، فارسی کے سوزنی اور شغائی، عالی، اور دروہا کے جو دنیا نش ایسے مشہور جہو گئے کہ صورت میں کم نہیں ہیں۔ اور پھر لطف یہ ہے کہ انکا یہ جو بہ صرف انسانوں، یا محض اپنے معاصرین ہی کے لئے مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ وہ ہکا بھکا ہر جگہ اُسی خوبی سے کرتے ہیں جیسا کہ مخصوص جہون میں۔ کہیں کسی لڑکی کو عرق شرم میں غوطے دے دیں اور کہیں کسی گھوڑے کو گدہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ یقیناً کم روزگار اُن کا قصیدہ اس کا ایسا شاہر ہے جسکے دیکھنے کے بعد کہنا پڑتا ہے کہ جہو کوئی سودا کے لئے پیدا ہوئی تھی اور سودا جہو کوئی کے لئے۔

انشا کی طرح وہ قابل ہوں یا نہ ہوں۔ اور اتنی زبانوں پر انکو عبور ہوا نہ ہو۔ گریہ ماننا پڑتا ہے کہ وہ انشا کی طرح بے معنی جویات۔ یا پھلکڑ وغیرہ کہہ کر یہ کہنے کے مستحق نہیں ٹھہرتے جیسا کہ انشا کی نسبت کہا گیا ہے کہ اُنکی شاعری کو ظرافت یا کسطنجی نے تباہ کر دیا۔ بلکہ برعکس اُسکے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ جس صنف سخن میں کچھ کہتے ہیں اُسکے پورے پورے اہل معلوم ہوتے ہیں۔

ثنویات

سودا کی ثنویات اگرچہ ۲۴ ہیں اور یہ تعداد ایسی ہے کہ کوئی نقاد اسکو نظر انداز نہیں کھینکتا۔ جہان جہان اُنکے طبیعت کے دریائے زخار میں روانی پیدا ہوئی ہے وہاں اُنہوں نے نخیل کا طوفان بپا کر دیا ہے جس سے اُنکے قادر الکلامی کی توثیق ہوتی ہے مگر سچ پوچھیے تو وہ اُنکے قصائد کے سامنے کوئی بڑا درجہ نہیں رکھتیں۔ اور گلزارِ نسیم، یا میر حسن، شعلہ عشق، زہرِ عشق، ثنوی قلی وغیرہ کے مقابل میں نہیں لائی جاسکتیں اور یوں تو کمال کے کلام کا ایک ایک حصہ فادہ کا کمال ہی ہے پھر بھی انہوں نے بعض ثنویوں میں بڑے بڑے کمال دکھائے ہیں اور انکو اُنکے دامن کمال سے علیحدہ نہیں کہا جاسکتا۔

رباعیات

اصناف نظم میں رباغی کی صنف بھی ایک ممتاز اور بلند ترین درجہ رکھتی ہے۔ سبھل نہ سہی مگر پہلے لوگ جیسے غزل کے کہنے میں ہمارے حاصل کرتے تھے اسی طرح رباغیات کہنے میں بھی پوری پوری دست گاہ اور شوق بہم پہنچاتے تھے۔ علی الخصوص سودا کے زمانہ میں چنانچہ خواجہ میر درد کی رباغیان اسکی شاہد ہیں اسی لحاظ سے سودا کے یہاں انکا نہ پایا جانا کوئی معنی نہیں رکھتا اور گو ان رباغیات میں تجمیست یا سردیت نہیں ہے پھر بھی وہ بجائے خود بہت بڑی چیز ہیں جنہیں مرثیہ۔ ناصحانہ۔ فخریہ۔ عاشقانہ اور جو بھی قسم کی رباغیان شامل ہیں۔ اور بعض خصوصیت کے ساتھ قابل دید و داد ہیں۔

تضمین و گرہ بند

تضمین و گرہ بند میں سودا کو خاص ملکہ ہے۔ اور انھوں نے جو جو تضمین لکھی ہیں وہ بے مثل اور لاجواب ہیں۔

مرثیے اور سلام

مرثیے اور سلام کی ترقی دیکھ کر آزاد نے یہ لکھ دیا ہے کہ انکا ذکر کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ مگر میں نے سودا کے مرثیوں کو ایک ایک حرفت کر کے پڑھا مجھے تو ان کے ایک ایک مرثیہ سے عقیدت ہو گئی کیونکہ میں نے جہانگیر غور کیا انکے ہر مرثیہ سے خلوص کی بوا کر ہی ہے اور اسی خلوص نے ہر شعر ہر مصرع بلکہ ہر لفظ میں نشتر پوشیدہ کر لیے ہیں۔ وہ مسدس کی صورت میں، نہیں ہیں مگر اس سے کیا ہوتا ہے جیسے ہیں بہت خوب ہیں۔ مولانا آزاد نے دے دے الفاظ میں یہ بھی کہا ہے کہ ان کے یہاں اس صنف میں غلطیاں ہیں۔ مگر میں نے تو جیسا انکے دوسرے کلام کو پایا اسی طرح انکو بھی اسی انکار نہیں کہ غلطیوں سے پاک ہیں۔ مگر یہ ہے کہ جنکو آزاد نے غلطیاں کہا۔ اور جنہیں میں آج فرد گزشتہوں کے نام سے موسوم کروں وہ فرد گزشتہین نہیں بلکہ اس زمانہ میں اتنی چھان میں بھی نہ تھی اور اگر نہ تھی تو وہ ان غلطیوں کو غلطیاں نہ کہتے تھے۔

متفرقات

متفرقات کلام میں - دہرخت - لغزبات مناظر فطرت اخلاقیات وغیرہ بھی کو شامل سمجھے
مگر سب میں سودا کا کمال نظر آتا ہے - گردیوان فارسی کو میں کوئی درجہ نہیں دے سکتا آزاد مرحوم
نے اسے صاحب کا رنگ بتایا ہے مگر شاید یہ خیال وہم کی حد سے آگے نہیں بڑھتا - انکا فارسی
کلام نو مشقون سے زیادہ دقیق نہیں ہے - اور اس بارہ میں ہمیں مصحفی کے اس قول سے بالکل اتفاق
ہے - آخر آخر خیال شعر فارسی ہم پیدا کرو - مگر از ہم و عقلش این امر بعید بود کہ کرد - مگر ہر صورت یہ
بھی ایک کلام ہے - اور ان کے زور طبع کا نمونہ ہے - انھوں نے اس دیوان کی اکثر غزلیں لکھنؤ کے قیام کے
زمانے میں کہی تھیں - اور ردیف دار کر کے داخل دیوان اور دکر دی تھیں جبکہ مصحفی نے لکھا ہے
کہ یہ انھیں کی ایجاد ہے -

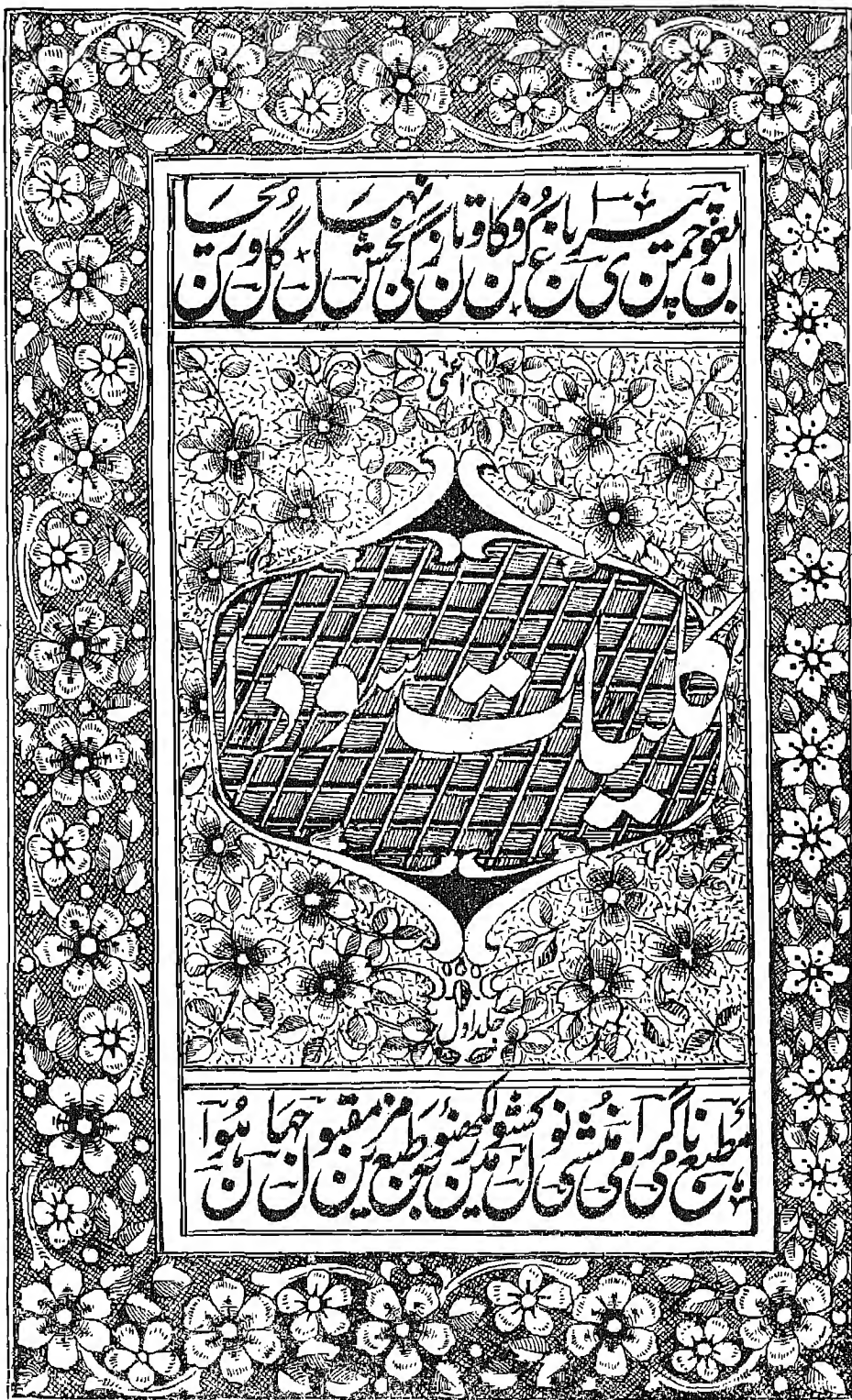
اس قدر وضاحت کے بعد یہ امر صاف ہو جاتا ہے کہ سودا ایک قادر الکلام مستند شاعر تھے اور
اپنے زمانے کے فنی تھے - انکا کلیات جہانک نامی معلوم ہے پہلے مطبع مصطفائی میں طبع ہوا
تھا - مگر وہ بہت زیادہ غلط ہے پھر بھی رطب یا بنفشہ در غیر خش کلام کا مجموعہ ہے - غالباً اوسکیو
دیکھ کر پہلی مرتبہ مطبع ہذا میں بھی طبع ہوا کیونکہ پہلا چھپا ہوا دیوان نہ صرف حرف بحرف اس سے
ملتا ہے بلکہ سائز کی حیثیت سے بھی اسی کے برابر ہے - البتہ بعد کو ضرورت کا اقتضا سمجھ کر کسی مصحح
نے حکماً یا بلا حکم اس میں سے وہ شعر نکال دیے جو خش اور قابل گرفت ہیں جس دیوان کی تصحیح کا
مجھے اتفاق ہوا وہ یہی نسخہ تھا جسکو ان کاٹوں سے پاک کر دیا گیا تھا -

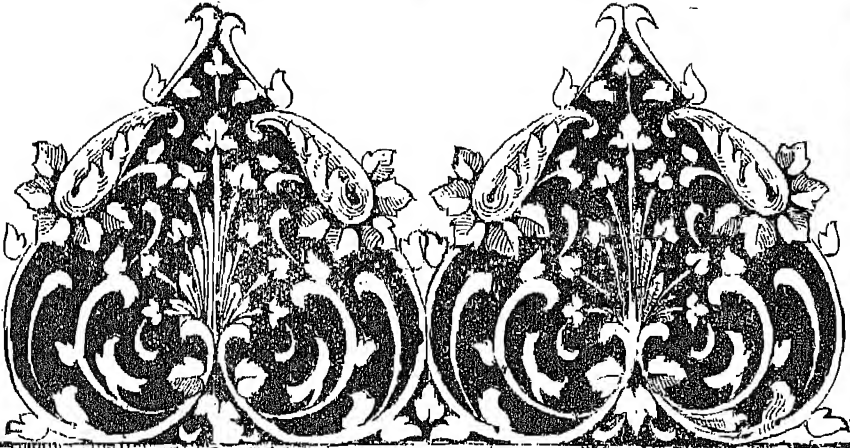
یون تو اب قلمی کتابیں بہت کم ملتی ہیں مگر بعض شعراء کا کلام تو بالکل ہی ناپید ہو گیا ہے
اور آج اگر ہم کوئی قلمی نسخہ انکا ملاش کرتے ہیں تو سینکڑوں دقتوں کے بعد پتہ چلتا ہے کہ فلان
صاحب کے پاس ہے اس کے بعد ان کے غز ہائے بیجا اٹھانا پڑتے ہیں - اور پھر بھی اکثر جگہ سے
انکار ہو جاتا ہے چنانچہ اسکی تصحیح کے وقت انہیں دقتوں سے دوچار ہونا پڑا - بعض صاحبوں
نے تو بالکل انکار ہی کر دیا مگر ہمت نہیں ہاری اور آخر دو نسخے قلمی - ایک مطبع مصطفائی کا مطبوعہ
ایک قدیم نسخہ کشمیری حاصل کر کے اسی سے اس نسخہ کی تصحیح کی گئی ہے - تمام نسخوں میں اختلاف
ہے اور اختلاف بھی بہت شدید - اسی لئے یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ جب کوئی چیز سمجھ گئی
ویسا ہی بنایا گیا - اور جو غلطی قدیم نسخوں میں بھی موجود تھی اسکو اسطرح چھوڑ دیا - اور سمجھ لیا گیا

کہ یہ صحت ہمارے نزدیک غلطی ہے ممکن ہے کہ خود سودا کے نزدیک صحیح ہو۔ اور یا ہم سمجھ سکے ہوں اور کوئی سمجھ لے۔

ترتیب کے لحاظ سے یہ موجودہ صورت بہتر ہے جو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اس طرح سے اب تک کہیں یہ کلیات طبع نہیں ہوا۔ اس سے یہ فائدہ ہوا کہ جو چیز آپ کو دھونڈنا ہو فوراً نکال سکتے ہیں اور ایک ہی قسم کا تمام مواد ایک جگہ جمع مل سکتا ہے ورق گردانی کی ضرورت نہیں ہے کتابت میں بھی خصوصیت کے ترجمہ ہوتی ہے۔ حاشیہ جو قدیم زمانے کا طریقہ تھا بالکل نکال لیا اسی لئے اسکی دو جلدیں کر دی گئیں کیونکہ ایک جلد بہت ضخیم ہو جاتی۔ بہر حال جس صورت میں یہ پیش کیا گیا ہے غالباً بہترین صورت ہے۔

عبدالباری آسی



	
<p>بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ</p>	
<p>ردیف الف</p>	
<p>مقدور نہیں اوسکی بجلی کے بیان کا برہے کوئین کے در دل سے اٹھائے نک دیکھ صنم خانہ عشق آن کے لے شیخ اس گلشن ہستی میں عجب دید ہے لیکن دکھلائیے لیجا کے نتھھے مھر کا بازار سودا جو کجھ گوش سے ہمت کے سنے تو</p>	<p>جون شمع سراپا ہوا اگر صرف زبان کا کھلتا ہے ابھی تل میں طلسمات جہان کا جون شمع حرم رنگ جھکتا ہے بتان کا جب چشم کھلی گل کی تو موسم ہے نگران کا لیکن نہیں خواہان کوئی دان جنس گرن کا مضمون یہی ہے جرن کی فتن کا</p>
<p>ہستی سے عدم تک نفس چند کی ہے راہ دنیا سے گزرنا سفر ایسا ہے کہ ان کا</p>	
<p>دلا دریائے رحمت قطرہ ہی آب محمد کا محمد علم کا گھر ہے علی اوسکا ہر دروازہ قد رعنا جب اپنا خم کیا بہر نماز اون نے زمین و آسمان ہوں کیوں نہ روشن ہو اسکے کہا پیر خمر دے موجب خم پشت گردون کا اداسکی زبان سے ہو سکے سکر اسکی نعمت کا</p>	<p>جو چاہے پاک ہو پیر و ہو اصحاب محمد کا علام اسکا ہو تو خر کلب ہو باب محمد کا ہوا اوسوقت مساجد کعبہ محراب محمد کا کہ ہے اک پر تو نور شید محتاب محمد کا یہ بختی بارکش رہتا ہے اسباب محمد کا دو عالم ریزہ چین حق نے کیا قباب محمد کا</p>

<p>ہوا ہے کیا کچھ اہل بیت پر سودا نہ دم مارا خدا بن کون ہے آگاہ آداب محمد کا</p>	
<p>ہر سنگ میں شرار ہے تیرے ظہور کا پڑھے درد حسن صبیح و صبح پر توڑ دن یہ آئینہ کہ ہم آغوش عکس ہر بکیں کوئی مرے توجھے اوسپہ دل مرا ہم تو قفس میں آن کے خاموش ہوئے</p>	<p>موسیٰ نہیں کہ سیر گردن کوہ طور کا جلوہ ہر ایک پر ہے محمد کے نور کا ہو دے نہ جھکو پاس جو تیرے حضور کا گو یا ہے یہ چراغ غربان کی گور کا اسے ہمسفر فائدہ ناحق کے شور کا</p>
<p>سودا کبھی نہ مانیو واعظ کی گفتگو آواز دہلی ہے خوش آئند دور کا</p>	
<p>ساقی سے کہہ کہ ہے شب ہفتاب جلوہ گر رنگ اڑتا ہے دیکھا اسکے تین لالہ خان کا جز جو ہری کیا جانے کوئی قدر جو اہر گانی دی مجھے اون نے دعا غیرے اسکو زکینہ اشک اپنے پہ حیران ہوں کہ دہن ہے نازداد اسکی میں سو طرح کا ہتیار سودا سے کہا کیوں تو ہو ایشی تارک</p>	<p>دسے بہم پوش ہو کے تو ساغر بلور کا کرتی ہے بہار اس کے توب کام خزان کا سمجھے ہے سخن رس ہی سخن میری زبان کا محرم نہیں نادان وہ اس شفاق نہان کا زکینہ نہ کسی رنگ سے ہو آب روان کا قاتل نہیں محتاج مراتب و سناں کا ہرین سبب ترک کی مشتاق بیت ان کا</p>
<p>سکر یہ کہا بار اٹھا یا نہیں جاتا ناطافتی شیعے اب ناز بیت ان کا</p>	
<p>کعبہ جاوے پوجتے اکب ہے چلن آگاہ کا کفر کی سیری بختی ہے نظیر شمع طہ عشق کی بھی منزلت کچھ کم خدائی سہین دزد اور ٹھگ ناز رہن حسن راہ عشق میں عشق وہ گھر ہے جہان ہفتاد دولت کو راہ کوہ گردی میں عجب عزت ہے عزت نشین سمعہ کہنا اسے سودا ہو بار کی عقل</p>	<p>اٹھ گیا جید صدمہ رتبہ ہے بیت اللہ کا پوچھن ہوں جس بت کو میں اک نور ہے اللہ کا ایک سا احوال یان بھی ہو گلد و شاہ کا لفد جان و دھنس دل کے دخل کیا نراہ کا تنگ جون دیر و حرم کب در ہوا اس گاہ کا یا زون پڑ کر خار ٹھلانا ہے جھکو راہ کا شمع کا عکس اس کے عارض پر کلف بیاہ کا</p>

<p>کس سے بیان کیجئے حال دل تباہ کا تجکوتری طلب ہو یا رنجکوار ہے چاہ غیر کی دین دل قرار و صبر عشق میں تیرے کھو چکے زمر مرہ پر رکھے ہو تو مرغ چین کے گوش دل حسن ترے کا اسے صنم ہے کہ وہ نہ نقیض آج وصل ہی ہو تو دل مرا غم کو کچھ پھوڑے حجر کے</p>	<p>سچھے وہی اسے جو ہوز خمی تری نگاہ کا اپنی نظریں یان نہیں طور کوئی تباہ کا جیتے جواب کی ہم بچے نام نہ لینے چاہ کا نالہ کبھی سنا تو کر اپنے بھی داد خواہ کا تیری ادا پہ شفیقتہ دل ہے گدا دشاہ کا یہ تو ہمیشہ ہے رفیق وصل ہے گاہ گاہ کا</p>
<p>سودا سنا ہے سینے یہ ادبہ ہوا تو مبتلا ریشک سے جسکے ہیرے داغ جگر پہ سیاہ کا</p>	
<p>بھٹنا ضرور کھر پہ ہے زلف سیاہ کا جلکر تو اسے پتنگ گرا پا سے شمع پر جون سایہ اس چین میں پھر امین تمام عمر تاراج چہیم ترک بتان کیوں نہویہ دل اسے آہ شعلہ بار ٹرا کیا کہوں اثر</p>	<p>روشن بے شرم شام نہ چہرہ ہواہ کا ہون داغ عذر دیکھکے تیرے گناہ کا شر سندہ پا نہیں مرا برگ گیاہ کا غارت کرے ہے ملک کو فرقہ سیاہ کا رتبہ رکھے نہ کوہ ترے آگے گاہ کا</p>
<p>حاضر ہے تیرے سامنے سودا اگر اسکو قتل مجرم یہ سب طرح سے ہے بریک نگاہ کا</p>	
<p>ہمارے نالہ سوزانے ہے یہ ڈھنگ آتش کا ہماری احتیاط اسے تین نظر ہے سطر مجھے دو دن فلک تین گھر میں کھلکے آگیاہی مشابہ یار کے توں سے اب کسکو تباہ نہیں دل نالان محزون کیسی گرمی ہو کہاں آئین فرنگی کوئی آب تیغ کے عہد سے براؤں وہ چوب کشتی لبکستہ ہوں اس بحر میں جسکا اگر تھا دلی پہ داغ عشق کوہ طور پر جا کر سمور و قائم و بنجا ہے ہر مایہ منہ کو ندے دل آتشیں خسار پہ سودا اتلا بک کو کر</p>	<p>کدے ذکر میں اڑتا ہے منہ سے رنگ آتش کا محاصرہ طرح رہتا ہے یار دنگ آتش کا سمندر سے زمین دیکھا کہ ہو دلتنگ آتش کا طرح بجلی کے میں دیکھا نہیں سر جگ آتش کا پاؤں ناہ لیل باندھنے گونگ آتش کا اگر باندھیں ہاڑا کر وہ روز جگ آتش کا ڈبانا عاری پانی کو جلانا ننگ آتش کا کیا کیوں ڈھونڈنے پر موی نے آہنگ آتش کا رکھیں ہیں آسرا غرابے لہج و لنگ آتش کا وہ شعلہ دیکھ کر میں ہو گیا چیت بنگ آتش کا</p>

<p>رطوبتِ دل سیر کی ہے گردابِ آتش کا جہنم سے ڈراتا کیا ہے میخواروں کو لے زلف نہ پہنچا میرے اشک گرم سے آسیدہ گان چمن میں ذکرِ گراویں حیرہ گلزار کا آدے</p>	<p>فسون عشق نے زہرہ کیا ہے آتش کا کہ چوب خشک سے بہتر نہیں کچھ بالِ آتش کا بہا خاشاک کے سایہ تلے سیلابِ آتش کا تو ہر بلبل ہو جون پروانہ پھر بیتابِ آتش کا</p>
<p>جلائی ہے جگر بن یار اتنا میخوری سودا پسے ہیں جام کو یا بزم میں جابِ آتش کا</p>	
<p>اسیری کی جولت سے پڑا دھبہ شنائی کا تماشا سے نوا دکھلاتی لے صبا دہریہ ہوا جاتی رہی وعدوں ہی میں شکستہ شنائی کے پیرائے چشم بیمار بتان موزوں سے موزوں ہے اکمالِ کفر ہے اسے شیخ ایسا کچھ کہ اس بے عجب قسمت ہماری ہو کہ جسکی شمع الفت سے</p>	<p>مزار و درمے دے ہوا رخصت ملی کا نگاہ سرمہ سامو جب ہے اپنی بنیادی کا جواب بھی سو ہو ملکہ تو جاڑا ہے دولانی کا جو ہر مصرع ہو میل سرمہ دیوان شغلی کا پرستش سے مرے پیدا کیا جلوہ خدائی کا چراغِ دل کیا روشن سو ہے دلِ آشنائی کا</p>
<p>عجب شائیکہ طالع ہیں کہ اس کے ہاتھ کی سودا بڑی ہے کوئی اس زلفت کی موجب رسائی کا</p>	
<p>گلا لکھوں میں اگر نیری برونائی کا زبان ہے شکر میں قاصر شکستہ بانی کے دماغ جھٹ گیا آخر ترانہ اے مزدور مرے سحود کی دیرو حرم سے گزری قدر کھو نہ پہنچ سکے دل سے تا زبان سخن دکھاؤ نگاہیں زباں اس آفت جان کو</p>	<p>اموین عسرق سفینہ ہوا آشنائی کا کہ جن نے دل سے مٹایا خلش رہائی کا جلانہ پشم سے کچھ بس تری خدائی کا رکھوں ہوں دعویٰ ترے در پہ جہ پستی کا اگر بیان کروں طالع کی نارسائی کا خلل دماغ میں سترے ہے پارسائی کا</p>
<p>طلب نہ چرخ سے کرناں راحت لے سودا پھرے ہے آپ دہ کا سہ لیے گدائی کا</p>	
<p>ڈردن ہوں نہ جافے شہر بندھ کر تار دے کا جو نہ کو راوس سے کرتا کوئی بخوار دینکا سبب اس چشم کا فر کے کیا ہر بار دینکا</p>	<p>نظر آتا ہے پھر آنکھوں میں کچھ اتار دے کا تو آتا ہے کہ چپ رہ کر اون سے آزار دینکا کہ باندھا صورت زنا را دے تار دینکا</p>

<p>نہ تھا کچھ کام چشم تر سے ناعق ملے خواب سے جوہن آتش نفس لہو اشک لہو موجب تر زمین کے خون جگر گرا شک گا ہے سخت دل یار د کرین پاک اسکو کبتک ہم کہ چشم زخم سایا روا مین اپنے حال پر ہنستا ہوں در نہ ہر گھڑی ظالم کھوسمین بات بن دئے نہیں کی اس پر اوں نے</p>	<p>کیا ہے شغل تین پیدا دل بیکار رو نیکا گلے میں پہنوں ہوں جون شمع ہر شبت رو نیکا کسو نے بھی کہیں دیکھا ہے یہ بستا رو نیکا رکھے ہے ڈھب ہمارا دیدہ خونبار رو نیکا محبت میں ترے سامان ہے کیا تیار رو نیکا نہ پوچھا یوں سبب کیا ہے ترے ہر بار رو نیکا</p>
---	--

نہ دھایا کوٹا گھر سیل نے مجھ اشک کے سودا
گواہ اب تک تو ہے میرے درد دیوار رو نیکا

<p>دل مرا بند گو سمجھے گا مجھسا دانا ہزار حیف کہ تو یہ زخود رفتہ اب حق اپنے مین بچنے کو آگ سے سمندر کو شفیع سے دور رہنے کو ہر چند مہ سے ٹھوٹے نہ ہونے کو نہ کن عشق میں گل کے بار مرغ چین یہ سمجھ لے تو اب سودا کا</p>	<p>پسند تیری نیکو سمجھے گا یہ سمجھا کہ وہ نہ سمجھے گا مرنے جینے کو دوسمجھے گا کچھ کفایت کر و نہ سمجھے گا کہو پردائے کو نہ سمجھے گا کوئی کہہ کہہ تھکو نہ سمجھے گا طوطی کچھ ہی بکو نہ سمجھے گا دل تری گفتگو نہ سمجھے گا</p>
--	--

حق کے سمجھائے سمجھے تو سمجھے
بترے سمجھائے تو نہ سمجھے گا

<p>شب کو جو چھپا مہ تو سحر کہنے لگا پہونچے نہ حلاوت کو کھو اسکی دہن کے اتنا نہ غم کر جو اٹھوں خواب مہ سے تو رشتہ عمر اپنی سے مانے جو مری بات کل میر چین کو جو گیا تھا طرف باغ پچھلے سے تودا من کے تین چار بھینچا جلوسے کو بہار دسکے کوئی پہونچ کر سودا</p>	<p>داغی یہ غلام آج مرار است سمجھا گا تفاد نے گوشتہ کو شیرینی مین پاگا یوں محشر یان بولین عجب فتنہ یہ جاگا ست حرص دہوا باندھ کہ بودا تری پاگا گلگشت کراد دھر سے جوین پھیر دہ لاگا اور سر و کھڑا ہو کے لگا رو سنے آگا کو لالہ دگل باغ میں سو باکرین پاگا</p>
--	--

<p>دامن صبا نہ چھو سکے جس شہسوار کا سوج نسیم آج ہے اکودہ گرد سے خون جگر شراب ترشح بہ چشم تر چشم کرم سے عاشق وحشی سیر ہو</p>	<p>ہونے کب اسکو ہاتھ ہمارے غبار کا دل خاک ہو گیا ہے کسی بیکار کا ساغر مرا اگر دہنیں ابر بہار کا الفت ہے دام آہوئے دل کے سکار کا</p>
<p>سودا شراب عشق نہ لیتے تھے ہم نہ بی آخر مزانہ پایاب اس کے خار کا</p>	
<p>جب خیال آتا ہے اس دہن تھے اطوار کا دیکھتا ہوں یار میں جب گھر میں تجلو جلوہ گر عاشقوں کو شیخ دین و کفر سے کیا کام ہے ٹک دکھائے اپنی ساتی چشم میگوں تو اسے بسکہ پوچھوں ہو میں اپنی چشم خون آلود کو آخذ اکیواسطے اس بالکین سے درگذر</p>	<p>سر نظر آتا نہیں دھڑکنے دو چار کا مہر کو وہاں حکم ہے خار سے دیوار کا دل نہیں وابستہ اپنا سیمہ وزنا ر کا مقتسب ہو جائے بندہ خانہ و خمار کا جامہ کا ہر ایک تختہ سیر ہے گلزار کا کل میں سودا یوں کہا دامن گسر یار کا</p>
<p>تند ہو بلا وہ بانکا چھوڑ دامن کرمے راست ہوتے بھی کہیں دیکھا ہے خم تلوار کا</p>	
<p>ٹوٹے تری نگہ سے اگر دل حساب کا دورخ مجھے قبول ہے اسے منکر و نکیر کہتا ہے آئینہ کہ سمجھ تر بیت کی قدر تھا کہلے دل کو کشمکش عشق کا دماغ زاہد بھی ہے نعمت حق جو ہے اکل و شرب غافل غصہ ہو کے کرم پر نظر نہ رکھ قطرہ گر تھا جو کہ مرے اشک گرم سے اسے برق کس طرح میں حیران ہوں تیرا</p>	<p>یانی بھی پھر سپین تو مزہا ہے شراب کا لیکن نہیں دماغ سوال و جواب کا جن نے کیا ہو سنگ کو ہمزنگ آب کا یار بے برا ہو دیدہ خانہ خراب کا لیکن عجب مزہا ہو شراب و کباب کا پتہ ہے شرار برق سے دامن سحاب کا دریا میں ہی ہونو پھیمولا حساب کا نفسہ ہے ٹھیکے ل کے مرے اضطراب کا</p>
<p>سودا نگاہ دیدہ تحقیق کے حضور جلوہ ہر ایک ذرہ میں ہے آفتاب کا</p>	
<p>جو چلن چلتے ہو تم کیا اس سے حاصل ہوگا</p>	<p>خون سے بہتوں کو غبار اس راہ کا گل ہوگا</p>

<p>کیوں نہ کہتے تھے دلاشیریں بیوں کو منہ دلاگ چاک پر تیرے جو پھر تاہیہ کو زہ اوی کلال شرح اپنی بیقراری کی لکھیں گے ہم اگر بان جفا و جور کا ہم تم نہ سمجھیں گے حساب صبر ہو کہہ کران جسکا تودہ عزم سفر سچ میں دنیا تو ہم چھوڑینگے لیکن ز اہدا کرے ہر گوش فہم عالم در نہ کہتی ہی ہمار زیادہ یک شبے نیلین بقدر جیرانی مری تجھ پہ گر خون دو عالم کا ہو دعویٰ بیگناہ شیخ کو لائے تھے سودا اسلئے ہم یار پاس سودہ اب چشم ٹھہرا ہے ہمارا یا نصیب</p>	<p>ایک دن تجھ کو یہ شہرت زہر قاتل ہوئیگا یہ کبھی ہم سے کسی سرگشتہ کا دل ہوئیگا نامہ بر اپنا پرورداء بسمل ہوئے گا دفتر محشر میں نسب باقی و فاضل ہوئیگا کر کے تجھ در سے سبک پہلو ہی منزل ہوئیگا چھوڑنا تیری طرح ڈاڑھی کا مشکل ہوئیگا جو گل آیا اس چین میں ایک ن گل ہوئیگا آئینہ تو صبح دم تیرے مقابل ہوئے گا بول اٹھے قاضی نہیں دعویٰ یہ باطل ہوئیگا ملج کو اسکے تفتن اس سے حاصل ہوئیگا تھا لکھا اپنا کہ ہم میں وہ بھی شامل ہوئیگا</p>
<p>ہم تودہ سمجھتے تھے دل میں پر زبانی نہ تھی یہ لگا لو ہوشہید دن رنج داخل ہوئے گا</p>	
<p>ملکے اویں بخو سے ایدل جب تور سوا ہوئیگا حق خدمت میں مری وعدہ کرو ہو قتل کا دیکھ کر تو ر مرے طفلی میں کتنا تھا ادب میں دل نازک کی کرتا تھا بغل میں پرورش گر یو نہیں گریا رہیگا میری مرگانہ شریک محو کو تیرے نہیں ہر دین و دنیا کی تلاش</p>	<p>نہد و بیان تجھ کو تب معلوم اوسکا ہوئیگا تسے تو ہو گا ہی کچھ اس سوا کیا ہوئیگا ایک دن مجنون صفت یہ سر بصری ہوئیگا محتسب کو ہو گا ان اس پاس شیشا ہوئیگا سو جھتا ہو ایک دن یہ قطرہ دریا ہوئے گا کھو چکا سب کچھ وہ جن نے تجھ کو پایا ہوئے گا</p>
<p>اب تو سودا کے تین پر و نصیحت کی نہیں الفت خوبان سے گور سوائے دنیا ہوئیگا</p>	
<p>ہر مژہ پر ہر ترے تخت دل اس بخور کا پوچھتے ہی پوچھتے گزری ہی مجھ کو رزشب آفتاب صبح محشر داغ پر دلے مرے کیا کر دن کا لیکے واعظ ہاتھ سے جو دیکھا جا</p>	<p>خون ہو سودا پر ثابت مری منصور کا چشم ہی یارب مری یا منہ کسی ناسور کا حکم رکھتا ہو طبیعو مرہم کا فور کا،، ہوں میں ساغر کش کی کی نہ گس محمود کا</p>

	<p>اگر قدر نسبت العنب کے دل ہے سودا کا بُرا زخم نے دل کے مذکھا مسخہ کبھی انگوڑ کا</p>	
<p>اگر لیلے جھکیان جوڑا کھلی تا ہے شیشے کا روپے کوئے کی قیمت میں بتا تا ہے شیشے کا کہ خون دل سے پینا منٹ بھاتا ہے شیشے کا زمین مت کہو کچھ منہ تو ہے کھلوتا ہے شیشے کا کبھی کوئی آن بیٹھے ہے جو دل تا ہے شیشے کا اگر جتنا شیخ کو مذکور اُنگھلاتا ہے شیشے کا</p>	<p>خجائے حال کس ساتی کو یاد آتا ہے شیشے کا مغان اس مہچہ کی مین پر کچھ جائز کا بندہ ہوں مشابہ کسی آنکھوں سے بڑی ہے شکل ساغر کی بیان بدستی شب بزم میں ساتی جو ہو جائے نہیں وہ صحبت میخانہ ہمیری سے ساتی کے سرین میں چکی اتنی لی یہ ذکر جام زاہر کے</p>	
	<p>خجائے یاد کر رہتا ہے کسے دل کے صدر پر کہیں مگر اچھ سودا کو نظر آتا ہے شیشے کا</p>	
<p>ساقیا بھیج کہ دل آب ہو ایشے کا محتسب تجھ کوں گردیو لگا شیشے کا اپنے منہ سے تو کھو منہ نہ لگا شیشے کا مجھ سوا کسے دیا خون بہا شیشے کا</p>	<p>قدروان بن ہے بہت حال بُرا شیشے کا ڈاہتا کیوں ہے عبث سیکڑہستان کو یار کیا جالیے کس کے یہ منہ لگتا ہے شیشہ ٹوٹا تو لیا دل کو دیت ساتی نے</p>	
	<p>ہمسری گردن محبوب سے رکھتا ہے وہ سودا اس واسطے گھونٹے ہے کلا شیشے کا</p>	
<p>لبونے اسکو لگائے تو اب شیشے کا خدا کرے کہ ہوتا نہ خواب شیشے کا جو شیشہ ٹوٹے تو کیجے جواب شیشے کا دہن تو بانہ لے ظالم شباب شیشے کا</p>	<p>لگے ہے جام جو منہ دل ہے آب شیشے کا کیا میں کام نہ کرنے کا رات ساتی سے عرض ہے دل شکنی کا بہت حال لے یار یہ گفتگو تو نہیں خوب بزم میں ساتی</p>	
	<p>ہوا ہے غم سے مراد لب آب لے سودا کہیں تو بزم میں ٹوٹا جواب شیشے کا</p>	
<p>عبث توڑیگا ساتی سر کوئی مجھ شیشے کا نہیں چلتا ہے میخاؤں سے کچھ مقدور شیشے کا نہ کر رنگ جفا سے تعجب نہ ل چر شیشے کا</p>	<p>تہی لانا مجالس میں نہیں دستور شیشے کا پڑ گردن لہو بیجا ہے ہن اک گھونٹ میں یاد لگے ہے دیکھ تو کس کے منہ پہ آئے مجلس میں</p>	

<p>زبس مجھ حال پچھتا ہے ساقی کی جدائی میں دلکست ہے در پہ ایڑے تل ہر ایک کے یا شک کرے ہے اشک جاری چشم سے فیت سجدی کے</p>	<p>نہ سمجھو بادہ ہے آتش سے دل معور شیشے کا کہ منہ پر سے کرے ہے بند یہ ناسور شیشے کا عبادت میں نہایت خوب ہے دستور شیشے کا</p>
<p>بطل ہے تم سے دعوا شاعر کو ہم سہری کا چہرہ ترا سا کب ہے سلطان خادری کا کلمہ پر یہ گو شوارہ موتی کا جلوہ گر ہے آئینہ خانہ میں وہ جو وقت آن بیٹھے جو خنوق لٹ پھونچن ہرگز کجے جانان</p>	<p>کہ ہر پرست رکھنا بھلا ہے دور شیشے کا</p>
<p>طالب ہیں سیم دزر کے خوبان ہند سودا احوال کون سمجھے عاشق کی بے زری کا</p>	
<p>نہ بار خاطر یہ دل ہے گل کا نہ ناز بردار گلستان کا بزرگ شبنم ہے خود سبکار سیر فرماے لامکان کا ہزار آب حیات چھوٹکین مسج اور خضر ملک لیکن اٹھے نہ محشر تک بھی پیارے شہید تیرے لب دہان کا چمن پر بار ہمال سے لب شرب ٹپکے تو کیا عجب ہے ہوا ہے روزا قبول ساقی جناب عالی میں بیسکشان کا بزرگ شبنم بآبے دانہ عبت ہے کرنا یہ ناز تجھ کو نہ خرمن گل رہے چمن میں نہ رخت اسباب غماح کا</p>	
<p>کرے کیون سودا دل پریشان عبت ہے طول مل جہا خیال لعل دراز کو یا تلاش ہے عبت جادوان کا</p>	
<p>تو ہی لے رات سن اب سو نکاس چھاتی کا کیونکہ وہ شوخ لکھی مجھ کو کتابت جن نے آہ کس طرح تری راہ میں گھیرن کہ کوئی یہ کہا شیخ نے شیطان سے کہ آہ میں مل</p>	<p>منہ دو ارج میں ہے ربط دیا بائی کا کھیل بھی خضر سے ہے چھوڑ دیا پانی کا سدرہ ہونہ سکے عبت علی جاتی کا اشامت ہو تو سودا سے خسر ابائی کا</p>

<p>کہا ان نے کہ ہے میری تو سادت اس میں لیک ہے خوف مجھے آپ کی بد ذاتی کا</p>	
<p>کھینچا نہ میں چمن میں آرام یک نفس کا کب عشق کی محبت یہ چاہتی ہے مجھ کو ہوں عند لب لیکن رہا ہوں اس چمن میں مجھ حیدر ناتوان کے احوال کو نہ پوچھو</p>	<p>صیاد میری گردن ہے خون اس میں کا ناقہ کے پانوں اور پر تڑپے پہل برس کا جس بیچ بسز ہونا ہے تنگ خار و خس کا مردم زنج سے ہوں مردور ہوں نفس کا</p>
<p>پرودانہ شمع رو پر کوئی نہ ہوئے سودا</p>	<p>شعلے کے گرد بھرنالک کام ہے کس کا</p>
<p>چمن ہے کیسے گرفت از لطف و کامل کا نفس کے پاس بجا کر کے نام لو گل کا کہو گزرنہ کیا خاک پر مرے ظالم فلک خوشی سے جو تو کچھ عوض کرے تو کون</p>	<p>کہ اس قدر ہے پریشان حال سنبھل کا ضرور کیا ہے کہ ناحق ہو خون لبیل کا میں ابتدا ہی سے کشتہ ہوں اس تغافل کا سواے غم کے ہے مایہ مرے تو گل کا</p>
<p>خبر شباب لے سودا کے حال کی پیارے نہیں ہے وقت مر جان یہ تامل کا</p>	
<p>جی مرا تجھے یہ کہتا ہے کہ ٹل جاؤنگا لطف لے اشک کے خون شمع گھلا جاتا ہوں چمن دینے کا نہیں زیر زمین بھی نالا قطرہ اشک نے ن پیارے میرے نظارے</p>	<p>ما تھڑ سے دلتے ترے اس میں کھجاؤنگا رحم اے آہ شر بار کہ جلاؤنگا سو تو بے کی نیند میں کرینا کشت لڑائی کا کیون خفا ہوتے ہو پلاسے زنجاروں کا</p>
<p>اس صیدیت سے تو مت بکو نکال باگھر سے میرسی صورت سے تو بیزار ہے ایسا تو دیکھ چھپر مت باد بھاری کہ میں جو نہت گل ساحل بحر جان پر ہوں کہ جان ہر مشک</p>	<p>تو نے آج ہی جا میں کون کھجاؤنگا شکل اس غم سے کوئی دن میں برباؤنگا پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکلیاؤنگا دوبابانی میں نہ تو آگ سے جل جاؤنگا</p>
<p>لے تھیں وہ جو ہے سودا کا قصہ ہر عود اوشی خدمت میں لیے میں یہ غزل جاؤنگا</p>	
<p>ہو یہ دیوانہ فرید اس زلف چھٹ کس ہر کا</p>	<p>سلسلہ بہتر ہے سودا کے لیے زنجیر کا</p>

<p>چاک ملتا ہے زبان شمع سے گھگھیر کا طح غنچہ کے کھلے جب تک نہ پیکان تیر کا لے جس حاصل کچھ اس فریاد بے تاثیر کا برہمن کے دل کی بھی کچھ فکر ہے تعمیر کا</p>	<p>ازخیم دل پاوے مرے سوز سخن سے الیتام گل مرے مشہد یہ کب بھیجے ہو وہ ابرکمان ایک دن تجھے سلگ لٹھکے نہ دیکھا کاروان توڑ کر تجھانے کو مسجد نبا کی تو نے شیخ</p>
<p>سیم وزر کے آگے سودا کچھ نہیں لٹا بھی خاک ہی رہنا بھلا تھا بلکہ اس السیر کا</p>	
<p>خدا جانے کہا اس آغاز کا انجام کیا ہوگا زیادہ مجھے کوئی سیکس ونا کا م کیا ہوگا بس اتنا ہی نہ مر پیسے کا زبرد م کیا ہوگا بھلا دیکھو تو پھر وہ ساتی کلفام کیا ہوگا جو میرا کفر ایسا ہے تو پھر اسلام کیا ہوگا جو دیو بیگا تو اے ساتی ہمیں بھی عالم کیا ہوگا</p>	<p>ترے خط آنے سے دلو مرے آرام کیا ہوگا اندر و تزیج لے خوبان کیسکو مجھ پر غرت میں رہا کرنے کو لین ہم منت صیاد ہی ظالم جو جبکی چشم گردش سے یہ بہوشی دو عالم کی مجھے مت دیر سے تکلیف کر کعبہ کی اسے زلام مگر لائق نہیں اس دور میں ہم بادہ خاری کے</p>
<p>کسی دیندار کا فکر کو خیال اتنا نہیں آتا سحر کیا ہو چکی سودا کی دل پیام کیا ہوگا</p>	
<p>اسیر ناتوان ہے یہ نہ دے زنجیر کا جھٹکا اٹھایا سر کو بالین سے تو پھر دیوار سے ٹپکا یہ دل جس سے ہے دیوانہ محبت کا نہ لٹکا اوڑیگا دھجیان ہو کر ترا دامن جو یاں اٹکا</p>	<p>نہ کھینچ اے شانہ ان زلفوں کو بیان سودا کا دل اٹکا صنم میں رات منکر کر کسی کے پانوں کا کھٹکا نہ آنکھوں میں تھے جاو نہ ہرگز سحر زلفوں میں پرے رہ برق خارا آشیان میرے کہتا ہوں</p>
<p>نواحی میں ترے کوچے کی ہے یہ حال سودا کا کہ جو چند آشیان مکہ کر کے بستی میں پھر ٹھہکا</p>	
<p>لیکن خبار یار کے دل سے نہ دھو سکا فتنہ نہ تیرے دور میں بھر نہیں ہو سکا پر حق قدر میں چاہوں تھا اتنا نہ رو سکا</p>	<p>اے دیدہ خانمان تو ہمارا ڈبوسکا تجھ حسن نے دیا نہ کچھ مفسد بچو چین، جو شمع تن ہوا شب جبرائیل نے فاشک</p>
<p>سودا قمار عشق میں شیریں سے کوہن بازی اگر چہ پا نہ سکا سسر تو کھو سکا</p>	

کس منہ سے پھر تو آپ کو کہتا ہے عشق بزار	اے رو سیاہ مجھے تو یہ بھی نہ ہو سکا
دل مت ٹپک نظر سے کہ پایا نجات لینگا	جون اشک پھر زمین سے اٹھایا نجات لینگا
رخصت باغبان کہ تک لک دی پھیلن چین	جاستے ہیں وہ ان جہانے پھر آیا نجات لینگا
کعبہ اگر چہ ٹوٹا تو کیا جائے غم ہے شیخ	کچھ قصر دل نہیں کہ بنایا نجات لینگا
آئینے فوج خط کے نہو دل کو ان مخلصی	بند ہوا ہے زلف کا یہ چھوٹا یا نجات لینگا
پہو پھینگے اس چین میں نہ ہم داد کو کبھی	جون گل یہ چاک حبیب سلایا نجات لینگا
آویگا وہ چین میں نہ اے ابر حب تلک	بانی گلون کے منہ میں چرایا نجات لینگا
تیغ جنائے یار سے دل سر نہ پھیرو	پھر منہ وفا کو ہمسے دکھایا نجات لینگا
زاہر گلے سے ستونکے باز آئیگا نہیں	تا نیست کدہ میں لاسکے چھکایا نجات لینگا
عمامہ کو اتار کے پڑھیو نماز شیخ	سجدے سے ورنہ سر کو اٹھایا نجات لینگا
ظالم میں کہہ رہا کہ تو اس خونے درگزر	سعد کا قتل ہے یہ چھپایا نجات لینگا
دامان داغ تیغ جو دھویا تو کیسا ہوا	
عالم کے دل سے داغ ستایا نجات لینگا	
ہوا ہے یار کو یہ استیقا آئینہ کا	ز شام تا بحسرت ہے فراق آئینہ کا
ہوا ہون اس قدر بنا کی شکل سے بیزار	کہ دیکھنا مجھے ہوتا ہے شاق آئینہ کا
تھارے چہرے کو دیکھا ہے جنت خوابانے	کیا ہے دید مقدر طلاق آئینہ کا
رہی ہے خانہ چشم اپنے کی شکل اس بن	کہ جیسے آب سے پڑے رواق آئینہ کا
سوائے یار کی صورت نظر نہ آتا کچھ	ہمیں جو دید ہوا القفا آئینہ کا
دود چار ہوتے ہی کچھ کر دیا اسے معذور	مرے تو دلیم ہے روشن نفاق آئینہ کا
زیادہ اس سے نہیں کوئی عیب کو سوا	
سمجھ میں اپنے جو آیا مذاق آئینہ کا	
کر میں شمار ہم دل کے یار داغون کا	تو آ کہ سیر کر میں آج اپنے باغون کا
ہمارے خانہ دل کو ہے روشنی سے کیا	سوائے داغ نہیں دخل مان چراغون کا
ابھی تو بزم میں آئے ہیں تیرے لئے ساقی	کوئی دنوں تو فرہ لینے دے آیا غون کا
گیامیں گھر سے ترے اور آہیں ہیں رقیب	مکان مرغ میں شان ہے زاغون کا

	سنی ہے سنے کا سودا سے قصدت کرایا اٹھا سکے گا تو کب ناز بید یا غون کا	
<p>میرے سخن کو فہم کے یوں فہیم کا میخانے میں ازل کے مرے دل سے زار ہوا غنجہ کو دل کے یوں ہے دم مرے شگفت عالم کو مار رکھا ہے تین بافتہ و دوتا جس سے ملے تو پہلے ہی مل اسکی جنب سے مٹھرا نہ گالیوں سے تری کوئی بواہوس واسوخت دل مرے جو پوچھے ہے بخشین پوکر نے کو کہا ہے ریا عین طبیب نے کھینچے ہے کہ سو سے سخن کہ سوتے تار پینے اگر لباس گدا کی حسرت پریش</p>	<p>قیمت شکن سدا ہے یہ دریم کا دھویا ہے نقش ساقی نے امید و بیم کا شرمندہ اس چین میں نہیں میں نسیم کا زاہد یہ کاٹ ہے تری تیج دو نیم کا وان ادسکی وضع پر ہے و تیرہ ندیم کا اک میں ہی رنگیا ہون دعا گو قدیم کا دروازہ کس کے منہ پہ میں کھو لوں قیم کا ضعف مزاج دیکھ کے تیرے تقیم کا دامن نسیم زلف کے تیرے نسیم کا برجی بدن پہ اس کے روان ہو گلیم کا</p>	
	سودا یقین گرا اسکا دم فقر ہے غلط بالبدہ ہو وے جو کوئی ناز و نسیم کا	
<p>کیونکر ہو باغ جانا اس میں زنا نش کا اسے برق چشم کے مست یکم دل جلو کو آنکھوں کی اسکی مرگاں یوں دلپسند ہی بن پیکان جو تن میں لکھتے ہے سو علاج اسکا ساقی پہنچ کہ نہج بن یوں جسم و جان جو میرا سج تیغ کی کمر میں دسکے کرے ہے پرشے کیا جانے کس طرح کا تو سنگدل ہے ورنہ آگے بھی خوبصورت اکثر ہوے نوکیلے</p>	<p>وان سرور میں نہیں ہے آداب نش کا اک آہ میں آڑا دین شعلہ تری پیش کا گردہ پر صفت سپہ کو چون قصد ہو پرش کا کانٹے کا پربرہ کے چارہ نہیں خلش کا لبریز چون پیالہ اور ہاتھ مر نش کا ملے واسے جسدن اس کے ہوا امتحان پرش کا یان رشتہ محبت ہے کوہ کی کشش کا ان سب کے بانگین ہے اسکا سنی روش کا</p>	
	باشن کر و عروسے سودا کو گالیان دو قربان ہوں آپ کی میں سن ادلو پرش کا	
<p>بجوش طوفان دیر نہ خاک سے کیا کیا ہوا</p>	<p>دیکھ لے دیا میں مشت خاک سے کیا کیا ہوا</p>	

جو تجھے دیکھے کہ حور و ملک شمس و قمر خواہش دل کا اداے بخش سوانداز ساقی پر تخیل شہرہ آفاق جلوہ حسن کا فتیس اور فراد و واسق پر جو گدرا سوسنا جوشش ریاسے خون ہنگامہ شور و فغان	حسن تیرا دور تر اور اک سے کیا کیا ہوا اسکے صیاد بے فتر اک سے کیا کیا ہوا عشق بازوں کی نگاہ پاک سے کیا کیا ہوا مجھ پہ دیکھو اُس بہت بیباک سے کیا کیا ہوا ویدہ تر سینہ صد چاک سے کیا کیا ہوا
دو سا غم تھا ابھی یا ہے ابھی چشم پر آب دیکھ سودا اگر دش افلاک سے کیا کیا ہوا	
کہوں کیونکر بہت رعنما مراد و بشر بٹھرا نہ آنکھوں میں تھا اشک و نہ سینہ میں جگر بٹھرا عبثت تو گھر بنا تا ہے مری آنکھوں میں لے پیار کہوں کیا انقلاب اس وقت میں یار و زماں کا عجب کیا جو آہ آتشین دے مرے بٹھرا یہ وہ مالہ ہے جو آہن دلو کو بوم کرتا بٹھرا کہیں بھی تم دیکھا ہے یار و آشنائی میں	کہ جسکے نور کے سایہ سے شمس و قمر بٹھرا مکھتے ہو گیا وہ لعل وہ سلک گھر بٹھرا کسی نے آج تک دیکھا نہیں بانی پس بٹھرا جسے سب عیب سمجھتے تھے وہ نظر میں بٹھرا ہوا باہر چر شعلہ تنگ سے ظاہر شر بٹھرا نکی تاخیر اُس ظالم کے لین بے اثر بٹھرا سمجھتے تھے جسے ہم انفع سوچی کا ضرر بٹھرا
اشارہ کیے بولا نیسے ہوا رسوا ہے یہ سودا قیامت اس پہ آوے گی جو تیرے قول بٹھرا	
قتل سے میرے عبث قاتل بھرا خاک ہے یہ عاشقوں کی لے کلال آٹھ گیا دل کا مرے اب اعتبار دیکھتے ہی خطا چلا یوں شاہ حسن	اُسے منہ پھیرا ہمارا دل بھرا چاک پر اپنے نہ تو یہ گل بھرا یہ تو خیال سے جہاں کے گل بھرا جسطرح معذور ہو حال بھرا
بیٹھ رہ سودا تسلی دل کو دے در بدر منت سے کیا حاصل بھرا	
زخم کا دے لکے تو تازہ ہے انکور سدا جسکی ہم تیغ نگہ سے لٹے ٹھائل یا رب ہے انہیں شوق کسی دل کے لو پیسے کا	جاری رہتا ہے مری چشم کا ناسور سدا چشم زخم اُس سے زماں کا ہے دور سدا دیکھتا ہوں میں تری آنکھوں کو چھوڑ سدا

<p>خون دل سے تو مر جام ہے معمور سدا سنگ رہ سے تے نکلے شر رطور سدا شمع تک گور ہماری سے جلی دور سدا</p>	<p>گو نہ دے شیشہ گردون ے گل رنگ مجھے یار کی دیکھے تجلی جو تو موسیٰ کی طرح ایک شب کوئی دلسوز نہ رویا اسپر</p>
	<p>دوستو سنتے ہو سودا کا خدا حافظ ہے عشق کے ہاتھ سے رہتا ہے یہ رنجور سدا</p>
<p>الہی ان لے اب داڑھی سوا کس چین کو چھوڑا لیکھتا ہے پڑا تو لکھو لون پکھتا ہے جون بھوڑا چمن بین آہ کلچین نے یہ کس بلبل کا دل توڑا کہ مثل شمع رشتہ عمر کا ہر سر آن ہے تھوڑا بہر گے کیا توقع ہے جو اتنے ہی بین ٹھہ موڑا</p>	<p>پھرے سے شمع یہ کہتا کہ پرینیا سے ٹھہ موڑا طلبش نے اندون دلی نئی صورت نکالی ہے صبا سے ہر سحر مہ کو لہو کی باس آتی ہے بہت بچا ہے رہنا سرکشی سے نرم ہستی میں طلب میں ایک ہی ہوس کے تم کینا لگے ہوسے</p>
	<p>نہ مل کم ظرف سے ہرگز بقول آبرو سودا کسے برداشت ہے ناحق اٹھا دے کون بھولا</p>
<p>بلا گشان محبت پہ جو ہوا سو ہوا مرے لہو کو تو دا من سے دھو ہوا سو ہوا کوئی سیو کوئی مرہم کرو ہوا سو ہوا یہ کون ذکر ہے جانے بھی ڈو ہوا سو ہوا نہو گا پھر کھو اے تند خو ہوا سو ہوا نہ بھوٹ بھوٹ کے اتنا بہو ہوا سو ہوا</p>	<p>جو گزری ٹھہرت اس سے کہو ہوا سو ہوا مبارا ہو کوئی ظالم ترا گریبان گیر پہوچ چکا ہے سر زخم دل تلک یارو کے ہے سکے مری سرگزشت وہ بیرحم خدا کیواسطے آدر گزر گئے سے مرے یہ کون حال ہے احوال دلیہ لے آنکھو</p>
	<p>دیا اسے دل و دین اب یہ جان ہو سودا پھر آگے دیکھیے جو ہو سو ہوا سو ہوا</p>
<p>نکھنے اسے دیدہ گریبان نہوا تھا سو ہوا قدرت حق سے نمایان نہوا تھا سو ہوا ہوچ زن تا جریسان نہوا تھا سو ہوا کبھی خود دل کہ بریشان نہوا تھا سو ہوا روشن ملک شلیمان نہوا تھا سو ہوا</p>	<p>اب تلک اشک کا طوفان نہوا تھا سو ہوا جن نے دیکھا ترا کھڑا کہا سبحان اللہ خون دل چشم سے بہتا تھا مرے دامن تک قابل شانہ ہوئی زلف بڑی جسد نے خون کی خوبی تر سے عارض یہ کہتی ہو کہ ہو</p>

دل غم چھ عشق کا چھکے ہے مرے دل کے پیچ	مہر زہین درخشان نہوا تھا سو ہوا
ابر مرزا گان کے تصدق سے تھے لے سودا	سبز و خرم جو بیا بان نہوا تھا سو ہوا
<p>کہاں نطق فصیح از طبع نہا ہوا رہا پیدا سخن بے غیر کا ہے جو نہ ہوا دلی سے ہی دل احسن سے مستامید رکھنا غم معنی کی نہ طبع بہر سے سرزد کھو ہون معنی رنگین، سخن کو زاد طبع سخنور کہتے ہیں ادسکا خدا دیوے پسر تو قابل تحسین ہے ورنہ کلام بے ناک کی سوراگیزی ہے ایسی کچھ اگر ملک عراق کا چہ خر سو بار ہو آفرے</p>	<p>فغان ز غم سے طوطی کی کب گفتار ہو پیدا جواب کیا نہیں جس در شہوار ہو پیدا ہما بیضہ سے کیو نکو لوم کے لے یا ہو پیدا جہان میں خشم تھوڑے کب گلزار ہو پیدا زبان پر بخوبی چاہیے اذکار ہو پیدا پدر ہو مورد نفرت میں جو نہا ہوا رہا پیدا زمین بولی گاہ خلق میں جہن کھار ہو پیدا عراق کی پراسمین کا ہیکہ و رفتار ہو پیدا</p>
مخاطب سکوی کرتے ہیں ارباب سخن سودا	کہ جسمین کچھ بھی عقل و ہوش کا آثار ہو پیدا
<p>دل اپنا چاہتا ہے وہ جنون از غیب ہو پیدا ارادہ عشق سے چھڑکا ہے فکر کفن مست کہ غنیمت جانتے ہیں ہم تو ایام شباب اسکا</p>	<p>کہ شکل صبح اسے ناصح ز تار حبیب پیدا جہان یہ رزم ہو ادواج اصل ریب ہو پیدا وہ ہنسکی قدرت ب سمجھ گیا جسم شریف پیدا</p>
ہنس رہے کہ چہ فن شاعری آفاق ہیں سودا	اگر نادان کو ہوئے تھے تو اس میں عیب پیدا
<p>بچھ قید سے دل ہو کر آزاد بہت رویا تصویر مری بچھ بن بانی نے جو کھینچی تھی نالہ نے ترے بلبل غم جہنم نہ کی گل کی جو نین پڑی ہیں بہتیں کچھ این گلستان میں آئینہ جو پانی میں ہے عرق یہ باعث ہر</p>	<p>لذت کو اسیری کی کر یاد بہت رویا انداز سمجھ اسکا بہت یاد بہت رویا فریاد مری بہت صیغہ بہت رویا بچھ قد سے بچھ ہو کر شمشاد بہت رویا بچھ سخت دلی آگے فولا د بہت رویا</p>
سودا سے یہ پوچھا میں نے میں بھی کیوں	وہ کر کے بیان اپنا رواد بہت رویا

<p>ترکش اولینڈ سینہ عالم کا چھان مارا آتے سمجھے جو دکھا تیر و کمان اٹھا کر زندان و لب پہ سادے تھا پنجان میں لیکن کہتے ہیں عشق جب کو مست پوچھ ہو وہ کیا ہی پیوند ہو زمین کا یا رب شستا ناصح مہمان جو کوئی آہا گھر آسمان مہنی کے نالہ سے لکے دل کے مانا پڑی تھی ظالم سونے سے رات کو رٹ آن سنہ لی اور لہنی</p>	<p>مژگان کے بان نے تو اجن کا بان مارا کہنے لگا کہ یار دور کیو دھیان ہمارا مستی دو اٹھلی ملکر کھسا یا جو پان مارا اک زہر ہے کہ جن نے پیر و جوان مارا سی سی مرا گریبان ان نے توجان مارا دودن کھلا کے روٹی اسکو ندان مارا فریاد نے جس کے کیا کاروان مارا آہ و فغان نے برہم سارا جہان مارا</p>
<p>سودا کو بات کرتے تھے کھونہ دیکھا کہ کس گنہ پہ تو نے وہ بے زبان مارا</p>	
<p>ساقی ہماری تو بہ تجھے ہے کیوں گوارا کیا رہی چھکا دے ساقی کہ فصل گل کو چین میں صبح جب اس جنگجو کا نام لیا کمال بندگی عشق ہے خداوند می چنی ہو شاخ سے جو گل پہ لہے سرخ بسان طائر زنگ خاقدم لے کر سرشک چشم نہ تھا میں کہ لے نکلتے معاش اہل چین جاے رشک ہے سودا کسی کا انہیں سے محسوس ہے نہ دالی روم کہیں نہ واسطے منصب کے ہیں یہ مجرائی کبھو میں انکو نہ دیکھا تماش دنیائیں</p>	<p>منت نہیں تو ظالم ترغیب یا اشارا عرصہ کہاں کہ دے تین سانہ ہین دبارا صبا نے تیغ کا آب روان سے کام لیا کہ ایک زن نے نہ مصر سا غلام لیا میں تیرے ہاتھ سے ساقی سے سب فام لیا ہر ایک کبک نے پیالے ترا خرام لیا نظر سے خلق کے گرتے نہ جگو مقام لیا کہ زندگی کا انھوں نے مزا تمام لیا حسد کیونہ او سپر کہ جن نے شام لیا سلام کر کے کسو سے نہ لاکھ دام لیا کبھو نہ فکر تردد سے کوئی کام لیا</p>
<p>ادھر شرور ہو اصبح فتنہ بکسل ادھر بہار سے ہر ایک گل نے جام لیا</p>	
<p>تائیر عشق نے مزہ درد کھو دیا</p>	<p>اُن نے ندان دیکھ مراحاں رو دیا</p>

<p>لسخہ ترے مریض کا سنے کو جو دیا بوسہ کا وعدہ اُس نے کر دیا جو دے ہے ملنے کی دخت زر کی تو کھائی تھی میں قسم تالچ و تاخت فوج کی خط کی کہوں ہو کیا دیکھا میں جب گلہ میں ترے دست غیر بوسہ کے ذائقہ کو نہیں شہد دہم مین فراق</p>	<p>دیکھ ان سے حرف حرف کو رو رو دیا کیوں باتیں بان بناتے ہو تم بس چلو دیا زاہد نے بیچ بڑکے اسے پھر ملو دیا پلیمین اٹھا کے ملک دلوں کا بلو دیا سارنگہ میں لشک کا دا نہ پرو دیا ہم لی گئے اسے ہمیں قسمت نے چھو دیا</p>
<p>سودا ہے بے غلش یہ زخود رفتگی کی راہ اکاٹھا نہ پامین اُسکے فلک نے چھو دیا</p>	
<p>اگر ہوں سیر جب سے باغ جہان بنایا اک نام تو سنا ہے دیکھا نہیں کس نے جتنے میں غروب و یان سب لستان میں لیکن جنس دوم کو اول بزاز کھولت ہے صدقے میں تیرے یارب ہمو کو کر کے پیدا دیو حرم کو دیکھتا اللہ ری فضولی تو مت بگاڑا سکو اے باغبان کہ ہم نے عالم کا قمری آس ہے طوق بندگی کا</p>	<p>ایکا جانے گل خدانے تجھسا کہاں بنایا حق نے نشان عنقا تیرے اداں بنایا اللہ نے تجھی کو اک جانستان بنایا یوسف سے تو بہا میں تجھ کو گراں بنایا گلے کا آپ کو تین اک پاسبان بنایا یہ کیا ضرورت تھا جبل کا مکان بنایا نزدیک آتش گل آپ آشیان بنایا قامت کو تیرے جیسے ستر طان بنایا</p>
<p>اکثر نشان بنے ہیں عالم میں نام خاطر تو نے سخن کو سودا اپنا نشان بنایا</p>	
<p>صد مہ ہر چند ترے جور سے جان پر آیا راست کی شون کی تفت آہ سے درم کش موسم خیب میں بیفائدہ ہے لشاب دل پر خون کو مرے غنچہ تصویر کی طرح چشمہ انجم پہ نہیں ابر سے وہ درو سیاہ رات کو دیکھ کے لے ماہ تجھے غیر کے ساتھ</p>	<p>تسہ شکوہ نہ بھی سیری زبان پر آیا تیرھے تا نہیں جو وقت نشان پر آیا کب فرد پرے ہے جو غل خزان پر آیا لب داشتہ نہ بھی راز نہان پر آیا جو مرے دیدہ خون ناب جکان پر آیا طعنہ زن دل کا مرے گل کی کتان پر آیا</p>
<p>ہو کے دستا دوستان سخن میں سودا</p>	<p>ستر کے قاعدہ دانان جہان پر آیا</p>

<p>پایا وہ ہم اس باغ میں جو کام نہ آیا اے زمزمہ پرداز چمن نالہ لہارا گو شکل کمان خانہ گردون ہر نقش آراستہ جو بزم ہوئی دور فلک میں بستان تو پیرا بادہ اقسام ہے لیکن چیری بھی جوانی وہ تھی ناصح کہ تھا زور میں تنگ ہوں اتنا کہ پیرا در بستر کے ہے رنگ تماشائے جہان صورت خورشید ہر عید مرنے کیا قصد کہ دیکھے ہے طرفہ تمنا کہ رہوں لب بلبا سکے تیشہ سے بھی تھا کام بڑا ناخن غم کا آفات ہی اے چرخ اٹھا جانی ہے تو نے تجھ میں جو گیا باغ میں سیر آب روان کو اسکا تو لگہ کیا ہے کہ بستان جہان میں</p>	<p>کچھ اپنے تئیں جز فخر حشام نہ آیا وہ مرغ نہ سمجھے جو نہ دام نہ آیا پراسمین نظر گوشہ آرام نہ آیا وان جام بجز گردش آیام نہ آیا سایہ میں کسو خسل کے آرام نہ آیا قاضی کا ترے واسطے اعلام نہ آیا لب پر کچھ مجلس میں مرا نام نہ آیا جو صبح کو دیکھا وہ نظر شام نہ آیا لیکن وہ کبھوتا بلب با م نہ آیا جس سے کہ کبھو بوسہ پہنچا م نہ آیا فرہاد تجھے ہے وہ سراخام نہ آیا ظالم کسی کرتے کو تجھے تھا م نہ آیا پھر تیغ کا خاطر میں مرے کام نہ آیا تجھ تک قح بادہ کلفام نہ آیا</p>
--	---

یون مٹھ نہ دھواے صبح کے آگے مرے سودا
جون لالہ برا زخون جسگر جام نہ آیا

<p>نور اخذ نہ کرنے میں دل کا میں گنوا یا جلوے ترے ہم ہیں صنم بزم جہان میں کام آب کا لے خاک سے بھی روشنی طبع جو خاک نشین ہیں نہ اونھیں سمجھو کم قدر ہے حسن میں یہ فیض کہ صحبت میں بتائے صباغ خرابات جہان میں ہوں کہ جتنے کچھ کہہ سے خاطر میں نہ لایا ہمیں کوئی میں نگ ہوں اتنا کہ قبیلہ میں سے کوئی روئے نے کیا حال دل اس شوخ پوچھو</p>	<p>جون آئینہ جو ہر نے نہ سمجھے عیب لگایا گر شمع نہوے تو شب تار ہے سایا آئینہ نے مٹھ گرد سے بھر عمر دھولایا وہ دانہ ہے خرمن جسے مائی میں رلایا بدخلق جسے کہتے ہیں سونا ز کہا یا نام اپنے بزرگون کا خم مے میں ڈبایا رتبہ کسی خاطر میں ہمارا نہ سما یا میراث کے بھی لینے کو وارث نہ کہا یا سودا نے دیا عشق کا پانی سے جلایا</p>
--	--

<p>جام خالی سے جو ساقی نے مجھے ڈھنکایا پڑا دریا پہ جو اس زلف سیہ کا سایا میں بندھتا رنگہ کا ہی قفس میں آیا لیلۃ القدر تھی یار و جو شب وصل تو کیا سمجھے تھا میں خطِ راہِ محبتِ ناصح یہ تو دوجہیز سے خالی نہیں لے شکہا ہمسری کی مہ نوئے جو ترے ابر سے مت کرا عماض خط آنے پہ کہ فیاض رات جو رند ہوئے شیخ سے عا مس طلب گر چہ رویا میں اتنے غم میں بہت سالیکن خون کے ہر قطرے کہتا تھا یہی نخت جگر معنی خامہ زبان کا جو مرے رنگین ہے</p>	<p>میں کہا کتنے صاحب مجھے میں بھر پایا کاٹا کالے کا بھی دیکھا ہے نہ یوں لہرایا دام صیاد تر خاک نہ میں نہ بچھوایا آخر اس شبے مجھے روز سیہ دکھلایا میری تفصیر نہیں دل نے مجھے بہکایا داغ تجھ عشق کا لالہ کے بے باکل کھلایا بدر کر چرخ نے چہرے سے اُسے گھٹوایا ناز بردار دھو تیرے خطِ رخصت لایا شیخ نے کام بزرگی کے تئیں فرمایا اپنے رونے کا اٹھے رات تسلسل بھایا تو مڑہ تک بھی نہ پہنچا کہ میں یہ آیا حسنِ در و نکلی میں بندش میں نہ اُسکے پایا</p>
<p>بے تصنع سمجھے کتا ہوں یقین کر سودا گل جہا شاخ سے جسدِ م کہ ہوا مچھلایا</p>	
<p>آنکھوں نے اشک جتنا آتا تھا شب نہ آیا ہے داد خواہ لبِ لبس اس جنگجو پہ یار و عارض سے چہرہ ہو کر اس سے ہوا ہوسوا ہوتے جو غیر کے میں دارد ہوا گھر اُسکے جس مہچے سے پیالہ پیتے نہ تھے ہم اُن نے روز و کے حال ل کاروشن کیا ہوا سپر دل نقد جان تک اسکو چاہے تھا میں خرمن صبح شب ملاقات ایسی ستم تھی یار و عاشق نہیں وہ جبکا ناصح کیسے گریبان اب وغرغہ نہیں ہے کچھ سبیل حادثہ کا کہتا پھرے ہے ناصح شیخی کی راہ یار و</p>	<p>زخم جگر نے یار و پانی مگر چہرہ آیا تیغ لکھ سے جسکے لو ہو میں گل نہایا لالہ نے خاندان کو داغ اپنا کیا لگایا پت رہی کہ اُن نے آنکھوں میں ہی دھرایا دھبے کی کھڑی میں پانی ہنسن پلایا آنکھوں نے آہ سیرا پانی سے گھر جلا یا قیمت پہ بک نگہ کے پھر آپ ہے بچایا جسکے سبیدہ دم نے روز سیہ دکھلایا سینے کے زخم پر بھی اٹا نکا ہیان دلایا اپنا تو گھر عزیز دیک چاہ تے دوبا یا اس ہوفا کا ملنا سودا کا میں چھوڑا یا</p>

محبوب ہو پھر اسکو میں نے نہ منہ دکھایا	ملنا چھوڑا یا مجھ سے دوری کی زندگی نے
<p>نعرہ حق سرہ فتری نے بھر کر جی دیا خضر نے حیران ہوا بے ندگانی کیوں بیا کب کسی عاشق کے زخم دل کو عیسیٰ نے سیا مرگ تھی اک طرح کی جو رات میں تجھ بن گیا وہ کبوتر بھی اوڑھ لے میں نہیں کہتا بیا اس طلافی رنگ سا کب ہو ملائے کیمیا اب تک شکل تو پڑنا ہے نقش بوری یا اپنی میں جی کی خوشی کو نقد دل دیکر لیا کیا کہوں سودا جو رندوں نے سلوک لئے کیا ہین زخم اور لیا یا از قلیس انبیا کوئی کہتا تھا کہ وہ نکھوٹیں اپنے طوطیا وہ مقدس صورت اور ایسے بزرگ ہیرا</p>	<p>باغ میں جہدم خرام اس سر قامت کیا عشق میں خون جگر کھانلی گزرت نہ تھی سوزن درشتہ کی بزمانی توی پر کیا حصول صبح کو جیتا تو نکلا گھر سے میں پر کیا کہوں گھر سے بلوانا تو کیسو محبو جانے دیکھ کر غش میں آ جاوے ہوس دیکھ وہ ہر اگر گلے مائی میں کیا کیا جامہ زیب اس گلے پہ جا کے بازار تہان جو رد و جفا اب ناصحا کوئی بیخانہ سے ناگہ شام کو گزرے جو شیخ کہ سلام انکو کہا جلدی سے لو یا رو قدم کوئی بولے تھا تو منہ سے اٹھوئی خاک یا آخر کار ادب کیا دیکھتا ہوں رات کو</p>
ٹھوٹے نے جاتے ہیں پیچھے پیچھے عامہ کو آپ	اک مرید آگے چلا جاتا ہے دکھلاتا دیا
<p>نثار میوہ سے ہر نخل زیر بار آیا ہر ایک تاک کو گلشن میں برگ بار آیا کہا نہ تم نے میان بہکو اعتبار آیا جو اپنے دل پہ کسی شکل سے غبار آیا ہمیشہ گریہ کنان ابر زار زار آیا کہ گل جب آیا تو مخرج بے شمار آیا دیگر نہ میں ترسے کو چہ سے لاکھ بار آیا</p>	<p>سحر جو باغ میں دلدار ایک بار آیا نوید منجگان موسم بہار آیا قسم نہ کھائیے طے کی غیر سے ہر گز بزرگ آئینہ ہم اور سینہ صاف ہوئے ہماری خاک پہ گو چشم تر کسی نے نہ کی گئے جہان سے کیا کیا ستیزہ چہ خاک ممانعت لئے کیا تیرے شہرہ آفاق</p>
خبر لے دادی میں سودا کی یون سنار آج	کہ ایک شوخ کسی بے گنسہ کو مارا گیا
سہے بے صدا وہ چینی جبین کہ بال آیا	کلب دل شکستگان سے معرض حال آیا

<p>سینے سے مین دعا کر لایا جو شب لبون تک ملنے کا ایک دم بھی یاں ضعف دل ہو مانع گوشتیں تک ملے تھی جس فل کی جھکو قیمت بخشش پہ دو جہانچی آئی تھی بہت ہر نازان نہ تو اسپر گر جھکو سنگ مین سے ادب اب فہم آگے وہ صاحب ہنر ہے دیر خراب مین کل اک مست کی زبان پر اعمال دیکھ تیرے سے شرم سے سہوق ہو</p>	<p>کھنے لگی اجابت کید طرخیال آیا اوکنا کے اوٹھ گیا وہ تب جی بجال آیا قیمت کہ یک نگہ بر مین اسکو ڈال آیا لیکن نہ یاں زبان تک حرف سوال آیا گوہر نکالنے کا کسب و کمال آیا کینہ کیسے دل سے جسکو نکال آیا یہ شعرا اس جگہ کے کیا حسب حال آیا اسے عجب تجھے بھی کچھ افعال آیا</p>
<p>الکیر ہے تو کیا ہے وہ مشت خاک سودا خاطر ہے جب کسی کے اس سے ملال آیا</p>	
<p>باہر رکھون نہ بزم سے لے رشک باغ پا جون غنچہ رک رہا ہر دل سن باغین کہ یاں کر سبت مین ہماری معاند سمجھ کے دشت دل تفتگان کی خاک سے ہو آبلہ کاخوت روشد لون کا حد سے نہ بڑھ کر قدم بڑے بیدست و پانہ صاحب کیفیتوں کو جان پہونچانہ دان جہانے کہ جھکو اٹھانہ مین اس حور ساتھ عیش ہو داغظت تجھے نصیب</p>	<p>جون طمع سر کے گل سے کروں تانہ داغ پا جز آب جو کیا نہ کسی نے سر داغ پا ہر گھر مین دیکھ بھال کے رکھتا ہو داغ پا نہ رکھتا نہیں ہے کچھ وہ زراہ داغ پا باہر رکھے نہ سایہ سے اپنے چراغ پا ہے دست میکشان کا برائے ایل داغ پا جھکو دیے فلک نے شکل داغ پا باغ جان مین جبکا ہو سر در بہ داغ پا</p>
<p>سودا ہے زلف یار مین کم گشتہ دل ترا ہر گھر مین کیون رکھے ہے تو بہر سر داغ پا</p>	
<p>کیا جانے کسی خاک ہے رکھ ہوش نقش پا اعمال زفتگان کے مکافات کر نظر کسی مین خاک نشینان راہ عشق دہشت ہے کبر اہل جہانے یہ اب مجھے کثرت سے کوئے یار مین گری ہو یہ کہ دان</p>	<p>یون دھرقدم کہ تانہ دپے دوش نقش پا حیران ہے صورت خاموش نقش پا گوش کہنے کر مین اتنے کہ جون گوش نقش پا افتادگی نہودے فراموش نقش پا پڑتا ہے پائین آبلہ از جوش نقش پا</p>

اگر دے وہ کیونکہ خاک سے میری کہ تا ابد افتادگان تھک ان کے کہا لیسے راہزن اسے شوخ ہرزہ گردی نے تیری ہر ایک جا پایس پر قریب حبث ہے جی کہ دان	اچھوڑے قدم کو اسکے نہ آغوش نقش پا جز خاک کچھ نہیں ہے در آغوش نقش پا خون جگر کیا ہے مرا نوشش نقش پا کب ہے قبول خاطر پا پوشش نقش پا
---	--

سودا بقول حضرت بیدل بکھے دوست
خطابین ماست ہستم آغوش نقش پا

آدم کا جسم جب کہ غا صر سے بل بنا سرگرم نالہ اندون میں بھی ہوں عند لیب جب تیشہ کو بکن لے لیا مائدہ تب عیش جس تیرگی سے روز ہے عشاق کا سیاہ لب زندگی میں کب لے اس لبت کے کلال اپنا ہنر دکھا دینگے ہم تم تجھ کو شیشہ گر	کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا مست آشیان چمن کے مرتے متصل بنا بو لا کہ اپنی چھاتی پہ دھرنے کو رسل بنا شاید اشی سے چہرہ خوبان پہ تل بنا ساغر ہماری خاک کو مست کر کے گل بنا ٹوٹا ہوا کسی کا اگر ہستم سے دل بنا
--	--

ملن سن کے عرض حال مرایا رنے کہا
سودا نہ باقین بیٹھ کے یاں متصل بنا

سودا یہ کیا کر گانت است در کار دنا سرتاقدم کلا کر جنتک کرے نہ پانی جس طرح چاہتا ہے دنیا میں زندگی کر	عالم کو اسے دیوانے سب ساتھ لے ڈوٹا جون شمع داغ دل سے شکل بہتے دھوٹا لیکن تو یاد رکھو عاشق کہیں نہوٹا
--	--

بے وجہ آئینہ نہیں ہر بار دیکھتا نرس کی طرح خاک سے میری ادگی ہے چشم چینیخے تو تیغ ہے حرم دل کے صید پر ہے نقص جان دید ترا پر ہی سب دھن اسے طفل اشک ہے فلک مشیتیں پر عرش پوچھے خدا سبب جو مرے اشتیاق کا نہ نقش پا پر تر پے ہے بارود ہر ایک مل کرتا تو ہے تو آن کے سودا سے اختلاط	کوئی دم کو پھولتا ہے یہ گارزار دیکھنا ہلکے آن کے یہ حسرت دیدار دیکھنا اسے عشق پر بھلا تو مجھے مار دیکھنا جی جائے یا رہے مجھے یکبار دیکھنا آگے قدم نہ رکھو تو زہنسا دیکھنا میری زبان سے ہو ہی اظہار دیکھنا کب واسطے خدا کے یہ رفتار دیکھنا کوئی امر آگئی تو مرے یار دیکھنا
--	--

<p>تجھ بن عجب معاش ہو سودا کا اندون نے حرف دے حکایت دے شعر دے سخن خاموش اپنے کلیہ احزان میں روز و شب ایجا کے اُس گلی کو بہان تھا ترا گزار تسکین دل نہ اس میں بھی پائی تو بہر شغل</p>	<p>تو بھی ٹنگ لگو جا کے ستمگار دیکھنا نے سیر باغ و نئے گل دگلزار دیکھنا تہا پڑے ہوئے درد دیوار دیکھنا لے صبح تا شام کئی بار دیکھنا پڑھنا یہ شعر گر لکھو اشعار دیکھنا</p>
<p>کہتے تھے ہم نہ دیکھ سکین روز بھر کو</p>	<p>پر جو خدا دکھا دے سونا چار دیکھنا</p>
<p>سیہ کاری ہے اندنگین ہر چند کام اپنا جبا سا کیا ہے کار استغنا تمام اپنا نہ پونجے نیستی عشاق کی ہستی کو مری ہرگز اگر سمجھو تو خاکستر صبا کے ہاتھ بھیجوں میں کہان ہے شیخ جو دیکھ مے بت کے کرشمہ کو</p>	<p>نکا لار و سفید آخر میں اس صفحہ میں نام اپنا رکھا محروم میں قطرے اس لیا میں جام اپنا کہ میں یا تنک زبانی بھی نہیں سننا ہوں نام اپنا نہیں گویا زبان شعلہ دہن کو سپام اپنا کہ ہر بندہ خدا کا کر لیا جن نے غلام اپنا</p>
<p>سنا جب انس تھا ہر نو کو صحرا بیچ مینولے کیا شہری غزالوں کے تین سو ڈالے ام اپنا</p>	<p>عجب طبعی ہوئی فراغت گدھو نیلے ایسے بار اپنا نہ گھر میں رہنا ہو اسکا شیوہ نہ ساتھ پھر ناشا اپنا یہ درد سن اس کیس سے گاجے لٹے دیکھے دیا اپنا چمن میں وہ شور ڈال سکتی ہو خیمہ تو دیکھو بہار اپنا وگر نہ وہ سنگ کو نہا ہے ہنو کا جبین شہر اپنا کوئی بھی صیاد چھوڑتا ہو پچڑے کیسل نکار اپنا جو فہم ہو دے تو بہرا کیس ہے یہ شہت جبار اپنا نہ رہتے دیکھا کچھ بڑے وقت آپ کو بھی میں بار اپنا خدا اٹھائے نہیں جو ڈالین کیسی خاطر بہار اپنا میں کیا کہوں اٹھے آہ سوار کر گئے ہیں گزار اپنا</p>
<p>جھونکی نظر و بین ہم سب میں دیا انھیں کو قرار اپنا کروں سو کیا آہ ناہیدی وہ ہو کس طرح یار اپنا مگر مورا دیکھ کے دل کا نہ پوچھا اُس سے تو دکھ ہمارا جو دھوم اُن سے تیرے خط کے ابا کیسے علم میں مج رہی ہو اثر ہمارے سخن کا ظالم نہیں ہو سوا ایک تیرے دین جہاں تیرا ہوں ہمارا کچھ تو ظالم تو دان گذر کر ہو جنھیں نہیں عقل و دکرین میں طلب ہو سگے کیا کی ہو نہ روز فراغت میں یوں کہ لکیم بھی میں آپ میں ہوں اگران طبیعت پہ ہو سکے ہوں نہوئے وہ بھی صبیحے بزرگ تاک لینڈ تا پھر ہے ہر جہاں تو بل غما میں ہوں</p>	<p>چمن نہ تہا جھونکی غم سے ہنوز چپاں پہ کھائے ہو گل رکھے ہو ایک ہزار جا سے روش بھی سینہ فگار اپنا</p>

<p>انہیں پیکان یہ جو ہر نامہ ان نے تیر پر لکھا ہوئی تبدیل ہیئت بان ملک غم سے جدا ہوئی کہیں ہن زلف کو سب بیکھ اس نے مخطط پر بنے جی کس طرح روز ازل کا سبے قدرت کے نہیں چین چین اے یاد تھجہ محراب ابرو پر اسی مضمون سے معلوم اسکی سر دھری ہو جگہ دی نالہ دلو تری زلف چلیا میں</p>	<p>اشاد اقل کا محکویہ کس تقصیر سر پر لکھا کہ میرا نام مانی نے مری تصویر پر لکھا یہ لام افزد کیون قرآن کی تفسیر پر لکھا ہمارا خون قاتل کی دم شمشیر پر لکھا کتابہ روز اس مسجد کی یہ اقیمت پر لکھا مرا نامہ جو اس نے کاغذ کشمیر پر لکھا یہ صرع کر کے موزون ہمنے اس زنجیر پر لکھا</p>
<p>خدا جانے کہ لے سودا پڑھ اسکو کیا وہ سمجھیکا ہمیں تھا خط کا لکھنا دور از تدبیر پر لکھا</p>	
<p>بیل نے جسے جا کے گلستان میں دیکھا روشن ہے وہ ہر ایک شاربین زلیخا برہم کرے جمعیت کو نین جو بیل میں واعظ تو سنی ہوئے ہے جس روز کی باتیں اے زخم جگر سودہ الماس سے خور کر</p>	<p>ہمنے اسے ہر خار بیابان میں دیکھا جس نور کو تو نے مس کنعان میں دیکھا لکھا وہ تری زلف پریشان میں دیکھا اس روز کو ہمنے شب ہجران میں دیکھا کتنا وہ مزہ تھا جو نکدان میں دیکھا</p>
<p>سودا جو ترا حال ہے اتنا تو نہیں وہ کیا جانے تو نے اسے کس آن میں دیکھا</p>	
<p>والہ کو تری چشم کے آزار ہی رہا چھوٹا جو زلف سے تو پھنسا دام خط کے بیچ جاتی رہی ترے چین حسن کی بہتار جیسے ہوئی ہے قابل شمشیر وہ کمر سو کھانا ایک پل مراد امان درستی دیکھا ہے تجکو در پہ تے جن نے ایک بار اک روز ایک یار نے اس شوخ سے کہا بولا کہ تیرے حق بطرف ہے اسل میں</p>	<p>عیسی وقت تھا تودہ بیسا رہی رہا یہ مرغ دل ہمیشہ گرفتار ہی رہا بیل کے گل نظر میں دے خا ہی رہا چھاتی پہ میری مرا ہم رنگا رہی رہا تھجہ عشق میں یہ دیدہ خوبا رہی رہا پھر جتنا کس جیا پس دیوار ہی رہا سودا کے دیکھنے سے تھجے عاری رہا جیسے ہوا وہ خلق بد اطوار ہی رہا</p>
<p>اتنا تودہ برا ہے کہ چہرے کا جسکے رنگ</p>	<p>بھر عمر اسکی شکل سے بیزار ہی رہا</p>

<p>پر و انہیں ہمیں بھی یہ وہ دل نہیں رہا ملنے سے جبکہ ہم رہے پھر تو کہیں رہا تیرا ہی دھیان تا دمِ داپسین رہا تسہر بھی میرے بجان تجھے مجھے کہیں رہا</p>	<p>گو گھر میں سب کیلئے تو اسے جہنم رہا، کیا فائدہ کہ درپے تحقیق سہم رہن اسباب دین و دنیوی کب تھا خیال میں صبر و قرار و ہوش و دل دین فدا کیا</p>
<p>نکلا کسی ہی طرح نہ دل سے تیرے حجاب سو دا سے تو تو یار سدا شرمین رہا</p>	
<p>خار سائینے میں میرے کچھ کھٹکتا ہی رہا میں نہ چھوڑا گو کہ دامن وہ جھٹکتا ہی رہا کان کا موتی تلک تیرے ٹکتا ہی رہا جو ترے کوچے میں آیا سر ٹپکتا ہی رہا آرزو سے وصل میں یہ دل بھٹکتا ہی رہا ہر قدم پر راہ چلتے میں ٹھٹکتا ہی رہا ہوش میں آؤں میں جب تک وہ ٹکتا ہی رہا</p>	<p>عشق تھا یا کیا تھا جس کے دل اٹکتا ہی رہا رات جب غصہ ہو میرے پاس اٹھ کر چلا بوسہ رخسار کا وعدہ کیا کس سے وفا تاب کس کو ہے کہ تیرے در سے آگے جا سکے کوئی تھی جبر کی ساعت کہ تب سے عمر بھر جس کو تین گھر سے نکالا وہ بامید طلب یار گھر آیا تھا پر دیکھا نہ اسکو بھر لپٹا</p>
<p>آج کیا سو دامن لفت کی غلش تجھے کہوں خار سائینے میں میرے کچھ کھٹکتا ہی رہا</p>	
<p>مشرک اہل بزم سے شور و فغان اُٹھا لیکر وہ میرے نقد کو تیرو کمان اُٹھا لے بیچہ کو ہاتھ دوہین باغبان اُٹھا اپنے ہی دلی غم کی وہ لے داستان اُٹھا آپھی اٹھے ہانے تو گویا جہان اُٹھا یار تو اس کہن سے مرا آشیان اُٹھا</p>	<p>مجلس سے جب ہوست وہ رشک جہان اُٹھا آیا نظر خود در سے ہی اسکو میں کہیں جو میں قدم رکھا میں بوسے باغ یا ضیاب میں جسکے پاس بیٹھ لگا کئے حال دل مشہور ہے یہ بات کہ جی ہے تو ہے جہان بوسے وفا و رنگ محبت نہیں ہو یاں</p>
<p>ہو چکے گی تیرے گھر ہی جہاں کی خوش ناز سو دا بچا کے منت پیر منان اُٹھا</p>	
<p>جی کسی تن سے نہ اس طرح نکلتے دیکھا لبو نکوز غم کے دنرات میں ہلتے دیکھا</p>	<p>تیرے کوچے سے جو میں آکر چلتے دیکھا تج تیری کی سدا شکر ادا کرنے میں</p>

<p>کیوں دیا دل میں تیرے طرہ مشکین کو کہ مرغ، ڈوبے اوچھلے تو بہت لیکھے ہیں میں دریا کے استقامت پر عجیبے نہیں جس میں لغزش حیش آلودہ آفسوس ہی اس جا کہ جنا، فضل حق ہو تو منزل ہی ترقی ہو جائے آہ و ناله سے مرے دل نہ پیچے اوسکا تج کا زخم اٹھا سنبھلے ہے انسان لیکن سوچی تدبیر نہ تقدیر کو بہلانے کی،</p>	<p>ابین بھی پنجہ شاہین میں پلتے دیکھا ڈوبا اس چاہ دقن کا نہ اوچھلتے دیکھا نخل کا باؤن زمین پر نہ پھسلتے دیکھا جسکو پہونچی تو اسے ہاتھ ہی ملتے دیکھا قطرہ گو ہر ہر صدف سے میں نکلتے دیکھا میں ہوا سے نہ کھو سنگ گھلتے دیکھا سامنے تیر نگہ کے نہ سنبھلتے دیکھا جب مجھے قتل پہ عاشق کے پھلتے دیکھا</p>
<p>اپنے منہ کے نکھا کن نے سخن کو گوہر لعل سودا ہی کو پرستے اُگتے دیکھا</p>	
<p>چہرے پہ نہ یہ نقاب دیکھا کیونکہ نہ بکون میں ہاتھ اسکے کچھ میں ہی نہیں ہوں ایک عالم بے جرم و گناہ قتل عاشق کچھ ہو دے تو ہو عدم میں رحمت جس چشم نے مجھ طرف نظر کی، سرگردان ترے ہی عشق میں ہے دل تو نے عبث لکھا تھا نامہ</p>	<p>پروین تھا آفتاب دیکھا یوسف کی طرح میں خواہے دیکھا اسکے لیے یاں خراب دیکھا مذہب میں ترے ثواب دیکھا ہستی میں تو ہسم غلے دیکھا اس چشم کو میں پرآب دیکھا یاں غمے جو شیخ و شاپ دیکھا جو اس نے دیا جواب دیکھا</p>
<p>بھولا ہے وہ دل سے لطف اسکے سودا نے یہ جب عتاب دیکھا</p>	
<p>ساتی چمن میں چھوڑ کے مجھ کو کہ صحر چلا گل مت سمجھو یاغ میں اسے عند لب زار نشود نہا بہ تھا تو ہمارا نہ سال عشق، کد اپنے دلیں یار سے کچھ کم ہے از نون اس بحر میں ہے موج کی حافظ شکستی</p>	<p>پیمانہ میری عمر کا ظالم تو بھر چلا غشے کا دل دہن پہ کسکے بھر چلا خوبونکی سرد مری سے لیکن ٹھن بھر چلا آلودہ آب گرد سے تھا پرستہ بھر چلا فیصل ہوا جاب کہ جہدم ام بھر چلا</p>

<p>ابھی ہے یہ بہار کہ یار دلفریب باغ غافل ہے اس مریض سے ظالم کہ جبکہ اس عالم تو مر رہا ہے ہر اک آن پر تری</p>	<p>راہ گرد کلال کی دستار دھڑچلا آیا کوئی تو پوچھتا اشک اپنے گھر چلا یتیم دسیر یہ لیکے تو کس پر بھر چلا</p>
<p>سودا کی زردہر کو شوخی کی راہ سے کتاب تیرا رنگ تو اب کچھ بھر چلا</p>	
<p>اعمال سے میں اپنے بہت بچھڑ چلا ہے فکر وصل صبح تو اندوہ ہیشام مجلس سے جھکواٹھتے جلیسوں کے سامنے نکلا پڑے ہے جامہ سے کچھ اندون قریب چلنے کا جھک گھر سے ترے کچھ نہیں ہے غم کیا اس چمن میں آگے لے جا بیگم کوئی جامہ قمار خانہ میں چہرہ ہے پیش رخ بھیجا ہوا یہ پیام میں اس شوخ کو کہ آج طوفان بھرے تھا پانی جن آنکھوں کے سامنے رد کا بصد ہنر سے ملنے سے غیث کے</p>	<p>آیا تھا آہ کس لیے اور کیا میں کر چلا اس روز و شب کے دھندھے میں بی تو بھر چلا عزت کھو نہ دی یہ کہ پوچھے کہہ کر چلا تھوڑے دم دلا سے میں کتنے ابھر چلا اُڑنے کو میں یکدم قدم ہیشتر چلا دامن کو میرے سامنے گل جھاڑ کر چلا اب کاٹوں کسی حبیب کہ دل باوہ پر چلا اگر خضر راہ مرگ کو بیچنا مبر چلا آج ابراہیم آگے زمین کر کے تر چلا لیکن ہنر ہراسکے نہ میسر ہنر چلا</p>
<p>سودا کے تھایا ر سے یک ہونہیں غرض اودھ کھلی جو زلف اودھ دل کچھ چلا</p>	
<p>سودا غزل چمن میں تو ایسی ہی کہنے لا حکاک کا پس بھی میجا سے کم نہیں نہیں چھوڑتا ہے اشک مرا دامن و کناں شامی نہیں خدا سے نبی گر یہ شکل زشت غم سے خزان کے خون جاڑھ پٹا باؤنیم دیکھ ہے اس قدر تو مجھے دیکھ کر قریب</p>	<p>گل چھاڑیں گے حبیب کو دین بلبان صلا فیروزہ ہو دوسے مردہ تو دیو سے ہے وہ چلا یہ طفل بدسیرت نہ گھوڑا رہ سے پلا مکمل نہیں کھسا کا مانی کرے کھلا غنیے گلوں کے کچھ نہیں کھاتے اخصین کھلا جو ہے کی بھانت جالے ہے نظر سے یہ پلا</p>
<p>اسلوب شعر لکھنے کا تیرا نہیں ہے یہ مضمون آبرو کا ہے سودا یہ سیلا</p>	

<p>نگاہ مست نے ساقی کے عالم کو چھکا ڈالا کرے کیا دل صدف مژگان کے خنجر نہ بھالا نکڑے کیفی شوق اس سے تو انداز بوسے کا نکھتہ قیمت کسی دل کی تو اسپر بھی گر ان سمجھا</p>	<p>اکہین مردوش ہے شیشہ کمین پتھر ہو ستوالا کہ تیرے لیے ہے ترش دان ہیان اک بے اثر والا ڈرون ہو نہیں نہ پڑ جائے کہیں بل بے نبالا جو نقد جان بکتا ہو کہیں تو مجھ کو دلو والا</p>
<p>خریدی کچھ نہ جنس آکر ہم اس بازار میں سودا بغل میں لیچے ہیں دل تراک آتش کا پر کالا</p>	
<p>میں دشمن جان ڈھونڈ کر اپنا جو نکالا جب مست چمن سے ہو چلا گھر کو وہ لا لا کتا ہے نگہ سے یہ ترا گوشہ ابرو مانگا جو میں دل کو تو کہا بس یہی اک دل اے غنچہ سبب کیا ہے کہ آتے ہی چمن میں اتنا ہے تو یوسف سے مشابہ کہ عدم کے تہا تری مژگان سے یہ دل کیونکہ برقیے فتنہ ہی اٹھاتے ہو گئی پشت فلک خم</p>	<p>سو حضرت دل سلمہ اللہ تعالٰی غنچے نے صراحی لی اٹھا گل نے پیالا دیکھے جو کوئی خون گرفتہ تو لگالا جلنے ہی تو چاہے مرے کو چے سے اٹھالا گل جھاڑے ہی دامن تو نے پیچھے کو سنبھالا پرے میں چھپا اسکے تین نجف کو نکالا لے تیرے اُس پاس نہ خنجر ہے نہ بھالا ہرگز نہ کسی گرتے کو ظالم نے سنبھالا</p>
<p>سودا نہ کھتے کتا ہوں نہ خوابانے مل اتنا تو اپنا غریب عاجز دل بیچنے والا</p>	
<p>ملک آئین جب سے تین لوٹا موج آتش ہے سیل آنکھوں کی نہ جیا تیری چشم کا مارا چمن دل میں عشق بویا تھا گرد ہستی نے دلو دی ہے شکست</p>	<p>اک فردین گبر و شیخ سے چھوٹا شاہد اس دل کا آبلہ بھوٹا نہ تری زلف کا بندھا چھوٹا داغ و شعلہ ہوا گل و بوٹا آئینہ اس غبار سے لوٹا</p>
<p>دل یار کے ہرگز نہ سوز زلف سے چھوٹا گا ہے دل خون کشتہ سوا بزم میں اپنے جانبے کہ بھرا تھ سے اب چشم بتا نہی اکسی نیکہ مست چمن پر ہے کہ سودا</p>	<p>اور اسکو سوار سمجھ عشق نے کوٹھا شیشہ ہے گل رنگ کا ساقی سے نہ ٹوٹا تھا دل کا نگر اپنے سوان ترکون نے لوٹا غنچہ یہ کھلا ہے کہ سب بادہ کا بھوٹا</p>

<p>طبیعت کے فرومایہ کی شعر تر نہیں ہوتا ہنر سے دور ہے بد اصل کی خلقت کا آئینہ نجانے عکس روا سیم پڑا کس اہل جنت کا سعاد مند ہو کر جی کہ بعد از مرگ عالم میں طمع دولت کی بیتاب تعب مت رکھ زائیسے نہیں لاتے زبانہ حرف مطلب سرگزار اپنا سراپا شکل انگر ہے تب ہجرانے جسم اپنا دیاتین نقد دل پنا اب ان خود بے خطرہ کیا</p>	<p>جو آب چاہ کا قطرہ ہے وہ گوہر نہیں ہوتا خمیر سنگ سے بنتا ہے تو جوہر نہیں ہوتا کلاب آئینہ سے لب کسو کا تر نہیں ہوتا ہما کے بال کا مصرف بجز افسر نہیں ہوتا ہو ترانہ چھوٹے آگ میں بس زہر نہیں ہوتا بدست یازنا کھینچا ہوا خنجر، نہیں ہوتا نہیں وہ پیر میں جوشن پہ خاکستر نہیں ہوتا جو مفلس ہوا سے کچھ نہر نوٹے در نہیں ہوتا</p>
<p>تلاش خضر بہر منزل مقصد نگر سودا کوئی خود رفتگی سے راہبر بہتر نہیں ہوتا</p>	
<p>تردد دل مجھے نہیں ملتا مراحہ رہ نہیں سکتا ترے آگے مری آنکھوں نے آنسو کیونکہ حل نہیں نہ شکوہ یار کا لب تک دلا پیرانہ سر لیجا چمن آرا سے ہو کر آشن کر برگ و بار اپنا نہیں شایان اپنی ٹال دنیا دیکھ سائل کو کسوت مہر سے تارے جھلک آئے ہیں کو خط نہ قصد کعبہ ہے دل میں نہ عزم دیر بندہ ہوں نہال آسا نہیں ہے خرمی ماٹی میں غریب کے قصور بہت گردن ہو ہمیر کیا یا باعث نہیں گریز گس شاداب اس گلشن سے قسمت میں یہ پیاسا موج زن دیکھے ہے دریا کے کر تیرا بکین گو صد لیں رنگ کے بازار محبت میں</p>	<p>فرض ایسی مصیبت کہ میں کچھ کہہ نہیں سکتا جو تو دریا سے گزرے ہی تو بانی بہ نہیں سکتا بخا موتی ہی گذری ہے تو باقی بھی بسر لیجا جہان کے باغ سے نادان بزدلی مت تر لیجا وگر نہ شے یہ دینے کی نہ بھٹی بھٹکے کو بر لیجا نہ قطرہ کا عرق کے تو گمان اس ہمرہ بر لیجا اسیر دام الفت ہوں جدھر چاہے اوٹھ لیجا وطن سے مشقت خال کی دل قدم پر باز رکھ لیجا کہ نالان دل مجھے دیکھ نہ بولا یوں اثر لیجا تو یہ بھی ارمان اک طرح کا ہے چشم تر لیجا درنگ سین ہو کیا کہدے بیوا پنا بھی بھر لیجا گنوا کر نقد دل اپنا نہ یہ تو در دستر لیجا</p>
<p>چرخ آویگا کاہیکو کہو گور عریبان پر کہو سودا سے دل پر اپنے داغ ہجر دھر لیجا</p>	
<p>جب بادہ خون دل ہو تو سیر چین کجما</p>	<p>ساتی وہ تو بہار و شراب کہن کجا</p>

صحبت تجھے رقیبے میں اپنے گھر میں داغ تیرے لیے وطن سے جو نکلا تو پھر اسے صد حرف آرزو ہے زبان پر مری دے عراق چاہ عشق جو ہوتا تو حبا نتا عریان تنی نے باز رکھا اسکے رنج سے	کیدھر تنگ شمع کہاں انجمن کج مانند طفل اشک کے عزم وطن کج چاہوں جو تجھے ایک کو پیون دہن کج یوسف کہاں مصیبت چاہ ذقن کج ناصح جو چاہے حبیب سینے پر ہن کج
---	---

خلوت سرا کو ہو چکے نہ سودا کے تکرار
نور دروہ جہان ہو بت درہن کج

نہ دانہ ساتھ لے صیادین نے دام لیتا جا اگر دل لیلا جی کی غلط مت چھوڑ سینہ میں نہ تھی توفیق اگر بوسہ کی توانا ہی کہہ دیتے اگر اسے نالہ تو چاہے کہ اسے گوش تک پہنچے ہو امین دیکھ لیجانے پہ راضی تیری خاطر سے خیال ان آنکھوں پر کچھ ڈرت مریکے کھار دھی	چمن میں ہمسفر و کو مری پیغام لیتا جا سحر لیجا نہیں سگتا تو اسکر نام لیتا جا جو آیا ہے تو خالی مت پھرے دشنام لیتا جا اثر تھوڑا کہیں سے کر کے فرض دوام لیتا جا کہا کب تھا کہ ساتھ اسکے مرا آرام لیتا جا دلا آیا جو تو اس مسکد میں حجام لیتا جا
---	---

جو چاہے ہے تجھ کو ازیت دین نہ لے زاہد
گلی میں اسکی اب سودا کا اکثر نام لیتا جا

قائل کا ہاتھ ہرگز ہتھیار تک نہ ہو چکا افسوس کام غم کا اٹھار تک نہ ہو چکا تیر ستم کو تیرے کہتا میں فرش جان ہو کیا گوش فہم کرے عالم میں اب کہ کوئی اس مرغ ناتوان کی صیاد کچھ خبر ہے جون غنیمت اس چمن میں تیرے بقید و نکا اے بخت خواب تجھے تحفہ طریق کہے	کار شہادت اپنا تلوار تک نہ ہو چکا یہ لخت دل بھی چشم غبار تک نہ ہو چکا سخت زخم دل کا لیکن سو قاتل تک نہ ہو چکا خاموشی کی ہماری گفتار تک نہ ہو چکا جو چھوٹ کر نفس سے گلزار تک نہ ہو چکا باز بخوشی لے دل ظہار تک نہ ہو چکا یک شب ہمارا چشم بیدار تک نہ ہو چکا
---	--

سودا کی شاعری کا منکر نہ من و دہ کھا
آخر کو کام جس کا اقرار تک نہ ہو چکا

حال دل سے مرے جہانک رہ خبر دان تھا بجز دم سودا کوئی محرم اسرار نہ تھا
--

وہ نہ کیجے کہ کہے کوئی سنا داری نہ تھا دل کو جس روز لیا کہ نسا استرا نہ تھا کوئی شب تھی کہ میں ان میں دیوار نہ تھا	جو عمل چاہے کیجے مرے دکھ مینے کا پیارو شفاق دوفاہر و محبت الطاف صحبہ تون کا نہ کر وغیر کے مجھ سے اخفا
شب تری بزم میں سودا کو میں کچھا جتنا کچھ خموشی کے سوا اسکو ستر و کار نہ تھا	
افسوس تم اور دے ملو رات کو تنہا نئے تو ہے نہ دل ہے نہ کوئی یوں نہ ہدم بالشہ کیسا جو ملے مجھ کو تو سمجھیں اب گرو شہ عزت سے نکلتا نہیں شیخ	ہم دن کو ترستے ہیں ملاقات کو تنہا کھوتے ہیں عبت اپنی ہم اوقات کو تنہا پاتا نہیں میں ناصح بد ذات کو تنہا خلوت میں ہے کیا جانے کس بات کو تنہا
سودا تو کبھی بزم میں رندان کے تو آ بیٹھ کھوتا ہے عبت کوئی بھی اوقات کو تنہا	
وہ ہسم نہیں جو کرین سیر بوستان تنہا کہ ہر کو چھوڑ گئے مجھ کو ہمسرا ہاں تنہا اگرچہ تمکو نہ چھوڑیں گے بدگمان تنہا اکیلے آنے کی تمکو تباؤں میں تقریب ہو اے دل صفت مژگان کے رو بردہ ہمت خبر لے حال سے مجھ کوں کے صاحب محل سنا ہووے جو سودا یہ مصرع صائب کہا کہ دن میں لے راہ میں اکیلا دیکھ دیا جواب دلم سیر یانغ می خواہد جو ہووے امر تو میں بھی چلون رکا کینج	ہشت ہو تو نہ منہ کیجے باغبان تنہا پھر دن ہوں دشت میں عجب گرد کاران تنہا کہ دو بندہ نوازی تو مہربان تنہا کہو جو جاؤں ہوں میں بہر تھان تنہا ہیں نیزہ باز او دھرتے یہ جوان تنہا کرے ہے آج جس نالہ فغان تنہا تو پچھ خلق سے میں کیا کروں بیان تنہا کہا کہ ہر چلے اے فخر شاعران تنہا کہا میں ہو تبسم کہ ہمسرا ہاں تنہا رکھے ہے لطف بھی کچھ سیر بوستان تنہا
سنا یہ جھٹکنے تو کہنے لگا کہ بیچ کو گرفتہ ایم اجازت زباغبان تنہا	
جب بزم میں تباہی وہ رشک سے کیا تھا غچنے حال گل کا جھٹکے کہا کہ اس سے	آپسین ہر پریرہ منہ دیکھ رہ گیا تھا وہ بندہ پیرہن میں دیکھ کر گریہ گیا تھا

وہ شروع آج جسے نظریں نہیں ملتا تھا کیا کیا دلا کے غیبت رکھا میں باز دلوں سودا پھر آج تیری آنکھیں بھر آئیاں ہیں	شاید سنا میں جو کچھ محرم سے کہ گیا تھا ورنہ نہ سہتی باتیں تیری میں سم گیا تھا عالم کے ڈوبے میں کل کچھ بھی رہ گیا تھا
ملنے لگے ہوئے جو کے آسروں بھلے کو خوناب دل سے ورنہ آفاق رہ گیا تھا	
جگہ تھی دلوں میں دلیں اک زمانا تھا خزید عشق نے جس روز کی متلع چین جو ذکر بعد مرے ہو گا جان نثار دن کا جو حد ریش کے کھنے سے میں سخن بوجھا	مرے بھی تیشے کو اس سنگ میں ٹھکانا تھا جو لہر جان پڑی قیمت تو دل بیجانا تھا کر دے یاد بھی تو وہ اک دیوانا تھا ہر ایک بات میں زاہد کے شاخسانا تھا
محرم نیم نغمہ تھا نہ قتل سودا فرض اجل کی واسطے یہ اسکے اک رہانا تھا	
عشق کی خلقت آگے میں ترا دیوانہ تھا جو دل میں فرق اتنا ہی فقط ہے اعتقاد برسر لطف و عنایت ہمچہ جب آیا فلک شب کہ مجلس بچ وہ غارتگر سر خانہ تھا جینے دینے کی نہیں یاد اس مائیکل کہ شب کل تو مست اس کیفیت تھا کہ آتے دیر سے اختلاط اہل آبادی سے دل آیا ہے تنگ اس چین میں جب تلک ہم نشہ سستی میں تھے اتفاقاً بزم رندان میں ہوا دار و جوہر اک برہمن زادہ کل کہتا تھا یوں مل کے ہاتھ	سنگ میں آتش بھی جب تو جمع میں پروانا تھا ورنہ جس خرم کو دیکھا فی الحقیقت دار تھا سر پہ جو تیرا بیٹھا سودہ پر خانہ تھا ننگے جو باہم آشنا ایک ایک سے بیگانہ تھا نالہ اپنا وقت شب کے لیے افسانہ تھا بھر نظر جو در سر دیکھا سو وہ مینا نہ تھا لے خوشاقتے کہ تنہا تھے اور ویرانہ تھا عمر کا اپنی پراز خون حکم پرمانہ تھا پنچہ انگاد مبدم ڈار بھی کا اٹھکی شانہ تھا ہم میں اور سودا میں یار و کس قدر یار نہ تھا
چشم اہل قبلہ میں آج آنے کی جون سرسبھا حیف ایسا شخص جو خاک بہت خانہ تھا	
عشق تیرے سب پرزار تھا سو میں تھا داخل شہید زمین تو لو ہونگا کے سبھے	جاگ کے خرابہ اندراک خوار تھا سو میں تھا شمشیر ناز سے پرا دکار تھا سو میں تھا

<p>سنبیل کے بیچ میں دل تیرے نہ تھا کیسکا تجھ گھر میں عرض مطلب کسی نہ تھا زباں پر داغ محبت لے گل جب تھا ترانہ جگ میں گو عشق کے تھا رے عشاق اب مقرر ہیں تجھ عشق میں نصیحت سب یاد ملتے تھے اکافر تری زبانی اکثرین لیک جون شمع</p>	<p>نرگس کا ایک تیرے پیار تھا سو میں تھا در پر جو تیرے نقش دیو ا تھا سو میں تھا داغوں نے جسکا سینہ گلزار تھا سو میں تھا اول زبان پہ جسکے اقرار تھا سو میں تھا ناصح کے پر سخن سے بزار تھا سو میں تھا ہر استخوان میں جسکے زنا تھا سو میں تھا</p>
<p>اس میکدے میں سودا گہ میں تو بھی نہ بہکا سبست و بخیر تھے ہنسا ر تھا سو میں تھا</p>	
<p>رات نالہ میں کیا یار سنایا نہ سنا قاصدا حال دل زار سنایا نہ سنا اشک خونین سے تھے ہم میں امان میرا حال موت سے مرا گوش زد عالم ہے باز رونے سے نہ آؤنگا میں صبح بھر بھی حال کہنے کا میں غور ہوں بس اپنا تجھے</p>	<p>بہکے آب ہو کھسار سنایا نہ سنا راست کہہ ہمسے تو کیا ر سنایا نہ سنا ہو گیا تختہ گلزار سنایا نہ سنا تو نے کیا جانیں ستمگار سنایا نہ سنا میں کہا بختے بتکار سنایا نہ سنا اسہ موقوف ہے کیا یار سنایا نہ سنا</p>
<p>شرح حال دل عاشق وہ سنے کیا سودا اُس سے مت کر تو یہ گفتار سنایا نہ سنا</p>	
<p>بہت سے ہے بہت اس کن ہلو کم جینا دعا سے کسی قیامت کو پہونچی میری عمر کمان نازا دتا راب کہ شوخ تیرے ہاتھ کیا ہے خطا کے تین جب تیرے چہرہ پر جہا نہیں لطف کوئی جینے سے نہیں بہتر وہ فتنہ خیز ہے ظالم جہان میں تیرا حسن ہمیں تو غم ہی میں گذرے ہے عمر تیرے ساتھ آلاش رست میں اتنا نہ مرکہ ہستی کی</p>	<p>بغیر بار نہیں چاہتے ہیں ہم جینا ہے روز حشر شب ہجر ایک دم جینا ہوا ہے صید کو مشکل سے حرم جینا ہوا ہے خلق کو مفقود یک قلم جینا پر آشتنا کو ترے یار ہے ستم جینا کہ باپ بیٹے کو مشکل پڑا بہم جینا جنھیں خوشی تھی انھیں موت کا دم جینا خبر جھوٹ کو ہے سمجھیں ہیں وہ عدم جینا</p>
<p>دل اپنا پھیر لیں خوبیاں سے تو آسودا</p>	<p>کہ تا کجا بلب خشک و چشم تر جینا</p>

کب کسی دل سوختہ سے ساڑ کرتی ہے حنا	اندون ہاتھوں پہ تیرے ناز کرتی ہے حنا
فی الحقیقت دست تیرے ہین یہ بھیا سے خوب	تیرے ہاتھوں کو کوئی تمت از کرتی ہے حنا
میں بچا ہوں گا کسی سے داد اپنے قتل کی	کس لیے تجھ ہاتھ سے پرواز کرتی ہے حنا
حسن پر اپنے نہیں گل کے تسین اتنا غور	جو ترے ہاتھوں پہ یہ اب ناز کرتی ہے حنا
اسکے ہاتھوں میں لگا کر چروٹے کیفیت	ایکا کہوں میں دزدی شہناز کرتی ہے حنا
قتل کر سودا کو خون اسکا چھپا یا کو صنم بر ملا عالم میں اب یہ راز کرتی ہے حنا	
دیکھ کر مجھے ہن تیری پورون پر حنا	باندھو ہاتھوں میں جاکر انکی گورون پر حنا
دست رنگین کی بھارے دھوم ہو چاروں طرف	اندون آفاق میں ہے زور شورون پر حنا
یون گران ہو عہد میں اس یار فندق بند	ہاتھ آتی ہے جہان میں اب گورون پر حنا
یون گافندق تو لے مشاطہ اسکے ہاتھ میں	اس صفائی سے لگے ہرگز نہ ڈون پر حنا
دل ندون اسکو یہ طاقت ہی تو اب مجھ میں نہیں کیا کروں سودا ہے اسکی اب تو زورون پر حنا	
کتنی ہے میرے قتل کو یہ بے وفا حنا	پوچھ اس سے تاک کر ان نے تزا کیا کیا حنا
بیارے شعور چاہیے تزیین کے لیے	تھا مستحق خون مرا یا بھلا حنا
اگر قتل کر کے خون چھپا دے ہے تو مرا	دو چار دن نہ ہاتھ کو اپنے لگا حنا
آمان قتل بیگنہان سے تو در گذر	رہتی نہیں ہے ہاتھ میں پیاسے سدا حنا
سودا تو پائے ہوس کی حسرت میں نہ ہا لوٹے ہے اب تو ہاتھوں کا اسکے مزا حنا	
یاں پھر اس شرم سے عیسیٰ نے گزار نہ کیا	چشم خوابان کے جو بہار کا چار نہ کیا
کس گلی دیکھ کے میں اسکو بچار نہ کیا	مڑ کے ٹٹک بکھنے کا ننگ گوار نہ کیا
ایکا دین کیا حق نے کیسکی دنیا	سب کا سب کچھ کیا پر تجھ کو بہار نہ کیا
کیا گلا ہم کو ہے اسکا کہ بچا ہا اُسے	ملک دل یار کا کچھ ہم نے اجار نہ کیا
آتش عشق پہ جون ہے دل بتیاب مرا	قائم النار مہوس نے بھی پار نہ کیا
خلق پیدا ہے جہان کا کہ کیا چوائے	قصد اس گھر میں پھر آیکا دو بار نہ کیا

مجھ کدائے بھی کسی شاہ سے ڈالانہ سوال	گو مجھے بخت نے اسکرودار نہ کیا
دہر بانٹے تھا ستاع دو جہان لے سودا	بینوانی نے مری اسکو اشارہ کیا
کہتے ہیں لوگ یار کا ابرو بھڑک گیا مین کیا کروں ادا سے غضبناک کا بیان نالے سے میرے گل تو ہوا چاک پر ہن کوئی کیا نہ خوف سے قاتل کے سامنے مشکل پڑے گا پھر تو بکھا ناہسان کو	تیغا سا کچھ نظر میں ہماری سڑک گیا بجلی سامنے سے آگے گڑک گیا بیل ترا جگر نہ یہ سنکر تڑک گیا مین ہی تھا اسکے رو برو جو بھڑک گیا جو ٹک زیادہ عشق کا شعلہ بھڑک گیا
سودا چورا چکا ہی تھا گلشن کے گل	قسمت کو اپنی کیا کہوں تپا کھڑک گیا
پہلو سے میرے صبح وہ دلدار اٹھ گیا آہ و فغان کی آج جو آتی نہیں صدا لائق نہ تھا یہ سینہ ترے زخم تیغ کا بدنام تو عبث مجھے کرتا ہے نا صحا تورہ جہان میں لے گل گلزار کیا ہے غم غیر زکو دیکھ بیٹھے ہوئے بزم میں تری دُ	روز وصال کر کے شب تار اٹھ گیا شاید ترا جہان سے ہمارا اٹھ گیا پراسطرف بھی ہاتھ ترایا رادٹھ گیا مدت ہوئی بتوں سے سرد کا رادٹھ گیا مجھسا جو تیرے کو چہرے اک غار اٹھ گیا جب کچھ نہ بس چلا نو میں ناچار اٹھ گیا
وعدے پھر دینے کے دل لیکتا تھا شیخ	سودا نے جبکہ مانگا کر اسکا رادٹھ گیا
نے رستم اب جہان میں نے سام رہ گیا ساقی تو ہکھو دینے سے کیوں جام رہ گیا دل ہم صغیر زلف میں صیاد کے مرا ہوں تو چراغ راہ ہنر زیر آسمان اے دل ٹک اسکے حسن مخطوط کو دیکھ کر کھڑے تو ہو چکا ہے جگر پھیر کس لیے	مرد و نکاح آسمان کے تلے نام رہ گیا ملتا جو تھا وہ بوسہ بہ پیغام رہ گیا اُس مرغ کا ہے ہوجو تہ دام رہ گیا لیکن خموش ہو کے سر شام رہ گیا خورشید آ کے تالاب با رہ گیا چلنے کا اشک کر کے سر انجام رہ گیا
بوسہ کی ان لبوں سے یہ سودا ہوش رکھ	خستہ کہ مانگ مانگ میں و شام رہ گیا

<p>اجل نے عہد میں تیرے ہی تقدیر سے پہنچا کر کیا چمن میں آئے سنکر تجکو بادِ حسرت یہ گھبرا لی ناگن کا اس لٹ کی مجھے نکتہ پہنچو کیا حاصل پوچھ مجھے اس دیر کہن میں کیا پوچھے ہو پتھر کو تھا جوانی فکر و تردد بعد از پیری یا چین خاص کر دن میں ہی نظارہ تو کو دید کی لذت ہی کو نہ مجھے حسن تردد و عمل میں آیا تری حضور مہر و وفا و شرم و مردت بھی کچھ اس میں تھے تھے لذت دی نہ اسیری نے نصیاد کی بے پردائی سے شمعِ رخون سے روشن ہو گھر ایسے اپنے کھان فخر نہیں لے شیخ مجھے کچھ دین میں تھے آئین کا پیش نہ مالے لے حاجی تو اپنی جج کی نظر اڑا دین ادب دیا ہے ہاتھ سے لئے کبھی بھلا بیٹھانے کا میں بہا جت دیا ہے دل کو جو رجھا کا شکوہ کیا</p>	<p>نازد و فاصل میرا اسکو محبت کو کیوں نہ نام کیا ساغر جنتک لادین میں لادین توڑ سب کو جام کیا خواہ تھی کالی خواہ تھی پہلی بس لے اپنا کام کیا مجھ وحشی کو سنا برہمن بتوں نے اپنا لام کیا رات تو کافی دکھ سکھ ہی میں صبح ہوئی آلام کیا کو کھیلین یہ آنکھیں اسدن جب دن جلوہ عام کیا دل کو غارت کر کے میرے جان کو کیوں پہنچا کر کیا کیا کیا دل بیتے وقت اسکو بھنے خیال خام کیا ٹپ ٹپ کر مفت و باجی تکرے تکرے دام کیا صبح ازل سے قسمت نے خاموش چراغ شام کیا لاہنے جب مجھ نہ لگایا تب میں قبول سلام کیا حرص ہو اکتل لے حاجی بانڈھکے میل حرام کیا کیسے ہی ہم مست چلے پر سجدہ ہر اک کام کیا اُن نے کب آنے پر اس کے قاضی کا اعلام کیا</p>
<p>یار کے ہی سودا کے لئے سے ہو کر کیا حاصل شعر جوان نے خوش کے آفاق میں اپنا نام کیا</p>	
<p>سالمات بنے صنم نالہ شکر کیا قتل کر تجکو کھلے تا مری خاطر سے گرہ حشر میں بھی نہ اٹھوں بسکہ ازیت پھینچے ایک عقدہ نہ کھلا رشتہ تقدیر سے حیف</p>	<p>آہ اک روز ترے دلینخ تاثیر کیا میں یہ عقدہ گرد ناخن شمشیر کیا زندگانی نے دو عالم سے مجھے سیر کیا ہمے فرسودہ بہت ناخن تدبیر کیا</p>
<p>کیا ہی وحشت زدہ مضمون تھے جھوٹو سودا تو نے ہر مصرع موزون میں زنجیر کیا</p>	
<p>قابو میں ہو نہیں تیرے کو اب جیا تو پھر کیا کر قطع ہاتھ پہلے تب فکر کر رفو کا اموقت میں جو پتھر تک ہو پتھر دوا داسے</p>	<p>خجرت لے کسو نے ٹاک دم لیا تو پھر کیا ماصح جو بیگربان تو نے لیا تو پھر کیا اگر قصد بعد میرے تھے کیا تو پھر کیا</p>

ایسے اگر تباہ سے ہے لطف زندگی کا	اے خضر آپ حیوان تو نے پیا تو پھر کیا
سودا ہوئے جب عاشق کیا پاس آبرو کا سننا ہے اے دیوانے جب دل دیا تو پھر کیا	
دل میں تیرے جو کوئی گھر کر گیا وہم غلط کارنے دل خوش کیا جا ہی بھڑا اس صدف مرگا نے یار رات ملا تھا مجھے تنہا رقیب فیض حری و صدف بنا گوش کا دیکھ لی ساتی کی بھی دریا دلی کیونکہ کراہوں نہ شبے روز میں نفع کو پہونچا یہ نتھے دیکھے دل	سخت ہم غمی کہ وہ سہ کر گیا کس پہ نجانے وہ نظر کر گیا دل تو بڑا سنا ہی جگر کر گیا یار خدا کا ہی مین ڈر کر گیا اپنے سخن کو تو گستاخ کر گیا لب نہ ہمارے کبھوتر کر گیا در دمرے پہلو میں گھر کر گیا جان کا اپنی مین ضرر کر گیا
اور غزل اب کوئی سودا ٹو کہ یہ تو یونہی نہیں تھی مین نظر کر گیا	
اقاصد اشک آ کے خبر کر گیا فائدہ اب کیا کرے تریاق وصل دیکھے دامانگی اب کیا دکھائے سیر کی یون کو چہ ہستی کی ہم خاک ہماری پہ بج بن نقش پا گر یہ غفل کرنے کہ نا صبح ابھی کیونکہ کوئی کھائے ترا اب قریب مینے یہ سودا سے کہا ایک دن سنگے کہا جو کوئی آ یا سویان ایک جو ٹانند گل اس باغ سے آن کے شمیم کی طرح دوسرا	قتل کوئی دل کا بھر کر گیا زہر غم بھرا اثر کر گیا فائدہ یار دن کا سفر کر گیا نے مین سے جون نالہ گذر کر گیا کوئی نہ آ خاک بسر کر گیا پاک مرے دیدہ تر کر گیا حال مرا سب کو خبر کر گیا غم ترا کیا سینے مین گھر کر گیا سیر باندا زد گھر کر گیا خرم و خندان ہو گذر کر گیا شام سے ردر دے سحر کر گیا

	کیا تجھے اب فائدہ اس ذکر سے ہر کوئی اک طرح بسر کر گیا	
دی تھی خدا نے آنکھ پہ ناسور ہو گیا درد وازہ کیا قبول کا معمر ہو گیا پرواز کا تو دل سے غلط دور ہو گیا چہرے سے رنگ شمع کا کا فور ہو گیا پر زخم یہ اٹھائے کہ بس چور ہو گیا کتنا غلط یہ حرف بھی مشہور ہو گیا	بہنا کچھ اپنی چشم کا دستور ہو گیا بیشکی پھرے ہے کب سے خدا یا میری دعا خوش ہیں شکستہ بالی سے اپنی ہم اسلئے شب آگیا جو بزم میں پیارے تو یک بیک جا ہی بھڑا تھا اس صفت ترکان سے مل مرا سودا کو کہتے ہیں کہ ہر اس سے مصاحبت	اور دیکھی نسبت اندون کچھ لگ چلا تھا وہ
گویا وہ نامہ شمع کو پروانہ لے گیا آئینہ خانہ میں نہ پری خانہ لے گیا جرم نگہ پہ دل بہ جبر باندہ لے گیا آبادی ہجان کو بدیرا نہ لے گیا زاہد کو خانقہ سے بیخا نہ لے گیا اتنا تو جانتے ہیں کہ بیخا نہ لے گیا مقراض چوک سے عوض شانہ لے گیا دنیا سے لطف زیت جو دیوانہ لے گیا خواب عدم میں بختوں کا افسانہ لے گیا گوراہ عشق میں دہی مردانہ لے گیا خرمن سے مورا نھون کے گردانہ لے گیا فرقت کا نام تو کبھی سودا نہ لے گیا	نامہ کو یہ کہتے جیسے جانا نہ لے گیا بزم تہان میں بادل صد بارہ جو گیا اس سے ہوا ہر کسکو سخن کرنے کا جوق دیوانے کا ترے بھجان شتیاق دید تقوے کا ایک موسم گل نے کیا یہ رنگ کیا جانے شیخ کعبہ گیا یا بسوے دیر ملا یہ مست ہے کہ ہر اک طفل مکتبی گذرا کچھ نہ دہم میں وہ اہل ہوش کے چو بختین ہیں تیرے بخت تو سن لکھ وہ اہل ہوش پہلے قدم کے نقش پہ جبکا گرا ہے سر ذردی کا لٹن کیا ہم انبا سے دہر نے ظالم تری زبان نے کیا مجھ پہ کا رہیخ	سودا وہ شاد ہے کہ ز الطاف پستان اس دور میں پناہ بہ بیگانہ لے گیا
اس دل کو کیا کہوں کہ دیوانے نے کیا کیا یا رونہ تم سنا کہ فلا نے کیا کیا	اس دل کو کیا کہوں کہ دیوانے نے کیا کیا یا رونہ تم سنا کہ فلا نے کیا کیا	اپنے کا ہے گناہ بیگانے نے کیا کیا یا تنک ستارہ مجھ کو کہ روز کسے تو ہا سے

<p>ہر وہ تو راز عشق سے لے یا رٹھ چکا، آنکھوں کی رہبری نے کہوں کیا میں دیکھ سکا کام آئی کو کہن کی مشقت نہ عشق میں، ملک دیک اپنے امے ناصح کا حال دیکھ چاہوں میں کس طمع پہ زمانے کی دوستی کہتا تھا میں گلے کا ترے ہوئے گا ہا</p>	<p>کہ سودا سے منہ کے چھپانے نے کیا کیا کوچے کی اس کے راہ بتانے نے کیا کیا پتھر سے جوے شیر کے لانے نے کیا کیا میں تو دیوانہ تھا پہنیا نے کیا کیا اور دسے دوست ہوئے زمانے نے کیا کیا دیکھا نہ گل کو سر پہ چڑھانے نے کیا کیا</p>
<p>سودا ہے بیڑ کا نشہ جام عشق میں دیکھا کہ سکو منہ کے لگانے نے کیا کیا</p>	
<p>ردیف بای موصدہ</p>	
<p>مونی کو بھی ترا کرے اچا پیام لب جون خضر زندگی ابد ہو اے نصیب بوسے کی آرزو میں کئی عمر بھر کبھو ہم سلسلے میں بات کے سکی ہوئے سیر</p>	<p>عیسیٰ سخن کو سن کے ترے ہو غلام لب یکبار دے تو جس کے تئیں بھر کے جام لب اک دن ترے لبوں سے نہ پایا میں کام لب رکھتا ہے صید دل کے لیے شیخ دام لب</p>
<p>جلتک جیے وہ نام فصاحت سے لے کھو سبحان سے جو سودا کا شیریں کلام لب</p>	
<p>کھولی گرہ جو غنچے کی تو نے تو کیا عجب گل داو عند لب کو پہنچا تو کیسا ہوا، فرزند اس زمانے میں کب ہو پدر سے صفا اسلام چھوڑ رہنے کیا کفر اختیار بالین پہ تو میرے نہ جگہ تنگ کر مسج، بیگانہ دار آ کے نہ پوچھا کبھو ہمیں</p>	<p>یہ دل کھلے جو جسے تو ہواے صبا عجب فریاد کو مری ہے پہنچتا تر عجب آئینے کو ہے سنگ سے ہوا صفا عجب تو بھی وہ بت نہ رام ہوا لے خدا عجب یہ وہ مرض ہے جس سے کہ ہونی تنفا عجب تم بھی کوئی ہو جان مری آشنا عجب</p>
<p>کی سیر ملک ملک کی سودا نے بھی لے اے شیخ میکدے کی ہے آب دہوا عجب</p>	
<p>کر خرد میرا نہیں ہر شیشہ خالی محتسب</p>	<p>شیخ ہے آئین شہر اب پر نگاہی محتسب</p>

<p>مئے مینا نے مین کے ساتھ بھالی محاسب وضع کچھ دستار کی اس سے نرالی محاسب ہم نے تیری ضد سے اب گھر میں ڈالی محاسب ہاتھ آیا ہے مئے مضمون عالی محاسب بیت یہ کھلا لگا دو گکا ڈ فالی محاسب</p>	<p>کیونکہ ترکے کرین کچھ آج کے میکش نہیں گر سب سے مئے سر ہو تیرے مئے نہیں دست زر کچھ ایسی ہو تیری جو تجھ پر ہے حرام ریش کو شعلے سے بن بانٹے تھے چھوڑ دن نہیں پھر جو نکلا میکہ سے کی راہ تو تھی ترے</p>
<p>تیرے غرائے کو سودا لائے کے خط طرک پہنچ تجکدہ تمجہ میں ہیں شیم شیر قالی محاسب</p>	
<p>پراسے کیا کر دن یار و نہیں تا تیر نصیب کس قدر یہ دل دیوانہ ہے زنجیر نصیب ظاہر دہر میں یہ گھر نہیں تہ نصیب کچھ تھیں دوس نہیں ہر مین ہی نصیب بگینہ دیکھا ہے مجھ کوئی تفریر نصیب تیغ قسمت میں کس کے ہو کوئی نصیب</p>	<p>اگرچہ ہوں زیر خاک نالہ شبگیر نصیب جب نہ تبا سکو پڑا زلف گر گہر سے کام ٹوٹے دل کو نہ بناتے مین کی کو دیکھا کام جو خوب بھی ہو مجھے تو مانو ہو برا جرم گر غیر کرے تو بھی معاتب ہوں مین کوئی ہے کشتہ ابرو کوئی بچان زنگاہ</p>
<p>کیا خاک در شاہ نجف ہے سودا حق تعالیٰ کرے اس طرح کی نصیب</p>	
<p>راہرو با تیرے ہے جلنے یہ کمر آخر شب گوش میں گل کے نہ شبنم ہو گہ آخر شب کریسکے ہے ترے کو چے سگڑ آخر شب چون مہ عید کے صائم کو خبر آخر شب دشمن خواب ہے چون مرغ سحر آخر شب آئینہ ہاتھ میں مشرق کو نظر آخر شب شام تا شیر نہ اسپن نہ آخر آخر شب بزمستان پہ نگہ غور سے کر آخر شب</p>	<p>نالہ سینے سے کرے عزم سفر آخر شب گر نہ تر مین کرے مقبول نظر آخر شب سانس ٹھنڈی کسی ریاوس کی مین در نیم مردہ وصل ترایا رنجھے یوں پہونچا دوست ہر چند ہمارا ہے سو ذن لیکن ہقدر شیفہ ہے شکل کا اپنی کہ سدا روکون نالیکو نہ لب پر تو کر دن کیا ایدل انتہا عیش جہان کی جو تو دیکھا چاہے</p>
<p>صورت ماہ شب بست و چهارم سودا کچھ ڈھلا جلوے سے آیا وہ نظر آخر شب</p>	

<p>لکھا خاک لے تو چھوڑ کے غافل بینک خواب بیداری مسجدوں کی خوشحال زاہد کیا کیا کہوں جو مجھے ترے عشق لے لیا چھوڑی سچ پر جو نہ سونے تو کبستا ہوا گھائل کی تجھ نگہ کی لگی کس طرح سے آنکھ کیا کیا لڑائی ان تھیں سرک سونے میں بسیم کسے جن میں آئے آنکھیں لڑا اسی ان جھولے کے بینک بن نہیں آتی ہو سکوفیند ٹوٹا وضو شیخ تو جو رو کے انکی نیند دے دست بستہ خواب ل سخت کو فلک یغوالی سے ہو سیرے جو شاکی وہ شمع و</p>	<p>آخر کو پھر ہی ہو کہ چھاتی پہ سنگ خواب اک ہم ہیں رد سیرہ کھرا بات بینک خواب صبر و حیا و دین دل دعا روزنگ خواب یہ عیش ہو کہ تو ہو غفل پنج سنگ خواب بہ کچھ بھی ہو ربط عشق کا ظالم خواب جائے بخت پھر بھی کہ ہو درگاہ خواب نرگس کا اڑ گیا ہو مری طرح رنگ خواب بجا کرے ہو فوغ ہمارا شلنگ خواب اچھی تو یہ کہا کہ صدائے تنگ خواب پارے طلب کو لے عوض سکے لونگ خواب یار نہ کہو یہ اس کے کہ نادان تنگ خواب</p>
<p>سکھ نیند چاہتا ہے سوون زیر آسمان سودا یہ کچھ شعور ہے کام نہنگ خواب</p>	
<p>مجھ اشک میں جون ابراثر ہو یوگیا یارب آوارہ ہے اتنا کہ میں جاتا ہوں اس پاس گزرے ہے شب روز اسی فکر میں مجھ کو آخر تو پھر ہے وہ سدا خانہ بخانہ کتے ہی کشتی ہے مجھے ہجر کی ہر شب نالہ سے مرے بر گئے کسار ہو پانی</p>	<p>قطرہ کبھی مرا بھی کس ہو یوگیا یارب رہتا ہے ہی سوچ کہ گھر ہو یوگیا یارب کیا جانیے اس وقت کہ صبر ہو یوگیا یارب ایدھر بھی کھوا اسکا گزر ہو یوگیا یارب اب پھر بھی کبھی وقت سحر ہو یوگیا یارب اسکے کجھو دل میں بھی اثر ہو یوگیا یارب</p>
<p>دکھو تو نہ کہ اس کے گرفتار کس کا اسمیں ترے سودا کا ضرر ہو یوگیا یارب</p>	
<p>ہمیشہ ہے مری چشم پر آب درتہ آب تو اپنا رے عرفناک لٹنے میں دیکھ سخن کی جیتی دستہ سی ہے بھرنی میں گئی ہو سر سے گزر موج اشک آنکھوں کی</p>	<p>سوائے اسکے نہ دیکھا حجاب درتہ آب کہ گل سمیت ہے پیارے گلاب تہ آب کہین گھر سے کہین ہو سرب تہ آب مجھے یہ لے گئی جناں خراب درتہ آب</p>

گرہ جو تولب دریا پہ زلف سے کھولے دلیل ہے تری شب بے نقاب پھر نیکی جو دیکھے مرغ ہوا کو وہ دام میں تیرے کل کناکے پہ جھاڑے غبار دامن سے جبین صاف دلوں پر کہاں غبار دلال تو نفع بے ضرر اس بحر سبک ان میں نہ ڈھونڈ	ردان ہو موج ز شرم و حجاب تہ آب چھپے ہے شرم سے جا آفتاب در تہ آب تو ہو دے رشک سے ماہی کہاں تہ آب غریق ہو لے جو یا بوتراب در تہ آب رکھا ہے رنگ کو دریا لے داب در تہ آب اگر ہے پہلو میں درخوشا بے تہ آب
---	---

اگر نہ چرخ دنی ہو تو کر یقین سودا
اگر ہو بر کف دریا حباب در تہ آب

کیا آب ہے جو منہ پر ترے آئے آفتاب دیکھے جو منہ ترا تو یہ کہتا ہے شرم سے	دیکھے تو بھر نگاہ تو جل جائے آفتاب یار ب تھکے زمین تو سما جائے آفتاب
کیون اسیری پر مری صیاد کو تھا اضطراب فصل گل ہو لیک گلگشت جمن کی کس کو تاب بگئے پانی ہو سب عضامری آنکھوں کی راہ نہ جائے سر سے مرے تاباں ہوا سے شراب	کیا نفس آباد ہو گئے کو نئے گلشن شراب مست ناز اپنے من ساتی میں سیست شراب پیر بہن میں ایک م باقی ہے مانند حباب بزرگ در دہ تہ تم ہوں خالپا سے شراب
اٹھانے لے سکا راض و سما کے پردے کو	نہ کے آگے سے میرے کوئی سو شراب

ردیف التاء

دوا بہت ہو جو ہے سر کو نگہ خشت شکست نکر وہ کام دل دیندار و کافر سے وہ دکھ نہیں جو چھپے کوئے یار کا کاشا شکستہ دل نہ رہوں کس طرح کہ عاشق کے جو پوچھا حال یہ کچھ آج سے نہیں عشاق بیان کیا کروں میں تیری خشت گونی کا	نہ وہ روز کہ پہونچے زنجب زشت شکست کہ پہونچے تاباں رکعت کشت شکست نپاٹے پانوں میں خار گل بہشت شکست بسان زلف تہان رکھتی ہو شربت شکست ازل سے رکھتے ہیں عاشق بہر شربت شکست یہ دل ہے وہ کہ جسے دیوے ایک شربت شکست
غزل یہ سودا تری سنے نوح ہوئے شاعر کہ چون لے شہ شطرنج کو زکشت شکست	

<p>فندی انگشت کیا کر رہا ہے رنگ دست کیسی ہی دولت ہو گو عاشق بیہوش وہ تنگ دست یان نگین لعل کی انگشتی ہے کسکو طمع، شانہ پہنچے زلف تکا سکے ہے محروم تو کیا دیا ان نے کسکو آسمان ہے جسکا نام، گردن تو فیتھ ہے کچھ دے نہ لڑ سائل سے تو پھوڑے دنیا کو جو کوئی بزیں آسمان</p>	<p>نظر وین عشاق کے ہر دستہ اورنگ دست یار کی گردن سے جبے جاسے سو فرنگ دست فقر کا ہرگز نہیں آتا ہے زیر سنگ دست کاٹا لون جگمگ میں اے نارسائے ٹھٹھک دست اس دنی کے سامنے پھیلائے بنگ دست کب کیا ہو خلق تیرا حق نے بہر جنگ دست ہمت حاتم کا پو پئے اسکے کیا سنگ دست</p>
<p>نقش پائے شاہ مردان ہے منور اسقد جسکو سودا دیکھ کر خورشید کا ہونگ دست</p>	
<p>لاگے تھے کسکے منہ پہ بائیں زور پشت دست پیدا ہو کیونکہ قرب قدموں محسوس آہ کس کس طرح کی جنس کو دل کی بنا بنا سُن رکھ کہ تیرے بازو سے ہمت لے فلک شہرہ اگر رکھے ہے کف جو خلق میں گت سوطح کی گرد ہے جس آن زاہدا یا جام سے وہ دست لے پایا لہ زہر کا ہر صبح وہ منے سے رخ آفتاب پر</p>	<p>باندھے پھرے ہے آج وہ غرور پشت دست جنش میں دکھتا ہوئیں از دور پشت دست جب لیگیا ہوں میں تو بدستور پشت دست ہے فقر کا مرے کہیں برزور پشت دست اس سے زیادہ لپے ہو مشہور پشت دست رکھ گال پر چلے ہے ترا پور پشت دست لا نا کسی بیان نہیں مقتدر پشت دست دکھی ہے جن نے یار کی پر نور پشت دست</p>
<p>کوچے میں تب تو عشق کے سودا قدم تو رکھ بھر عمر کا تھی ہو جو منظور پشت دست</p>	
<p>ہوئے ہیں غم کے دل بقیہ تیرے بات خران سے بونچھے ہر درد کے آج یوں بیل دل سیدہ ملا لیک جاسے اے صیاد جھون کے نور لب تو لے کھو دیے لے غم تمام عمر مری اس چمن میں جون نرس نہیں کچھ ادھر دکھا سوقت لے قلم ناصح</p>	<p>کسی گلہ کی چمن سے بہا تیرے بات لٹا ہے باغ کا یہ برگ دبار تیرے بات تو فخر کر کہ ہوا ہے شکار تیرے بات وہ کیونکہ مدین نہ ابنا زار تیرے بات مندی نہ چشم تک لے انتظار تیرے بات میں انجہ روؤں ہوں بے اختیار تیرے بات</p>

	خدا تجھے بھی کرے داغ آتش ہجران جلے سودا کا دل شمع دار تیرے بات	
صاحب اشبج سست صاحب نارست تل ہے ہین کھینچ کر آپس میں دو لو ارست نغمہ بلبل سے گلشن کے درو دیوارست بادہ گل رنگ کو انگین ہین چون ہر بارست بات وہ ثابت نہیں جبکا کرے قرارست ہو گیا ہون میں بیاد نرگس بیمارست	دین و کفر ٹھکون نے تیری کر دیا لے یارست چشم دابر کو تھے یوں دیکھ کر کہتی ہے خلق جام گل نے کھو دیا ہے باغبان کا اکلی ہوش چاہتی ہین خون دل یوں بہ دم آنکھیں تری چشم سے گوشب کے آئینا اشارا کر گیا ہوش بھگو تادم محشر نہ آدے کا طلبیب	
	سچ تو کہ کس میکدے میں کج سودا پی جوئے دیکھ کر مستی کو تیری ہو گئے ہشیار مست	
کافی ہے مرچے نالے کوئیل کی اشارت توبہ شکنی کو ہے مرے تل کی اشارت چشم ترازو ہین ترے تل کی اشارت لے شوخ پریشانی کا کل کی اشارت اک خلق میں مشہور ہے اس تل کی اشارت دے تاب مرے دلکو نہ کسبیل کی اشارت	ہستی کو ترسی بس ہے اک گل کی اشارت فتویٰ طلبا ہے یار نہ قاضی سے کروئیں تل بیٹھ مری آنکھوں میں ہے ساعت نیل گنج ہے باعث جمیعت دل ایک جہان کی تقوے کے نہیں بار سے فخر تراے شیخ یاد آئی تری زلف نہ بھگو جو چہسن میں	
	عشاق کو تجھ چشم کے حاجت نہیں مے کی بہوش کرے سودا کو تعلق کی اشارت	
کب کل سکتی ہے بلبل سے بھر آواز درست قامت اسکے میں قیامت کا ہوا ناز درست کام کرتا ہے یہ معشوق کا اعجاز درست ناز تجسا جو کرے تب تو ہے وہ ناز درست حقہ مار لگا کہنے وہ طناز درست قول کھتے ہین کوئی بچھے دغا باز درست	نامے کا اپنے چمن میں جو کر دن ساز درست سر گلشن کو قد یار سے نسبت کیا ہے آج تک عیسیٰ سے عاشق نہ کوئی مکے حیا اور ونگا ناز جو دیکھا تو یہ بدخلقی ہے ڈرتے ڈرتے جو کہا میں کہ ترا عاشق ہوں وعدہ وصل سے تیرے نہیں دلوں تکین	
کام سودا ہی کا ہوتا ہے خدا ساز درست	سرخ نے دی گچھی پہ زار کے تجھے دھس کر	

<p>بزم غم خون جگر پر مرے ہمان تھی رات دیکھیے آج کہ کس طرح سے گزرے ہم پر قطرے اس چہرے پہ شب بون بھون کے گویا گر یہ صبح سوا چہم کسو نے نہ دھوئی گدڑی پل مار کے اس طرح کہ جیسے شب وصل شب سے دیکھا میں تجھے آئینہ خانہ میں یار دن تو نظر دین شب قیر تھا میرے تجھ بن ہو کے مایوس شفاغ یہ کہے تھا سودا</p>	<p>آہ سر گرم مرے شمع شبستان تھی رات دلتے شمع کی توکل ست دگر بیان تھی رات جائے شبنم بگلستان گہرا فشان تھی رات اشک خونین سے مڑہ پنجہ مہمان تھی رات بخودی اپنی عجب بر سر احسان تھی رات گو یا اس گھر میں برازاہ جبینان تھی رات محفل غمیر میں خورشید رخشان تھی رات شمع بالین بھی سن اس حرف کو گریان تھی رات</p>
<p>لاکھ تریر طلبیوں نے مری کی افسوس درد و ہجران کے لیے وصل کی دہان تھی رات</p>	
<p>عشق اپنے کی فلک نے جہانیں بوائی بات صورت ملی دلی کی زباں کو کر دئے کیا کوہ ہوا تھا فصہ خط آنے سے یار کے نماز سے نہ یار کا خس پوش ہو گلا کیا جانیے یہ کس گل و لبس کا راز ہو فراؤ کے جو تم تو اٹھا لو نگا میں ہر سار پھینکے کی عشق کی نہ بنی بات پیش یار خوبی بدی سے دہر کے کچھ یاد نہیں پردانہ اور شمع کی صحبت نہ مجھ سے پوچھ کل میں کہا تھا یار سے تھے وہ ہی خبر برد</p>	<p>اس پیٹ میں نہ اتنی سی یاد رسائی بات گو ہے تہن صحبت شب کی چھپائی بات کھلاو کے ہنر زلف کو ناحق بڑھائی بات شعلہ زبان دراز ہے اسکی لگا کی بات غصہ کی رک رہی ہے دہن پر جو آئی بات پرغیر کی بجا بیگی مجھے اٹھائی بات سو طرح سے میں سامنے لے سکے نہائی بات کرتب نے دلی جیسے مری نہ بھائی بات اپنی نہ کہہ سکا تو کون کیسا پرانی بات ہر اک سے اختلاط کی جنگ نہ بھائی بات</p>
<p>سودا بریدہ ہو یہ زبان جسکی رو سے آج میری ہی خضم جان ہو لی میری تباہی بات</p>	
<p>ہندوہن بت پرست سلمان خدا پرست اس دور میں گئی ہے مروت کی آنکھ پوٹ دیکھ لے سب رنگ کفک تیرے پاؤں میں</p>	<p>پوچھو میں اس کی کو جو ہوا آتش پرست معدوم ہے جہان سے چشم جیا پرست آتش کو چھوڑ کر ہوئے ہیں خا پرست</p>

<p>آئینہ دار دل کو رکھ اپنے صفا پرست ہر ذرہ میری خاک کا ہو گا ہوا پرست جون حضرت کہا یو آب بقا پرست</p>	<p>چاہے کہ عکس دوست ہے تجھ میں جلوہ گر آوارگی سے خوش ہوئیں اتنا کہ بعد مرگ خاک فنا کو تاکہ پرستش تو کر سکے</p>
<p>سودا سے شخص کے تئیں آزرہ کیجئے لے خود پرست حیف نہیں تو وفا پرست</p>	
<p>ازا دراپنیک ایفون سے نہو خاک پرست شکل آئینہ کے حیران دل دراک پرست مے برستی سے کہیں آگے تھے ہم تاک پرست وقت جولان جو نہو سے ترا فراک پرست میں پرستش کر دن تیری تو ہو سناک پرست چرخ سرسبز کرے دانہ جو ہو خاک پرست شیخ جی آپ ہیں کس مرتبہ سواک پرست</p>	<p>بنگ بی بنگ خیال اسکا ہے افلاک پرست کنہ میں جلوہ خوبی کی تری ہے شب و ز دختر رز کے تو ہم بندہ موروئی ہیں صدلب تشنہ ہوا اس قلم خون کا اپنے گبرگشت کے تئیں پوجے ہوا آتش خسروا قطرہ اشک مرا گر کے زمین پر مولف گر رکھا ہے کس گنبد دشتارا د سے</p>
<p>واعظا دیکھو بولا تو اگر سودا سے بے طرح کا ہے یہ کافر بت بیباک پرست</p>	
<p>کھوکا ہیکو خلق ایسی ہوتی کنائیں صورت بہ از یوسف نظر آدیگی ہر انسا نہیں صورت نظر آتی ہے چاک حیب کے دامائیں صورت الی ہے اسکو تیرے تیر کی پیکان میں صورت بنائے کیون گیا فرما د کو ہستائیں صورت نہیں ایفائے وعدہ کا ترے ہیائیں صورت</p>	<p>نظر آجائے ہے جیسی کہ ہندو ستائیں صورت زینبا سے کوٹک دیدہ تحقیق تو کھولے چمن میں شور ہو تجھ جامہ زیبی کا ہر گل کے ترا دل کیون نہ میرے خون کا پیاسا ہولے ظالم سمجھتا لیکن ہر تھکی نادان نقش شیرین کا گذر کر نیکا میری خاک پر کیون عہد کرتا ہے</p>
<p>زبانے کو بھلا سودا کوئی کس طرح بچائے کہ اس ظالم کی کچھ سے کچھ ہے ہر اک نہیں صورت</p>	
<p>پھر نہ دیکھے بہار کی صورت بجھ دل بے قرار کی صورت خنجر آبدار کی صورت</p>	<p>دیکھے بیل جو یار کی صورت برق دیکھی ہو جسے سو جانے دل ترستا ہے دیکھنے کو سرا</p>

	جو کوئی دیکھتا ہے روتا ہے	مجھ دل دا غدار کی صورت
	کیون نہ سودا ہو بلبلون کا دل دیکھے بن لالہ زار کی صورت	
<p>پوچھے نہ خدائی کو پرستار محبت کیا لیگا بجز دل غمخیزیدار محبت کس منہ سے کر دنگا میں پھر اٹھار محبت لے سکتے نہیں سانس گرفتار محبت جس دل میں کھٹکتا ہو بڑا خار محبت بچتے ہی نہ دیکھا کوئی بیمار محبت کیا سچ میں آسان کی دشوار محبت کردن زدنی ہے سو گنگا ر محبت شکوے سے مراد تی ہو گفتار محبت ہوں تجھے ستکر سے طلبگار محبت جس روز کیا تجھے میں اقرار محبت ہوں رشتہ بہ پابلبل گلزار محبت</p>	<p>مانے ہے کسے ناقص اسرار محبت آتش ہے تری گرمی بازار محبت کیون محکو نہ مارا غم دوری نے ترے آہ کرتے ہیں اسیر نفس و دام بھی نہ یاد کیون محکو نہ کرا ہے بھلا وہ ناصح بیدار دعویٰ مری صحت پہ میسج کو غلط ہے قاصر ہے زبان شکرین قاتل کی ہائے ہر جرم کو ہے عفو ترے عہد میں ظالم باتون سے کچھ اپنی نہیں تیرا گلہ منظور تک سادہ دلی پر تو مرے رحم کیلے یار روقی تھی مے حال پہ بہیری افلاک ہر خار سے اُلجھا ہے مراد امن بردار</p>	
	دل طوطی خط کو نہ سے اس شوخے سودا کھا دیگا اس آئینے کو زنگار محبت	
<p>یا رب وہ گوشہ دستار سلامت اگر دیکھ آئینہ زنگار سلامت</p>	<p>جب تک ہے جہان میں گل گلزار سلامت سر سبز ہوا باغ ترے حسن کا خط سے</p>	
	ردیف ثناء مشتملہ	
<p>کرنا ہو مست بادہ سے چون ہو تیار بحث زندوں سے تو کرے ہے جودت خار بحث تو ہی کے ہے سچ نہیں اپنا شعار بحث سننے نے تجھ دہن سے کلیے گلزار بحث</p>	<p>آگ کی بجائے ہے سطح یار بحث زاد نہیں ہے اپنی بچھے پاس آبر و واعظ کے داغ سے تکذیب کا ترسی مارے نہ کیوں طمانچہ صبا منہ پہ اسکے صبح</p>	

	سودا بخوش ہرزہ درائے سائے، طوطی کو زاغ سے ہے ہٹا گوار عبت	
سیر کو وقت خزان گلشن میں جانا ہے عبت گذری سو گزری جو کچھ اسکا فسانا ہے عبت چہرے کو بے نقاب اندر چھپا نا ہے عبت اس بری پر اسے دل وحشی دوانا ہے عبت یان نہ آئی کامرے صاحب بہانا ہے عبت جل چکاجب کچھ آتش کا بجھانا ہے عبت خانقاہ و مدرسہ تیرا ٹھکانا ہے عبت زاہد انزدیک آتش پیہ لانا ہے عبت	جبکہ خطا ترے تو اس گل لگانا ہے عبت پوچھتے کیا ہو کہ شب سحر گزری مجھ بغیر ابر میں اے یاد رہ سکتا ہے کتنا آفتاب کارگر ہوگا ترا فسون یہ باد رہے نکھے یا دیکھو رحم جی میں کب ناغہ دل کہان ناصحا داغ جگر چون شمع پہو بجاتا دم کلبہ دل کی حقیقت کو پہونچاے شیخنا بوسہ کیا مانگے ہر اس جسے باہن ریش سفید	
	غیرت اے سودا نہیں ہے مقتضی اسبابی جی کی دور بین پھر اسکو منہ دکھانا ہے عبت	
	ردیف جیم فارسی	
اس زندگی نے لاکے پھنسا یا ہو غم کے بچ ظالم پہونچ و گرنہ چلی جان دم کے بچ صید حرم کی زیست ہے رہنا حرم کے بچ نصخانے کی ہوا ہے مری خم کے بچ	رہتے تھے ہم تو شاد نہایت عدم کے بچ تجھ بن مرا گلا ہے تہ خجستہ اجل دل گھرے دلربا کے تو ہر قدم نہ رکھ گرمی لگی ہو تجکو تو اے یار آگے بیٹھ	
	آیا نظر جو سودا کو جام شراب میں دیکھانہ وہ کسو نے کچھو جام جم کے بچ	
جون عجبہ سوز بان ہے اٹکی دہن کے بچ باقی ہے جون جاب نفس پیر جن کے بچ آ کر ترے شہید کو دیکھے کفن کے بچ پاپوس کو مرے جو نہ پہونچا ہو بن کے بچ دو یا ہر لاکھ گل کے گلے لگتے ہیں کے بچ	سودا گرفتہ دل کو نہ لاؤ سخن کے بچ پانی ہو بہ گئے مرے اعضا نین کی راہ جن نے نہ دیکھی ہو شفق صبح کی بہار وہ تار سرخ و نہین اہل جنوں کے پاس کل رخصت بہار تھی شبنم صفت میں روز	

<p>آتشکدے میں دیکھ کر شعلہ ہے بیقرار، بعد از شباب ہون تری انگلیاں پادہ مست دیتا ہے مشک تجکو مرے خون دل کی بو</p>	<p>آرام دل جنوں کو نہیں ہے وطن کے بچ ہوتا ہے زور کیف شراب کہن کے بچ ہو بچی شہیم زلف کی کی ختن کے بچ</p>
<p>سودا نے اپنے بار سے چاہا کہ کچھ کہوں ایسی کی اک ننگہ کہ رہی من کی سچ</p>	
<p>نے چشم نہ ابرو نہ کر شہ نہ ادا بچ سیرم عمر جو کی سمنے تو کیس بچ شیشے کو بھی توڑ تو نکالتی ہواک آواز اسباب جہان دل نے کیا جب نظر انداز ناصح تو نہیں چاشنی درد سے آگاہ اس جامہ پہ اتنا نہ اچھڑے کی طرح مانی نہ بندھے گا کبھو نقش اسکی کمر کا کیا تافانہ عمر سبک دے کہ جس میں شامان سے سوال اپنا رعونت شکنی ہو ہم شیخ کی سنتے تھے مرید نے بزرگی دل دے ہو گواہی کہ ہے اس تقدیر لہی سودا سے کہا میں کہ مرے شہر کو ستر</p>	<p>مہ کیند ہے بازی کی ترے اسکے بچ زنگین ہے جوانی کا گل سہن سو بچا بچ عاشق ہی کا وہ دل ہو کہ ٹوٹے تو صابچ پوچھا جو میں کیا دیکھے ہے دیوانے کہا بچ بے عشق تباہ جینے کی لذت بخدا بچ جامہ یہ تراویح ہے تو عیسہ ہوا بچ فرسودہ نہ کر خامہ کو میفادہ کیا بچ چاہے جو سنے سامعہ آواز در ا بچ کوئین ملک درد نہ ہے پیش فقر بچ دیکھا جو اذہین جا کے تو عمامہ سو بچ مجنون تو خبر لے نہیں آواز در ا بچ دیکھا جو بچھے آکے تو اے بے سرو پا بچ</p>
<p>بولا کہ مجھے یاد ہے وہ مصرع بیدل عالم ہمہ افسانہ ما دارد و ما ہیچ</p>	
<p>جان عشاق کی لہجہ لے کر پالکے بچ دلو تو کھینچ لیا تار کست کا کل کس طرح آنکھیں لگاتی ہے مے گلور سے عشق پیچے کی گیا سیر کو آخردہ صنم</p>	<p>دل کھتا نہیں تو اس بت عیار کے بچ جان کے پیچھے بڑے اب تر ملی تار کے بچ باغبان دیکھ تو اس زنگس بیمار کے بچ باغبان اپنی نظریں میں ہیں یہ گلزار کے بچ</p>
<p>سجھ کر دانی پہ سودا کے نومت جا بچ دور کرتا ہے کوئی دل سے یہ زار کے بچ</p>	

<p>پھر دل نہ کہیں دون اگر اکی ہے جی نہج دان پرورش جو دھالنے کی یاں نہج یا غندی کا ہاتھوں پہ تے رنگ راہج پھر رات قیامت ہے جو دن کاٹے مریج گو غنیمت بھرے رخت سے بھٹے کو بج جھوٹا کوئی کھاتا ہے تو بیٹھے ہی کلاںج پھرتے ہن مریدانے پڑے ڈھونڈتے گھر بیج ناصح کو یہ رونا ہے سو غم کھاگا ان نہج</p>	<p>یا روین کیا عہد اسے مانیو تم سچ جینے کی تو کچھ شکل نظر اب نہیں آتی ڈو با ہے شفق پہنچ صدمہ پہنچہ خورشید ایام جدائی کی مصیبت سو کہوں کیا جاوگی جلی بے گل اس باغ سے عریان گالی نہیں نے بوسہ مرے دل پہ گوارا شیخ اٹھکے جو شب کھا گئے چوریسے ہیلہ ہوتی نہیں کچھ دلو غدا اندون تحلیل</p>
<p>ہر بیت رکھے ہے یہ غزل سی سی مضبوط سودا کوئی جون ریتختے کے گھر پہ کسے گچ</p>	
<p>ردیف حاء مہملہ</p>	
<p>جون توں کہ دن تو گزرتے ہر پرانہ بطرح اعمال عشق کے ہن مکافات بے طرح صیا و لگ رہا ہے تری گھات بے طرح کنے لگا خموش کہ ہے بات بے طرح تیچھے لگا پھرے ہے یہ بد ذات بطرح دار طہی پڑی ہے شانے کے اب بے طرح</p>	<p>تجھ بن بہت ہی کشتی ہر اوقات بے طرح ہوتی ہے ایک طرح سے ہر کام کی سزا بلبل کر اس جہن میں تجھ کا رنگ آشیان پوچھا پیامبر سے جو میں بار کا جواب ملنے ندینگے ہم سے تجھے اکدم رتب کوئی ہی مور ہے تو ہے ہمیں شمع جی</p>
<p>سودا نہ مل کر اپنی تواب زندگی پر رحم ہے اس جوان کی طرز ملاقات بطرح</p>	
<p>کھب گئی لیکن ہمارے دل میں ڈالے بطرح کچھ بھی لے خانہ خراب اس کے بچھا کچھ ور نہ گلشن میں ہے میرے کوئی عالمی طرح سیل سے مجھ اشک کے ہر گھر ہے دلیر لے بطرح سیکھ لی زلفوں سے تیری ان نے بل کھائی طرح</p>	<p>شیخ میں ہر چند ہے سر سے گزر جائیگی طرح یا تبسم یا نگہ یا وعدہ یا گاہے پیام بلبلو کو دون ہوں دیوان فغانی کا میں بس تجھ بن آنکھوں نے مری مردم ہوے صحر نشین کا بھر پیٹے ہے ناگن تب انکرتا ہے نہ ہر</p>

گھر کیسا اپنا بتانے دلو میرے دے شکرت	توڑ کر کعبہ بناتے ہیں یہ تیخانے کی طرح
جائے گل توڑے ہے گلچیں باغیں اچے بگل	کچھ نظر آتی ہے اسے سودا بہار آئینی طرح
آہ کس سر دین قمری ہے قد یار کی طرح طفل کج شک کا بھی دیکھا کجھو ربط بہم نہ بندھی قصد پر کاہ تلک ہم سے کمر بچہ فروتن کی ہر چون نقش نگین بات پسند دیکھتا ہو نہیں تری بزم میں ہر ایک کا منہ	نالہ کرتی ہے تو میرے دل افکار کی طرح دلے میرے ہی اس شوخی ہے بیا کی طرح تیغ اگر جزو بدن اپنی ہو کسار کی طرح گو بظاہر نہوسیدھی مری گفتار کی طرح طلب رحم کی نظر دوسنے گنہگار کی طرح
ڈالی بازار جو سودا نے متاع دل کو	لٹ گئی دیکھتے ہی جنس خریدار کی طرح
لطف نشاط بادہ حسن ظہور صبح لہرائی ہے نسیم سحر کیا ہے ساقیا حلقہ میں اسکی زلف کے عارض پہ نظر گزرے ہے چشم تر سے مری یون وہ سیم تن آویزہ گہرے بنا گوش یار میں خاکستر اپنے سوختہ دل کی صبا کے اچھ	ملکر ہوا ہے خلق دو جان سرور صبح گویا ہے موج بادہ بحسام بلور صبح جوشب میں رہ گیا ہو گرہ کھاکے نور صبح جیسے کنار بحر سے ہوئے عبور صبح یا سرنگون ہے اسکے مقابل غور صبح تحفہ تری گلی کو ہے بھیبتا حضور صبح
سودا کوں میں یار سے کیا جکے سامنے	اڑ جائیں میں حواس بزرگ طیور صبح
روایت خاتمہ	
ندیکے دل کہیں یار و بزریر نیلین کاخ کسی سے ہونہ علانج رہ اذیت دہر کریم وہ تہواضع کرم جو کرتے ہیں جلہ حرم میں نہ راہب کو شیخ کو نہ پیر سخن آکھوں کا جہانین قبول دلا ہے	میں دلبران جہان ہر مرغ دل بلبلخ کہ بند ہونہ سکے منہ پہ خوش کے بولخ مژنہ پھیر کے دے ہے جو پیر ہو شاخ میں صدائے خانہ مشرب کے نقد زور فراخ سخن نہ کر سخن مقبلان میں ہو گستاخ

	مین مرغ معنی کا اپنے ہون پست کن سودا جو شاہ ہا زہن کب پریشکے ہون سداخ	
<p>نیم دشانہ مگر ہو تو ہو دے دان گستاخ چلے بجائے صبا سوے بوستان گستاخ قدم زمین یہ نہ رکھ زبیر آسمان گستاخ قدم نہ رکھو کھوسے مقلان گستاخ کہ نہ دہشتے ہیں اکثر بڑا ہوان گستاخ مزاج جسکے ہو عیورہ حاجبان گستاخ کھڑے کھڑے نہ لگا ہون بخسروان گستاخ نظارہ باز دہشتے ہوتے ہیں ہوشان گستاخ کہ تو قار طلب انجی ہے زبان گستاخ کسی بزرگ کیند مست ہیں درجہان گستاخ</p>	<p>یہ بات ہو سکے زلف اسکی سو کمان گستاخ چمن کی سیر میں اسکو اگر سنے دم صبح ضرور ہے ادب خفگان خاک لے لے پار ادب کے چل نہ چل آگے وزیر و سلطان کے سمجھ کے شک کرے میخانہ سے گزرنا ہر اسے بہت درنہم سے اخذ مشکل ہے تو بادشاہ گدا میں سوال نامعقول یکھ اسکی بے ادبی کا گلہ نہیں جسکو نجا یو کھولے شیخ بزم خوبان میں نہیں مرا سخن طبع زاد اسے سودا</p>	
	<p>مگر انھوں سے کئی ہر نہ کو جو ہیں درنہ پدر پچا ہے سپر ہو مبروہان گستاخ</p>	
	<h2 style="text-align: center;">ردیف دال مہملہ</h2>	
<p>صاحب درد کی رکھتا ہے نظر سے پیوند شاخ آہوے نہوشاخ شجر سے پیوند شام آتی ہے اسے کئے سحر سے پیوند گوش سے یار کے ہو دور اثر سے پیوند کسو عاشق کے ہوا دیدہ تر سے پیوند آسمان پھاٹے تو ہوا سکو کہ صحر سے پیوند میں کیا ہے یہ بہت خون جگر سے پیوند شیشہ ٹوٹے تو کرین لاکھ ہنر سے پیوند درد کو دے لے نہیں درد جگر سے پیوند</p>	<p>اشک کو کب ہے شناساے گھر سے پیوند نسبت معنوی لازم ہے دو مصرع میں بہم ہو نہیں شرمندہ ناصح کہ گریبان کو مرے دائے سس دل پہ دل نہیں ہے کہ جسکی فریاد دامن ابرم پختا ہے جو اتنا شاید سو جتن پہننے گئے پر نہ تھی سوزش اشک دل کو میرے نہ جہا دل سے کر اپنے ظالم کون ایسا ہے جسے دست ہو دلسازی ہر لکھیا کیوں ہے عبث ناز طبع کے سودا</p>	

<p>کھینچ کر پست کر کے گردش ایام سفید چوٹ ہو دلیں تو وہ سدرہ بیرہی ہے ہے جوانی سے فزون عشق کو بیرہی میں فروغ لعل حل کر دے ہے جون ظرف بلورین کے بیچ ہست ہر ایک سے ٹکرا کے چلے تھا کالا آج بیمار ترے کا ہے ترقی پر ضعف</p>	<p>چاہے تجھ چشم کے آگے ہو جہاد ام سفید موسے چینی نہیں کرتا غم ایام سفید طلعت شب کی ہے آغاز کا انجام سفید پیرہن پہنے ہے جسم وہ گل اندام سفید ہو گیا دیکھ کے وہ زلف سیہ قام سفید صبح تھا زرد منہ اسکا سو ہوا شام سفید</p>
<p>راہن اشک بلامت سے دھوا کر سودا چاہیے رو ہو ترا حشر کے ہنگام سفید</p>	
<p>بزم میں وہ شمع و یارب کر گلاب و ورد آتشین رخسار پر اس کے کیا خط نے نمود رونی افزا کیوں نہ واس چہرے پر آغاز خط کتے ہیں نیک جسے تھانی بحقیقت میں وہ لعل ہے سلم حسن کہ ہر چند پیش کا سنات ناباکی مکن نے مے اس بوکی گھینچی ہے کہ آج یاں نقطہ بختی ہے ڈھولک غل کھانیکا نہیں اجر نہ روں کو ہے اسکا گو کرین زاہد ناز میں زانیکی سخاوت کا نہیں ہرگز مقرر یہ دنی جو تجکو سو پنے اسکو اپنا مت سمجھ کوچ اس منزل سے یارو کا نہیں ہے چلے غیر ایسے خوش ہے مرے دل کو دکھائیئے خوش</p>	<p>یون ہوا آتش زیر پا جس طرح سے مجھ میں گھر جلا دے دیکھ کے کس کا ہوا آتش کا دود جتنی ہوتا ایک شب ہو نور شمع اتنا فروغ ہو گیا ہے رشک سے تجھ اب کے رنگ اسکا کہود گر ترے ہم جم ہو بیٹھے تو ہے پہلو کا غودود کو ہے میخانہ سے گزرا محبت کا دودود مت دکھا ساتھ اپنے پائے خلق شیخ انسانہ کو غیر کی نام آوری کرتا ہے خاتم کا سجد چھین کب لیتے ہیں کچھ دیکر کیا و اہل جود سے ہے یہ کر کو لکھا کر حساب تار پود ہم بھی جا پہنچانگے آخر باں انکے دیر و زود نالہ میرا گوش میں اس کے ہے مطرب کا سرود</p>
<p>نقد دل دیکر کہیں جی کو بلامت مولے ہاں اے سودا نہیں زہنا اس سوئے میں سود</p>	
<p>لے آئے وہ پر ترے جو شکشان سنہریاد لے نہ داد خدا یا وہ باز ہا میرے کیا ہے قہ کو مرے شاخ ارغوان کا رشک</p>	<p>ہوئی کیسی نہ انہیں سے راہگان فریاد لے زمین سے لے تا آسمان فریاد تھاوے ہاتھ سے اے چشم خون نشان فریاد</p>

<p>ہزار جیف کوئی باغ میں نہیں سستا میں دیکھتا ہوں جسے وہ آبِ ہنیا لان ہوا ہے اسکو مر حال باعثِ تضعیک تم اپنے جواز سے مت سمجھو کہ نالان ہوں گیا نہ کوئی ترے شہر کے میرا حال نہ میرے دل کو خوشی ہے موجب آرام قسم ہے گل کی نئے عنایب سودا سے</p>	<p>چمن بہن بڑی کرتی ہیں بلبلان فریاد تھاری کیجئے کس پاس لے تباں فریاد کہہ لیکر مجھے کہتا ہے شوخ بان فریاد یہ دوستوں کو ہے دوری سے دشمنان فریاد کہ میرے پاس نہ لایا ہوا رہبان فریاد کبھو ہوا ہے کرے مرغِ نیچان فریاد جو تو کیا نہ کرے مل کے ہر زمان فریاد</p>
<p>بزرگ نے نفس غیر تار و نہ کرے کبھی نہ کر سکے تنہا یہ ناتوان فریاد</p>	
<p>ہوا ہے داغ مرادل اتار کے مانند ہر ایک پاٹ ہے دامن کا تختہ گلزار نہیں ہے سیر کا کچھ لطف باغین تنہا صدائے دل سے ہوئی دیکھ کر یہ سیکون چشم خبر نہیں ہے مجھے ترک چشم نے کسکے ہوئی ہے عمر کہ ہم لگ ہے ہیں اس سے</p>	<p>جھڑے ہے آٹھ سے آنسو شرار کے مانند روان ہے چشم سے خون آہشار کے مانند بغیر بارِ رگ گل ہے خار کے مانند تری نگاہ سے ٹوٹا ہمت ار کے مانند لیا ہے لوٹ مرادل دیا ر کے مانند جھٹک نہ دیکھو پیارے غبار کے مانند</p>
<p>ہوا ہے رشک چمن چہرہ یار کا سودا خطا اسکے گرد جو یا بہار کے مانند</p>	
<p>لذت ہے بچ یعنی سے زمانے سے بعید اشک میری چشم کا کیونکر اثر پیدا کرے چو نصیحت کرتے ہیں مجھ کو نہیں یہ جانتے مجھ دل صد چاک ہی سوا نہیں ہوتی دین یہ تو جادو دے تیرے پر امین کے نیکو ٹھونک ان ناہم کو میں تو بھی اسیکو سبکین</p>	<p>نوش دے بے بیش یہ زہورِ خلت سے بعید سبز ہونا خاک میں ہے اپنے دانے سے بعید عاقلون کو بات سنتی ہو دیوانے سے بعید ور نہ کھلتی گانٹھ اسکی کسے شالے سے بعید ہو فانی اس سے کرنی تھی فلانے سے بعید بحث دیوانی سے کرنی تھی سیانے سے بعید</p>
<p>یا علی ہو مچا ہے سودا اور یہ تیرے آپس پھیرنا حق و حرم ہے اس آستانے سے بعید</p>	

مین چاہتا نہیں دنیا میں عز و جاہ بلند مگر تو میر کو اسے شعلہ خوشنما ہے عجب نہیں کہ چھٹے ہر فلک سے فوارا الکی خمیر ہو مجنون کی اب کہ یہ بریا ہجوم فوج خطا اسکا نہ کیوں بڑھائے حسن چشم قد سے کسو کی ہے آشنا قمر می اسی سے واعظ الحق کو اپست فطرت جان کھر زور تو رہنا لاس پہ لے نادان کے ہے گردش دوران طرح ہنڈولیک لیا ہے دل کو جو میر سے تو انکسوت کرتنگ	یہی کہ دولون جہان سے ہے نگاہ بلند کہ او سکا ماتھے ہے جون دست دار خواہ بلند بڑی ہے اشک کے آئینکی دل سے راہ بلند کیا ہے لیلی کے کیوں خمیر سیاہ بلند کرے ہے رجبہ نشہ کثرت سپاہ بلند دکھانہ سرد مجھے ہے ہری نگاہ بلند ہوا ہے چڑھ کے یہ منبر خواہ مخواہ بلند جو مرتبہ ہے ترا شکل ہر دہا بلند ہر ایک شخص کو بیان گاہ پست و گاہ بلند کہ ہودے ملک کی وسعت نام شاہ بلند
---	---

ترا بھی نالہ تو پہنچا ہے تافلک سودا
خدا وہ دن نہ کرے ہو جو میری آہ بلند

ردیف ذال مجملہ

دفتر دہر کا ہے پیش نظر ہر کا غد لکھ رکھا ہے نہ لے کیا ترے ان ظلم کی داد لکھنے سے وصف بنا گوش کی تیرے لے یاد اسکی میں راستی قد کی ثنا لکھتے وقت نامہ اس شوح کو کہ کے بن رقم اسے یارو سائنٹنڈی سے ترے جو کئے تھا اکدن بھی وہ اب تو مجھ میں طرح عود کے دی ہے آتش میں سودا سے کہا ملک و زمین اٹھ ہونڈھے ہے ان سوا سحر نگا ہوں کو یہاں بھی لہ تھی خط اٹھلے ہیں ترے شعر و سخن کیانک	لکھے انے کا نہیں علم ہے کیونکر کا غد دونگا حاکم کو ہنگامہ محشر کا غد بادے ہو ملکوں میں اب قیمت گو ہر کا غد نہیں پاتا کبھو محتاج بسطر کا غد اتنا رویا ہوں کہ لیجائے شناہ کا غد افک میرے سے ہوا لکھنے میں گر تر کا غد جب میں بھیجوں ہوں تجھے کر کے سطر کا غد تیرے اشعار کا ہر کہتر دہستہ کا غد تیری تصنیف کا دیکھا ہے میں اکثر کا غد لکھنے کو اتے میں لے لیکے ترے گھر کا غد
--	--

نقش عامل سے ہو کیا کم کر پرویون کو سکے یہ آن کے کہا کیا ہے تعجب اسکا	تیری ابیات کا کرتا ہے مسخر کا غنہ دلکش خلق ہے دیوان کا مرے ہر کاغذ
بکہ رہی غنی سنی ہے مرے دیوان کی ہر ورق کا ہے گلستان کے برابر کاغذ	
ردیف راوہل	
مجھ ساتھ تری دوستی جب ہو گئی آخر نازا سکے نے عصیان سے ہمیں باز رکھا حاصل تو ہوا وصل ہمیں رات پراسوس کیا فائدہ ہو جو ترے لب میں مسیحا کیا جام تھی اچھ سے لین عشق کے عشاق شوکت نے ہمیں حسن کی کہنے نہ یا کچھ	دنیا کی مرے دلے طلب ہو گئی آخر تا ہودہ رضا مند کہ شب ہو گئی آخر یک پل میں شب عیش و طرب ہو گئی آخر عمر اپنی تو چون شمع بہ تب ہو گئی آخر مے حسن کی معشوق کے جب ہو گئی آخر بات آن کے سو بار لبب ہو گئی آخر
منٹ بھیڑ ہی سودا سے یہ کل ہو گئی شیخ شیخی تھی جو کچھ انہیں وہ سب ہو گئی آخر	
دیا جو قح دلوں سادہ لوح اس زلف نے پاکر دم بر گشتہ خیگر سے کیا ہوئے میں حیران آٹھا دے گرفتار اس چہرے بلبل کی نظر دین چمن میں لکھ لکھا کہ جب ہنسنا تو ساتھ غیر سے کہو آنکھیں دکھائیں اور کہو دکھلا سناں بھین دل دین بیچتے ہیں ہم تو اک بوسہ کی قیمت پر	خط نورستہ لیگا جان باغ سبز دکھلا کر کر کیونتر قتل مژگان نے کیا منہ سے پھر جا کر گئی باد سحر آخر چمن سے گل کو رسوا کر گر اپنے دوہن دل کا گل نورستہ کھلا کر لیا ہر دل کو میرے لئے جادو سحر کیا کر اگر تو اس میں اپنا نفع جاسے آکے سودا کر
چلا جب خوبی خط سے نہ بس زلفوں کا کچھ سودا تو بیچ و تاب میں آکرہ گئیں عارض بہل کھاکر	
سمندر کر دیا نام اسکا ناچ سب کہہ کہہ کر دماغ آشفتمندان ہوتا ہے غشی کے چلنے سے فریپ عدد کا شکوہ جو میں رد و کے کرتا ہوں کے طاقت پر شرح شوق اس مجلس میں کریشکی	ہوئے کچھ جمع کچھ آؤ مری آنکھوں سے یہ ہمار چمن میں ہم سے اے بلبل اپنے کجا کے چمک تو میری سادہ لوحی پردہ ہنس تیا ہوتہ قہر اٹھا دیتے کے ڈر سے سانس ان لیوین زہر

<p>نکالے ہو وہ بیرخ ہو کے اپنے گھر سے یوں نکلے تقید ترک مے کا مجھ کو روز و زمین پر لے لڑا لگا یا منہ نہیں دو دروز کسکو اُس تھکے سپاہی مار کر مژوں کو پیارے کب کہا دے بچشم فہم کھولے ہو اُسے دیویش سے یار</p>	<p>شہ شطرج کو جس طرح کشتین ریوین شہ شکر جو چکھے سہو سے گا ہے تو بیجا ہوں خود کر شکب ظرفی سے اپنی مٹ دیتا تو یہ بکر عبث کھوڑ ہو مجھ کو قبضہ شمشیر کہ کہہ سکے رکھوں ہوں لفظ و معنی کو چوین صبح میں تھکے</p>
<p>سیم اس باغین سودا نہیں پائی گذار رکھے ہے رخت گل کو غنیمت بچے بچہ تہ کر</p>	
<p>کھینچیں ہن کٹاری جو تباہ مجھ پر اکڑ کر اٹھ جانے میں ہے زور مزا یا رے لڑ کر پوچھ ہونیں جس بہت کھدا کا ہو تراشا خود کردہ کے درماں کو میں کیا کروں بار کیا بشم کھاڑیگا بھلا دکھیں تو لے شیخ اُتارے یہ سودا رہ نچا ہیگا کہانتاک</p>	<p>نہتے ہیں یہ بانگے مری نظر و من مگر ملنے ہیں تو پھر چھپاتی سے چھپاتی کو لڑ کر آرز نہیں لایا وہ مرے واسطے گھر کر دل ان سے لیا مجھے نہ لڑ کر نہ جھگڑ کر رندوں کو دھرتا ہے جو ریشنی ہو کر جا بیٹھو گا دروازے پہ اباسے میں لڑ کر</p>
<p>دانا ہو تو مجھے کہ محبت نہیں وہ شے در پر کسی کے بیٹھے جسکے لیے اڑ کر</p>	
<p>تو جیسے چاہے وہ یارب تجھے ہو میاں تر جو میں اس کے نہیں روز و خوش تیرے نصیب اُبرسان ردما ہوں یوں کو چہیں تجھے میں سدا دیرہ گریان پہ تیرے ہو نہ اسکو اعتنا روز و شب خون جگر سے ہے مجھے یہ آرزو نالہ و فریاد میں گزربے تجھے چون عن لیب جی طرح تجھ کو نہ سمجھا میں نہ تجھے تو اوسے سینہ اسکا صاف ہوا الفت سے تجھ سینہ کی طرح</p>	<p>ملنے میں ہر نیک و بد کے تجھے ہوا لاک غم میں اس کے تجھ کو دکھوں آپ سے غمناک تو بھی رد و دیون کرے اسکی گلی کی خاک تر تیرے مژگان کو وہ سمجھے یوں کہ ہر خاک تر ہیر می آنکھوں سے رہیں آنکھیں تر غمناک دامن گل سے ہے تیرا گریبان چاک تر اسکو دل سے میں تو مجھے ہو بے ادراک تر مہر سے دل باسکا تیرے دے ہو دے پاک تر</p>
<p>حق میں تیرے سب یہ سودا کی تمنایں ستھر ہاں مگر چھپٹ اسکی تجھے ہو نہ وہ سناک تر</p>	

<p>پھیکے جو کماندار مریس ہو ابر مرقد پر مرے سوج نیم آئے تو یہ جان کر خانہ گردون پہ نظر چشم خناسے پہونچا نگہ ترے کو چین ہو لکھ کی ہری نادم رہے سینہ میں ہے لطف زبان ساق توس پہ تجھے دیکھ کہیں معنی و بہر اد</p>	<p>سرخ بچے پھر نہ عصافیر ہو ابر دیوانہ نہ خاک ہے زخیم ہو ابر ہے مثل جبابا سکی بھی تمیر ہو ابر موقوف رکھی ہے میں یہ تدبیر ہو ابر ہے منحصر انسانی تقدیر ہو ابر اسد نے کھینچے ہے یہ تصویر ہو ابر</p>
<p>سودا کے درد دست جو یارب کھے خاک اس جرم کی تو کیجو تسخیر ہو ابر</p>	
<p>گردم سے جلاتن کو رکھا دیر ہو ابر لاتا ہے بندی سے شکم سب کو بستی کیا جانے کس عالی دوران کی ہو یہ خاک دامن شفق آج خون آلودہ میں دیکھا وہ شہیدہ باد کے اڑا جاوے ہو لون ل باندھوں ہو نہیں جس طرح سے مضمون زبرد</p>	<p>اب در بدر اس خاک کو مت پھیر ہو ابر طاثر کو بھی ہوتے نہ سنا سیر ہو ابر اٹھتا ہے بگولا جو ہوا ڈھیر ہو ابر چلتی ہے ترے عہد میں شمشیر ہو ابر کرتا ہو کوئی جیسے کہ بہت پھیر ہو ابر رستم نکرے دیو کو لون زیر ہو ابر</p>
<p>ہے خدمت سے لون نالہ ترار زمین سودا ساون میں پیسے کی ہو جون ٹیر ہو ابر</p>	
<h2>غزل درجو میان حسرت عطار</h2>	
<p>بہار نے کا اندھی سے اڑا دھیر ہو ابر عتاب کے دانون کی کروں کیا میں بزدلی جب اصل السوس پر سیاہ شان ملکر دو پیسے کے نسخے سے جوا دھی بھی ٹوٹی لم بولے جو فرشتہ کہ دوا ہے غری اسکی دو بات کے تنے سے جود کا نہ بکری</p>	<p>ہر مرغ اسے کھا کے ہوا سیر ہو ابر نہ چرخ کا جس طرح ہو چک پھیر ہو ابر جون تیر منجھتے میں کرے دیر ہو ابر اس نسخے کو دیتا ہے اڑا پھیر ہو ابر مارے ہے اُسے جاکے وہ شمشیر ہو ابر سوبات کا بھڑانے لگے کھیت ہو ابر</p>

برسات میں جو کھائے ددا اسکی درد کا نسے قیمت میں تو نسے کی لگا پھاکنے یہ باؤ	مانند پیچھے کے کرے پیر ہوا پر ڈالا ہے زمانے نے یہ اندھیر ہوا پر
اظہار سخن سے کھنکھایا خاک زمین پر صدقے ترے یوں ہوئی مری خاک زمین پر بچھ کر سے غبار اپنے کو میں آکھنے نہ دوں گا ساقی بٹ سے لیکے پھر سچ جلد میں نالہ کا ستون ہو نہ مرا اگر شب تار نکلا جو مرے منہ سے ہوا شہرہ آفاق راون کی نہ تھی سیف کی ہیبت یہ کسیک پھل پاؤ اگر دین کے تم نخل سے اے شیخ اس صدقہ کو مضبوط کر دو جو بسا دا	دفعہ نہ دے نہ ملا صاحب راگ زمین پر جس طرح کھلا لون کا پھرے چاک زمین پر رہتا ہوں میں بادیدہ نمناک زمین پر انگڑاں لیتا ہوں میں جون تاک زمین پر آکر پڑیں اک آن میں افلاک زمین پر میٹھی سے سخن سخن جو مٹی یہ ڈاک زمین پر مصرع کی مرے آج جو ہے ٹھاک زمین پر تو جا کے دفعہ گاڑ دو مسواک زمین پر یہ کھل نہ پڑے بستہ فتراک زمین پر
گر ہو کشش شاہ خراسان کو سودا سجدہ نہ کر دن ہند کی ناپاک زمین پر	
تیرا ہے بزرگست خریدار فلک پر تارے یہ سمجھو لبیب تار فلک پر پاتا ہوں داغ اسکے قدم رکھنے کا ایسا سینہ پہ تو گردن کے نہ یہ کاکشان چھ ہر جیرہ بدل مہر ہے شروع سے یاد ابھر اسے چین آج یہ کلکتہ سے تیری عیسی سے بھی پاؤں نہ شفا مجھ کو یقین ہے اس دل کے میں رتبہ کو اسیر یمن کہوں کیا	ایسٹ کی نہ تھی گری بازار فلک پر پہونچی ہے مری آتش بار فلک پر گو یا ہے مرے بار کی رفتار فلک پر بچھ زلف کے ہے کفر کا زنا فلک پر کچھ اسکی جھمکتی نہیں دستار فلک پر ہے زمرہ بلبل گلزار فلک پر پہونچے جو تری چشم کا بیمار فلک پر پرداز میں ہے مرغ کر قمار فلک پر
مداح علی کا ہون میں سودا شعر امین پڑھتے ہیں نالک مرے اشعار فلک پر	
کچھ اسے ہو وہ زلف سیہ نام جہان پر مہر لک کا دل ترے ہے جو من مرغ کر قمار	کیا گذرے ہے اب کھینچے ہاشام جہان پر مارا ہے تغافل نے ترے دام جہان پر

<p>عالم کو کیا فک کہ حسن میں حاضر مذکور تراشب جو کسی بات پہ نکلا کل سقف پہ چڑھ گھر کی لگاتل کے یہ کھٹ مکن نہیں ہے مالہ مرا چین کس سیکو برگشتہ نصیب اپنے نہ پھرتے کبھو دیکھے دیو سے تجھے وہ کچھ کہ نہ پھر چھین لے تھکے دنیا نہیں لے یار تلاش اپنی سے منظر زلفوں کے تلے فروغ کے خط کا نہیں آغاز</p>	<p>قافضی کا خط بار ہے اعلام جہان پر کیا تنگ ہو اعرصہ آرام جہان پر سر کو ب ہے جون مہر مرا باہم جہان پر لایا ہے غضب یہ دل ناکام جہان پر ہر چند رہی گردشیں یام جہان پر از نہار نہ رکھ یہ طمع حسام جہان پر اگر تاہوں اس حجت کو میں تمام جہان پر ڈوری ہے شب خون سیہ تمام جہان پر</p>
<p>اس صفحہ میں مانند عجین آن کے سہوا وہ مرد تھے جو اٹھ گئے رکھ نام جہان پر</p>	
<p>باندھی تھی مھلا کے کمر شمع نے کین میرے پر سچ ہو کیا عشق مجھے کہوں ہے وہ بدتر تا راہ سے نغمہ سازان چین کو کیا کام آب شمشیر بچھا دیگی مری آتش عشق میں زمین پر ہوں ترے کوچہ میں کیا خاک ہر میری قسمت میں اگرچہ نہ لکھا دوران نے زعم میں اپنے توں بھی ہوں سلیمان لیکن وام الفت کے اسیر زنجی جدی ہے پروان</p>	<p>تاب جہر مری سے ہر چین چین میرے پر باندھی ہے یاروں کے کلمات یونین میرے پر لائی آفت مری آواز حسرت میں میرے پر آئندہ کچھ کر نسکین گے ہے یقین میرے پر تب ہو نسکین جواد لٹکے زمین میرے پر اسپہ ہے جاے سخن حرف نہیں میرے پر نام میرا متبسم ہے لیکن میرے پر کہیں اڑتے ہیں مرے بال کہیں میرے پر</p>
<p>اسکے گونپے میں بکل ساتھ مرے اسے سہوا آفت آجاسے نہ اسے یار کہیں میرے پر</p>	
<p>صباح حریف لے آئی ہے تو مرے دل پر بتان کا دید میں کرتا ہوں شیخ جسد نے کسی ہی چیز کو ڈھونڈا نہ سینے دنیا میں</p>	<p>گلی ہے میری یہ گلی کی بو مرے دل پر حلال تب سے ہے ہے تو بو مرے دل پر گھر رہی ہے تری جستجو مرے دل پر</p>
<p>خدا کے واسطے سہوا نہ لے تو نام اسکا غضب کرے ہے تری گفتگو مرے دل پر</p>	

<p>یہ اسکے رنگ عارض سے پہلے بتایا تھیں نہ چینم بر سر هر گل که سے ہے خواب آتش پر کیا بلبل وہ بھونا ہے اس میخوار کی خاطر برابر ہو سکے کب عشق میں پردائے سے بلبل در آدیزہ اسکی زلف اور رخسار سے باہم لب لعل تباں پر سرخی بان ہو کہ جاوہر ہو نہ نکلے کیونکہ شعلہ دل سے پٹنے میں لپٹا یغلکس چہرہ گنار آئینہ میں سے اسکا</p>	<p>ظہر ای نہیں سینے میں چون سیاہ آتش پر یہ اشک چشم بلبل کا چرا ہے آب آتش پر کہ خوناب جگر ٹپکے ہے چون تیز آتش پر کہ شمع و گل ہوا اسکے مرگ کا اسباب آتش پر جھلکتا ہے رنگ گہر شتاب آتش پر بناوی شکل طوطی صورت سرخاب آتش پر رہے کس طرح بن بھڑکے شراب آتش پر کہ گویا حسن کے دریا کا ہے گرد آب آتش پر</p>
<p>نہیں اس گل کے عارض پر بہن یہ لطف سید دا جلے دیکے و حوین کا ہی یہ رنج و تاب آتش پر</p>	
<p>دل نہ کر منت ذرا ہر بیقراری بیشتر ناصحا اوس عشق سے ہوتا ہے لذت یا بے دل یار و کیوں ہوتے ہو مستفسر سے احوال کے کیون نہ لاگو ترک چشم یار اس دے کے رہیں سوز دل سن سکے میرا سن سکے یہ بولادہ شوخ جرم گولا انتہا اپنے بہن پر پختے ہمیں میں کیسے واسطے رہتا نہیں زیر فلک کوچ شاہ حسن کا ہے وہ عیار خط نشان</p>	<p>تماز کو کرتی ہے یان الحاح دزاری بیشتر جہین حرمت کم ہو سواری و غماری بیشتر غم کو کرتی ہے تھاری ٹکساری بیشتر صید چٹیاے کے لیے بہن شکاری بیشتر ہو میگا خلقت میں اسکے جزدناری بیشتر عفو کی اسنے بھی ہے امید داری بیشتر خانہ پردہ دین ہوں اشک جاری بیشتر گرد لشکر سے اٹھی وقت سواری بیشتر</p>
<p>کشت برقم عمل کے اسکے چٹنا پو تو رو نفع یان رکھتی ہے سودا آریا لہی بیشتر</p>	
<p>دل نا آشنائی نالہ سے صدر رہ جو سن بہتر نہ دیکھی خوشدلی جزیک تبسم سے غنچے میں وفا سے گل میں لے چشم مرآت باغبان میں نظر میں انکے جگر دولت متغایے بخشی ہو بلند آتش جہان ہو دے ہوائے چنڈیں اب</p>	<p>نہو مرگان جو غمناکے خاروں میں بہتر ہوا سے اس گہن کے ہو دلا ترک ہوس بہتر گل بلبل کہ ہے اس باغ سے کنج قفس بہتر گیس سے ہے ہوا بہتر ہوا سے ہو گیس بہتر تو ابی فہم ناقص میں ہو دان ضبط قفس بہتر</p>

سائی سے نشہ کے باؤ، گل رنگ کے جگر خمداد رسم ملک حسن دل میر ہے لے ہمد بگرد دل ہے طوف کبر سے نزدلے لے منعم	لکے ہے یاد کی سرخوش نگاہ تیر سے بہتر کہ سمجھے قتل قربادی جہان ہر دادر سے بہتر لسان دانہ ہاے سجہ پھر زاپیش دلیں بہتر
اسکے ہے دیکھ کر نشانے کو یہ سودا کے دیوانہ شب قرار یک مین تنہا نہیں گشت لے عیس بہتر	
تو مری آنکھوں میں ہے حورو دلہن سے بہتر دل عشاق ہے پہلو میں جواہر حسانہ جو ہے جو ہر سے جانین ہیں بڑا بد گو ہمد	یار ہے حسن ترا کش دفر سے بہتر اشک غوفین ہے مرا لعل دگر سے بہتر عیب کو کھجین ہیں اس وقت ہر سے بہتر
مور و سنگ ہے وہ نخل جو ہو بار آور فائدہ بارغ کے جانے سے در آسینہ میں چاہیے رتبہ سخن کا ہو سخنور سے زیاد	پائی ہے بے غم می اپنے مگر سے بہتر سیر لالہ کی نہیں داغ جگر سے بہتر لکے اسکو ہی پسیر جو ہو پرد سے بہتر
کعبہ و دیر سے کیا کام ہے ہکواے دست چشم عشاق پر کس ابر کو ہے فوقیت شام کو صبح و صبح و زلف رخ اسکے نہیں	کے ہیں کوئی جاگہ تیرے در سے بہتر کب وہ برسے ہے مے دیدہ تیرے بہتر کب وہ ہو سکتے ہیں اس شام دگر سے بہتر
آشیان سے نہ اڑے ہو بچے نہ ہمدام ملک	ہم نوبے بال دیری کھجین ہیں پر سے بہتر
ہیں جو دلی مرے بارہ دو جاکین سودا خاک در انکی کھتا ہو نہیں زر سے بہتر	
پیون ہوں خون دل اپنا مجھے گمان ساغر شراب سرخ سے لبریز کو ہے یان ساغر سناٹے کسی صبحی کے واسطے تجھ بن	کہ مہر ہے شیشہ مرے پاس ہو گمان ساغر جو تو نہیں ہو تو ہے چشم خون چکان ساغر بہرے ہو مہر کا آتش لے آسمان ساغر
پیام کیونکہ مرا ہو پچنے خستہ زر کو ہنگامہ مست کی تیری طلب ہے یوں ہکو چمن میں گل نہ شراب پر یہ جب کو دے	کہ شیشہ نیبہ دہن اور بے زبان ساغر لنک شراب کہ جو نہ مانگے ہر زبان ساغر جو تیرے ہاتھ پہ سجتا ہے اجواں ساغر
مجھے معاف کہ لے منہ کہ شراب پیون اسی ہی طحے مین ہی دہن پہ مڑا ہوں	نہیں یقین تو دے بہر امتحان ساغر کہ جیسے دے ہے لب پر تھارے جان ساغر

شراب شوق کی جب تک پیارے سودا تجھے نصیب ہوا مروت کا مہربان ساغر	
<p>یہ نہو مہر کہ تاشب رہے گھر سے باہر علاقت اک آن نخل کی نہیں یان اور دوست غیرت لے آہ تجھے کچھ بھی ہے وہ سینہ میں منفعل ہو عمل زشت سے ابدل کہ نہیں راز دیر و حرم افشا نہ کرین ہسم ہر گز دل رکھا آئے ہے تنگی سے فلک کی ہریت ضعف سے نالہ بھی ابدل سے نہیں آسکتا اشکالے بچھون ہوں کہ جب غولے گذر کر بوت انراں باتوں نے تجھ میں کیا سُنکے جھین ناصحا کچھ نصیحت سے نہیں ضبط شرک آوے ہو گھر سے وہ زاہد سپر طرے کہ جون چرخ پر چڑھتے سنی تیج تری حیدم سے دینے کو ملک سلیمان کے بلا باجھ کو ہوں وہ آوارہ کہ طفلی ہی میں جون اشک مجھے</p>	<p>سو جتن کیجئے تو تک بکھلے وہ گھر سے باہر صبر فرمائے ہے مقدور بشر سے باہر نے سے بھی نالہ نکلتا ہے اثر سے باہر عیب کو اپنے پہونچنا بھی ہنر سے باہر در نہ وان کیا ہے جو ہوا اپنی نظر سے باہر نکلون اس خانہ سیدر کے کدھر سے باہر درد دلاتا ہے بہت خون جگر سے باہر لخت دل گرنے لگے دیدہ تر سے باہر سنگ سے بکھلے شر شعلہ شر سے باہر طفل آدے نہ کچھ حوت کے ڈر سے باہر بکھلے ہے مہر گریبان سحر سے باہر سر نکالا نہ مہ درخور نے سپر سے باہر پر قدم میں نہ رکھ اول کے گھر سے باہر کر دیا درایام نے گھر سے باہر</p>
جنس ناکارہ کے خدا ان ہن خریدین جگر بیروہ سودا ہے کہ ہر نفع و ضرر سے باہر	
<p>کام آیا نہ کچھ اپنا تن زار آخر کار داغ مست کھائیو تین عشق کا ہم کہتے تھے ڈھب تغافل نہ تھا اس مل کی گرفتاری کا باغبان تھا تجھے دودن کی ہوا پر یہ غور عشق ذرہ بھی اگر ہو تو اسے کم مت جان آپ سے کام نہیں نشو و نما کو اپنے اسقدر جرعت کش خون خلافت ہے تو</p>	<p>تجھے اکسیر تھے نکلا یہ غبار آخر کار کیون دلا کی ہے نہ اس گل نے ہوا آخر کار ہاتھ سے مفت دیا تین یہ نکار آخر کار نہ رہے باغ میں گل رہ گئے خار آخر کار ہو کے شعلہ ہی تجھے گایہ شرار آخر کار شجر خشک کو آتش سے ہے کار آخر کار جی دھڑکتا ہے کہ ٹھینچے نہ خار آخر کار</p>

<p>عجول وہ پروانہ جسے شمع سے چھو جھکوں ناصح اس جیب کے آیا تھارو کر نیکو</p>	<p>اگر ہم سے جو ہوئی صحبت یار آخر کار اگر گیا ہاتھ سے سر رشتہ کار آخر کار</p>
<p>سوزش داغ دل اسے کی دفالے سودا کیا اکون مین کہ ہوئی شمع مزار آخر کار</p>	
<p>تب جائے کیونکہ عشق کی اسے یار تجھ بغیر قمری کو سرو باغ مین ہے دار تجھ بغیر ہو جلوہ گرفتار تو اسے نور زم عشق موجب گرفتہ رہنے کا عاشق کو کچھ ہو چھ سجھ سے شمع ہی نے اٹھایا نہیں کرات نازد عتاب اٹھانی کی کسی ہے مج کو تاب تو ہی نہ تو سیر حرم سے ہے کیا حصول تیرا ہی گرنہ ہلو سینسر ہو ہم سکنار</p>	<p>جیسی نفس بھی ہو گئے بیمار تجھ بغیر گلشن ہے عندلیب کو گلزار تجھ بغیر آنسو گلوے شمع کے مین دار تجھ بغیر کیا خوشدلی سے اسکو سرو کار تجھ بغیر اب برہمن بھی توڑے مین زمار تجھ بغیر خاطر پر زندگی ہو مجھے بار تجھ بغیر آب دان بھی تیغ کی ہو دھسار تجھ بغیر تور و زعید بھی ہے شب تار تجھ بغیر</p>
<p>سودا کا دو جہان مین یا مرتضیٰ علیؑ اب کون ہے بتا تو خیر دار تجھ بغیر</p>	
<p>ہلو آنکھوں سے یہ ذوق ہے پرستی ہو بہار پیر اب گلشن مین کیا منہ لیکے مینتی ہو بہار پیر مین گل کے نہیں پھولی سمانی ہو بہار آتش گل سے کوئی دھنیں جلاتی ہو بہار کھینچ کر میرا گریبان یان لے آتی ہے بہار کیون مجھے ہر سال آنا حق ستاتی ہو بہار خصت کینا لالے صبا د جاتی ہو بہار دیکھ کر میرا جنون یار دل جاتی ہو بہار اس برس زکس پہ کیا دھو مین بچاتی ہو بہار خانہ زنجیر حق خالی بلاتی ہو بہار ایک تو تھا ہی دیدانہ تسبیہ آتی ہو بہار</p>	<p>جام گل تیرے اب میل کوستی ہے بہار خندہ گل نے کیا ہو بلبون کا قتل عام جوش سے میرے جوش کی کیا خوش آتی ہو بہار آستان بانہ ہے ہو کر لید پر اسے عندلیب کسکو گلگشت چین کا ہو دلغ اسے باغبان دل فرودن کو کہاں خون گرم کرتا ہے جنون شور سکھ ہنوا یون کا اُبلتا ہو یہ دل عارض گل پر نہیں شمع غرق ہو شرم کا کسی آنکھوں سے کو آئی ہو مستی سیکھ کر خوش رکھو لے عندلیب اپنے گلشن مین بہن اب خدا کا نظر سودا کا مجھے آتا ہو رجم</p>

دل خالی کیسا میں آہ بھر کر آجائے دے یار در گذر کر تا کر سکے دردمت گھر کر میں یاں سے اٹھو گا آج مر کر میرے دم سرد سے حذر کر سودا نہ تلاش اس قدر کر	دیکھا جو ادھر حسد اسے ڈر کر بخش کا مرے نہ پوچھ باعث قطرے کو صدف کے دل میں لے کر بکھلو ہو تو نکلو گھر سے در غیروں سے نہ کر تو گر جو شہی پانے کو جبکہ تو دل میں اس کے	
	بکھ خوب نہیں ہو گھر میں گھر کر	بتا دو رقیب وان تو اسے یار
جون پھرے اہل طر خانہ نام سے دور لکھے اس غم کو خدا ماہ محرم سے دور زخم گل کو جو رکھے بنجیدہ مرہم سے دور یارب اس سوز کو رکھو تو جہنم سے دور نخندہ گل نہ رہے گر شبنم سے دور مرتبے کو مرے دشت کے سمجھم سے دور زخم یارب نہ رہے سینے کا مرہم سے دور پانس یا ہیم سے رہا کیجے یا ہیم سے دور	آخری پھرتی ہے یون دل پہ مرے غم سے دور گذری جس غم سے مجھے زندگی وہ روزہ کب تری داد کو ہو پچھے ہے فلک لے بلبل غبار داغ میں سینے کے مرے ہے جو سوز چمن دہر میں تو ام ہن سدا شادی و غم آہوے دشت جنوں ہو نہیں نہ پوچھ اپنا رام نکد درو سے ہوتی ہو جو محب کو سیری عقل نے ایک دن اگر یہ کہا سودا سے	
	لیکن اتنا ہے کہ وہ کام نہ کیجو پیارے جسکے باعث سے رہو تم دل عالم سے دور	
یارب نہ کیجو تو یک وطن سے دور تن پر اگر کفن ہے تو تن رکفن سے دور جو بال پر جلا کے پڑا ہے لکن سے دور	بابل کو کیا تر ہے تپے میں دیکھا چین سے دور بکھ کشتگان کے شعلہ فانوس کی طرح اسے شمع کچھ خبر ہے بکھے اس تنگ کی	
	پوچھے بھی وہ تو ہم نہ کہیں آرزوے دل وہ بات کیوں کہیں جو ہو اپنے دہن سے دور	
یہ جگر کسا ہے آکا جگو ہو ہموار داد باندھ آیا ہے یہ کسے قتل کو ہتھیار گل کو مت اپنے گلے کا کیجو زہار ہار	کاشٹے دل کو ہن ابرو یار کی تلوار دار خون کی مجھ بیگنی کی بس نہیں تیغ نگاہ بارغ تو جاتے ہو تم لیکن خدا کی واسطے	

<p>روز و شب ہمراہ میرے ہیں کے غمخوار اسے طبیعت اپنی دوا سے تونہ یہ بیمار مار ہے سخن میرا تری خاطر پہ ہر کی بار بار چشم وحدت ہیں کو ہے یاں جلوہ دیدار باغبان کا دل نزار و بلبس گلزار زار</p>	<p>ایک میں ہی کچھ تری خاطر نہیں پھر ناخواب مجھ مریض عشق کی دارد نہیں کچھ غیر وصل بات سنتا ہر سبک صنوبر کی تو دل دیکھ حیف آپ کو مت دیکھ چون منصور و احدا سے آج کون آیا تھا گلشن میں خدا جانے کہ ہر</p>
<p>دیکھ سودا کو منان آپس میں کہ کھٹکتے ہیں لوگ دختر زر کے لیے پھرتا ہے یہ میخوار خوار</p>	
<p>ایدل سمجھان ہمسفر دن کا گلہ ہے چھوڑ اس دل کا رہ عشق میں جو آبلہ ہے چھوڑ اس زلف کا کس طرح کوئی سلسلہ ہے چھوڑ چل دامن تنگی کو تو اسے جو صلہ ہے چھوڑ گر تفرقہ دہر رہ فاصلہ ہے چھوڑ</p>	<p>منزل کے پہنچنے سے در سے قافلہ ہے چھوڑ ہو صاعقہ اس خار پہ صحرا میں الہی محکلف مریدی مجھے کہ شیخ سمجھ کر گر نیمہ خوری تو مرا چاک گریبان ناخاک در دست پہونچنا نہیں کچھ کام</p>
<p>مکن نہیں یہ روح مقدس سے سزین کے ایسی جو غزل ہو دے تو سودا اصلہ ہے چھوڑ</p>	
<p>روڑہ ہے کونسا جو نہیں طور کا پہاڑ مژگان تری نے دی ہیں صفوی صغیر بھلا چھاتی کے جسکے سامنے کھلیا ہے بن کوڑا حاضر ہے پوست سخت مرا بستم تو اکھاڑ یہ سب جو میان تھیں جہانک ہیں اجاڑ کہ تختہ دختر زر کے نہ کھائے ہاڑ</p>	<p>دیکھا میں نخل وادی امین ہر ایک جھاڑ حیرانہ تری نے دیوں کو الٹ دیا کتنا شگفتہ رو ہے کہ مانتا آئینہ خطر ہے تجھے مسند شاہی کو لے فلک منعم نہ مر بناے عمارت کی فکر میں بدتر ہوئے کے پینے سے رشوت کلال کی</p>
<p>تہنا نہ شمع روئے ہو سودا کی خاک پر گل بھی تو لوٹتا ہے گریبان کو پھاڑ پھاڑ</p>	
<p>رویت زاد مجھ</p>	
<p>ناصح ذرا نہیں ہے مراد لیے بس ہنوز</p>	<p>اگر تاہون ترک عشق میں یوں پیش و پس ہنوز</p>

<p>سیرچسپن کی تو قسم اے دل شکن نہ کھا اسکو حوالے کر کے مر کے بوجھ اے فلک فریاد عند لیب کو پہنچا چمن میں گل آتے ہیں تیرے قافلہ رفتگان دلا، بالان جو باغبان سے ہو بلبل چمن کے بچ</p>	<p>غنجے رہے ہیں باغ میں ظالم کس ہنوز دو دنوں جہان سے ہے بچھے اب کچھ ہوس ہنوز آیا نہ میرے پاس مراد ادرس ہنوز جادے تو جا کہ آتی ہے باگ جس ہنوز دیکھی نہیں سے اُن نے جھائے قفس ہنوز</p>
<p>سوطح کھونک بولا ہے سودا رقیب کو آتا نہیں ہے باز تو اے بوا اوس ہنوز</p>	
<p>شبم کرے ہے دامن گل شستہ شو ہنوز ہم و صبا کے خاک بھی میری ہے در بدر غبنوں سے رنگ دہو کی متناکل چکی یان تک بھی ہو کر م کہ ہو جادے تو سموم</p>	<p>بلبل کے خون کا نکیار نگ دہو ہنوز جاتی نہیں ہے مجھ سے تری جست و جو ہنوز تڑپے ہے خونین دل کے مری آرزو ہنوز خاکستر لے لیم ہمارے نہ چھو ہنوز</p>
<p>سودا کا حال تو نے نہ دیکھا کہ کیا ہوا آئینہ لیکے آپ کو دیکھے ہے تو ہنوز</p>	
<p>انکار قتل سے تو کرے ہے سجن ہنوز کلیوں نے دیکھ شوخی گلچین کو سقدر اتنا جلا ہے آتش گل سے دل ہزار اسے شمع کچھ نہیں غم پر دہانہ تج کو حیف آئی بہار دیکھو طفلان سنگ دل صدقے تھے نہ کجیو گلش میں بھر گزر</p>	<p>میلا نہیں ہوا ہے ہمارا کفن ہنوز اتنا لہو پایا کہ ہے پر خون دہن ہنوز دیتی ہے بوسے دو د نسیم چمن ہنوز تنگ دیکھ تو پر آب ہے چشم آگن ہنوز آلے ہیں بار سال کے سب غم ہنوز اسدن سے چاک کرتے ہیں گل پرین ہنوز</p>
<p>سودا یہ کیا ہوا نہیں صحرا میں آج قیس تھا ہی دلوں پہ داغ دل کو کھن ہنوز</p>	
<p>کسے ہیں زیر زمین دیدہ مناک ہنوز گل زمین سے جو نکلتا ہے بزرگ شعلہ ایک دن گھیر میں دامن کا ترے دیکھا تھا جنتو کر کے تجھ آفت کو ہسم پہنچایا</p>	<p>جا بجا سوت ہیں پانی کے تہ خاک ہنوز کون جان سوختہ جلتا ہو تہ خاک ہنوز گرد بھرتے ہیں گریبان کے مے چاک ہنوز باز آتے نہیں گردش سے یہ اظلاک ہنوز</p>

بارغ میں جب سے کیا تھا وہ خوار کردہ	گل بہن خمیازہ میں انگوٹھی میں بہن ناک ہونہ
زخم دل پہ ہر مے تیج جنون کا ناصح	تو گریبان کا نادان سے ہے چاک ہونہ
کیونکہ سودا میں کردن وصف بنا گوش اسکا	کی نہیں آب گہر سے یہ زبان پاک ہونہ
بے خبر درو محبت سے ہے وہ یار ہونہ	دلکھ سے دل نہیں کے اقف نہیں دلدار ہونہ
رحم گشتگی میری پہ اسے کیا آئے	نہیں گلیوں میں کٹی اسکو شب تار ہونہ
نہ ابھی قطرہ اشک اسکی مژگن آیا	نہ گھسا اسکے گریبان کا کوئی تار ہونہ
آپ نالان ہو تو دیوے مری فریاد کی داد	سو تو وہ گل ہی نہیں ٹکٹیل گلزار ہونہ
کیون نہ بھادے اسے قیمت شکنی سودا کی	جلس دل بینی تو ڈالی نہیں بازار ہونہ
یار کے حسن سے بہن خجیلہ خیال ہونہ	نہیں اس شعلہ سے اگر خیمہ فی خان ہونہ
بال و پر ہونے نہ پائے تھے نمودار ہونہ	تسک ہم کج نفس میں بہن گرفتار ہونہ
ہونگے پال نہ کر ہو کر ہا اے صیاد	مشق پرواز نہیں تا سر دیوار ہونہ
جی کو تو کھیت رکھا آنکھوں نے چرسٹل	متندر ہی ہے صف مژگان سے مے یار ہونہ
آہ یہ کیسی شکایت ہے مے دلیں کہ شرم	جب کو دیتی ہے نہیں رخصت اظہار ہونہ
تب سے پال ہے دل کا درد صبر قرار	سبقت ناز نہ لیتی تھی وہ رفا ہونہ
رتبہ شمع حرم کو میں بہم پہونچا یا	ساتھ ہے جی کے دے الفت زنا ہونہ
زخم شمشیر ستارے کیا اپنا کام	یار و تم ڈھوڑھتے ہو مرہم زنگار ہونہ
شیخ اتنا تو جتاؤ نہ مرقہ اپنا فقوی	عوض ہے گرد جبہ کو در ستار ہونہ
تیری دوری سے عجب حال ہوا اب سودا کا	میں تو دیکھا نہیں ایسا کوئی بیمار ہونہ
حق تعالیٰ اسے جیتا ہی رکھے دنیا میں	اُس قباحت سے نہیں ہے تو خبردار ہونہ
قیس فریاد کے ماتم سے تو جگ میں اُنک	دشت میں خاک بسر دتے بہن کسار ہونہ
بیہودہ اسقدر نہیں آتا ہے کام ناز	لکھ پر خط آچکا نہ کرو صبح دشام ناز
وہ دن گئے کہ جس سے پیچھے تھا کچھ غور	بد خلقی اب رہی ہے فقط ہے بنام ناز

<p>از بسکہ اب دئے ہے وہ تیری شبیہ سے آئینہ تیرے سامنے ہو کر بدن منا پیادے ہر ایک وقت کا متع ہے ایک چیز سنتا ہے دل جلوں کے کہے پر خجائو خوبان کی کیا مجال جو تجھ تک پہنچ سکین لمک جا کے اپنے ابرو و مژگان دکھائے کل کو جن میں شاخ پر اتنا نہیں عز در</p>	<p>بھاگے ہے تجھ کو دیکھتے ہی لاکھ کام ناز سمجھے تو یہ کہ مجھ پہ ہوا اب حرام ناز لیزم ہی اب ادا ہے تری اور نیام ناز ظالم ادا کینہ ہے تیری عنلام ناز کرتا پھرے ہے گرد ترے اہتمام ناز مسجد میں اپنی صف پہ کرے ہر امام ناز کرتا ہے تیرے بات پہ جو کچھ کہ جام ناز</p>
<p>سودا حرام قد کو ترے دیکھ کر کہے ہے راستی تو یہ کہ ہوا یان تمام ناز</p>	
<p>نکل امید کیونکہ ہمارا ہوا آہ سبز بودین کسی ہی طرح سے ہم ختم آرزو رواق نیادے شام تری زلف کے حضور آقا زلف کا ہے ترے عارض پہ معجزہ ایسی سچی ہے سر پہ ہمارے کلاہ فقر طاعت کا شیخ شہر کے میں کیا بیان کروں روتے گئے گلی سے ترے بسکہ اہل دل مزہ مے کو خشک سحاب کرم نہ دیکھ</p>	<p>اس بلغم میں کھونہ ہوا برگ کاہ سبز ہونے نہ دے کھونہ فلک رو سیاہ سبز ہرگز نہ سامنے ترے رخ کے ہوا ماہ سبز شعلے کے یان کلمہ سے ہوا بے گیاہ سبز جسکے حضور ہونہ سکے تاج شاہ سبز شیطان جسکے آگے نہوے گناہ سبز ہے اُنکے چشم فیض سے ہوا رخ کاہ سبز پل مارتے کرے ہے مری بیگناہ سبز</p>
<p>سودا نو در دد دل سے پٹا ہے بقیار ہوتا ہو کہ سفید تر از رنگ گاہ سبز</p>	
<p>ردیف سین مہملہ</p>	
<p>کب ہو کہ ہے بہار میں گلزار کی ہوس بلبل ہو کہ نہیں ہو رخ یاد کی ہوس قاتل ہی میرے خونچی نہ کہتا تھا آرزو نرس جو شکل حشیم اگی ہے زمین تلے</p>	<p>کلی کھونہ مرغ گرفتار کی ہوس ہے گل کو اُسکے گوشہ تیار کی ہوس لے بھل بھی دل میں تھی دم تلوار کی ہوس کیا جانے ہے سے تیرے دیدار کی ہوس</p>

<p>رکھتے ہیں دلیں رخصت دیوار کی ہوں اُس شوخ سے رکھوں ہوئیں گفتار کی ہوں نکلے سو کیوں کہ اپنے دل زار کی ہوں</p>	<p>پائے نہ بھانکنے بھی کچھ ہم در چین، پیش از سخن زبان جو کاٹی قلم بطرح قدرت نہ ہو آہ کی نے طاقتِ نفعان</p>
<p>سودا یہ جنس دل کے تئیں دیکھئے ہم گاہ رکھتے نہیں ہیں کوئی خریدار کی ہوں</p>	
<p>اب سمجھ کا نہ شوق نہ زنا کی ہوں جس نے جانیں آن کے مسما کی ہوں کیا جانے کیا ہے اپنے دل زار کی ہوں جس طرح باغیان کو ہو گناہ کی ہوں سب خوب رو رکھیں ہیں خریدار کی ہوں جس کو ہے تیرے سایہ دیوار کی ہوں اگل کو ہے تیرے گوشہ دستار کی ہوں باقی رہی ہے کچھ دم تلوار کی ہوں</p>	<p>سمجھنے بھی دیر و کعبہ سے دن چار کی ہوں گھر امن کا اُسی کو ملا زیر آسمان لے چین رو رو وصل نہ شب بھر کی قرار یون چاہتا ہوں طبع میں دلیر ہزار ہا لے شوخ تیری گرمی باز رو دھیسگر دیر و حرم کی بوج چکا ہے وہ سنگِ خشت عارض کا دیکھنا ہے تنائے عندلیب تیری مژہ نے سیر کیا ہے بہت ہیں</p>
<p>سودا تو آپ آپ کو بچھا کے رہ جھوش منصور کو ہوئی ہے سردار کی ہوں</p>	
<p>جون گل ہے اسکو گوشہ دستار کا ہلاس از سکہ ہے اُسے تیرے دیدار کا ہلاس نکلے کبھی نہ مرغ گرفتار کا ہلاس نکلے کسی طرح ترے بیمار کا ہلاس تسبیح کا نہ شوق نہ زنا رک کا ہلاس تادل میں رہ نجاے ترے پیار کا ہلاس</p>	<p>لبلیں کو ہے ترے سردوار کا ہلاس نرگس کی باغ میں نہیں لگتی کبھی پلاک آدے ہزار رنگ سے گلشن میں گر ہمار یک لحظہ ہو طبیب تو اپنے مریض کا چینا زبان سے نام ترا ہم کو اس سوا مرا ہوں اب تو یار گلے تک مجھے لگا</p>
<p>سودا ہوئی ہے جس وفا جب بقدر دل میں نہیں ہے اپنے خریدار کا ہلاس</p>	
<p>تو منتوں سے جامے اور میں کہیں کہیں آب روان کو سیر کیا سو بھی کیفیں</p>	<p>ساقی گئی ہمار سی دل میں یہ ہوں کچھ اس چین میں آکے نہ دیکھا میں چون جواب</p>

ردیف شین مجمر

<p>بون دیکھ مرے دیدہ پر آب کی گردش مڑا ہون ترے واسطے روتا ہون بس یاد پھر جاتی ہیں اس طرح سے اک لمپن وہ انکھیاں از بسکہ ہے آنکھوں میں خارا سگھڑی ساقی گو خاک ہوا تو بھی پھر ہم ابن کے گولا جنس خرد و صبر بن اس دلو ہو کیا چین</p>	<p>دریا میں ہو جس طرح سے گرداب کی گردش سہ سیل مری چشم میں گرداب کی گردش جون بزم میں ہو جام سے ناب کی گردش مے ملنے ہے تھے سرا جاب کی گردش مگر نہ گئی عاشق بیتاب کی گردش منفلس کو بڑی ہوتی ہے اسباب کی گردش</p>
<p>دل لطف دینے یا میں سودا نہ پھرے کیوں نوش آئے ہے اسکو شب و شب کی گوش</p>	
<p>رہتے ہیں تری زلف کے ہر تار کا خلش گر ہر نصیب مرغ چین تجھ گلی کی سیر خطہ نہیں کچھ اور ہمیں درد و حشر سے ایسا نہیں ہے غنچہ کوئی جبکہ دلمین یاد کیا جانے کہ اس سے کیگا وہ کس طرح اقرار تو کرے ہے وفا کا تو ہمے شوخ</p>	<p>کس برہن کے دلمین ہے زنا کا خلش پھر دلمین اُسکے ہوئے نہ گلزار کا خلش گر دلمین ہے تو اپنے ہی کردار کا خلش ہوئے نہ تیرے گوشہ و ستار کا خلش جھک پیا مبر کی ہے گفتار کا خلش لیکن ہمارے دلمین ہے انکار کا خلش</p>
<p>سودا کے دلمین لہکے ہو اس شمع کی ہوس لے لیلو یہ گل کے نوخار کا خلش</p>	
<p>ماہ تو تجھ یاد ابرو میں ہے سینے کا خراش دل کے گم ہونے کا غم کب ہو نہ میرا جان خراش کوئی چیز ایسی نہیں جھک جو ہو سو مان روح درد و زخم تیری اسکی نہ ولدت تمام</p>	<p>کس بسے سے ہے کم یہ ہر مہینے کا خراش جب لیما نکے ہو سینے میں انگینے کا خراش تیری دوری میں گرد لگو ہے جینے کا خراش آگے سوزن کی خلش ہے اور سینے کا خراش</p>
<p>نازک اندامی کردن کیا اسلی لے سودا بیان شمع سان جسکے بدن پر ہو پسینے کا خراش</p>	
<p>دوری ہو تری اپنے دل زار کو آتش،</p>	<p>ہے یاد چین مرغ گرفتار کو آتش،</p>

<p>یان آبلہ پا ہے سرخار کو آتش تجھ عشق نے دی سچہ ذرا کو آتش گلخن کے لگی ہو درد یوار کو آتش دی عشق نے ظالم تے پیا کو آتش زاہد کے لگی گوشہ دستار کو آتش دیوے جو کہین خانہ خمار کو آتش ہوئے نلکہ گرم مرے یار کو آتش</p>	<p>ہم گرم نگاہ بن تری راہ طلب بین اب شمع و برہن بین سب از اندر ہب کچھ سوز محبت کا نہیں دل میں ہمارے اندام میں تو کچھ یہ شب ہجر نہیں ہے گل سر پہ نہیں دوڑ دیکھانے کو مرید لے دختر رز بھائے گھر محتسب اگر با چشم پر آب اسکو میں دیکھوں ہون مبادا</p>
<p>ابراہیم کو بچاتا ہے وہ کھیتی نہیں سودا دی لالہ خود دروئے یہ کہسا کو آتش</p>	
<p>دھڑکے ہے پڑا دل کہ نہو متعل آتش آتش پہ برستی ہے پڑی متصل آتش تادم تو سمندر ہے سدا منفصل آتش جا ڈوبی ہے یہ آب میں ہو کر نخل آتش مدت سے ہوئی ہے مری چھاتی پہل آتش لے جان نکل جا کہ لگی متصل آتش</p>	<p>سینے میں ہوا نالہ دہلو میں دل آتش اشک آتش خون آتش دہر نخت آتش ایک لحظہ طرت ہو کے مرے دیدہ دل سے یا قوت نہیں ہے وہ ترے لعل سے شوق واغ آج سے رکھتا نہیں ان سنگدلوں کا دل عشق کے شعلے سے جو بھڑکا تو بھڑکیا</p>
<p>ایک قطرہ ہے لے اڑی سودا کو جگہ سے باروت کے تودے کو ہی نسل ایک تل آتش</p>	
<p>یہ سچہ فراموش وہ زنا فراموش اس گھر کے فضا کر گیا معیار فراموش مالہ نہ کرے مرغ گرفتار فراموش اور ہمتے کیا رخنہ دیوار فراموش دو چیز نہ عاشق سے ہو کیا فراموش جھکو نہ کیا دل سے میں زنا فراموش</p>	<p>دین شمع و برہن نے کیا بار فراموش دیکھا جو حرم کو تو نہیں دیر کی وسعت بھولے نہ مرے دل سے مڑ صرغ جانکاہ دل سے نہ گئی آہ ہوس سیر سپن کی یا مالے ہی کر منع تو یا گریہ کو ناصح + بھولا بھرون ہون آپکو اک عمر سے لیکن</p>
<p>دل درد سے کس طرح مرا خالی ہو سودا وہ ناشنوا ہر طرف میں گفتار فراموش</p>	

آشیان کو مت اجاڑو کر کے فریاد خروش دیکھے وہ آنکھیں کوئی محراب بروکے تلے لالہ دگل سے بنو جھوہ زمین ہے سرخ رنگ	باغبان قلم بھی سویا ہے اسے بلبل نجوش اے مسلمانوں ہے مسجد میں کان منیر پیش خون ناحق نے ہماری خاک سے مارا ہوش
اچھے ہے کیا جاب نہط لے سر پر پوش سکھ نیند زیر قف خاک کیونکہ سو سکون	یاں جسکو دیکھے سو ہوا ہے کفن بدوش ایہ صرد ہل بجے ہے ادھر نوخوہ و خروش

روایت صادقہ

آرام بچہ کہاں ہے جو ہو دلیں جے حرص ممکن نہیں ہے یہ کہ بھرے کا سہ طبع انسان نہو ذلیل زمانے کے ہاتھ سے کر سٹھ کو ٹیک بسوے قناعت یہ حرفان نادان تلاش طرہ زر سے تو باز آ اپنے سوا کسی کو نہ پایا حرص حیف	آسودہ زیر چرخ نہیں آشتاے حرص دن میں کر ڈوڑ گھر جو بھراے گدے حرص ذلت کوئی کس بلکہ ندیوے سولے حرص رہتی ہے لاکھ طرح کی آفت قفاے حرص چون شمع یہ نہو کہ ترا سر کٹاے حرص کی قطع روزگار نے ہمہ قباے حرص
---	---

سودا بسر ہو غبی سے اوقات ہر طرح
پر در میان نہوے بشر طیکہ پائے حرص

وہ مانگتا ہوں ترا حق سے مہراں خلاص دل نہیں بہتوں کے یں ڈھونڈ ڈھونڈ کر مارا مجھے یقین ہے کہ خلاص بھی ہے زر کا نام دل سکا کیونکہ ملے دل مرے سے لے یارو وہ کیونکہ دوست ہو مجھ سے مگر خدا چاہے نہ اپنی دید میں آیا کوئی بردے زمین نہ کر جہان سے لو اے پیر دوستی کا فکر ثبات دوستی اے دل نہ دلوں سے چاہ	رکھے ہے خضر سے جو عمر جادوان خلاص کہیں جو پایا بھی سینے تو برزبان خلاص کرے گدا سے نہ نواب اور خان خلاص جہاں ہوشیہ دنگل اس جگہ کہاں خلاص تو ہوئے پیہر و آتش کے درمیان خلاص بنام ہوگا کہیں زیر آسمان خلاص کہیں ہوا ہے کرے تیرا کہاں خلاص کہ بارہا میں کیا لے اسے استخوان خلاص
---	--

پر کو اس کے تو از درہ مست کر لے سودا
اگر ہے طالب گل رکھ بہاغبان خلاص

ایک ہمسے بچھے نہیں اخلاص روسیا ہی سوا نہیں حاصل، دیکھ تجھ زلف درو کی الفت کو روز ہی ہمسے تین رکھا پیاسے مثل نقش قدم یہ رکھتی ہے گر فنا کس سر کی ہے تو کر	گھر بگھڑے تجھ کو ہر کہین اخلاص نام سے مت کر لے نگین اخلاص کرتے ہیں کج کفر دین اخلاص واہ وار حمت آفرین اخلاص تیرے در سے مری جبین اخلاص چشم میری سے آستین اخلاص
---	--

آدم اس دام میں پھنسا سودا
رکھے دانے سے خوشہ جین اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

چھوڑا دین کفر دین فقط یار سے غرض سینے میں دل جو ہے سوتری یاد کیلئے طوبی کی تجھ جھاؤن مبارک ہے زہرا پیاسے کہین یہفت تہ دام مرغجائے آتے ہیں تیرے کوچے میں سرے کفن کو باہر لیجا تو دخت زہ کو کچڑا ہاتھ محاسب پریشش کے عمل کی ہو جو روز حشر میں	تسبیح سے نہ کام نہ زنا سے غرض جز دیکھ کیا ہے دیدہ خونبار سے غرض ہے دکلپنے سایہ دیوار سے غرض غافل نہ تو مرغ گرفتار سے غرض ہکو ڈرانہ شوخ تو دو چار سے غرض ہرگز نہیں ہے کچھ ہمیں فرور سے غرض پوچھا نجائے اور گنگار سے غرض
---	--

تم کان دھر سونہ سنو اسکے حرف کو
سودا کو ہنگی اپنی ہی گفتار سے غرض

دیکھ لینا ہکو تیرا یاد جو جب تب غرض دوستی کا مارتے ہیں یکدگر دم آشنا چاہو کچھ کہ ہے یہ دنیا دما فیہا ترا میں کہا شب کج یاں ہے تو یوں بولا وہ شوخ	اس سوانہ روز ہے کچھ مدعا نہ تب غرض ہوے ہے معلوم باہم آہی ہو تب غرض پر کیکی تو کسی سے ڈال امت یا تب غرض رات کے کہنے کی مت لکھو تو ٹھہرے تب غرض
---	--

مدعا سودا نہ ایسے یار سے معلوم ہو
جی نکلیا دے کسی کا اس سے بچے تب غرض

<p>چشم بینا ہو تو لیکر گل ہی سے تا خار فیض شیخ صاحب کے مرید و محو نہیں ز نہا فیض خط سبز کے سے عارض پر ہوئی و دنی صفا فیض ہی وابستہ تا عقیدت در نہ یار نخشے ہی لوین دلو میرے تقویت دشنام یار مہرے جون مہ کو پہونچے ہے منہا جو خوب جی بچے دون ہمتوں سے تو غنیمت جانے کر کے صاف آئینہ دل آئین تو دیکھ آپ کو</p>	<p>نخشے ہے یار و ہر صورت جمال یار فیض نخشے ہے زہد و نکو آنگاہتہ و دستا فیض یہ وہ آئینہ ہے پہونچا دے جسے رنگا فیض نفع نے تسبیح نخشے ہی نہ کچھ زنا فیض جون دوا سے تلخ سے پاوے کوئی یار فیض جبرے تکم ہو تو پہونچا دے ترا خا فیض کسکو کچھ اپنے سے پہونچا ہے یار یار فیض نخشے گھاٹے یار تیرا ہی نہ تھے دیرا فیض</p>
<p>تو نے وہ سودا زبان ریختہ ایجتا دی پڑھ کے اک عالم اٹھا ہے ترے شعرا فیض</p>	
<p>رویت طامہ</p>	
<p>سر سبز حسن کہتی ہے تیسرا بہار خط آنکھیں بزرگ نقش قدم ہو گئیں سفید بے مہر خط جو ہو تو نہیں اسکو اعتبار ادراو کے خط کی طرح سمجھنا نہ میں یہ خط آنکھیں تو صید یقین ترے چہر کی خال کے آفاق کو حسرا ب تے حسن نے کیا</p>	<p>دل کس طرح سے ہونہ ہمارا نثار خط اس سے زیادہ خاک کردن انتظار خط عارض کے حال سے ہو ترا اعتبار خط گرد آئینہ کے منہ پہ ہو تیرا اعتبار خط دل نہ نون ہوا ہے ہمارے شکار خط رسواے زلف خلق ہی عالم ہو خوار خط</p>
<p>پہونچا ہے کوئی قاصد سودا بھی یار تک دل کس طرح سے ہونہ ہمارا نثار خط</p>	
<p>تو ہی آنکھوں کی طرح سے نہ رکھے جام نشاط</p>	<p>مے میں کید صحرای جو رکھتے ہیں یہ بادام نشاط</p>
<p>مطلع ثانی</p>	
<p>تو ہو گرا پس تو ہے صبح طرب شام نشاط فصل حق جب کی طرف ہو تو اُسے نخشے ہے</p>	<p>دیکھنا عجیب ہے اے جان لڑا م نشاط دور ساغر کی طرح گردش ایا م نشاط</p>

<p>دل جھونکا ہے اسیری کے مزے آگاہ عکس تا اسکی نگہ کا نہ پڑے جام کے بیج دیکھتے ہیں ستھے قری و بلبیل شادان</p>	<p>ہے نفس بیچ آنھیں عیش و تہ دام نشاط ہوئے نشہ سے نہ سرا بخام نشاط تو ہے اس باغ میں لے سرو گل اندام نشاط</p>
<p>شیشہ سے زیر بغل آئینہ دل ہے سودا سے سے ہر کو نہیں بے سانی گلفام نشاط</p>	
<p>ابھی تھے ہم جو دوست تھے لے میان غلط کھاتے جو ہو ستم کہ تھے چاہتا ہو نہیں سانی نہ تو سیر چین کا ہے کیا مزا نوا جو کوزہ پلست ہوا اسکی نظر سے بچ جو حسن دیکھتا ہوں میں فندق بے یارکے بھٹکے نہ رنگان عدم رستہ سے کبھو</p>	<p>پیر نہیں ہے جرم ہمارا لکسان غلط مشفق غلط ملاذ غلط مسریان غلط جانا بغیر یادہ سوئے بوستان غلط کرتی نہیں ہے تیر کبھو یہ کسان غلط وہ لطف کب رکھے آو گل ارغوان غلط ہرگز کرے نہ راہ کو یہ کاروان غلط</p>
<p>مرد و بچی بات ایک ہے سودا سے سن صنم مانند خاصہ ادبی نہ پلٹے زبان غلط</p>	
<p>چاہتا تھیں فرومایہ سے دالہ غلط خواہ اسے رشک چین راست سمجھنا غلط مکھڑے مکھڑے ہو کتان تھہ بن سین پر عشق تیرا میں چھپایا تو ہے دلمین لیکن شمع سان سوز دل اپنے کا کو نگا میں راز دونوں سے ہنسنے اتر دل میں نہایا اسکے اب تو ہے آمد و شد آپ کی ہر ایک جگہ دید کچھ منع نہیں عیش جہان کا پراد سے جزو میں کل کو وہ جانے ہے جو ہو واقف الہ بادہ سے سچ ہے کہ نفرت ہے بہت اہ کو بزم آراستہ کی جسکے لیے اسے سودا</p>	<p>دور کو تھے جو کوئی ہے یہ تہ چاہ غلط گل ترے عہد میں بلبیل کا ہو دلخواہ غلط عاشق مہ سمجھ اسکو ہے دالہ غلط عنفی آتش کا ہے رہنابہ تہ کاہ غلط چاہو کائے سے زبان ہو مری کوتاہ غلط نالہ شب ہے عبت آہ سحر گاہ غلط راہ ایدھر بھی تو کیجے گہ دبے گاہ غلط سمجھے گریہ تماشا ہے سر راہ غلط قطرے کو بحر نہ سمجھے دل آگاہ غلط برگزگ سے ہو پرائے اسے اگر راہ غلط آج آنے کی ادھر اسکی ہے افزا غلط</p>
<p>بہر دھوین رات آرد وہ دل عالم کا چور وزد کا گھر سے نکلتا شب ماہ غلط</p>	

<p>مجھے چاہوں جو محبت کا ہو نر باہ غلط نہیں نادان کہ ہوں مہر کا طالب مجھے جوے تو جوے کوئی اپنے نصیبوں نہ سنگ سود صفت تراہم تو لے لے مجھے جی سے نفرت ہے کسی سے جو تجھے سوہم ہن بیخطر ہے جو تو دکھ یہ کہاں سے جانا درود دل جن نے کہا تجھے مرالا کھ طرح دعہ کرتے ہیں جو طنا ز جہاں عاشق سے یہ غضب جھوٹ نہ دیکھا میں کہیں لے کا وہ ہوا یہ کہ مرے کلبہ احزان کی طرف</p>	<p>یار و اللہ غلط فہمی ہے بالشر غلط شعلے سے جا ہے محبت جو پر کاہ غلط جان اسکی تو نہ لے جھکا ہو دلخواہ غلط پر جو دیکھا تجھے بھی محض یہ افواہ غلط صحبت ہر سے تے دلو ہو اگر راہ غلط بڑی تاثیر سے ہر بار مری آہ غلط یہی سن سکے کہا تو نے کہ و اللہ غلط گاہ کرتے ہیں وفا سکے تئیں گاہ غلط عہد روزانہ غلط قول شب ماہ غلط آتے جاتے تو کسی گھر کی کر لے غلط</p>
<p>اگر کوئی سمجھے کہ لے یار زبان سودا کی مرے مرتے تے شکریے ہو کوتاہ غلط</p>	
<p>یون بے طریق عشق میں ہو درست یا غلط قاتل کو بیگنہ گئے تو بہو بچے ہو مزد قتل دا شد ہے دل مرے کو دم سرت سے مجھے سرتا بیا جو دستہ نرگس کی طرح چشم</p>	<p>اگر جفا درست ہے مزد و ف غلط دارث اگر قاتل کالے خون بہا غلط اس غنیمت کو شگفتہ کرے اگر صبا غلط ہوئے اگر وہ شوخ ادھر دیکھنا غلط</p>
<p>قامت کو اپنے یار کے تشبیہ سرت سے سودا اگرین دون تو سرتا بیا غلط</p>	
<h2>ردیف ظاہر معجمہ</h2>	
<p>اٹھے نشہ میں محبت کے خط یار سے حظ ہلال عید سے یہ عیش ہو نہ صائم کو یہ لخت دل مری پلکوں یہ چشم تر کے دیکھ عبث ہیں منتظر اس شوخی مری آنکھیں مجھے بھی عیش ہو یہ تیرے گرد پھر نہیں</p>	<p>بنیر بادہ چمن بچ کیا بہار سے حظ جو مجھ کو یار کی ہے تیغ آبدار سے حظ کیا جو چاہے تو دریا پہ لالہ زار سے حظ سوائے آئینہ کس کو ہے انتظار سے حظ کہ چون تپنگ کو ہے شمع کے مثال سے حظ</p>

<p>کیا ہے یا وہین سانی کے جو شمار سے حظ رہے ہے دل کو مری زلفت تا بیکے حظ کہ جو خیال کو درہم کی ہوشمار سے حظ</p>	<p>کسی شراب سے بائی نہ وہ حلاوت میں عجب ہے تنگ سلاسل میں ہونہ دیوانہ حلاوت اتنی ہے اس دل کے گننے سے</p>
<p>ہزار سیر کرے شہر شہر کی سودا اٹھے گا دل ہی کے اپنے بچھے دیار سے حظ</p>	
<p>پھٹے دہن کے تئیں اپنے کر فود عطا جواب دیو بگا کیا حق کے رد برو عطا حدیث و آیہ کومت پڑھ تو ہو ضرور عطا گل بہشت کی ہو بچی نہیں ہو برو عطا تری تو نفی کرم پر ہے گفتگر د عطا خدا نے دوست رکھا ہے رخ نکو د عطا تبرکات میں حاصل ہر ایک ہو د عطا تری جو بچڑی ہے یہ صورت سودا عطا یہ بچ گوی ہے جس سے ہر بچ کو د عطا</p>	<p>زہے وہ ہنسی قرآن کے جو تو د عطا مجھے یہ فکر ہے تو اپنی ہرزہ گوی کا خدا کی واسطے چپ رہ اتر تو منبر سے سنا کسی سے تو نام بہشت پر بچھ کو ثبوت حق کی کریمی سہون پہ ہے لیکن بتوں کی حسن پرستی سے کیا خلل دین میں ڈروں ہو نہیں نہ کرین رند تیری داڑھی کا ہزار شیشے نئے اسیمین تین چھپائے ہیں سخن ہے وہ کہ سو شرد لون کا ہونا دان</p>
<p>کہا تو مان لے سودا کا تو بہ کرا پس سے لب و دہن کے تئیں کر کے شست سودا عطا</p>	
<h2>ردیف عین مہلہ</h2>	
<p>سر سے لیکر تا قدم سلک گہر رکھتی ہو شمع شرح سے مکتوب کے سیرے خبر رکھتی ہو شمع شام سے تا صبح اپنی چشم تر رکھتی ہو شمع خانہ فائوس میں ہر شب سفر رکھتی ہو شمع استخوان میں اپنے کب سوزا سقد رکھتی ہو شمع داستے جلنے کے پر کیا ہی جگر رکھتی ہو شمع</p>	<p>اشک کے قطر سے نیاں کا اثر رکھتی ہو شمع کون ہے میرا جب پروانہ مرغ نامہ پر تو میرے غم سے نہ رو یا اور میری خاک پر رہر دوسرے عدم کو جنبش پاک ہے شرط جھقدہ جلتے ہیں تیرے ہجر میں عصا مرے شعلہ پر ہر چند دل بردانے کا بھی ہوشا</p>
<p>میرے اپنے کس لیے یہ تاج زر رکھتی ہو شمع</p>	<p>حسن کو سودا جو دعویٰ سلطنت کا اب تین</p>

<p>کب آپ مجھ غریب کے بالین پہ لائے شمع پروانہ کے ہون میں اثر عشق سے نخل آہا ہے چین یہ کہ قدم تیرے چھوڑ کر عذر گناہ سے میں تنگوں کے داغ ہوں</p>	<p>دل بیکسی کا مجھ پہ جلے ہے بجائے شمع کیوں مفعول نہ تھے نہیں کرتی دفائے شمع گر رہے جوں تنگ بہم ہو کے پاس شمع ظالم جلے ہے آپ تو کرتا ہے ہائے شمع</p>
<p>پنکائے تیرے چشم سے مجھ پر تو اشک گرم لطف اس چہرے کے آگے کوئی یان رکھتی ہو شمع بہل ٹھاگے سے اپنے اب نہ کر اسکو ضیف راستی یہ ہے کہ ہے بسکہ طویل القامت سر پہ اُنکے بھی کیا فرض دھوین کی لٹے دلے اپنے دھون سے کوئی آتش نفسان جان تک دے چکے بات اپنی پہ دل سختگان کیا کیا اس خانہ پر دودھین تھے بزم آرا کھتی ہر عمر تاسف ہی میں اس بزم کے پنج تیرے پیار کے بالین پہ نہ تھا آپ ہی شمع شہاے محرم کی طرح اپنے ساتھ شہرہ تاپے تپا لے بس ہے زبان زدا و سکا</p>	<p>خوبی نظروں میں جہاں رکھتی ہو دان رکھتی ہے شمع چشم پروانہ میں اک عزت و شان رکھتی ہے شمع حسن تیرا سا منہ اپنے پر گمان رکھتی ہے شمع کاکل اس طرح کی کب مثاکر تان رکھتی ہے شمع گزرے ہر سر و زبان یازن جہاں رکھتی ہے شمع واسطے سر ہی کٹا شے زبان رکھتی ہے شمع سو نہ اب نام ہو انکا نہ نشان رکھتی ہے شمع لو ہے انگشت کہ حبکو بد ان رکھتی ہے شمع شام سے صبح ملک اشک ان رکھتی ہے شمع ایک عالم کے تین گرہ کنان رکھتی ہے شمع ہم بھی کہدین جو کوئی بچے کہ ان رکھتی ہے شمع</p>
<p>سوز تاسوز تفاق دت ہے یقین کر سودا داغ جو دل پہ ہے اپنے سوکھان رکھتی ہو شمع</p>	
<p>مژگان کی کرکٹش کا بدل ڈھنگ ہے دبیج زاہد جگہ نہ دان ہو تو حاضر ہے گھر مرا نقص صفائی اپنا نہ ہو پوچھا تو دان ملک وامان سیل شک مرا ہجرین ترے بے ہمتی سب تک دود کا ہے در نہ یاہ چڑیا سے لے بچا ہے نہ سیر غم تک کھو نمون کیواسے ترے نیمہ کے سرفراز</p>	<p>سینہ بھی یان برائے صف جب ہو دبیج میخانہ شکل کعبہ نہ بن تنگ ہو دبیج آئینہ خانہ در نہ بہر سنگ ہو دبیج مانند ادا میں جہنم و گنگ ہو دبیج روزی براے کو رو کر و لنگ ہو دبیج شہباز عشق کا بھی عجب چنگ ہو دبیج گلشن میں تختہ گل ادرنگ ہو دبیج</p>

خواہش جھین ہر ملک کی انکو نہیں یہ ہم	دو گز زمین ندان نہ سنگ ہو وسیع
بادہ پہ کو کہ عرصہ کی محاسب نے تنگ	سودا کیواسطے قلعہ بنگ ہے وسیع
روایت غین معجمہ	
اے لالہ کو فلانے دیے تجکو چار داغ ڈرتا ہے جون سپن کہین اب چٹک بجائے سینے سے سوز عشق ترا ہاتھ کب اٹھلے خورشید حشر ڈھونڈے تو پائے نہ نہ لہنگ	چھاتی مری سدا کہ کہل خوار داغ ہے سوز دل مرے سے نہٹ بیقرار داغ تا بھوٹ کر جگر سے نہو جائے یار داغ ہو جائے دل مر گیا گراؤں کے دو چار داغ
دسوز عاشقان کوئی سودا سب نہیں پردانہ جل مرے تو وہ ہوشیہ وار داغ	
آتش ہے میرا بوجھ سہندر نہ دے داغ پردانہ کی اور شمع کی نسبت سے ہے روشن عاشق ہی کے سینے کو ہے اس سوز کی برشت اے چرخ نہیں تختہ میں خوابان زرد مال بے مہر ہے اسکی سند عشق جو کوئی ہے خواہش گلزار تو سینے کو مے دیکھ	سوزش میں کہیں اس حین کھتا ہوں بچے داغ بیدار داغ ہوئے عشق کو کب حسن کہے داغ بختہ عشق سے کبھی اسکے ہر چہ خوبے داغ دل کو تو مرے رکھتے ہم سیمبر داغ عشاق میں دل اپنے کو جتنا کہ کرے داغ نخستے سے چمن کے مین فردا سپہ بھے داغ
سودا نظر آتا ہے بہار آئے کا آثار ہوتے چلے ہیں پھر مے سینے کے ہر داغ	
نالے سے میں اپنے نہیں لے رنکائی داغ یاروں کی مجھے سوخت کیا تیز روی نے پوچھا کے تری زلف کی بو غیر کو نالے جلنے کی ترے عشق میں خور ہو گئی یا تنک جانیکا کی طرح نہیں دل پہ یقین ہے ہوتا ہوں جل مفت میں پردانہ کے آگے	کرتی ہے مرے دلے تین بے اثری داغ ہر ایک گیا نے کے رفیق سفری داغ کرتی ہے مجھے سوج نسیم سحری داغ لالہ کی طرح سوز سے دکھتا ہوں پری داغ جون جرم عقیق آہ ہمارا جب گری داغ جستہ سے کو کرتی ہو تری جلود گری داغ

طاہر کو میں پردا زمین حبیب کیوں ہوں سودا کرتی ہے تب اپنی مجھے بے وبال بری فراغ	
سرد مہری سے بیان کے سٹ گیا ہو سوز فراغ دائے اس پیشہ پر لے بلبل کہ جسکی ہو یہ قدر مملکت ساری میں باور کر سلیمان کو نقصا بلبل خوش نغمہ ہوں لیکر اس گلستا یمن خوش کبھی اس بزم میں دودل نہ دیکھے ایجا حیف اس گلشن میں عاشق کی کوئی رہی نہیں	گردیا ان ظالموں نے ملک لکے چلے چلا خوار میں کو چہ بوجہ تو ہے رسوا باغ فراغ گوشہ خاطر میں اپنے ہے مجھے جو کچھ فراغ نالہ مرغ چمن سے کم نہیں فریاد فراغ وہ دم مینا بھی روتا ہو جو ہنستا ہو لیاغ گل سدا بلبل سے ناخوش مجھے قوت بیلاغ
دل گر کھو یا ہے سودا چھوڑ مت نہ بال اشک شاید اس دیوانے کا لڑکھونٹے تو باغ سراغ	
کس طرح دلیں چھپاؤں تجکو میں سینہ میں دلاغ دکے داغوں نے نہ رکھا سیر گلشن کا دماغ زلف دیکھوں یا کر یا چشم یا ابرو کی سمت قہقہہ مائے ہے شیشہ ہی نہ میرے عیش میں جی کے خوش ہوئے رکھتا ہو تعلق حسن لطف خاک کیا آنکا ہے سودا اس سے جو لہتی ہیں گرم کب نظر جو شش طلب کھتی ہو سوئے سرد مہر	دل ہو یہ ٹھکر کی بستی پر جو روشن ہو چلاغ زخم سینہ کا ہے میرے رخنہ دیا رباغ اتنی راہیں دل کے کم ہونگی لون کی بصر سراغ تجھ میں لے ساتی مرا ملکہ دیکھ مہنتا ہو لیاغ رنگ بونگے ہو جب غنچے کے دل کو ہوا فراغ روئے نادیدار نے جکا آسمان پر ہو دماغ نورمہ کو مجھے پروانہ کم از دو دچہ سراغ
دل نہ شاہی پر ہے اپنا نے فطری کا دماغ تجھ سے ہم رکھتے نہیں ہیں بھیری کا دماغ باد کو بھی اب نہیں ہو دستگیری کا فراغ شیخنا دلو ہمارے ہو نہ پیری کا دماغ	عشق کی ہوئے تو ہو ہو سیری کا دماغ اس لیے خاموش رہتے ہیں چمن میں عجب ہوں اگر ایسے کی نظروں کا کہ میری خاک پر بختے کتنی ہی کریں دعویٰ مریدی کا اگر
پوچھنا اشعار کا سودا کے کیا ہے شاعر و گفتگو میں اسکی پاتا ہوں نظیر سے کا دماغ	

ردیف فاء

<p>آغزق ہو تجھ جاہ زرخندان مین یوسف پڑھتا قبا رک کو تری شان مین یوسف بستا تھا زلیخا کے دل و جان مین یوسف جاموش کہ بے سیر گلستان مین یوسف</p>	<p>اب ہو تو نہ ہرگز نہ ہے کنان مین یوسف ہوتا اگر اس عہد مین تو دیکھ کے تجکو آنکھو نین نظر بازوں کی رہتی ہے تری شکل لبیل سے کہا دیکھ تجھے سبے چمن مین</p>
<p>کیا شاہد معنی کا ترے اب مین کہون حسن سودا پھرے ہیں اب تے دیوان مین یوسف</p>	
<p>جون صید وقت فتح کے صیاد کی طرف آوے نہ تازہ جو رکے ایجا کی طرف دھس گئے قفس مین دیکھ کے صیاد کی طرف بولیں گے اہل حشر سو جب لا کی طرف بولی زبان تیشہ نہ فساد کی طرف قمری گئی ہے کاٹنے شمشاد کی طرف</p>	<p>دیکھو ہون یون مین اس تم ایجا کی طرف بے مشورت نگہ کے تری طبع روزگار نے دانہ ہم قیاس کیا نے لحاظ دام ثابت نہوے خون مراد روز باز پرس چہر کی ایک تھا سخن اسکا نہار حیف طرے کے تیرے واسطے صد چہرے تانہ دار</p>
<p>سودا تو اس غزل کو غزل و غزل ہی کہ ہونا ہے تجکو میر سے اوستا کی طرف</p>	
<p>خون بہ جلا بدن سے تو جلا کی طرف لیکن کھو تو میری بھی فساد کی طرف منہ کر کے آنکھیں کھولیاں صیاد کی طرف مائل ہے مین اس دل نا شاہ کی طرف مین دیکھتا ہوں تیری ہی امداد کی طرف</p>	<p>مائل تھا بسکہ دل مرا بیدار کی طرف غیروں کی بات پر کہوں کان مت رکھو پہچانیں ہم نہ گل کو نہ لبیل کے آشنا جو رو تم تعدی و اندوہ و درد و غم سامان ناکہ سب ہے مہیا پر لے اثر</p>
<p>خون کر رہا ہے جوش رک جان مین تری سودا نہ دیکھ نہ تر فساد کی طرف</p>	
<p>مائل کیے دل اس تم ایجا کی طرف بیٹھا تو منہ کو پھر جو بسزا کی طرف</p>	<p>مرضی جو آئی سخن کی بیدار کی طرف تصور ہو کے آپ ہی حیران نہ کیا</p>

<p>دیکھے جو ایک آن ترا سر دھو خشک ام بھاوے نہ گل چین نہ کھو نیکو عند لب صد شور حشر آوے تو یکدم نہو سکے</p>	<p>قمری نہ دیکھے پھر کبھی شہ نادر کی طرف دیکھے جو آگے تو مرے صیاد کی طرف تیرے ستم رسیدہ کی فریاد کی طرف</p>
<h2>ردیف قاف</h2>	
<p>بلبل نہ چین ہے گل گلزار کا عاشق اے داسے بران عاشق نادار کہ جبکا رشتے کو محبت کے جگہ دی ہو مین دلیں باتیں مجھے بھاتی ہیں بامیزش و شام ہے سرفے قامت کے تری قمری تو والہ بھکر رہ میخانہ سے اے شیخ نکلنا</p>	<p>جو گل ہے سو تیرے گل خسار کا عاشق معتوق ہو اور سہم و دنیا رک عاشق نے سچہ کا طالب ہوں نہ زنا رک عاشق ہوں ایسے اس شوخی گفتار کا عاشق اور کبک دری تک تری رقتار کا عاشق بہر نہ بہے دان جبہ و دستار کا عاشق</p>
<p>کیا قدر رکھے جس دل اس شخص کی سودا جسکا ہو فرو سشدہ خریدار کا عاشق</p>	
<p>رنگ سے چہرے رسوا ہے ہوا عاشق گاہ اشک تر گے خون گاہ ہن خست جگر کیا کہوں ان نے مجھے جو کر دیا بے خانمان ترک مجھے کیونکہ ہو عشق تباہ لے اہل دین خط سمجھ ایدل نہ اس عارض کے ملک حسن تھے سکندر طالع اسد مہم کہ تھا دل انہی پر اس چین میں طرح بلبل کے وہ نالان کیون اگر کہیں عاشق ہوا سودا تو میں تجھے کہوں</p>	<p>عشق کو بار دھچکا سکتا نہیں انکار عشق اس طرح جاری ہے ان آنکھوں سے کاہل عشق گھر یہ کافر کے نہ پڑو سایہ دیو ار عشق سمجھوں ہوں تار نفس اپنے کو میں زار عشق آزادی ہے یہ فوج بہر غارت گلزار عشق کھا گیا انوس اس آئینہ کو زنگار عشق روز و شب کھٹاکرے سید میں کجے عاشق وہ عمل میں لایو جو نیک ہو کردار عشق</p>
<p>عشق کے ذرہ شریعت سے قدم باہر نہ لکھ سمجھے ہے دوزخ کو اپنا ایک شمع ناز عشق</p>	
<p>ناصح نہ نے بکچہ میں آگاہ راز عشق بھکے ہے آئین تھکی تجلی کہ جو کوئی</p>	<p>وہ کہ چلکین ہیں دین و دل جان نیا ر عشق جون شمع ہو رہے ہیں سراپا لار عشق</p>

<p>پردانہ رایت سے کہتا تھا راز عشق سینہ سپر ہے اُنکا سدا پیش تیغ یار گر سخت تر ہے سنگ سے بھی جان عاشقان ہو حق بجانب آپ کے پیار سے غدر کا محراب تیغ دوست سلامت ہے دم</p>	<p>مجھ ناتوان نے کیا کیا اٹھایا ہے راز عشق ہیں جو کئے ہوئے بھجان سسر راز عشق ہو مثل موم دان ہی جہاں ترکہ راز عشق دیکھا نہیں ہے آج تک اُن نے راز عشق کبھی مین کب مین جا کے بڑھو گناہ راز عشق</p>
<p>سودا یہ قصہ خط سے نہ کوتاہ ہو سکے ہے حسن زلف یار سے عمر و راز عشق</p>	
<p>سن کے بازار میں کیا ہے جراثیم فراق دوستان رفتہ کا اتنا فراق ایدل مجھے نطمہ شان دور از وفاؤں سے محبت کا نہیں بس نہ تھا اک لغ ایدل پھر تو اُس سے لگ چلا</p>	<p>میکے نقد دل نہ کر زہار سودے فراق مل مینگے اکیدن ہرگز نہیں جائے فراق خانہ دل کو عبث کیوں کیجئے مانے فراق اُس بی آتش کو ڈرتا ہوں نہ سکا فراق</p>
<p>وصل گر اس شوخ کا سودا ہو تیر ہی ستاد ہو جو یہ مغرور مت ہے درمیان پائے فراق</p>	
<p>زندگی کیوں نہ دے مجھے شاق تجھ بن اعصاب کا ہے یہ میرے حال عشق تیرے میں سب منافق ہیں الفت اس دل سے کب ہو دل کو تھے غم نہیں اسکی بیوفائی کا جو کہ تو ہے بخیر گران ستم شیخ صاحب کے عقد میں دنیا دیکھ زائد کے سر عام نہ تو نچنے تجھ خط سے جب چین میں بہا</p>	<p>یار بے اعتنا و دل مشتاق تار شیرازہ بن ہوں جون ادراق ایک غم کو نہیں ہر مجھے نفاق یہ تو ہے لعل اور وہ سنگ سماق کرے ترک و فائدہ ہم سے فراق کر رکھو تہ دور و زکا اشتقاق آئی تھی کب جو دسی غوک طلاق ہاتھ اٹھا رہا ہوں بے یار زاق رودہی کی خزان نے اشتقاق</p>
<p>بار کیا اسکے آگے لے سودا منہم تو دیکھو کہ جیسے ہوے طلاق</p>	

رویت کاف

<p>شمع اُس عارض کے کہتے ہیں جو بچے تو ترک بس چلے تو دیکھنے ہرگز نہ تھے تجھ کو نہ دن آن کر اس میکدے کے بیچ جز چشم نہ پاک رہو مت غافل نگاہ حسرت آگہ اسکی سے دل نہ لے ان سازوں کے تو نہ کہ کو دیکھ کر باغ ہاتھ آوے تو کر لین غضب اہل اقتا کوئے عارف کو این دعویٰ الحق کا نہیں فی الحقیقت جو مقام و جد ہے اے شیخنا عربی ہینانہ و ساقی نہیں اُسکے نصیب ہو کر اُس زلف کی تشبیہ دنیا شا کے</p>	<p>ہم سے جو بچے کوئی ہے حرف شمع طو ترک آئینہ گھر میں ترے بہنے نہ دون مقدر تک قسمت اپنی ہم نہ پائے راغر معمر ترک ہو بچے وقت جا بکشی گر اپنے تو رنجور تک تخم الفت کہ نہ ہو بچا اس زمین شور تک نسبت مے سے نہ چمچیں دانہ انگور ترک یہ ترانہ ختم لیس کن ہو چکا منصوبہ ترک وہ نہیں وابستہ ہرگز ڈھوکا طنبور ترک ہو بچے گزراہ عبادت سے قصور و جور تک شاعر و یہ بات ہو بچگی دراز و دور ترک</p>
<p>یہ غزل سودا کہی ہے تو نے اس انداز کی ہند سے ہو بچگی ہاتھوں ہاتھ نیشا تو ترک</p>	
<p>رہے اس فصل ہم لے طبل گل ناتوان بات تک کوئی بہار داروں سے یہ کہیو جا کے جان تک عبث باندھوں ہون لکھ لکھ شرح دل ال کہوتر سے ترے غم کا دل پر خون سے استقبال کرنے کو</p>	<p>نہ نالہ لب تک ہو بچا نہ چاک حبیبان تک مریض عشق کا ترے نہ ہو بچا کام ہر بات تک دل کے آگے رشتے نہ ہو بچا کچھ خبر دان تک وہ قطرہ نالہ ساطع ہو بچا نہ مژگان تک</p>
<p>روا کرتا ہو کیا دل کو کنو الہ حال پر سودا، کہیں خط آگیا اسکے تو ظالم حرف کے جان تک</p>	
<p>آباد شہر دل تھا افسے شہر بار تک لگے دیکھ لین جن کو چلو لالہ زار تک دیکھا نہ اسکو و وہین گمان سوط کیا قسمت نے دور ایسا ہی پھینکا ہمیں کہ ہم ساقی تجھ کے دیجیو جام شراب عشق</p>	<p>ہو بچا نہ آگونی پھر اس جڑے دیا ترک کیا جانے پھر جن میں نہیں ہم ہزار تک آئے نہ ہوتے کاشکے ہم کو سے یار تک پھر جیتے جی ہو بچ نہ سکے اپنے اتر تک آخر کو کام ہو بچہ چمکا اسکا خمار ترک</p>

<p>تو پا کرے مرا یہ دل زار کب تلک لڑن کر دین سداشب تار کب تلک جیوین کہو تو ہجرین بیمار کب تلک بھوٹے قبول کیجئے اقرار کب تلک پیارے یہ باغ حسن گلزار کب تلک بھانکنا گردن میں رخسہ دیوار کب تلک اگر دن میں برہمن رکھتے زنا کب تلک سہیہ گادل کے دیسے زار کب تلک</p>	<p>دیکھا گردن میں دور سے لے یار کب تلک تنہا میں بستر اپنے پہ فکر وصال میں کچھ وصل بن نہیں مرض عشق کی دوا بھی اگر ہوا بات تو آدسے ظہور میں دور و زکی ہمار پہ اتنا نہ کر عسور خصت جو دتلک بھی نہ مجھے نے نہ باغمان رشتہ نہو نہم کی جو الفت کا مانتھ میں اب کیجئے مرے مرض عشق کی دوا</p>
<p>یوسف نہ ہاتھ آئے جو سودا بنقہ دل بیٹھا ہے دکان پہ خریدار کب تلک</p>	
<p>ویسا ہی میرے نام سے ہرنگ ب تلک ویسی ہی گالیان ہیں وہی رنگ ب تلک رہتا ہے مجھے ویسا ہی دلنگ ب تلک جھگڑے وہی جیشک وہی جنگ ب تلک یا تنک ہو میرے قتل کا آہنگ ب تلک بھاگے ہو انے لاکھ ہی فرنگ ب تلک</p>	<p>خط آپکا پہ مجھے وہی ڈھنگ ب تلک دیکھے ہو مجکو اپنی گلی میں تو پھر مجھے سب سے ہوا یہ ربط کہ جو غنچہ دسہم عالم سے کی ہے صلح مگر ایک میرے ساتھ دیکھے نہ محبت کو تانہ کرے تیغ پر نگاہ سنتا ہے جس جگہ وہ مرا ذکر ایک بار</p>
<p>سودا نکل چکا ہے وہ ہنگام نازیہ پر مجھے ہے ادا کا وہی رنگ ب تلک</p>	
<p>شام سے صبح تلک صبح سے لے شام تلک آشیانے سے اٹھ اک رات گئے و ام تلک</p>	<p>رخ سے دیکھو ہونہیں اس زلف سیر قتلک ایک نفس گرو حین ہم نہوئے بال افشان</p>
<p>آپ سا مجکو تو زاہد نہ سمجھ کو سودا خط خوبانے پڑھا ہونہیں خطا جا تلک</p>	
<p>نہ جبل تقریر میں انکی نہ در تحریر جنگ اپنی شہرت ہو سکی عجیبین تین وہ میر جنگ کرتے ہیں گریوہ جو کرنا پوچھیں زنجیر جنگ</p>	<p>شاعر و نہیں کہلے ہو شیر کی تقریر جنگ بعضے ایسے بھی ہیں نام مقول ہو جنگا سخن پوچھ گوی سے نہیں بیٹے بہ میدان سخن</p>

<p>یکدگر ہوتا ہی ہے سقم سخن پر اعتراض ابرود و مرگائے مضمون کین کرے جو انکے دخل مین تو حیران ہوں ابلان ناشاعر و نوحی وضع پر کچھ بھی انہیں عقل ہوا اتنا سمجھتے یہ نہیں</p>	<p>اسپہ کیا لازم جو کچھ ہو گر یہاں گیر جنگ کرتے یس سے لگین ناولن بہ تیغ و تیر جنگ کرتے پھرتے مین جو پڑ پڑ شعرے مایہ جنگ کرتے ناحق ہر مسلمان ساتھ ہی تھیر جنگ</p>
<p>ایک انہیں سے لگا سودا کے آگے پڑھنے شعر واسطے اتنے کہ آئیے مابین تیر و تیر جنگ</p>	
<p>سنگے یہ بولا خدا کے واسطے کیجئے معاف دل سحر کر نہیں سکتے بہ تیغ و تیر جنگ یہ نہ کر مہر و محبت سے جو اتھ آئے تو آئے جنیش ابرو نے مارا لشکر صبر و دستار اسکے مل چلے گئے ہوا انجام سے غفلت میں دل جو بے صف بیجاں سپاہی ہوں تو ہو کس طرح صلح سامنے چہرے تیرے ہر دم کا ہے یہ حال کب سپاہی کام پر آقا کے اب دیتا ہو جی یہ نہیں ممکن ہے وہ جتنی کسی کا ہوے رام</p>	<p>مین تو ہوں شاعر غریب و آپ مین شمشیر جنگ ملک تو یہ کچھ نہیں جسکو کرے شمشیر جنگ اسکے اتھ آئیگی اے پیارے نہیں تیر و تیر جنگ ہوئے ہو فیصل کہ جب پہنچے ہر باشندہ جنگ پر مین سمجھا ہوں کہ ہوا خواب کی تعبیر جنگ دزد و شہساز ہے ہوں لشکر تصور ہر جنگ رنگ نامرد کا کرتی ہے چون تفسیر جنگ بھوک سے کرتا ہو کر زندگی سے تیر جنگ کرتے مین اسپر عبث باہم جوان دیر جنگ</p>
<p>ور پڑا تھر پر سودا کی شمت کا لکھا کر چکی اسکی شتم باخامہ تقدیر جنگ</p>	
<p>پھونکتی ہی ہو عشق کی تپتے ہمارے تین آگ رنگ گل کچھ بے طرح دیکے ہے لے بار بار لالہ خود رو نہیں ہے خون نے فراو کے گر نہ بانی دل کا خوف سے اسے شعلہ خوا رنگ یہ یا قوت کا دیکے اب انگاری کی طرح برج مین ہو دھوم ہو رہی دیکھن کچھ بغیر</p>	<p>دیکے ہو چون شعلہ فانوس پہراہن مین آگ آشیان میرا چھلک لگتی ہے باکشن مین آگ جوش مین آکر لگا دھوئی کہہ کے دین مین آگ گسٹا کچھ تیری نگاہ گرم سے در مین آگ حسرت لے کے تری از بلس لگی مین آگ یہ کمال دڑنا نہیں بھڑکے ہوا تمن مین آگ</p>
<p>گو بہار آئی گئے سودا بھلا لگتا ہے بارغ یوں چمن مین گل نظر آتے ہیں چون گنن مین آگ</p>	

<p>عدد ہے دوری سے ایک اور خار ہے ایک پہنچ شباب کہ بیٹھا ہوں اس گھڑی سانی شے تو بچ رہے آنکھوں سے دل مرا لیکن بدن میں جسکے ترے حمد تک لہ جان ہے یقین ہے کہ در ازان سے عمر خضر نہو ڈوبو دین ہیں ہی دوجان مال عاشق کے رہی نہ دین کی عزت نہ حرمت دنیا ہوس ہی نہ چین کی بہن کہ داغوں سے</p>	<p>کل ایک دشمن جان ہے مرا ہار ہے ایک دو چار ایک ہوئے ہیں یہ دلفگار ہے ایک غضب ہے یہ کہ ہیں صیاد و دشکار ہے ایک اداس ہے ایک خدا ناز پر نشا رہے ایک ہے ایک اپنی شب ہجر و زلف یار ہے ایک دل ایک خون شدہ ہے چشم اشکار ہے ایک خراب ایک ہے اسے عشق تجھے خوار ہے ایک دل ایک باغ ہے اور آنکھیں آہنا ہے ایک</p>
<p>نہ کیجو تکیہ تو اس جان و جسم پر سودا ہوا تو ایک ہے ان دو میں اور غبار ہے ایک</p>	
<p>میں بتاؤں تمکو یاد کر کر و تدبیر ایک دل صرگتا ہے مباد جل و خاویے یہ نفس کیوں ڈراتا ہے مجھے تلوار ہر دم کھینچ کھینچ اس چین کی سیر میں لیجا بس تو سطر ح</p>	<p>بس ہے مجھ دیوانیکو اس زلف کی بجز ایک در نہ اسے صیاد کرتے نالہ بشکیر ایک یا زنا بت کر تو مجھ پر بھی بھلا تقصیر ایک چاہیے ہو دے نہ تیرا خار دامنگیر ایک</p>
<p>بزم میں تیری تو یوں آرزوہ خاطر میں بہت پر نہ دیکھا ہے سودا سا کوئی دلگیر ایک</p>	
<p>سنبل زلف سیہ کا کل شب چارون ایک دیکھیے کیونکہ بچے جی کہ ہوئے ہیں تیرے باتیں دو کہنے کی ہیں دو نہیں کہنے کے نہیں گل و خورشید و مسد و شمع ترے ہرے سے</p>	<p>غمرہ و ناز و اداجش لب چارون ایک تجھ میں اب در دو علم و رنج و قوت چارون ایک لب پہ کر ڈالے ہو تجھ آگے ادب چارون ایک بین کب کر نہیں یہ نور کا اب چارون ایک</p>
<p>شعلہ دبرق و بجلی و شرر لے سودا رکھتے ہیں زیر فلک حسب تشبہ چارون ایک</p>	
<p>رو نیکو میرے تابکجا دل سے آئے اشک خون جگر تو چشم سے جو تھا سو بہ گیا رونے سے باز نہ کوئی آئے میں مثل شمع</p>	<p>نکلے ہے خون چشم سے اتوبجائے اشک آتا ہے سخت دل بھلی جلا اب قفاے اشک لے سر سے پاؤں تک نہ ہیں تانگلا لے اشک</p>

نظر دلنے جو کسو کے گریے بول کیا سکے	ہم نے سنی نہ چشم سے گرتے صد لے اشک
آکھوں سے اکیدم نہیں ہوتا مکے جدا	سودا میں کیا بیان کروں اب فائے اشک
کب لگ سکے ہو اس کے کوئی رنگ اور رنگ لذت ہو تیج عشق میں کیا جب تک نہ ساقی جو تو نہ ہو تو ساعن سر بلور کا مخجور ہو کے جام سے ناب کی طرح لذت ہے دل کو آنکھ لڑائی سے یار کے لٹا تر اہر ایک سے پھیکا کرے نہ دل موزون ہے اس چمن میں ہنگام میخوری خط سار و سنکے چہرے پر رکھتا نہیں اطف کب سیر ہوں وہ نان قناعت سے جو کوئی چرخ سبز عارض دلدار ہندشیں	بیرنگی کا ترے ہے جو نیزنگ اور رنگ دامن فرخ زخم دل تنگ اور رنگ میناے سے کیواسطے ہے سنگ اور رنگ پیدا کرے ہو چشم تری رنگ اور رنگ دیکھا کہیں نہ اسکے سوا جنگ اور رنگ چاہے ہے دوستی میں تو یہ ڈھنگ اور رنگ بہر کب سب مرغ بد آہنگ اور رنگ ایسا کچھ اسکو جان کہ چون رنگ اور رنگ کھاتے ہیں خوان و ہر پہر جنگ اور رنگ دیکھا ہے آپ نے یہ کچھ اور رنگ اور رنگ
سودا سے کیونکہ یار کو ہو دے موافقت	پیر و جوان ہن بادہ گل رنگ اور رنگ
کرتی ہو مرے دلین تری جلوہ گری رنگ کس رنگ میں دیکھا نہ ترے رنگ کا جلوہ اسے شیشہ گران دل کوئی ٹوٹا جو بناوے ہر رخ کو پہچان کے نامے کو تولید ہے خاک بسراج حنداجانے چمن کا کس گل میں یہ جلوہ ہو جواب کج قفس میں گر جامہ عریانی کو خاک تری سودا	اس شیشہ میں ہر آن دکھاتی ہو بری رنگ سب رنگ میں ہو تو یہ ترا سے بری رنگ پیدا کرے پھر اور ہی کچھ شیشہ گری رنگ نالے کے کبوتر کا ہے میرے جگر بری رنگ دیکھ آئی ہے کیا جا کے نسیم سحری رنگ دکھلاتی ہو میری مجھے بے بال و بری رنگ ہو غم سفر یا تے تو ہے یہ سفری رنگ
روایت لام	
کچھ شمشیر جاؤ دل کے نکال	آج در پر ترے پڑا ہوں مڈھال

<p>اپنے ہونٹھوں کو دیکھتا ہوں لال اُس سے مرغوب تر ہے ہسکا خیال کیا ہے لے مسخرے یہ تیرا حال لے گئے لڑکی لڑکے ایک ایک بال ہو گئے سرود دیکھتے ہی ہنسناں سنگ کے مول یہ بکے ہے لعل اس سے ہم لین یہ کیا ہے ایسا مال دے ہے تو دہا ہمیں دکھا اگر کال</p>	<p>پان کھا کھا کے آر سی کے پنج کم ہے ناصر علی سے نعمت خان شیخ اس داڑھی پر تو ناچے ہے داڑھی ملا کی جون گھیرن کا کھیت اُس کے قامت کو صحن گلشن مین لے مرے دل کو دے کے اپنا دل دے ہے دولت خلک بہن لیکن واہ دا بے متا کو والے کے</p>
<p>میوہ نخل امید سے سودا جتنا چاہے تو کھا یہ توڑ نہ ڈال</p>	
<p>ست یہ آنشکدہ اس قطرہ ستا مین ڈال نابدا سبائتھان کچھ نہیں ہے آب مین ڈال صبح کا وقت ہو ظالم نہ غفلت خراب مین ڈال یہ بڑی چیت ہو نہ اس کو ہر ناب مین ڈال ہم نہا ہستی کی اپنی رہ سیلاب مین ڈال ساتی کے سامنے دیجے شہتاب مین ڈال</p>	<p>سخن عشق نہ گوش دل بتیاب مین ڈال گھر کا گھر پنج نہ کر خرچ مے ناب مین ڈال ابھی جھپکی ہے ٹک اموشہ قیامت یہ پاک کر کے میوہ طبع و لکھ نہ سن حرف درشت شمع سان سوئیے کیونکر کہ یہاں بیٹھے ہن دسترس ہوئے تو کر مہر کا طرہ مقراض</p>
<p>کوئے میخانے سے رکھ دل تو کنارے سودا شیشہ ٹوٹا ہے نہ جا کر رہا جاب مین ڈال</p>	
<p>مژہ ترکو بتان لیوین نہ خاشاک کے مول جرعہ می جو ہوشیشے مین تو دے تاک کے مول ابھی نیچے ہے بیٹھا درادراک کے مول بکے آدے تو خریدین نہ وہ فزاک کے مول برق سے لے ہو ترے عمرہ جلال کے مول شیشہ ٹوٹا ہو تو لے ہو دل صد جاک کے مول ان گلیون کا پٹا کیا ہے بے حکا کے مول</p>	<p>پوت پیتہ ہن درودیدہ غناک کے مول دل پر خون کو نہ وہ معنیہ لیوے بہ نگاہ نابدا لفظ گہر بار پہ واعظ کے بختا مرغ دل کے جو شکاری ہن اگر صید حرم ٹرپ اپنے دل بتیاب کی خاطر اے شوخ شوق کس کو ہو قہنگون کے لڑائیکا کہ حلق عکس اپنے سے کتا ہو لبائینہ مین و کچھ</p>

کوڑہ پشت اتنے ہوتے شیخ ہمارے کہ عصا محاسب رحم کر اب مفلسی زندان پر بے زری خلق کو ہے یہ کہ کسی کا کیسا	بیچے ایسا تو وہ شاید بکے سو ایک کے مول بنگ قدغن سے تھے بکتی ہو تیرا کہ مول کوئی کاٹے تو بکے کیسے دلاک کے مول
ہنس دل اپنی کے بکنے کو کہوں کیا سودا مفت بریلے دہتی ہے اسے خاک کے مول	
مرا لگتا نہیں ہے باغبان سیرچن میں دل جلے ہم شام سے تا صبح ہم بزمونین یوں اپنے کہا مت کہ یوں حرف درشت لے یا تو ہر دم جو تو میر چن میں ساتھ ہوتا ہے تو شادی سے	لکے کیونکر کیسا یا رہن سرودن میں دل جلے ہے شیخ کا جسطرح تیری انجن میں دل نظر آجائے اگر ٹوٹ جاتے یک سخن میں دل سما تا فان نہیں جوں غنیمت میرے پیر میں دل
نہیں سودا جو وہ مرے بعد از بھی بیٹھے بھولے پڑا تر پے گا تیری یاد میں اسکا کفن میں دل	
ہوئے نہ ملک عشق سے کم رسم فراغ دل مانند غنیمت تاکہ پریشان نہ ہو گئے تو	روشن ہے ہمیشہ ابھی چسراغ دل کلبس چن کی سیر میں پائے فراغ دل
شاید کہ سیل اشک سے اسکو بہا دیا، سیلنے میں اب تو خاک نیا یا سراغ دل	
یک دست اک زمانہ جہان میں لٹائے گل کہتے تھے اسبیلے کہ نہوا شنائے گل دیکھے اگر صفا سے بدن کو ترے صبا میں اور عندلیب ازل سے ہیں ہم نصیب ہے شرط در دیوں کہ مجھ حکم عندلیب ہستی سے عیسیٰ میں جو بہتر نہو مرزا،	سر کو ہمارے خاک نہ دیے چم جائے گل اے عندلیب دیکھی نہ آخر وفا ہے گل کھولے کچھ نہ شرم سے بند قبا ہے گل مجھ پر تم ہو اسے تو اس پر حفا ہے گل کوئی کسی مزار پر ہرگز نہ لائے گل جہنستا ہو اجمان سے ہرگز نچلے گل
سودا اسے بہار میں وضع زمانہ دیکھ اے دانے واسے طبل سے ہے باگل	
جب چن سے گھر کو چلا کر کے دید گل آنے کی تیرے باغ میں ہے آج یہ خوشی	بیل نے گل کو دیکھے تجھے کی رسید گل نور و ز عندلیب کہوں یا میں عید گل

<p>بہل ہو غرق زمر سے سنکر نوید گل رکھنے کی اس چمن سے ہو سر پر امید گل لائق نہیں جو کیجیے گفت و شنید گل بہل چمن میں دہر کی ہے زرخیزید گل</p>	<p>ساقی تلاش بادہ میں مطرب بقر ساز جون لالہ داغ داغ ہے دل تیرا بہن جس جا کہ ذکر حسن ہو تیرا تو اس جب گم بندہ دین بیدرم ہوں تیرا اسکو جان لے</p>
<p>نسبت نہ عند لیب سودا کو دیجو بہل یہ آن کا ہے تری وہ شہید گل</p>	
<p>چلتی ہے اٹکے کوپے میں تلوار آجکل جُروح کس سے ہے یہ دل زار آجکل مرا ہے تیرے غم میں یہ بیمار آجکل ہوتے ہیں اس چمن میں گرفتار آجکل اے یار ہم تو پہنیں گے زنا ر آجکل جاتی ہے اس چمن سے یہ گلزار آجکل بت سے کر گیا برہمن انکار آجکل مل ڈالے گی جہان کو یہ رفتار آجکل</p>	<p>جاتا ہے دل تو جانیو ہر شیا ر آجکل خنجر مڑہ ہے تیر نگہ تیغ ابروان کوئی دوا نہیں ہے موافق بغیر وصل گر زمر سے یہی ہے ہمارا تو ہم صفیہ تبلیغ کر رہی ہے جو رکھتا ہے شیخ شہر عرصہ سمجھ ہمار کا ساقی ہو نچ شتاب گر ہے ترا سلوک یہی ہم سے اے صنم مت چل تو اس لٹک سے کہ ظالم قدم تلے</p>
<p>تیری زبان سے عہدہ برآ کیونکہ ہو کوئی سودا سے ہے جو کچھ تری گفتار آجکل</p>	
<p>کیا بنائے صانع قدرت نے رحمن کا گل موج چشم عاشقان کے توڑیل میں بلبل گل کھینچ کر تیرے سے ہیں ابرو اس قاتل کے گل چ رہی ہے خرق سے تاغرب اس شاعر گل</p>	<p>اس چمن کی سیر میں آیا رہوین ملے گل یہ نہو دریا کہ جس سے گزرے تو مل بانڈھکر قل کا کسکے کیا ہے آج ان آنکھوں نے غم عہد میں تجھ حسن کے جسکو ہوا ہے شغل عشق</p>
<p>حل مشکل کس سے ہو سودا کی شام بچھ بنیہ کھول دے مشکل کشا عقدے مری مشکل گل</p>	
<p>روایت میم</p>	
<p>اکھار ہو دل قسمت میں تو یہ بھی خوب کھین ہم</p>	<p>سنا ہے اتنی خط آیا ہو کس سلوک کھین ہم</p>

<p>ہیں دعویٰ نبوت کا نہیں کچھ صرف عاشق ہیں ہوئے ہیں غرق ہم حسیں میں اپنے لکھی ہر شمع سوز دل بجز پر دانہ اسے ظالم لگو ہوں سے نگہ کرتے ہو تم آئینہ پر اکثر خدا وہ دن کرے ہوئے جو کوئی تند جو تجسا ترسے یہ سب تو اٹھ جاویں یہ وہ لکھیں کہاں جس نہر کیا ہے کچھ اپنے سوا وہ جسکو دل چاہے</p>	<p>جفا کے صبر یہ دل پر کہ جن ایوب نے کھین ہم بھلا لے ابرو یوں دریا میں تو توڑ دے کھین ہم نکھے کچن پہونچا تا ہے یہ مکتوب کھین ہم مزاج آئے ہوا یہ صبر تو کوئی محبوب کھین ہم ترا دل را غلباں پر وہ تر امر غوب کھین ہم جفا کے سامنے اپنی وفا محجوب دیکھیں ہم جو طالب ہوں کیسے تو کوئی مکتوب کھین ہم</p>
<p>خوشی سودا کو کب ہے عور سے نسبت کی لے اہل وہ دن ہو دخت زر سے آپ کو منسوب دیکھیں ہم</p>	
<p>تیرے ہی دیکھنے کے نہ آدے جو کام چشم کیونکر نہ دیکھے خلقت انسان تجھ کو کہ سنگ مباد جو بلا کا ہو سو ہے وہ نظم چشم اسا ہے نظر رونے سے ہر دم کے یہ مجھ کو اڑ لگتی ہے جلوے یہ جینوں کے مری آنکھ مکتوب غم اس شوخ ناک سب سے پہونچا ویدار کے وعدے یہ نہ رکھ منتظر اتنا چاہے تو جان رہ مرے پیارے کہ تصور موتی کو صدف کے ہے مرے شکستہ ترچ</p>	<p>تو زخم چہرے پر ہے کہ اسکا ہے نام چشم دیکھے لباس آئینے میں ہو تمام چشم آئے ہو کسی دل پہ جب آفت زور چشم ہے قافلہ اشک کے ہمرہ سفر چشم ویدار کی سے پہونچے ہے ہم بال چشم دیکھا نہ بجز اشک کوئی نامہ بر چشم تا مجھ کو برابر پڑے سود و ضرر چشم رکھتا ہے ترے جلوے کو میری آبرو چشم عالم میں نہیں قدر شناس گھر چشم</p>
<p>سر نہ لو ان آنکھوں میں ہے پر کیا کھون سودا آفاق کے ہے موجب نور بصر چشم</p>	
<p>قاتل کے دل سے آہ نہ بھلی ہو جس تمام صیاد سے ہوں اسے اثر نالہ منفعل اشک آنکھ سے تھنبے تو رہے نالہ سے نل آتش کو رنگ گل کے صبا تو نے پھونکا کھینک سودا ہوئی ہر شانہ کو زلف و نین سکی راہ</p>	<p>درد بھی ہم تر پنے نہ پائے کہ بس تمام آتش دی ان نے دام کو توڑ مخلص تمام جب قافلہ تھکے تو ہو بانگ جس تمام جلوئے آشیان کے مرے خار و خس تمام اس دست نارسا کو ہے کیا دست تمام</p>

<p>تباک غیر سے جو ہونگے ہم سے وہ معلوم کہ جا نہیں مرے کیے کہ ہر تو معلوم سوغا تبا نہ بھو اسکے رو برو معلوم سیاہ فام تو وہ ہے ہر ایسی بو معلوم جو تھکورو ہے جا نہیں سوچکورو معلوم ہے وصل دور تر امیری حببت جو معلوم دوامری وہ لب شریقی ہے سو معلوم جو چاہے اس سے یہ دل کامیاب ہو معلوم</p>	<p>اب اس طرف تری دل گرمی شعلہ ہو معلوم بھری ہے دلیں ترے یان ملک محبت غیر گلہ میں غیر کے میری دوشا کرو تو یاد نقطا ہے زلف کو تیری کوہن چشک ختن ستم ترے کی کردن سکے آگے جا فریاد عبث ہے ہر کی نت اٹھ تلاش ہے کو طیب اٹھ مرے بالین سے واصل کو جگہ نہ زرد نہ زرد نہ طالع نہ تیرے دلیں ہر</p>
<p>سخن تو یاد بھی سودا برا نہیں لیتے دے جو چاہے یہ انداز گفتگو معلوم</p>	
<p>مدعا ساقی سے اپنے ہمین اور جام سے کام کوئی یحییٰ رہو اپنے اسے کام سے کام صبح تک تھکو بھی شبنم ہے ہی شام سے کام نہ بڑا سکوتری زلف سیہ فام سے کام بیٹے من مانا اس شوخ گل اندام سے کام نہ گرفتار سے مطلب ہے لے دام سے کام جن نے پایا ہے نشان نہ کو نہیں نام سے کام</p>	<p>نہ غرض کفر سے کہتے ہیں نہ اسلام سے کام دن لالان کو مرے سکے ہے آرام سے کام اس چمن میں نہ کسی چشم سے پونچھے کوئی شک کیون نہ افغی چلے ہر ایک جگہ مکر اکر اگر اکیلا کہیں لجاے ہمیں تو دل کا ہو اسیر اسکا جسے بعد گرفتاری عید ہے ہر ایہ زبان کہنے سے اب رام رحیم</p>
<p>جو میں آغاز ترے کام کا دیکھتا سودا و اسے وہ دن کہ کچھ اسکے ہو انجام ہو کام</p>	
<p>شور ہو جسکے ایک کعبہ میں تنجانے میں دھوم ور نہ کیا کیا ہم بھی کرتے شہر دور لے میں دھوم سخت دیوانے نے لئی نہ بھر کھلے میں دھوم را تلو دیکھو ہوں ہو یوں جسٹ مع و پروا میں دھوم ہوں ہلال عید ہو میرے نظر آئے میں دھوم ہو سگی پیچہ دان اطفال دیوانے میں دھوم</p>	<p>کیا مچائی ان نے میرے دیکھے کا شانے میں دھوم مسط لے وہ شور و گے ہاے تنگ فی ہوا زلف کو کھولا تو اس لکی شورش کا علاج تخت گاہ گرم کی حسرت کے دل لے ہے جوش اسعد ہیں غری میری سے خوش بلبا ہر دل کو سن کوچے میں تیرے اچھے ہیں کل</p>

کب سے لے سودا شراب اس بزم میں پیتے ہیں یا تو نے کم ظن کی پہلے ہی پہلے میں مہوم	
لے دیدہ تر جدھر گئے ہر دم تجھ عشق میں روز خوش نہ دیکھا تیرا جو ستم ہے اسکو تو جان یہ قلعہ بڑھکا تھا سوز دل سے جون شمع لبوں پر آ رہا جی اتنی بھی تپنگ پیش قدمی	ڈوبے جو تھے خنک بھر گئے ہم دکھ بھرتے ہی بھرتے مر گئے ہم اپنی سی تو خوب کر سگئے ہم سودا کے جو رات گھر گئے ہم تھا تن سو گداز کر گئے ہم گر شام نہیں سمجھ گئے ہم
ہو گی نہ کیو یہ جبر بھی	اس بزم سے اکدھر گئے ہم
ہیں صفاے بادہ و درد تہ پیمانہ ہم جان عقل کامل و شور سردیو انگان چشم شمع و برہمن میں ہے ہم جون سرسہ جا فیض سے مستی کے دیکھائے گھر اند کا فرصت اکل شراب کی پانی نہ یاں انتہ شک زاہد کہ تو صلاح نیک ہے دونوں میں کیا گر نکالا آسمان نے گھر سے اپنی ہے سزا میں سے پانچو لکھی لغزش کے کیا اسے شیخنا واعظا سوز جہنم سے ڈراتا ہے کہ ہاتھ آن زلفوں تلک پہونچے نہ اپنا ایکبار	نور شمع مجلس دسوز دل پروانہ ہم ردن آبادی کے ہن اور وحشت لڑنہ ہم گرد راہ کعبہ و خاک درتخانہ ہم چار ہے مسجد میں شبم کر رہ میخانہ ہم لیکے ہمراہ جولائے تھے آب و دانہ ہم جام کا بوسہ لین یاچو میں لب جانا نہ ہم آنکر نہمان بن بیٹھے تھے صاحب خانہ ہم دیر سے اٹھتے ہوئے کل سجدہ مستانہ ہم دل بے پھرتے میں نفل میں دل سا آتخانہ ہم گر ہم ہو جائیں صد اگشت مثل شانہ ہم
ماندگی گر محنت دنیا کی خواب اور ہویان شور محشر کو بھی سودا سمجھیں کل فسانہ ہم	
دھن کے سر لولا گئے جب یار کے کا شانہ ہم سہ عجب تمت کہ سمجھے جب کو اپنا آشنا کوہ کا پیارے اٹھا ناز و مرد و نکا نہیں شیخ جی مانگو دعائیا رہوئے ہر حیران	اجی میں آتا ہے کریں اس گھر کو خلو تخانہ ہم آخر کار اسکو پایا آب سے بیگانہ ہم جو اٹھا دے تختے دل سمجھیں جسے مردانہ ہم آپ کی دائرہ میں رہے چھلے کر نیلے شانہ ہم

فانوس پنج شمع جلے جس طرح ہنوز کرنے کو دھندلے طول تری زلف کا صنم	جلتے ہیں تیرے تجھ سے ظالم کفن میں ہم پھیرے خلا ہی جائیں جو فکر سخن میں ہم
سودا نہ تن ہمارے سے شعلہ اٹھا کھو بھٹی کی طرح جل گئے کچھ من ہی من میں ہم	
تو کیون جیتی رہی بلبل چمن میں دیکھ کر شبنم نہ کھیا اس سو کچھ لطف اس صبح چمن تیرا بھلا گل تو تو ہنستا ہر ہماری بے ثباتی پر پرے ٹک برسد گلشن سے ہم نازک مزاجوں کے الہا بلبل سے میں گلشن میں کچھ ٹک بھلی نادان چمن میں دقت رخصت صبا کوں کیا کہوں بے بس ان باتوں سے یہ روشن ہر پیش پر دنیا یہ بولی سکے وہ یوں بھی ہوا یا فرض کو سودا مجھے وضع جہان اسل شک سے محفوظ رکھتی ہو	کہ وہ دامان پاک گل حبیب کرتی ہو شبنم گل بدھ لگے گلچین گئی روتی او شبنم بتا روتی سے کسکی ہستی سوہم ہم شبنم ہمادیتی ہے رنگ گل کو یاں اس پر شبنم خبر ہوا سکی یاں کرتی ہو کیون اتنا گذر شبنم روئی ہر گل کی چھائی سے لپٹ کر شبنم رکھے ہے عشق کے مجھ پر تیری نظر شبنم تو کیا چھینے تھی من گل کا کہ لیک گئی تو کر شبنم ہمارا آخر ہے اک پل میں کہاں پھر گل کدھر شبنم
ترے آگے اسے خورشید کا منہ خوش نہیں آتا چمن سے در نہ کیون جاتی رہی دقت سحر شبنم	
پیتا ہوں یاد دوست میں ہر صبح و شام جام اسے شمع سرکشی نہ کر اتنے فرغ پر کیون شیخ اسکو منہ نہ لگا دن میں کس لیے رہتا مثال حسام دہن و امتسام عمر جہنید کو تھی مملکت جسم ہی ستر	بے یاد دوست مج کو ہے پینا حرام جام ہے کلبہ فقیر کا بدرستام جام لاتا ہے لبتے یار کے ہر دم پیام جام دیتا نہ زخم دل کو اگر الیتام جام کرنا نہ جلد آن کے گر انتظام جام
سودا تھا دقت نزع کے گلے کا منتظر جنبش لبوں کی دیکھی تو کرتا تھا جام جام	
وہی ہیں دن وہی لائیں وہی فجر وہی شام بجاؤ دور محبت کا کیا ہوا یا رب ہمیں لے آئی سبہ شہر غریب جس دن سے	وہی ہے روشنی ہم دہرہ جو کچھ تھی ہر دم کہ دو ستون سے جدا کر کے گردش ایام کھو اٹھوں کی طرف سے نہ نامہ و پیغام

<p>علی الخصوص تغافل کو میر صاحب کے لکھا نہ پرچہ کا غذ بھی اتنی مدت میں کبھو انھوں کو ہماری بھی الفت سابق چوہہ پھر سے ہوا دھڑ سے تو یہ بھی کہتا نہیں</p>	<p>کو نہیں کس سے کہ باوصف اتحاد تمام کہ بے قراروں کو تا ہو دے جو کلام کیکے ہاتھ جو بھیجے ہے نامہ و پیغام کہ میں کہی تھی تری بندگی انھو کو سلام</p>
---	--

ردیف لون

<p>سوتے میں ترے گھر کی طرف روزہ کو نہیں دل؟ دن اُسے تجھے بھی دفا میں جو زبون ہ دیکھوں نہ ترا منہ کبھو اب گلے میں ہوتے نظارہ کروں نرگس شہلا کو شرب روز سایہ ہو پڑا سرو کا جس جا کہ تمہیں میں عادی ترے کو بچے میں جو ہوں ہرزہ دہی جس جا کہ ہلال مہ عید آوے نظر وان آٹھتے ہوئے لٹ دیکھوں صوین کی شرب میزان خرد میں جو کروں حسن تباہ و زن تجھ خوشی نگہ سے جو میں اب آنکھ لگاؤں اب تجھے ملوں تب کہے کھا کر جو تہم تو</p>	<p>تا دوسے ترے ملنے کو کیسو نہ کروں میں خواہش تری تو گو کہ ہے نیک نہ کروں میں سنبھل کے سوا زلف تری بونہ کروں میں بر دید تری نرگس جادو نہ کروں میں دان یاد ترا قامت دلجو نہ کروں میں کیون اسکی عوض سیر حرم خونہ کروں میں ناخن بدل اپنے ترا برد نہ کروں میں کا کل پہ نگہ تیرے سر نہ کروں میں تجھ حسن کو با سنگ ترا زو نہ کروں میں دل لگی کیوں اپنی کو با ہو نہ کروں میں آزادہ کی طرح سے تجھ کو نہ کروں میں</p>
---	--

ہے دو سر کیا شکوہ جو ہر دم تجھے سودا

ہرگز جگہ اسکی ترے پہلو نہ کروں میں

<p>حسن کی تائیں ترے ہرگز دلی کو رو نہیں گر نہیں باور تو دیکھ آئینے میں اپنا جمال بولنا بھاتا نہیں اسکا جو بے مورد ہو جبل مید وصل ہوتی تو تو یوں بولے ہو یاس تجھ کہ سکے نہ اسکو نے کمان دے ہلال شانہ کھوے گا صبا میرے دل چٹک کا</p>	<p>بلکہ لون سمجھا ہے عالم نے کہ تجسا تو نہیں عکس گلین بگ ہو گل کا کہ گل کی بو نہیں خوش صدا ہوتی ہے وہ چینی کہ چین بو نہیں مختلط انسان سے ہو خیس پری کی نہیں شے ہے اک ناخن بدل اس چشم پر بو نہیں زلف کی اسکی گرہ کچھ غنیہ شب بو نہیں</p>
--	---

<p>سکے ترک عشق میرے بسکے یوں بولا وہ شورش روئے برسوں پر نہ پوچھی منزل قصد کو چشم خط سبز اسکا سیہ کچھ رو ہوا میرا سفید</p>	<p>نیل بگڑا ہے کہیں یار و یقین مجھ کو نہیں حامل کشتی ہے دریا ہے کچھ آب جو نہیں خواہش ترک نیا زونا زود و زن کو نہیں</p>
<p>بن کہا سودا سے وہ بھی جا ہوتا ہو مجھ کو یار وہ لگا کئے محبت ہم میں کچھ کیسو نہیں</p>	
<p>مجھے عاشق بنو چھاپنا جفا کا لب میں حامل ہوں جہاں پوچھو مجھے جرم دفا پر اپنے قائل ہوں زہجیاں ادا اسکے تو سر کو چین ہن لپکن نہ دانا بلکہ چھٹ خوشہ چین میرے ہاتھ آئے خمر وحدت میں میرا بادہ کیا جوش ماسے بھقا جگہ چھ بن ہے کیونکر کسکے منہ دکھائے کی مجھے بارود داغ اب کب ہو گا گشت و عالم کا بچنے لم نہ دیکھ لے شاہ تو میری گدا لئی کوا لفیض کیون تو کرتا ہو نہیں بادہ میں کج صبح مکر خبیہہ تو مجھ کو کہ تیری طبع اسے ظالم میں عاشق اپنا اور عشق اپنا آپت میں پیالے غم فیض آکے مجھ تک ایک عالم نے اٹھایا ہو</p>	<p>لگا لو ہو شہید دین کے کا سیکو داخل ہوں میں سر سے تا قدم یار و نیاز تیغ قائل ہوں گرہ کا چین پیشانی کے وقت ناز بھل ہوں جو ہر دم برق کا مور ہے اس خرم کا بھل ہوں فداک کے شیشے میں اگر میں اس مستی سے غافل ہوں میں گل اپنے سے آئینے میں کس نہ ہو مقابل ہوں ہم دم رکھنے میں باہر گوشہ خاطر سے کابل ہوں میں دوسے بے نیازی کہ نہ ٹھاکر سے بل ہوں کہ ملنے سے طبعوں کے نشے اپنے سے ابل ہوں اگر جو شیشہ نازک ہو تو سرتاپا میں بکیر ہوں گھر مردانہ اس مجلس میں گاہے شمع محفل ہوں نہیں سودا میں دریا سے سخن پر بیکار ہوں</p>
<p>زبں لکھی معنی میرے عالم میں پہنچا لی ہے سخن جس رنگ کا دیکھو گے میں بھی آئین مل ہوں</p>	
<p>کرے ہر عشق کی گرمی سے دل آئند آتش میں برہ کی آگ سے کوئی نگر گریزاں ہو نہیں لے ناصح ہوا آئینہ حیران دیکھ کر خال اسکے عارض پر بکھی سینے کی بقیہ ہرگز نہ میری ایک دم بارو ترے چہرے کی گرمی شمع کے رخ پر نہیں ہرگز شر سے شعلہ شعلہ سے شر راگ پل میں گتے ہیں</p>	<p>سمندر رات دن ہوتا ہو جو نہ خرسند آتش میں ازل سے ہم ہیں شعلہ کی طرح پائند آتش میں کہ یارب کس طرح ٹھہرا ہے یہ پسند آتش میں کیا پیلی کے آشوب میں ہر چہ آتش میں تینگا بیٹھ کر کھاتا ہے یہ سوخت آتش میں بھلا آگ غور کر دیکھو ہے کیا کیا چھند آتش میں</p>

	<p>ملے جب گرمی نظارہ حسن شعلہ خویان سے ہو اسودا کا اس وصلے کی تیب پیوند نہیں</p>	
<p>ادھر خنجر کھنکھاتا ہے ادھر تلوار لپسین رہے جہان ترانہ دیکھ اسے خورخوار لپسین لے ہے ہن منتظر بیا رہے کی بیمار لپسین تارست ہی مرا کرتے ہن یہ غمخوار لپسین اکیلے بٹھکر ہم تم کرین گفتار لپسین رہے ہے خنجر ہلکا الفت زار لپسین</p>	<p>لڑیں لڑیں کیوں کے مرگان زابر و یار لپسین لگا دل چھینے تو جگھڑی آئینہ رویو لپسین دل جان دیدہ صبح و شام تیری راہ تکتے ہن ہمارے درد کی تدبیر ایسی ہو نہیں سکتی چکے انصاف جن جوشن کا تب جگھڑی پیائے تری تسبیح کا دشمن نہیں ہے دیر میں اپنے</p>	
<p>اوہن مارے ہے شک تفرقہ سودا کو یہ ظالم اگر بچھے ہوئے دیکھے فلک دو جا لپسین</p>		
<p>در نہ سلی ہے ہر اک محل میں سمجھو تو کہوں زور ہو چھڑکا ہے مشت گل میں سمجھو تو کہوں شیشہ ہو چھڑکی ہر اک سل میں سمجھو تو کہوں مجھ سا عاشق ہو گیا اک بل میں سمجھو تو کہوں عیش ہے دنیا کی جو محفل میں سمجھو تو کہوں آب ہے جو خنجر قاتل میں سمجھو تو کہوں</p>	<p>قیس کی آوارگی ہے دلیں سمجھو تو کہوں چشم کم سے خلق کو آپس میں مت دیکھا کرو سیکڑا اور کبیتہ کیا ہو تفادت شیخ جی ناصوحہ کیفیت اُن آنکھوں کی کیا پوچھو ہو تم جانتے ہو عیش تم دنیا میں جسکو سو نہیں کرتے ہو ہر دم جو دھت چشمہ اک حیات</p>	
<p>تم جو چھو ہو بھڑک دل ہی کا سودا سودا جو تڑپ کا ہے مرا بھل میں سمجھو تو کہوں</p>		
<p>خواہان جان چاہو تو عالم بہت ہے یاں تیغ دکان کی طرح خم و خم بہت ہے یاں نادیدی کا دید بس آگم بہت ہے یاں صورت معاش خلق کی برم بہت ہے یاں شہ کا کرے ہے بسکہ یہ گھر غم بہت ہے یاں جام جان نہ تو نہیں جہم بہت ہے یاں کم فرصتی ملاپ کی باہم بہت ہے یاں</p>	<p>خوبین دلہی کی روش کم بہت ہے یاں غافل نہ رہ تو اہل تواضع کے حال سے چشم بوس اٹھالے تاشے سے جون جلا خون جگر آدم و دیو زینہ ہے بکاؤ آنکھوں میں درد اس آئینہ رو کو جگر دے کہتا ہو حال ماضی و مستقبل ایک ایک دیکھا جو باغ دہر تو یا نہ صبح و گل</p>	

آیا ہوں تازہ دین بکسرم شیخا مجھے	اوجا نماز سے بھی مقدم بہت ہے یاں
سودا کلاس سے دکنی تسلی کیواسطے	گوشہ سے چشم کی نگہ کم بہت ہو یاں
عاشق ترسے پہنے کیے معلوم بہت ہیں گل دیکھے جو سوئے نظر آئین بہت زار دین موجود ہے اک آدھ ہی مجھسا سوئے حال آئینہ جسے کہتے ہیں دیدار کا تیرے جتنے ہیں تہ دام فلک سب کو میں دیکھا دل چاہے تھا کوسہ کو جو تم سے نہ کہا میں مجھ جیسے جو خادم کی ہو خدمت سو تھیں عار شہرہ کے لیے خیل نہ عشاق کے جاہور	ظالم تو ہی دنیا میں ہے مظلوم بہت ہیں خوش سینے کم اس باغ میں مہم بہت ہیں تجھ عشق میں جو ہو اگے معدوم بہت ہیں محرم تو دہی ایک ہے محروم بہت ہیں آیا نہ تھا ایک نظر دو ہم بہت ہیں مت مانگ وہ دینے کے نہیں شکر بہت ہیں تو خوش ہو تم بھکر بھی محروم بہت ہیں دو چار بھی کر سیکے لیے دھوم بہت ہیں
مضمون نہیں تیرا کسی بیت میں سودا	یون شعر تو موزونوں کے منظوم بہت ہیں
جو بزم بیچ تجھے دیکھ کر کے ہٹ جسا دین تو اس چین میں ہو گل پر نہیں میں ہم شبنم ہزار طرح جو لیے تباہ سے ہو کر شاد مرا دل اس صفت مرگان سب اکلتا تھا	یہ شمع روجو میں مانت شمع کٹے جاوین دگر نہ رور و گلے سے ترے لپٹے جاوین پرائے دل سے یہ ممکن نہیں کپٹے جاوین وے میں کیا کروں طالع ہی جبا کٹے جاوین
ہوے جبار نہ سودا جو چھو لے دامن یار	پہا کی ہو کے خا پاؤں سے لپٹے جاوین
کر دے ہے ہر بکین افلاک ایک پل میں نازاں نہ تو ہو دے گر تجکو شاد مانی اکیسیرے نہیں کم مجھ سے کسی صحبت ور نہ تو دے ہے آتش آفاق گو ہمارا دامن کشان جن سے گذر ہے کون بلبل کوچے میں یار تیرے خیر و ہنس کی برابر	پھر جائے انکی طینت جہاں چاک ایک پل میں کر دے فلک ل خوش غمناک ایک پل میں سو نا کرے ہے مس کو یہ خال ایک پل میں کر دے ہے سرو چشم غمناک ایک پل میں اکرتے گل گریبان صد چاک ایک پل میں پہنچے جو ہوے قاصد چالاک ایک پل میں

	<p>نادر نے بی سے سودا چھپ چھپ رہا بیکی مسواک کا ڈین تو ہوتا کہ ایک بی میں</p>	
<p>کیا ہوا ہم سے خدا جانیے بیہوشی میں کھول کر ہاتھ تناسے ہم آغوشی میں تیرے دیدار کی دولت ہے مذہوشی میں سو طرح کا ہے سخن پر وہ حنائوشی میں رود یارات کو تین گل کی جو سرگوشی میں یاد تیری ہے دو عالم کی فراموشی میں</p>	<p>یار از رده ہارات جوئے نوشی میں رنگیہ ہے نہ نو عید کا کسکے پیارے آئینہ کو ہے بڑا فقر سے لہنا کہ جسے بات آوے نہ تو چہ رہ کہ گمان کج رویک درد دل مرغ چین کا تو کسے ہے شبنم بھولنا ہم کو نہیں شرط مردت کہ ہیں</p>	
	<p>میں تو بھگون کہ قیامت کو ہوا سودا قامت یا سے بجھے جو وہ ہسم دوشی میں</p>	
<p>باج خواہان ہو رگ ابر سے تار دامن ہم تو مین روز تولد سے غبار دامن خاک راہ بستے رحم و نثار دامن کو نسا گل ہے کہ رکھتا کہنہیں خار دامن کرتی ہے جنبش مرگ ان تری کار دامن ناله بیل ہے چین نقش و نگار دامن</p>	<p>پوچھ کر چشم کرین ہم حرفش اردامن صندل حبیب نہ غلی کچھ پیر و مادر کے پوچھتا کیا ہے کہ تو کون ہے اک ہم بھی ہیں غیر سے تجھ کو جو صحبت ہے تو ہو کیا کیئے آتش عشق جزوہ ہو کسی دلمین تو پھر اشک گز رنگ سے ہون غم میں تو باغ بہار</p>	
	<p>موسم گل ہے نکل شہر سے اب لے سودا دیکھ کسار کی تین جا کے بہار دامن</p>	
<p>یاد کر تجھ کو بھرا خون سے یہ گلشن دامن سیٹے دیکھا نہ محبت کا بسوزن دامن دوڑ میں مین دونوں ہم باز صحرے دامن چھوڑے کب بت کی پریشانی کا بہر دامن عشق کا چھوڑ دے جو یہ دل دشمن دامن بالک نہار نہیں رکھتی ہے یہ زن دامن چھوڑ گیا کتبیں تھابے تھوڑے کو دن دامن</p>	<p>شکل گل ہے تمام اپنا کیا تن دامن دل کیا کا نہ کسی سے پھٹے یارب کہ دہر پوسے گل باد صبا کہ بچے کو کسکے یارب شیخنا دیر کے سجدہ سے نہ کر منجھے پہونچے ناصح کا ہمارے نہ گریبان کا تھ کہا زام نے مجھے دختر روز گھر میں نہ رکھ چھوڑ دیتا کہ اس مادر سے ہر کا آب</p>	

عشق فولاد مرا حسن ترا مفتا طیس	چھوڑ گیا اسکی کشش کا نہ یہ آہن من
دارغ دل پر ہے مرے دم کی یہ صورت سودا	جیسے چھپکے ہے کوئی برد در کلخن دامن
نیل تصویر ہون چون نقش دیوار چہن کیا گلا صیاد سے ہکو یونین گدے ہے عمر لوک سے کانٹوں کے ٹپکے ہو لبوے باغبان زخم پر ہر گل کے چھڑکے صبح محشر کا نمک لخت دل کرتے خزانین جلے بر گلہو عند کلب	نے نفس کے کام کا ہرگز نہ درکار چہن ابا سیر دام ہن تب تھے گرفتار چہن کس نال زردہ کے دہن کش ہن یہ خاک چہن سیکھے گر بے نور و ناشتم زار چہن ہم اگر ہوتے تری جاگ گرفتار چہن
فصل گل جاتی ہے سودا دیکھ سے نرس کو تک	باغ میں ہرستان کوئی دن ہو یہ بیمار چہن
مجھ کے باندھا تھا آشیان ہم رہ گیا باک دہاب گلشن نگاہ بھر بھر کے توجہ دیکھے ہے لاسیگا تیرا گلشن ظن ہو نقشے سے تیرے منہ کے یہی تو یا یا نہ باغ نے تک ہمالا کی تو آؤ اس سے خوشی نہیں ہے کچھ اپنے دلو نیل دل نہ پہلے کو نہ خوش کرے ہن ہن سال بانی کرے ہے ترغیب مجھ کو سودا عبت تو گلشت کی ہیشہ	یہی کہ غنچے لے آنکھ کھولی خیال گل تھانہ خواب گلشن مجھے ہو دھڑکا کہ بہ بنجا دے چہن سے ہرگز شراب گلشن بہار رسوا خیف نگرسن نیل سنبل خراب گلشن فسرہ خاطر ہوے اسکو ہو فصل گلین عذاب گلشن پہنچ کر دیتا ہے عمر اپنی کو آج تجھ بن جواب گلشن جہانین تجھے ہو میرا ڈنکے سیر کرنے کا باب گلشن
ابھی جو چمن چمن میں جا کر کو الچھاتی کے کھولتے	جا کر کے داخو کو عاشقوں کے لگے ہو دینے حساب گلشن
جتنی آنکھ میں تجھے رات کروں یا نہ کروں تج تو مل گئے تنہا یہ کہ تو بار بار سے خون مرا تو ہی نہ بیجا غم دل کو بھی چھوڑ گھر میں آنے سے کیا منع تو یہ بھی سکیے شیخ کہتا ہے مریدوں سے جو تم سے حق زہد کو چاہیے ہے زور تو عصیان کو زور دل سے لب تک سخن آتے ہو سودا سو بار	حق خدمت بھی کچھ اثبات کروں یا نہ کروں اب نہ ملنے کی مکافات کروں یا نہ کروں کچھ میں سکی بھی مدارات کروں یا نہ کروں راہ کو چے کی ملاقات کروں یا نہ کروں ہوں تو اظہار کرامات کروں یا نہ کروں میں بھی یوں ہی اسلہ قرا کروں یا نہ کروں مصلحت یا رے سے ہی بات کروں یا نہ کروں

کیوں میں تسکین لے یا کر دین یا بھرون سُنتے اکبات مری تو کہ رمق ہے باقی ناصحا اٹھ مری بالین سے کہم رکتا ہے سخت شکل ہے کہ ہر بات کنا یہ سمجھو خواب شیرین میں ہو اور دل ہو مائل شوق موسم گل ہی میں صیاد سے جا کر یار د حالی باطن کا نیاں ہے مرے ظاہر سے عہد تھا جسے کہ بھر عمر و فت کر کے گا	نالہ جا کر بس دیوار کروں یا نہ کروں پھر سخن سختے ستمگار کروں یا نہ کروں نلے لعل کھول کے دو چار کروں یا نہ کروں ہے زبان میرے بھی گفتا کروں یا نہ کروں جی دھڑکتا ہے کہ بیدار کروں یا نہ کروں ذکر مرغان گرفتار کروں یا نہ کروں میں زبان اپنی سے اٹھا کروں یا نہ کروں ان سلوکوں پہ جفا کار کروں یا بھرون
--	---

کو چہ یار کو میں رشک چمن اے سودا
جائے بادیدہ خوبسار کروں یا نہ کروں

چمن کا لطف سیر اور زون محفل پریشانی بمئی آشنا بنائے ہے پر ز خاموشی تڑپتی ہے یہ خون دل میں ظالم آرزو میری پے جس سے کو تو لے یار نرم غیسہ میں جا کر طلبان دد سے کبہ ایک کی بھی بادہ آرزو ہمارا مصطوبہ کیا کم ہو زاہد بیری مسجد سے اگر بیٹھے ہر تیرے دلیں آ کر جو اسے زاہد بہان بیجا نہ میں دیکھو گستاخ جاہو مینا پر	پہنچ ساقی کہنے دو ستون کا دل پریشانی برائے ہر زہ کو گفتار لاطائل پریشانی کہوں کیا تجھے میں گویا وہ اکٹیل پریشانی تو پھر اس سے کام ہر قطرہ مرا قاتل پریشانی ہو اسے افضل گل کی سے سائل پریشانی کہ یان بھی جا قاتل سے سدا شاغل پریشانی تو یان بھی دختر زری پری داخل پریشانی نہیں معلوم پھر کس سنگدل کا دل پریشانی
--	---

کہاتا ہے کو اے سودا علام ساقی کوثر
جو دولت میں دنیا کی تجھے حاصل پریشانی

اسی کو چہ پایا کیہ جو یہ فقل ہے شیشہ میں جو کچھ دیکھا تو چاہے دیکھ لے دو قطرہ مسکیر پست کر سکی زلفوں سے صبا سوچن گزری گئے بالو کو خوبان ہو کے کیفی کھول دیتے ہیں وہ عالم کا تماشا جسے لک جرم سے ہم دلیھا	سے گلزنگ بھی ساقی عجب بل پریشانی بسان جام جم احوال جزو دل پریشانی گلاب کر تو ناک کو گھونچے سنبل پریشانی نظر کر ناک پریشانی سدا اکمل پریشانی وہ نور چشم بیا کو آگے مل ہے شیشہ میں
--	--

اذان کا شور بھی کیا کم ہے ہا وہے مستان	جو غوغا طاق مسجد میں ہو وہی گل پر شیشے میں
بغیر از مے جہان کے باغ میں کیا سیر سے حاصل یقیناً توجان سودا حسن ہر اک گل پر شیشے میں	
غم کی مے پہنے جو شب لکے بھری شیشے میں آشنا مفت نہیں دل سے خیال رخ یار لازل دل فاش کیا مے نے مرا ساقی پر مست پرواز ہوا مے نالہ مرے دل کو کہ ہے طرف صحبت ہے کہ ساقی تو یہ کہہ کرے جام نشنگی اپنی یہ چاہے ہے کہ ایسا بھرے یاد کا دل میں ہمارے ہو خیال لری رفتار بادہ جس روز کہ ساقی ازل بانٹے تھا	شور فلفل ہے اب آہ سحری شیشے میں آتری ہر لکھ فسوں سے یہ پری شیشے میں کچھ نہ دیکھا میں بجز پردہ دری شیشے میں طار نشہ کو بے بال و پری شیشے میں ہے خبر نہ طرکہ کش ہے بھری شیشے میں نہ رہے غم ہی میں قطرہ نہ دری شیشے میں ہم سمجھتے ہیں اسے کبک دری شیشے میں نظر ابد صحر جو پڑی آگ بھری شیشے میں
دل میں جس رنگ سے سودا کے گزری ہر لہر مرج مے کر نہ سکے جلوہ گری شیشے میں	
خانہ دل کہ ہو خون ہو نیکا آئین جسمیں وہ خطائے کتانی پہ ہم پہو نچا ہے ہے وہی گردن عشاق کہ جز تیغ جھنکا صاف طلیت نہ خوبونے ہو خاطر پہ غبار ہجر اور وصل سے کچھ کام نہیں ہے مجھ کو عمر وہ روزہ بھی عشرہ ہے محرم کا سا کار فرما جو ہمیں پوچھے تو کیا دینے جواب	ہے وہ اک بیت کہ سو منی زنجیں جسمیں سیکڑوں مشق ستم کے ہیں مضامین جسمیں ہو حسہ مائل نہ کچھ دست نگارین جسمیں زشتہ رد کا ہے دل آئینہ سے ہو کین جسمیں بات وہ کہے کہ بکے لگو ہو تسکین جسمیں کہ دل اپنے کو سداؤں ہون غمکین جسمیں وہ کیا کام نہ دنیا ہو مے نے دین جسمیں
لطف کیا رکھے ہے اس باغ کی سیر لے سودا شلاخ پر دیکھنے دے گل کو نہ گھٹیں جسمیں	
تھک بن ہر خس و ہر خار پر نشان سنبھل سے صبا کسکی لے آئی بفس بفر کیا چیز دل سکا ہے جو مالے کی ہو رخصت	حیران ہے ترکس گل گلزار پر نشان ہے زمر مہ مرغ گرفتار پر نشان کر دیکھو جمعیت کسار پر نشان

<p>ہے در طلب سجدہ و زنا بر پریشان یوسف کی ہوجھیت با زار پریشان تا غم نہ کرے خاطر دلدار پریشان ہوتی ہے فلک پر شب تار پریشان اسپر کہ سدائے نظر یار پریشان</p>	<p>کہ کفر کا مل ہے یہ دل کہ سوئے سلام اس جنس کا انسان ہو تو پایے کہ تجھ دیکھ مین راز دل سوا سنے کرتا نہیں اظہار اختر نہ سمجھو یہ مری آہ شہر بار دی ناز نے رخصت نہ نکال بدھ جو دیکھے</p>
<p>ہوش اور حواس اپنے عمل سے ترسے سودا کرتا ہے نویسنده کردار پریشان</p>	
<p>ہم اپنا ہی دم اور قدم دیکھتے ہیں سواک قطرہ مے میں ہم دیکھتے ہیں نکھتے تیری کھا کر ستم دیکھتے ہیں تماشا ہے دیر و حسم دیکھتے ہیں چمن کو ترے کوئی دم دیکھتے ہیں ملائک جو لوح و قلم دیکھتے ہیں جو نامہ اسے کر ستم دیکھتے ہیں کسی زلف کا بیج و ستم دیکھتے ہیں جو کچھ دوست اپنے سے ہم دیکھتے ہیں کرم سے ترے ہم ستم دیکھتے ہیں</p>	<p>کہ دوست اہل کرم دیکھتے ہیں نہ دیکھا جو کچھ جام میں جم نے اپنے یہ رنجش میں ہم کو ہے بے اختیاری غرض کفر سے کچھ نہ دین کے مطلب جواب لب جو ہیں اسے باغبان ہم نوشتے کو میرے مٹاتے ہیں رورو مٹا جائے ہے حرف حرف آندوئے اکڑے نہیں کام سنبھل کے ہمکو خدا دشمنوں کو نہ وہ کچھ دکھاوے ستم سے کیا تو نے ہم کو یہ خوگر</p>
<p>مگر جسے رنجیدہ خاطر ہے سودا اُسے ترے کوچے میں کم دیکھتے ہیں</p>	
<p>نالہ و آہ کا جو طبل و علم رکھتے ہیں کیا مجال انکی وہ میرا ستم رکھتے ہیں تیرے ابرو تو نرا ستم و چم رکھتے ہیں خوف ہے انکو کہ جو دام و درم رکھتے ہیں ور نہ ہمسوں پہ بھی لطف و کرم رکھتے ہیں اتنا کیوں مجھ پر رواج و رستم رکھتے ہیں</p>	<p>کشور عشق میں وہ مرد دم رکھتے ہیں برہمن آج جو نازان ہے جون پر اپنے لاکھ شمشیر برابر کرے کوئی لیکن مفسو کو نہیں دنیا میں کسی کا خطرہ ایک اس شیخ کے دل میں نہیں آتا بے رحم کوئی پوچھے تو بتوئے ہوا کیا تجھ سے گناہ</p>

<p>بچھنے آفت جونہوں آکو ہوا و رو عذرہ جتنے ہیں زیر فلک عاشق شیدا مفتون</p>	<p>تیری شہنوا کی عوض ہم تو قسم رکھتے ہیں چھاتی پر اپنی یہ سب ملخ ہم کرکھتے ہیں</p>
<p>جنگا مولا ہے علی ہر دو جہان میں سودا وہ نہیں دل میں کی طرح کا غم رکھتے ہیں</p>	
<p>وے صورتیں الہی کس ملک بستیاں ہیں آیا تھا کیون عدم سے کیا کرچلا جہا نہیں کیونکو نہو مشک شیشہ سادل ہمارا برسات کا تو موسم کب کا نکل گیا ہمارا لیتے ہیں چھین کر دل عاشق کا بل میں دکھو اس واسطے کہ میں یہ وحشی نکل نہ جساؤں جنم میں اُنکے گوہم دو جگ کر دیکھے اب جب میں کہا یہ اس سے سوداے اپنے ملے</p>	<p>اب دیکھئے کہ جنگل انکھیں ترستیاں ہیں یہ مرگ زسیت کچھ بن آپس میں ہستیاں ہیں اُس شمع کی نگاہیں پتھر میں دھستیاں ہیں مرگانی یہ گٹھائیں اب تک برستیاں ہیں خوبان کی عاشقوں پر کیا پیشہ رستیاں ہیں آکھو نکو میرے مرگان دور و نئے کستیاں ہیں اُس پار کی نگاہیں تیر بھی رستیاں ہیں اس سال نو ہے ساقی اور سے پرستیاں ہیں</p>
<p>ان نے کہا یہ مجھے اب چھوڑ دخت رز کو پیری میں اے دیوانے یہ کون ستیاں ہیں</p>	
<p>لخت جگر لکھوں سے ہر آن نکلتے ہیں تجھ تیر نگہ کے ہے کشتوں کا جہان میں سرخاک گر میان چاک آغشته سخن ہیں یہ خور داسے یار د کیا بطن سے مادر کے کس طرح کہو عالم آسودہ ہر روزی سے موتی تو صدف میں سے نکلتے ہیں سمندر کے مجھ دل سے تری الفت شکل ہی سے جاوگی زاہد کی زبان سے یوں حرف لگے مریدوں کے جوابات یہ کرتا ہے تم غور کر د یارو اور انکی جو سج دیکھو یوں گھر سے وہ نکلیں ہیں اک نیچی کی بیچ اکثر چون ہار گئے ہیں ہیں</p>	<p>یہ دل سے محبت کے ارمان نکلتے ہیں سہرے کی جھجکہ دان سے پکان نکلتے ہیں کیا گھر سے تھے عاشق باشان نکلتے ہیں لے قتل کا عاشق کے فرمان نکلتے ہیں دن رات میں اُس گھر سے خون نکلتے ہیں بحرین سے عاشق کی مرجان نکلتے ہیں چشموں سے میان جی کچھ آسان نکلتے ہیں حق میں خالف اپنے کے ہر آن نکلتے ہیں کچھ کشف کے آئین سے عنوان نکلتے ہیں جورات کے رہنے کے مہمان نکلتے ہیں مستی کی جمع رنجین کھاپان نکلتے ہیں</p>

<p>مین کیا کہوں اسے یار و کسے میں نہیں آتا جو گھوڑے والے ہیں دیکھ آنکھوں اس برن سے جس چھکی سے ہر اک جاوہر آن نکلتے ہیں ہر کوپے سے ہونی کو قربان نکلتے ہیں</p>	
<p>کہتا ہے یہ تب سودا لاول و لا قوت، دلیوں کے بھی لطف سے شیطان نکلتے ہیں</p>	
<p>مست سحر و توبہ کن شام کا ہوں میں بندہ کو خادم کو حس کر کہو مجھ کو کن خدمت میں مجھے عشق کے ہے دل سحر اور اک روز حلال مسکو بھی میں کر کے نکھایا نے فکر ہے دنیا کی نہ دین کا متلاشی یک رنگ ہوں آتی نہیں خوش محکوم درنگی مطلوبے عاق میں نہیں اپنے کسو کی بندہ ہے خدا کا تو یقین کر کہ تباہ کا</p>	<p>قاضی کی گرفتار است اعلام کا ہوں میں جو کچھ کہو سو ساقی گفتم کا ہوں میں نے مقصد کفر نہ اسلام کا ہوں میں تو کر جو خرابات میں دو جام کا ہوں میں اس ہستی سوہوم میں کس کام کا ہوں میں منکر سخن و شعر میں ایہام کا ہوں میں طالب لب محبوب کے دشنام کا ہوں میں بندہ بہمان بے زور و بیدارم کا ہوں میں</p>
<p>ہر شیشہ سے عینک پیری مجھے سودا نظارہ کن اب شیب کے ایام کا ہوں میں</p>	
<p>از ننگی محبوب کیا کیا اس میں محبوب بیان نامہ پچیدہ کو چون شمع وہ دیتا ہو آگ رکھتی ہو چشم محبت کیا ہی بار و فیض حسن آہ و نالہ سے مرے ساتون فلک سے تاب عرش عشق یا پیغمبر وقت اسکو یار و کیسا کہوں حسن بالادست ستر کیا مہ عاشور ہے تھیں مری آنکھیں الہی یا کہ طوفان تنور زیب زینت کا میں دنیا کی نہیں یا آگاہ حسن کے عوے سے ہو وہ منکشف خجیف</p>	<p>بیوفائی نے پر سلی دین مٹا سب حواریں کس طرح اس پھلین بائیں مری کوتو بیان جس کے نظروں میں بہ ازلی سف ہوں ہر ملو بیان تھتے ہیں پیسہ گوشل بے زو شب کرو بیان دل تو تو قری ہو آنکھیں ہو میں یعقوب بیان تیرے کوپے میں سدا رہتی ہیں سیمہ کو بیان ساتھ اپنے یہ جو اک عالم کو لیت کر ڈوب بیان رائل عزت میں اپنی طبع کی مرغوب بیان مہر و نہ دونوں کو اسکے دے میں محبوب بیان</p>
<p>ترک کر سودا ہنر کو اب ہنر رکھتا ہے عیب ہو گئیں خلعت کی نظروں میں ہنر معیوب بیان</p>	

<p>لاتا ہے بزم میں وہ سخن بر زبان زبون دنیا نہ لے سکے ہے نہ دین مجھنے لے مرا سنتا نہیں کسی کا کوئی درد دل کہیں جون گل نہیں ہے تازہ جنوں پاں کہ زہم دعدے کو وصل کے یہ بڑھایا کہ ہو گیا لیسے کو دل نہ یا ہے کہ کرنے کو مسترد یوسف کے غم میں رودے تھا یعقوب حب طبع دل عاشق غریب سے لے شکل آسیا ناصح کے تھا راست کہ بدین یہ خو برو سودا سخن کو جا ہی کے میں سہیں کر نصب</p>	<p>سر جس سے ہو بخدمت فرزا نگان کنون میدان سے لکے ہیں یہ گود لہر بن اب تجھ سوا میں جا کے خدایا کہان کہون لایا میں شکل غنچہ گریبان دران درون اسک تلے فلک کے قدمستان ستون پھرتا ہوں گرد اسکے میں زار می کنان کنون تجھ غم میں چاہتا ہے میرا ہر روان دون چاہے ہو یوں ہر ایک ز سنگین دلالن دون حاشا نہ بازی عشق کی پھر با بدن بدون مشہور اس غزل کو کران تا کران کردون</p>
<p>اسکا یہ گھر ہے مجھ نے احقر مرا بچرخ نیکان منورہ میل بہ نیکان بدان بدون</p>	
<p>عقل اس نادان میں کیا تیرا جو دیوانہ نہیں اپنی توبہ ز اہد جز حرف رندانہ نہیں خال زیر زلف پرمت جی چلا ای مرغ دل اپنے کعبہ کی بزرگی شیخ جو چاہے سو کر کر ہے گوش ہنم انیا در نہ یوں کہتا ہر چند باغبان مت دودر گلشن سے تو بخلو کہ ہے صبح دیکھا تھا جو کچھ وہ کم نہیں ہے خوابے بے تخیل طور کے کس سے یہ دل گری کے ڈرا ہوا لکھی کی مت کر فکر آئینہ تو دیکھ ہائے کس سانی نے شکا اس طرح میناے دل</p>	<p>نور پر تیرے ملس ہے وہ جو پروانہ نہیں ختم ہو یاں تو احتیاج جام و پیانہ نہیں ہاں میرا بھی کہا یہ دام بے دانہ نہیں از روئے تیار تیج تو پیش از صنم خانہ نہیں تھی نہ آبادی جہان ایسا تو دیرا نہ نہیں آشنائے رنگ گل یہ سبزہ بگائے نہیں ذکر اسکا شام ہو تو پیش از افسانہ نہیں جل نہکھے ہر شمع پر اپنا وہ پروانہ نہیں چہن چھٹ جلے کی اور اس پیش کا شائے نہیں ہو جہان ریزہ نہ اسکا کوئی میخانہ نہیں</p>
<p>سکے ناصح کا سخن مجنون نے سودا یوں کہا ایسے احمق سے مخاطب تے میں دیوانہ نہیں</p>	
<p>آپ کو تو کو سمجھتا ہے کہ وہ دانا نہیں</p>	<p>حق بجانب ہے ترے میں اسکو پچانا نہیں</p>

گر کوں میں حال اپنا سکے غافل ہو در چند عشق کے کوچمین اپنا ست قدم رکھ بواہوں زلف میں شائہ کو دی جاگہ تو اسکا کیا گناہ پھل نکوئی کا تولیتا جا اگر لجب سا سکے سنگ سے بیتا حرم کی شیخ اٹھائے ہو بنا ناصحا بالین سے میرے اٹھ خدا کیو ہٹے وعدہ کو تر پہ واعظ کیجے ترک جام سے	در دل سیر آوا سکو پیش از افسانہ نہیں گر تجھے منظور دان سر سے گذر جانا نہیں یہ دل صد جاگ بھی تو کچھ کم از شانا نہیں پھر پھر اس گلشن میں اسے نادان کچھ نہیں آئینہ دکھا مجھے اس گھر میں ٹھہلا نہیں جان کھانی اسکو کہتے ہیں یہ سمجھا نہیں نقد کو نہ یہ کہو نا کا نسر زانا نہیں
--	--

شیشہ دل سی کوئی دینا ہے چیز اس شوخ کو
اب غرض سودا سا دنیا بیچ ستانہ نہیں

تیرے پہلو سے مجلس میں بیٹھے جاتے ہیں جنگے دامن تھے نمازی سوترے کچے ہیں لکھنچ کر تیج مگر چرخ بڑا ہے پیچھے زخم دل قابل مرہم نہ رہا جب کیوں پار گو فساد روئی کہاں کہاں ہے اُن کا نوک خار رہتے نظر آتے ہیں بگلزار جہان	سمع رو نظر دیکھن جون سایہ گھٹے جاتے ہیں انکی خرقہ کے گریبان پھٹے جاتے ہیں رات دن زلیست کے جوجلد کے جاتے ہیں رشتے سینے کو تب الفت سے بٹ جاتے ہیں گوش گل جب در شبنم سے پھٹے جاتے ہیں گل جنھیں کیسے سو وہ گل ہی چھٹے جاتے ہیں
---	---

ابر مزگان کو ترے دیکھ کے ترے سودا
بیل ہر اک نالے پہ صحر میں بیٹے جاتے ہیں

کو سونکا نہیں فرق وجود اور عدم میں کیا جام بنانے سے ہوا سود جو یا رو کچھ ہرزہ دوی سے نہیں کم غم حرم شیخ ہم ساقی قسمت سے ہر شکل میں راضی کب چٹنے کے پانی سے پھلے خم حبت ہے جام سے عیش مجھے دیدہ پر آب بیکے گا تو سنکر سخن شیخ و ہمین موجب یہ تہمتی کالی ہے کہ کسو کے	قصہ ہے تمام آمد و شد کا دو قدم میں طاقت نہ ہے عشق کے پینے کی تھی جہم میں دسے خرقہ و دستار مرغ بیٹھ جاہم میں یاں فرق نہیں واقعہ کو مشربت دسم میں ہاں ابر مزہ آب دسے اس کشت الم میں میں نشوونما پائی سو میخانہ غم میں رہتا ہے کوئی دیر میں اور کوئی حرم میں کچھ رہتا نہ دیکھا میں کجہو ست کر میں
--	---

<p>اچھا ہوئے موتا تری شیریں سخن سے سودا دم عیسیٰ ہے تری نالے قلم میں</p>	
<p>جب لبوں پر یار کے مستی کی گھڑیاں دیکھیاں عشق دو لہا کے چوس سہرا کتا را شک سے داغ چچک کے سے تہلائے تھی اکثر بے تیز دیکھ لو ایں شوخ کی زلفوں کو سر سے تابیا عہد میں تجھ جن کے مارن ہیں انکو چوب گل کیونکہ دل اپنا مکدر زندگی سے اب نہو</p>	<p>جون زحل کی ساعتیں اس دل پہ گزریاں سو تو بھی عاشقوں کے منہ پہ لڑیاں دیکھیاں چنیاں ہی ہنسنے اس کھڑے چڑیاں دیکھیاں حسن کے پالوں پہ زنجیریں جو بڑیاں دیکھیاں چھو لو کی جن پر کچھ چھو پتی نہ چھڑیاں دیکھیاں صور میں کیا کیا زمین پر ہنسنے لڑیاں دیکھیاں</p>
<p>جب سے وعدہ تو نے سودا سے کیا ہوڑ گل اچھ پر اسکے تین گنتے ہی گھڑیاں دیکھیاں</p>	
<p>خاک جو نہیں صورتیں کیا کیا نہ لڑیاں دیکھیاں وہ رہا دست تاسف کے تین ملتا ہوا اے جسدن سے گیا ہو کر خفا وہ مت دعو کسکے گھر میں چھپ گیا اے شوخ تو کیا جانے</p>	<p>اے خاک باتیں تری کوئی نہ بھلیاں دیکھیاں جن نے وہ انکھیاں خمار آلودہ لیاں دیکھیاں نعنچہ دل کی کھلی پھر میں نہ لکھیاں دیکھیاں ہنسنے سارے شہر کی دزات گلہاں دیکھیاں</p>
<p>آہ اپنی میں فرڈھوڑھے ہوئے سودا تو کیا بید مجنون کی نہ شاخیں ہنسنے پھلیاں دیکھیاں</p>	
<p>اتنا ستم نہ کیجے مری جان جان جان آئینہ تک تو دیکھ کہ خالق نے خاک کو گدڑ ہے تو جہن سے کہ جاسے تر انداز دشنام دیکے اے وہ چہرہ کا کھینچنا</p>	<p>کیاں نہیں رہ گیا تر امان مان مان کیا کیا بنائی صورت انسان ساں ساں کھینچے ہے آہ مرغ گلستان تان تان چھتی ہے میرے دل میں ہی آن آن</p>
<p>پوچھا کسی نے مارا تو سودا کو کس لیے بولانے مجھے وہ گھوڑے تھا ہر آن آن</p>	
<p>غیر کے پاس یہ اپنا ہی گمان ہو کہ نہیں ہر ہر ذرہ میں مجھ کو ہی نظر آتا ہے پاس ناموس مجھے عشق کا ہے اے کبھل</p>	<p>جلوہ گر بار مرا اور نہ کہان ہو کہ نہیں ترم بھی نہ دیکھو صاحب نظران ہو کہ نہیں ورنہ یان کو فسانا ز فغان ہو کہ نہیں</p>

دل کے محو ہون کو بغل بچ لئے پھرنا ہون آگے شمشیر تھاری کے ٹھک لایہ گردن جرم ہو سکتی جفا کا کہ وفا کی تفصیل پوچھا آگ روزین سودا سے کہ آوارہ کب بیک ہو کے بر آشفہ لگا یوں کہنے دل کو جس کے ہو تعلق یہ مکان کیا جانے	کچھ علاج انکا بھی اسے بیشیشہ گلان ہو کہ نہیں موسے باریک ترے خوش گلان ہو کہ نہیں کوئی تو بولو میان منہ میں زبان ہو کہ نہیں تیرے رہنے کا معین بھی مکان ہو کہ نہیں کچھ بکھے عقل سے بہرہ بھی میان ہو کہ نہیں عدم و ہستی انھوں کے گلان ہو کہ نہیں
---	---

دیکھا میں قصر فریدون کے دراد پر اک شخص
حلقہ زن ہو کے پکارا کوئی یا نہ ہے کہ نہیں

اسبابے جہان کے کچھ اب پاس گو نہیں گرفتار دعا کا ہمارے ہو اب قبول آنکھیں تو ایسی خلق نوکین بن نہو نیکی باندھا ہم اس چمن میں اگر آشیان تو کیا سرگوشی پر تو میرے بر آشفہ کیوں ہوا جو چاہن یا حال سے دین میرے ہشتہار	یہ فکر تو نہیں کہ یہ ہے اور وہ نہیں دست و دہن پساریے اپنی یہ خونین پر چاہیے کہ انکین مردوت ہو سو نہیں ستہ گل میں آگ زانگ فاک تو ہو نہیں میں درد دل کہا ہے یہ کچھ اور تو نہیں پر دیکھ ایسی بات تو کی اس شغ کو نہیں
---	--

سودا نہ کر کے کاش ترا و صف پیش یار
اب بکھو اس سے آنکھ ملانے کا رو نہیں

کے ہے تو بہ بہ زار کہ تجکو دین تو نہیں ولامین پیتے ہی پیتے پیو نگا عشق کی سے یہ جو ہے دوستی غیر و دشمنی میری جو کوئی دے نہ تھے دہن پسار کر دشنام دلا نموشی کی میری تو دیکھیو تائیں سر	بھڑا دے غم ہی مرے تھے سچ نہیں تو نہیں یہ جام زہر ہے پیارے کچھ انجبین تو نہیں کسی کے کچھ اسے منظور مہر و کین تو نہیں تو بے بھی ماتم ہیں کچھ صرف آستین تو نہیں سوڑا اسکو ترانا لہ حسنہ تو نہیں
---	--

بگارا خانہ گردون کی سیر کی سودا
ولیک وازہ ہے گھر اپنے دلنشین تو نہیں

ہو چو کچھ سوئے بھاگنا ترے در سے پکار کو نہیں دو جہان کے آئینہ خانہ میں ترے عکس کی ہن دور میں	کہان چھپے ہی بہ رو سیو کی ہے جہان تو نہیں بھرے جسے نکالتا منہ نہیں کیو جو بھر کہیں رو نہیں
---	---

<p>چمن زانہ کا مین بیان کر دین کیا اس طرح اس د جان اس عجیب طرح کی یہ آب رخ کسے تاسیلا دے جو بالیخ مری پائے خم تلے سنکے جانہین مصفی تو سکے بڑا کر دین تو بہر بادہ سے مین اگر نہ ہو پھر شکست سے شیخ ہرز</p>	<p>کوئی گل نہ تبا تو مجھے یہاں مے غوغی جبین کہ ہونین اٹھی جیسے تیری نقابین خرمہ خور کے نغم پہ ہونین ترے سراو پر بھی تو زار ایہ عمامہ کم ز سب ہونین تو اب اس سخن کو یقین کر مری تو بہ تیرا و نہونین</p>
<p>کے سودا کو کوئی محکوم بھی فن مین باتین مین نہیں کم تجھے تجھ مین دیکھا ہوا یکدم مرے مہربان ہو جھونین</p>	
<p>پیارے تھا لایا کس نشان پر نہیں تنہا کہین تھا مکے کچھے آج ایک بات کر بیٹھنا ہر ایک کسی سے قبول عشق</p>	<p>لیکن ہزار شکر کہ اک آن پر نہیں دل چاہتا ہے کہیے مریجان پر نہیں زیبا تھا رے حسن کی نشان پر نہیں</p>
<p>سودا دہ کو نہا ہے بھلا اس چمن مین گل ٹھکڑے جا کے جسکے گریبان پر نہیں</p>	
<p>سو مگر گل ہے ولے کچھ یہ دل اب نہونین آہ اس دل نے سجا ننگ دھیا کو درنہ</p>	<p>تاب پرواز نہیں طاقت فریاد نہیں کیا کیا باتین مین بخاری کہ مہرین یاد نہیں</p>
<p>ڈھٹے ڈھٹے جو ترے کو چے مین آجاتا ہوں گریہ طاقت نہیں لیکن بخدا جاتا ہوں کیوں مجھے گھر سے نکالے ہو کہ اب تجھ کو دیکھ ہوں مین جون نالہ زنجیر سدا پیر کا ب نہ لطف نہ محبت نہ مروت نہ وفا ناتوان مرغ ہوں مین اسے رفقاے ہوا طائر رنگ حنا کی منطاب اسے صیاد کوئی تعمیر کی میری نہیں دیے ہیہات فکر و زون نہیں کر نیلو گرفتار مرے سوچوں ہوں اپنے تئیں جون سخن فتنہ زیاد گرم جوشی نہ کر دے مجھے کہ مانند جناز ہونین وہ وحشی دم خور وہ کہ تادشت عدم</p>	<p>صید خائف کی طرح رو بھٹا جاتا ہوں اتنی رنجش کا سبب کیا ہو کہا جاتا ہوں آپ سے مین تو مریجان چلا جاتا ہوں چاہیے سلسلہ جذبان ہے چلا جاتا ہوں سادگی دیکھ کہ اسیر بھی ملا جاتا ہوں اتنا آگے نہ بڑھو غم کہ رہا جاتا ہوں ہوں تو مین ہاتھ مین تیرے پہ لڑا جاتا ہوں شکل پوار خرابی کی مین ڈھکا جاتا ہوں ہونین مضمون تری باتونین بندھا جاتا ہوں گاہ بیگاہ اگر آپ مین آجاتا ہوں اپنی ہی آگ مین مین آپ چلا جاتا ہوں پاست کھڑکے ہے تو مانند صدا جاتا ہوں</p>

صفحہ ہشتی پہ یک حرف غلط ہے سودا جب مجھے دیکھنے بیٹھو تو اٹھا جاتا ہوں	
نئے بلبل جن نہ گل نو دسیدہ ہوں گریبان پہ شکل شیشہ و خندان بہ طرز جام تو اک سے زبان زد عالم ہے ورنہ میں کوئی جو چھتا ہو تو کس پر ہے داد خواہ تینچ نگاہ چشم کا تیرے نہیں حریف کس سے کروں میں دعویٰ دل جاکے اچھا کرتا ہے جل کے گل کی تسلی حسن میں تو غافل ہے کیوں ترامری فرصت گزشت دل	میں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں اس میکدہ کے بیج عبث آفریدہ ہوں یک حرف آرزو کے لب نارسیدہ ہوں جون گل ہزار جا سے گریبان ویدہ ہوں ظالم میں قطرہ مرثہ خون چکیدہ ہوں دل دادہ زلف رخ دلبر تریدہ ہوں خون جگر میں بھی تو دامن کشیدہ ہوں اسے بخیر میں نالہ حلق بریدہ ہوں
میں کیا کہوں کہ کون ہوں سودا بقول درو جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آفت سید ہوں	
عاشق کی سکے چشم رو سے بن نہ ہوں میں پیارے نہ بُرا نا تو اک بات کہوں میں چھپ کر جو کہیں تجھ کو تنگ دیکھ رہوں میں یہ تو نہیں کہتا ہوں کہ سچ مجھ کو لطافت	میں رشتہ کشی ہوں روؤں اور ہوں میں کس لطف کی امید پہ یہ جو کہ ہوں میں ہر ایک مجھے آسے ستا تا ہر کہوں میں جھوٹی بھی تسلی ہو تو جیتا ہی رہوں میں
سہتا نہیں خط آنے سے کوئی ستم یار سودا اگر اب ایک سون یا نہ سہو یار	
چشم تر میری سے کیا رکھتی ہو مطلب آستین لخت دل کس ن نہیں گرتے مرے اس کیچ ہے مجھے اسے ابرور یا بار اتنا تو یقین کہ کشان ہے نام کو لیکن مرے احوال پر	ایک دم ہوتی نہیں اسے جدا آستین تر نہیں ہوتی لہو میں کونسی شب آستین جسے نکلیں گے کئی جھاڑو گامیں جب آستین آسمان روتا ہے منہ پر دھڑکے ہر شب آستین
بھٹک رہی سودا کچھ اپنی بقیقاری پر ہے شرم برق ہستی ہے مجھے دیکھ منہ پہ جب شب آستین	
نگرا باد ہے بے ہن کا لون	تجھ بن او جڑ پڑے ہن اپنے بھانوں

یاد کر باغ میں نتھے ساتی تجھ دہان و مکر سے ہے جھین عشق جن نے سجدہ کیا نہ آدم کو تم نے جسے بہت کی کج خلقی	روز اہم روئے ٹھیک تاک کی جھانوں اب آنھوں کا کہیں نہ ٹھور نہ ٹھانوں شیخ کا پوجتا ہے بایان پاتوں کبھی تو ہووے گا ہمارا داؤن
نوبت قیس ہو چکی احسن اب تو سودا کا باجتا ہے ناؤن	
کس کس طرح کی کہیں اس باغ کی مضامین کب دھر گئے وہ ساتی وہ ابرہہ ہون	
حسرت سے آئینہ کا دل کیونکہ ہو نہ پانی شانہ حضور اسکے زلفوں کی لے بلالین	
داغ ہو خرمی سے یہ کیا حساب تجھ بن اس برگ خشک آسا جو نخل سے جدا ہو جلدی ہو سچ کہ کھجور ڈرتا ہوں لے بجا سے بے اختیار منہ سے نکلے ہے نام تیرا	ہے زندگی سے اپنے دل کو حجاب تجھ بن پھرتا ہوں نالہ کرتا ہر سو خواب تجھ بن ہوں جس گاہ میں دان سے آنکھوں کا آنچل بن کرتا ہوں جس کی گویا رے خطاب تجھ بن
مل جا جو چاہتا ہے سودا کی زندگانی کچھ بی طرح سے اسکو ہے منطاب تجھ بن	
ملا تم ہو گئیں دل پر رہ کی ساعتیں کردیاں، گفتی نکلی ہیں نکت دل سوا را شک کی لڑیاں ہنورا آئینہ گرد اس غم سے اپنے منہ کو ملتا ہو گرہ لاکھوں ہی غنچہ کی صبا اکدم میں کھڑے ہو دیوانہ ان لٹو نکا ہوں تہم ہے لوح مجنون کی پھری تلوار یکدگر گل و بسبیل ہیں گلشن میں اٹھائے گو کہ شانہ سے تم اپنی زلف کے عقد	بہر گئے گئے ان بن جھون بن کاٹے گھر پان یہ اکھیاں کون مے جی کے گلے کی راہ پڑیاں خدا جانے کہ کیا کیا صورتیں اس خاکین گردیاں نہ تجھیں تجھے لے آہ سحر اس ل کی کلچہ پان نہ مارو چو گل حکو بغیر ازبید کی چھپڑیاں مقتاری سچ کہ وہ دونوں کس آنکھ پان لڑیاں نہ تجھے کیسی دلیں ہزاروں ہیں گرہ پان
تسلی اس دیوانہ کی نہو جھولی کے پھردن سے اگر سودا کو چھڑا ہے تو لڑکوں کو مل لو پھیر پان	
نہ غنچے گل کے کھلتے ہیں نہ ترس کی کھلیں سکھیاں جہن میں لیکے خمیازہ کسی نے آنکھ پان ملیاں	

<p>پھر ہے ہو ڈھونڈتا ہر شہنشاہ آباد کی گلیاں غلاط ہو یہ زبا نوں کسب مصر کی ہیں گلیاں نہو ابرسیہ میں سطح بجلی کی اچھلیاں</p>	<p>کہیں ہمتا بنے دیکھا ہو تجھ غور شدہ بابا کو لجے اچھ ترا سلا ہے کہیں خوبان عالم میں تبسم لین نمایا ہے مہی اکودہ دندان سے</p>
<p>دیوانا ہو گیا سودا تو آخر رنجیت ہے بڑھ پڑھ نہیں کہتا تھا اسے ظالم کہ یہ باتیں نہیں بھلیاں</p>	
<p>الٹی پڑی ہیں خنجر کی ساری گلابیاں لبر زبیم وزر سے ہیں دونوں رکابیاں سکھلا دیاں ہیں دل کی مرے خطرباں مصری کی دین منگا کے تجھے ہم گلابیاں</p>	<p>بلبل چن میں کسکی ہیں یہ بد شرابیاں تجھ کھ یہ تانشار کرین مسرواہ کو صیاد کہہ تو کہنے لے کبوتر کو دام میں افیون میں گر ملا کے تو زار ہے شراب</p>
<p>فریاد و فیس دون کے سودا کا ہے یہ حال کیا کیا کیا ہیں عشق نے خانہ حسراباں</p>	
<p>دل سے کے بولتا ہے جواب تو یہ بولیاں ہر آن ہے کنا یہ دہر دم ٹھٹھو لیاں آٹھ ہیں حسب آرسی سے تیرے کھم بھولیاں جون خوش خفونے تن پہکتی ہیں چولیاں لاتے ہیں بوسے ناز سے بھر بھرتے بھولیاں پڑتے نہیں تگرگ برستی ہیں گولیاں مژگان نہر سکین تو نگا ہیں چھولیاں جس بیگینہ کے خون میں چاہیں ڈولیاں اسے تو بلکہ گرم ہیں کابل کی لولیاں</p>	<p>باتیں کہہ گھسٹیں وہ تری بھولی بھولیاں ہر بات ہے لطیفہ و ہر یک سخن ہر رمز حیرت سے اسکو بند نہ کرے دمی بھر بھولیاں اندام گل پہ ہونہ قبا اس مزہ سے چاک کن نے کیا خرام چپ میں کر لے صبا ساتی ہو کچ کہ تجھ بن اس برہار سے کس طرح ہو دے آنکھوں کی کاوش سو دلگوچین کیا چاہیے تجھے یہ سراگشت پر حنا جون برد ہو گئے ہیں جنگل جتان ہند</p>
<p>سودا کے دل سے صاف نہ رہتی تھی زلفیاں شانے نے بچ پڑے گرہ اسکی کھولیاں</p>	
<p>سب کیا کاروان درد کی سودو ہیں لاہیں ہجاسے سزبان خاک چمن سے گئی ہیں آہیں ہجاسے دانہ دل بو دین اگر اکی زمین گاہیں</p>	<p>نہ اشک کھونٹے بہتے ہیں نہ لکھتی ہیں مرے گلشن میں کتا لہڑا سر سبز ہوتی رو سے میں درہم اس سز زمین چاہئے وہقان</p>

تبان کی دوستی مطمئن ہوئے سو کافر ہو	یہ ظالم مار ڈالین بات کہتے ہیں جیسے ہیں
نہ پہنچا منزل مقصود کو بخون بھی لے سودا سمجھ کر جائیو لٹتی ہیں ملک عشق کی راہ میں	
تو لے سودا کے تین قتل کیا کہتے ہیں جس سے پوچھا میں کہ دل خوش ہو کہ نہیں میں محبوب کسی مچا نہ میں جا اسے زائد	یہ اگر سچ ہے تو ظالم اسے کیا کہتے ہیں رو دیا ان کے اور اتنا ہی کہا کہتے ہیں ایک شیشے کو بھی ثابت نہ رکھا کہتے ہیں
تو تو اس معنی کو سن شاد ہوا ہوئے گا	پوچھیے اہل لون سے کہہ کیا کہتے ہیں
نہ اپنا سوز ہم تجھے بیان جو نہ کہتے ہیں جلد انکس ہے جو تلک کو صنم کہ یاد کرتے ہیں کے بولین عقیقہ اور نگین لعل ٹھہرا دیں گلی میں اس کے مت جا بواہو اس مان کہتا ہوں یہ رقیہ جاہ دنیا کا نہیں کم مال زادی سے نہ چارہ کر سکے کچھ مہج دریا کی روانی کا شامین کسے غنچوں نے ہیں کھولا ہوا شمع کسی کی مرگ پر اسے دل بچھے چشم تر ہرگز	جو دل خالی کیا چاہیں تو آہیں سرود بھر لے ہیں میان ہم تو مسلمان ہیں خدا بھی کہتے ہیں یہ ناشاعر ترے ہو ٹھوٹو کیا کیا نام دے ہیں قدم پڑتا نہیں اس کو میں دان سرگداز ہیں کلاس پر روز و شب میں سیکڑن جڑا کرتے ہیں کہیں دارستگان زخم جگر طبع ٹھہرتے ہیں کلا نکا موتوں سے متحد تھے قہر سے جو بھر لے ہیں بہت سار دیکھے انکو جو اس جینے پہ مے لے ہیں
طرح بچو بچی اپنے بچڑی کے سودا کی نظر دین یہ انکے خبر دہننے ہیں بچڑے پر سنو رہے ہیں	
عاشق فنا میں اپنے بہبود جانتے ہیں غنیہ کھلین ہیں کیونکر تجھ سے صبا چن میں پردانہ ملک تو پہنچا مکتوب شمع لیکن کچھ اس سوا ترقی اپنی میں ہم نہ سمجھے مجم کا دخل کیا ہے محفل میں تشنگان کے اپنا چراغ دل کا جسم سے بچھ گیا ہے ڈرتا ہوں بات میری کر دے نہ تو تشنگان آئینہ سازی انکو ہے کفر اسے سکندر	جی کا زبان جو ہوئے تو سود جانتے ہیں داغ کی رسم ہم تو مفقود جانتے ہیں ہم راہ نامہ بر کی اسدود جانتے ہیں اک ان بدن غم دل افرو د جانتے ہیں بوداغ دل کی اپنی ہم عود جانتے ہیں ہم گھر کو آسمان کے پرود جانتے ہیں اتیک تو اس سخن کو معدود جانتے ہیں جو مرد شکل ہستی نابود جانتے ہیں

<p>صورت کو اپنے اسمین موجود جانتے ہیں دو لون سے آپ ہی کو مقصود جانتے ہیں کب مجلسوں میں جا کر وہ کو دجانتے ہیں شیخ آپ کو اسی پر موجود جانتے ہیں ہم عبد سے جدا کب معبود جانتے ہیں اپنے قدم کو اپنا مسجود جانتے ہیں کرنے دعا و داسے ہم سود جانتے ہیں تدبیر ہم بھی یہ ہی محمود جانتے ہیں</p>	<p>جس خشت کو اٹھا کر دیکھیں وہ چشم دل سے کیا شکر دیکھا شکایت اپنی ہی شکل ملی ہے گاڑا قدم جھپون نے کوبے قناعت اندر آوے میں کاسہ گر کے گھری جو ہو سفالی عجز و غرور دونوں اپنی ہی ذات سے ہیں ہم سر نوائیں کئے آگے کہ بیدار آسا سودا سے یہ کہا میں تجھ درد لکے حق میں یہ بات سنکے مجھ سے بولا وہ آہ بھہر کر</p>
	<p>لیکن نہ وہ دعا ہے جسکو اثر کی در کے گو نیدگان آئین مردود جانتے ہیں</p>
<p>سویسر نہوا تا بلب گور ہمیں، نہیں بھرنے کا دم سر دے مقدور ہمیں آنکھ خالق نے رقیبہ کو دی ناسور ہمیں جام کچھ اور دینے دیا ہے تو معور ہمیں لگے آئینہ محفل خانہ زہور ہمیں سو بھی یہ جب نہ ملا کوئی تو عبور ہمیں ہو کے مانع تو نہ کر خلق میں مشہور ہمیں شعر پڑھتا یہ نظر آ یا وہ رنجور ہمیں</p>	<p>باتیں کتنی ہی نہیں منہ لگنے سے منظور ہمیں قدرت اور دلوں سے سرگرم سخن ہونگی کام ہے چشم کا نظارہ نہ بہنا شب و روز ساقیا زہم نہیں آج خلل سے خالی نیش زن کام میں اپنے میں پانی سکین بوسہ ہنسکینہ دیا ان نے سولے و شام کوئی مجھے ہے ترے گھر میں کہہ کے کیوں رات حاضر ہو سودا کی جو ہم بالین پر</p>
	<p>پہوچے ہم آرزو سے وصل میں نزدیک ہو گے سو مجھے ہو شکل ملاقات ابھی دور ہمیں،</p>
<p>مانند لالہ خون ہوا لبر بزم کام میں لا دے شوخ سے پر پر داز دام میں نقش نگین کیطرح سے ہیں قید نام میں ٹھوکر لگی ہے دل کے تئیں جس خرم میں</p>	<p>گلشن میں یار بن مجھے شرب رام میں کارٹھے قضا بغل میں سے سخن کر مرغ کو آزدگان کے تنگ ہیں وہ جو سیاہ بخت ان جوش قدو کی چال کا انداز کیا کمون سودا سے ہم سخن جو جس انداز سے وہ شوخ</p>

<p>اگر کبھی انصاف تو کی زور و فامین تم جی شاکر تے ہو کیا بات ہے اونکی رکھتا ہے کچھ ایسی وہ برہمن بچہ رفتار یارو نہ بندھی اس سے کبھی شکل ملاقات جب میں گیا اسکے تو اسے گھر میں نہ پایا</p>	<p>خط آتے ہی سب چلکئی اب آپ ہیں یامین لیکن ٹک دھڑکھیو اے یار بھلا میں بت ہو گیا بیچ دیکھ کے اسکی بخدا میں ملنے کو تو اس شوح سے ترسا ہی کیا میں آیا وہ اگر میرے تو در خود نہ رہا میں</p>
<p>کیفیت چشم اسکی مجھے یاد ہے سودا ساغر کو مرے ہاتھ سے لیجو کہ چلا میں</p>	
<p>جاتا ہوں ترے در سے بل یار رہا میں میں جب ملاقات کی تب ترے نزدیک آئے تھے بھی تنفس اکبار تہ دام، پیارے نگہ لطف نہ بھر عمر کی تو نے تجھ حسن کی اس واسطے ہے گرمی بازار اکدم نہ تھنا خون مری آنکھوں سے کھو یار</p>	<p>انظر و نہیں زلفیوں کی بہت خوار رہا میں ذلت ہی کا ہر وقت سزاوار رہا میں آزاد ہوئے اور گرفتار رہا میں آنکھوں کو تری دیکھ کے بیمار رہا میں لے شوخ ترا بسکہ خریدار رہا میں از میں ترے ہاتھوں سے دل افکار رہا میں</p>
<p>صد شکر کہ رحمت کا سزاوار ہوں سودا گر شخ کے نزدیک گنہگار رہا میں</p>	
<p>ناؤک نے ترے صید چھوڑا زمانے میں کیونکہ نہ چاک چاک گریبان دل کروں زینت دلیل مغلی ہے ٹک کمان کو دیکھ اے مرغ دل سمجھ کے توجہ طمع کو کھول چلے میں کھینچ کھینچ کیا قد کو جو کمان پایا ہر ایک بات میں اپنے میں یوں نہ تھے دست گرہ کشا کو نہ تر میں کہے فلک ہمسا تھے تو ایک ہمیں تجھے میں کئی</p>	<p>ترے ہے مرغ قبلہ نما آشیائے میں دیکھوں ہوں تیری زلف کو میں شائے میں نقش و نگار چھٹ نہیں کچھ اسکے خانے میں تو نے سنا ہے دام جسے ہے وہ دانی میں تیر مراد پر نہ بٹھایا نشا نے میں معنی کو جس طرح سخن عاشقانے میں منہدی بندھی نہ دیکھی میں نگشت شائے میں جا دیکھ لے تو آپ کو آئینہ خانے میں</p>
<p>سودا خدا کے واسطے کہ قصہ مختصر اپنی تو نبیندا ڈگئی تیرے فسانے میں</p>	

سجدہ کیا صنم کو میں دے لے گشت میں جون تاک ایڑے میں پڑے میکد میں مست گذا رہے آب حتم مرے سر سے بار بار ہرگز نہ مر تو قصر فریدون کے رشک سے	کہ اس خدا سے شیخ جو ہے سنگ خشت میں نامہ بھلا یہ عیش ہے باغ بہشت میں لیکن نہ وہ مٹا جو کہ تھا سر زوشت میں جاگہ کر اپنے دوست دل خوب زشت میں
سودا کو شمع بزم جو کہتے تو تھا حجب ہے اشک آہ و سوختن اسکی سرشت میں	
مژہ اس حتم کا کھٹکے ہو دل مفتون میں سبق باز پڑھا کن نے چمن میں کس کے موسم گل ہے جہا نہیں تو چمن کیا سودا	میشتر پیرے ہے لو ہو کی ٹپری جھونپن جنش لب نے لٹاے درق گل خونین اپنے جی سے یہ عداوت ہے دل کو دین
شب کو خاطر میں اگر قصد صبحی ہو دے نہک صبح ملا دے وہ مے گلگون میں	
خلش کروں نہ کسی سے اگر جہ خار ہو نہیں جو گرد ہوں تو رہوں خاک بے دشمن دوست	جلے نہ مجھے دل خس جو شعلہ بار ہوں میں
عاشق کی بھی کشتی میں کیا خوب طرح رہن اور دے چھٹے دبست دلدار ہوا میرا	
کل لڑ لکین کو بچے میں آنکھوں نے مری کھیاں کچھ روز ہی آپس میں دو دو چلین سمکھاتین	
بہار اسکی نہیں گنتی ہو اک پانک لکھو نہیں ہو جب تک اسکی تو حایل یہ باہر نہیں سکتا چمن کی سیر کو جاتا ہے تو یہ مجھ کو خط رہے کہاں طاقت جا اٹھنے یا نہ جانے تو کیا سنی ندری فرصت کیسی خوں نے قیطر یکے بنے کی نہیں ہرگز تری چشم سے محتاج سر میری لٹے سے جھک گیا سودا اور دیکھ کر غصے نہ ہو	تجان کی ہمنے دیکھی ہو مے کارنگ لکھو نہیں محل بخت جگہ ہوا شک کا دل تنگ لکھو نہیں نہو گلشن میں نرگس کے کہیں اب جنگ لکھو نہیں نظر آتا ہے مجھ کو یک قدم فرنگ لکھو نہیں وگر نہ ہم تو رہتے ہیں چمن اور گنگ لکھو نہیں لگے اسے شوخ تیرے دشمنوں کے سنگ لکھو نہیں
رکھو جو زور کیفیت یہ کافرنگ لکھو میں	

گردا کرنی ہو کر اسے یار دن دو چار میں جسم کا معلوم رہنا اگر یہی ہے سیل اشک اب تو گل کھاتے پھرے ہن لوگ تیر نام پر جو چلن چلتے ہو تم ہو کو بھی اسکی ہے خبر چھوڑ دیجئے یہ طریق اب در نہ اس کو چیکے بیچ بیچ پر گریج دیتے ہی چلے جاؤ گے شیخ جب میں کہتا ہوں کہ وعدہ وصل کا پورا کرو لیکن اسکے قول کو سودا تو یوں جانوں ہونین	در نہ مر جا دے گا یہ بیمار دن دو چار میں بٹھ رہی جاو گی یہ دیوار دن دو چار میں دیکھو یہ پھولی ہے یہ گلزار دن دو چار میں اس چلن پر چلتی ہے تلوار دن دو چار میں لوٹتے دیکھے گا اپنے یار دن دو چار میں ہو گی گنبد سے بڑی دستار دن دو چار میں ہے یہی اس شیخ کی گفتار دن دو چار میں یہ سخن کہتا جو ہے ہر بار دن دو چار میں
جو مرض مہلک ہو اور بولے تشفی کو طیب دور ہو جا دیگا یہ آزار دن دو چار میں	
امید ہو گئی کچھ گوشہ گیر سی دل میں خدا کی واسطے خاموش نا صحا بیدرد نجانے عشق ہے کس گلزار کا ہم کو یہ کہے اب صفت مرگان کو کو دی ہو دفعہ یار کے یا تشک ہے سرد مہری کا کہے ہے خلق تری شکل کو مقابل ماہ	رہا کرے ہے تمنا اسیر سی دل میں لگے ہے بات تری محبو تیر سی دل میں ہے نالہ مرغ چمن کی صغیر سی دل میں کہ تشک پھرتے ہن لوٹے ہیر سی دل میں کہ آہ گرم بھی ہے زہر سی دل میں لگے ہے مہر کی محبو نظیر سی دل میں
اگرچہ دختر رزفا حشر ہے لے سودا لگے ہے پیہہ مینا سے پیر سی دل میں	
دل کو یہ آرزو ہے صبا کوے یار میں میں وہ درخت خشک ہوں اس یاغین با ساقی ہو رنج شباب کہ تجھ بن یہ نو بہار خجیر چو کہو سے یہ مرگان نہ پھیریں منہ	ہمراہ تیرے ہو چئے لکر غبار میں جس کو گسوئے سہر نہ دیکھ باہر میں دستی ہے زہر ہو کوئے خوش گار میں تلوار مار میں بیٹھ کے ابرو حسنہ ارمین
سودا تو درخت زر کو تو اتنا نہ منہ لگا مکلیف یا دیگا بہت اسکے خار میں	
کنے آرام دے ہے چرخ مینا فام دنیا میں سد گردش ہی میں گذری ہر رنگ جام دنیا میں	

<p>کہو نہیں کو نہ اگھر ہے جسے بچنے نہ دیکھا ہو جو بوجھے شیخ زورہ بھر بھی رمز کفر کو میرے بغیر ازم نے چلتے کچھ نہ دیکھا بزم ہستی میں لیا دل کو تنہا جب تک مری کیا کیا خوشا دھنی دلا اب سر کو اپنے پھیر مت سنگ ملامت سے</p>	<p>بھر خلوت سسرے دل نہیں آرام دنیا میں قبول خاطر اسکی بھر نہوا سلام دنیا میں کٹی اپنی تو مثل شمع صبح و شام دنیا میں نہو گا کوئی تمسا بھی میان خود کام دنیا میں یہی ہوتا ہے نادان عشق کا انجام دنیا میں</p>
<p>نہ کہ سودا تو شکوہ ہم سے دل کی سبقراری کا محبت کسکو دیتی ہے میان آرام دنیا میں</p>	
<p>اے خوشحال ہوا جو کوئی رسولے تہان کفر سے اب تو مراد دل ہے نہایت ہزار الفت و مہر کی زرہ جو کہیں انہیں ہو بوجھ بیگنا ہوں یہ یہ ناحق جو ستم کرتے ہو دل سی تم غلبے کو سبقت دے رکھتے ہو مول لیتے ہو جو اس دل کو تو یوں ہی لیجئے</p>	<p>خوار بازار ملامت ہے سوداے تہان در میان کیا کروں لے شیخ کہ ہو پلے تہان کاش دنیا میں کسی سنگ کو دل چاہے تہان اب کس طرح بھی تم میں سے یہ خو جائے تہان کیا میں تم سے کہوں افسوس تہان اے تہان تم دیے دام مجھے اور میں بھر پلے تہان</p>
<p>اب خدا ہی تمہیں سمجھائے مرے دل کا درد تم سمجھتے ہو کہ کوئی سودا کے سمجھائے تہان</p>	
<p>جی تک تو دیکے لون جو ہو تو کار گر کہیں ہوتی نہیں ہے صبح نہ آتی ہے جگنو نیند ساتی ہے اک تبسم گل فرصت بہار پھر نے لگے تو چون کھن دریا بہا بہا جادو بھرے ہیں چشم میں ست آئینہ کو دیکھ دل آہ شعلہ بار کے ہر دم بھرے ہو گرد خوناب یوں کھو نہ مری چشم سے بہا منہ تو مجھے لگا دے تو کب جاں کی طرح صحبست میں تیری آن کے چون دینے نہ سہا اے دل یہ کہ تو مجھے کہیں کیا کروں تہا</p>	<p>اے آہ کیا کروں نہیں بکتا اثر کہیں جبکو پکارتا ہوں سو کہتا ہے مر کہیں ظالم بھرے ہو جام تو جلدیے بھر کہیں دامن اگر نچوڑیے اے ابر تر کہیں دھڑکے ہے دل مرا کہ نہ پلٹے نظر کہیں برو انہ آسکے ہے مری شمع پر کہیں انکا نہ جب تک آن کے کھن جگر کہیں اتنا بھی واہ داہے میسر ہو کر کہیں خالی کروں میں دل کے تین بھگ کہیں آدین کھو جو حضرت سودا اچھو کہیں</p>

<p>انکسری کے دل کی طرح غیر سنگ و خشت سودا سے رات میں کہا منوم کیون ہو تو کنے لگا کہ سچ ہے برا کبی اگر یہ جی پوچھا جو میں سبب تو کہا کیا نہیں سنی نامہ لکھا تھا یا رکوینے سے بچھ کے ہے لیکن سواے بندگی و عجز و انکسار وان لا کے محکوم مارے گردن کہ جس جگہ ورنہ خدا کی واسطے انصاف تو کرو اٹھتا پھرے ہے نامہ گلی میں کسی طرف</p>	<p>گھر میں تو خاک بھی نہیں آتی نظر کہیں الکھ ہے ان دنوں میں تڑا دل مگر کہیں بچ جائے تو نہ دل کو دون با دو کہ کہیں قاصد مرے کے حال کی تو نے خبر کہیں عالم میں رسم نامہ و پیغام ہر کہیں نکتہ ہوا سبک حرف متناسے گھر کہیں پانی کے قطرے کا بھی ٹھوڑا کہ کہیں آتا ہے اچھی پہ نہ وال اس قدر کہیں دھڑے جدا پڑا ہے سنا رہے کہ کہیں</p>
<p>وقتیکہ دلبران جہان کا ہو یہ سلوک پھر دل کو دون کو تو کس امید پر کہیں</p>	
<p>بلبل کہیں تینگ کہیں اور ہم کہیں کب تک یہ سرکشی مری شمشاد کے حضور گردن پھرے حباب کی صورت بہا بہا لیکھ چلے ہیں ہر تباہ ہم سوے حرم آہوین کو رام کیا ایک عسکریں درکار کچھ نہیں مجھے چلنے میں خضر راہ</p>	<p>لکھتے یہ دل جلے ہوئے ایک دم کہیں اے سر دنگ تو ہو لو خجالت سے ختم کہیں آجا دین بچ پر جرمی چشم غم کہیں ہو جائے شیخ کعبہ نہ بیت الصنم کہیں ہر آن ہے یہ خوف نگر چلے دم کہیں کوئی سنا نہ بھولنا راہ عدم کہیں</p>
<p>سودا رہیگی آہ اگر آتی متصل اندیشہ ہے مجھے نہ نکل جائے دم کہیں</p>	
<p>مست پھر تو ساتھ غیر کے آمان ہر کہیں جز سنگ گیا ہے دیر و حرم میں جو سر جھکے سچا تو ہو دے وعدے میں لسطح نامہ یار میرے ہی دل پہ یار چلے ہو یہ ہٹ ترا جو جو تم ہیں ہم پہ کیے اس کے برخلاف سمورہ پھر فکر و امکان میں رہ چکا</p>	<p>ضائع نہ حسن اپنے کی کر شان ہر کہیں سجدہ کیا ہے محکومین پہچان ہر کہیں وعدہ تجھے ہر ایک سے بیان ہر کہیں ہوتا نہیں بے شوخ تو نادان ہر کہیں کیسے ہیں ہم بیان تیرے احسان ہر کہیں یوں ہی اٹھا خوش کلاہ فان ہر کہیں</p>

کعبہ سے کچھ ہے کام نہ کچھ دیر سے غرض سودا کرے ہے دید یہ آگن ہر کہین		
کس ہوش کی جاو کری جو آنکھیں بھی سہرائی ہیں گلاب اسکا مجھ سے نہ بیجے کیا وہ اپنا پانی ہیں لیکھ پیلا دل عاشق کا جان بھرا سکی کھاتی ہیں بس کب چل سکتا ہے اسے جو آنکھیاں دہاتی ہیں آنکھیں میری مجھ سے یار و احق سیر سباتی ہیں آنکھیں طفل شک کو تب سگود میں چھلاتی ہیں سنو ہو پیارے اب وہ باتیں نکو نہیں مہاتی ہیں جانیں سب عشاق کی پیارے سینو نہیں گہرائی ہیں	یاد میان اب میں تیرے بے باتیں نہیں آتی ہیں گھڑی گھڑی کی ہے جوا دین جنھو نے میں کھاتا تھا کیون نہ مکافات سکی پیارے ہوئے نہ تری بیو نکو خون ہمارے دل کا پیوین جس صورت سے چاہیں وہ بھنسواتیں میں دلوں میرے زلف میں ہر اک مہر کے جیسے گیا ہے برے میرے تو آرام جان و تن گئے وہ دن جہر تلخ تھا رے منھ سے میٹھا لگتا تھا گھر سے باہر جلد نکل اب تیری خاطر ہے یہ حال	
	دیکھتے کہ ہو ادوانا سودا تو بھر عجب نہیں، عشق کی باتیں افلاطون کی پلین ست بوراتی ہیں،	
بھنے مسافروں کو دیتی نہیں نگاہیں تیرنگہ تو دان ہیں یاں برجھیاں ہیں کہ ہیں گل آسمان پہ پھٹکین اپنی سدا کلا ہیں اپنی طرف سے اسے دل ہم تو بھلا بنا ہیں یا عاشقوں کے جی سے کھو دے اٹھو جی ہیں گردن ہی ہار تے ہیں ذرہ جو ہم کرا ہیں	آگھو نکو ملک سنبھا لو یہ مارتی ہیں راہیں کیا حن و عشق میں اب بگڑی ہو بیڑھے آدے جو سیر کرنے اکبار وہ چسپن میں اس دلیں گو ہماری الفت نہیں ہی اب ملک مہر دے خدایا کافر بتوں کے دلیں فریاد کر کسی سے چاہیں سودا دیکوں کر	
	سودا تو عاشقی میں ثابت قدم یہ رہنا فرقہ میں عاشقوں کے تا سب تجھے سہرا ہیں	
عاشق جو ہوں اٹھو نکو ایوب جانتے ہیں دل لیکے جو کرنا محبوب جانتے ہیں غیرت جنھیں دی حق نے محبوب جانتے ہیں ہم دل جلاؤ کا اسکو کتب جانتے ہیں تقویٰ کو تیج جی کے وہ خوب جانتے ہیں	جو صبر ہو سکے عاشق مر غوب جانتے ہیں ذرہ نہیں ہیں واقف اطوار دلبری سے ہر ایک نیک دید سے مل بیٹھا بستان کا بھو ہوش شرح جسکو خلوت میں اپنی پیالہ سے کتے ہیں جسکو سودا آفاق زندہ شرب	

<p>چاہ کے غرق تھے ہے یہ گمان تیرے ہیں اب تو اس بھر سے جیتے جی ابھرنے معلوم لنت یون ہی ہو مری سیر جن میں تھیں صل کی رات بھی محروم ہیں اک ہوسہ کے یاد کرسی میں تجھ کو میں جہاں رویا تھا منہ میں تیری سی جو رکھتے ہیں وہاں تھ زبان</p>	<p>ڈوبے گرداب محبت کے کہاں تیرے ہیں تیرے کے بیٹھے ہوئے بھی کوئی بیان تیرے ہیں برگ گل جون بروئے آپ دان ترے ہیں آپ حیوان میں پڑے تشنہ دہان ترے ہیں آج تک یار بڑا ہے پڑے دان ترے ہیں بھر سواج سخن میں وہ جوان ترے ہیں</p>
<p>صاحب فہم اوسے کہتے ہیں جو ہر سودا دست و پا مار کے یہ گنگ بہان تیرے ہیں</p>	
<p>اُس سرو قد کی دوستی میں کچھ نہیں اُس سنگدل کو حال پر میری نہ آیا رحم یا قوت لعل یار سے بہتر نہیں دے کیون مجھے بیگناہ کو ناجی کر ہی نہیں قاصد کی کیا مجال جو اُس کو میں جاسکے میری طرف سے دیو صبا گل کو پیام سودا نہ مان کیسے تو دعا غلطی کی گفتگو</p>	<p>نخل محبت آہ مرا بار ورنہ نہیں اس آہ و نالہ حیف کہ تم میں اثر نہیں ہر جوہری کو اسکی پرکھ کی نظر نہیں اے یار تیرے دلمیں خدا کا بھی نہیں جز مرغِ رنج کوئی مرانا مہر نہیں اؤں نفس بھی توڑ کے پر بال نہیں دور ہجرا و سکو اصل سخن سو نہیں</p>
<p>امید وصل جز طبعِ حنا کچھ نہیں وضع بہار دیکھ کے مانند آتش اُس شوخ بیروفا و فراموش کا رے نالہ غلط ہے مرغ گرفتار دام کا سمجھاؤں اپنے کفر کے گرفتار شیخ کو طاقت نہیں ہر اتنی کہ بے طاقتی کریں</p>	<p>ہر صبح ہے قسم بہ قسم شام کچھ نہیں جز گرہ یہ اس جن میں بدین کام کچھ نہیں دست ہوئی کہ نامہ و پیغام کچھ نہیں وہ تو اسیر زلف سیہ فام کچھ نہیں بے اختیار کہ اٹھے اسلام کچھ نہیں موجب مے سکوت کا آرام کچھ نہیں</p>
<p>دیکھا نہ حال سودا کا کو پے میں عشق کے اسے دل تو عاشقی کا نہ لے نام کچھ نہیں</p>	
<p>اکھن بھی اکی آکھو نے گریک ملا کریں اگر جوش مارے خط کی ترے چہرے پر بہار</p>	<p>اوپہم کسی سے کا ہے کو اتنا گلا کریں تجھے دلوں کے گل کی طرح سے کھلا کریں</p>

<p>گیو نگر نہ چشم ابرو سے ہو قتل دل مرا بارد گر مہار نے مارا ہے جو شش پھر آئینہ کا عجب ہے سکندر یہ تعبیر ہے معتبر آنکھوں کی جہان میں مہوسی</p>	<p>دو ترک مست ایکے جو تینے ملا کرین ہر پا جنون کا اپنے ہم اب سلسلا کرین بہتر ہوا دور اس سے جو دل جلا کرین جو خاک کو نگاہ سے اپنی طلا کرین</p>
<p>سودا ابھی بدون گامین کا رقرادلی شہری غزال یہ جو کسی سے ہلا کرین</p>	
<p>مجھے معلوم یوں ہوتا ہوں میری بھی کھینچیں خدا جانے کدھر کو دیکھ چکو وہ نکل حبائیں ہجوم از بس تماشائی کا تیرے قدم پر پایے مری آنکھیں جویاں لے پڑیں تو کیا تعجب ہے انقلاب بڑے کر جہر ہے کس سے منہ چھپاتا ہے ترا وہ حسن دلکش ہر نکالے جسکو تو گھر سے</p>	<p>یکسی دیکھ کر شاید جہان میں رسمی آنکھیں بزدل اپنے میان دور روئے ہنر ابھی کھینچیں بسان دستہ نرگس ستر تا یا رسی کھینچیں تری نفون نے کیا کیا ایک خلقت ٹی کھینچیں قدم تیرے کو ملتے ملتے عالم کی گھسی کھینچیں پلٹ کر پھر طرٹ گدی ہی کو اٹکی دسی کھینچیں</p>
<p>مرے رو دنیا آگے یار کے ہر دم یہ باعث ہے دکھائی ہیں اسے سودا یہ اپنی بلیسی آنکھیں</p>	
<p>طلب میں سلطنت جم کی نہ صبح و شام کرتا ہوں پرستار خدا کہ کیا بڑا مین کام کرتا ہوں رد اکب باز پرس محبت ہے مجھ پہ اے زاہد جو آزادی میں یاد آجائے ہے لذت بہر کی جو دل تھا کر دیا با مال تو نے انجمن چاہے دیا تھا کس گھڑی دل اس سنگ کو کر اے یارو طلب بوسہ کیا تھا وہ نہ جھکنا نہیں مجھے بن یاد تیری دم گزرتا ہو تو کا فر ہوں</p>	<p>در میخانہ بر جا کر سوال حسام کرتا ہوں جہان جس بت کو دیکھوں ہوں میں اپنا آرام کرتا ہوں کہ مستی از نگاہ سانی کلمت اس کرتا ہوں تو کر پرداز گلشن سے تلاش دام کرتا ہوں کسی سے جا کے اگردل در قرض دام کرتا ہوں نہ دن کو چین ہے مجھ کو نہ شب آرام کرتا ہوں کسی پر کیا میان قاضی کا مین اعلام کرتا ہوں سحر سے شام تک مین ورد تیرا نام کرتا ہوں</p>
<p>نصیحت کرنے سے سودا کو تو سمجھانے لے ناصح کہ با این پختہ مغزی مین خیال خام کرتا ہوں</p>	
<p>یہ مین بھی سمجھوں ہوں یار وہ یار با زمین</p>	<p>کردن مین کیا کرادل یہ اختیار زمین</p>

عبث تو سر کی مرے ہر گھڑی قسم مت کھا مین ہوں وہ نخل کہ جس نخل کو قیامت تک جہان کے بیچ غم دل کہوں سو کس سے کہوں	قسم خدائی ترے دل میں اپنے پیار نہیں، بہار کیسی ہی آوے تو برگ و بار نہیں سوائے غم کے مرا کوئی غمگسار نہیں
ہزار قول کریں یہ نباہ کا سودا مجھے تیان کی محبت کا اعتبار نہیں	
ٹکڑے تو ابھی لعل کے دل بیچ دھڑہیں صد شکر کہ مرینکا خلش اٹھ گیا دل سے اس باغ میں ہم سے ملے سودا کو کاوش نہ مرے دل سے ہر مژگان کو	ہنسے تو ابھی موتی ہی آنکھوں میں بھرے ہیں جب سے ہوئے پیدا ہم اسیدن کرے ہیں لے لگہن سر سبز نہ ہم نخل ہرے ہیں ابر و بھی کچی میں صفت مژگان سے پے ہیں
سودا جو ترے یار کے دل سے نکلا کھوٹ کیسا ہی وہ کھوٹا ہو میان ہم تو کھرے ہیں	
مین کس کس شعلہ کو سینہ صد چاک کھلاؤں گریبان چاک کر یہ جی میں آتا ہو لکڑہ میں کسے دعویٰ نہ ہرگز ہمسری کا ابر بارش میں چمن میں پھر نہ بیٹھے شاخ گل پر چھو لکڑہ میں چل اٹھ سایہ سے دیوار حرم تک شیخ آجھ تک پڑے دونوں کی ناگہ دوستی میں جلتوانی سی	جو دل تھا ایک تو جل بچھا کیا خاک کھلاؤں رسائی آہ کی تادامن افلاک دکھلاؤں برائے امتحان گردیدہ مناک دکھلاؤں جو اس گل و سک کو چے کا خن مخاشاک کھلاؤں تھیں نہ گی قدرت بزرگ دکھلاؤں گل و بیل کو گردہ روئے آتشاک کھلاؤں
پرستش چھوڑ دے کعبہ کی سودا شیخ گراؤ سکو جو میرے دل میں بستا ہے بت بیاک دکھلاؤں	
رویت واو	
دماغ صلاح دینے کا نہیں کسودر ہلالی کو بغیر از بادہ سمجھوں بزم کو میں حلقہ ماتم ترا خط و یکدیگر بولیں ہیں سب قرآن کا پڑھنا کے ہر مژگان اس باغ میں کثرت تعلق کی	کہ فکر شرع ہے ہر وقت میرے طبع عالی کو تصور قالب بجان کروں میںائے خالی کو کہ چون تہ کر رکھیں تقویم اے پار سالی کو لڑکا بیشتر ہونا جھکا دیتا ہے ڈالی کو

	<p>شست شیخ نے مجلس میں تو چھاتی بکا ڈالی لے آئے یاں کوئی سودا سے اب جالا ابالی کو</p>	
<p>وہ شوخ قتل کو تیرا یہ نہو وہ ہو ہم لیے ہوئے پہ پیرا یہ نہو وہ ہو نہیں بٹیسو گل و خارا یہ نہو وہ ہو جو وہ نہو تو یہ ہو یا یہ نہو وہ ہو مے جو مے تو گفتار یہ نہو وہ ہو کیا ہے عشق سے ہوا یہ نہو وہ ہو کوئی ہوا پنا حسد ہوا یہ نہو وہ ہو ہن دو اذن تیرے پر ستار یہ نہو وہ ہو نہیں ہم اسکے طلبگار یہ نہو وہ ہو وہ خدا سے ہوں ناچار یہ نہو وہ ہو</p>	<p>ہم بے گنہ ہم گنہگار یہ نہو وہ ہو بغیر پار ہو کیسا ہی کچھ تو مار بن ہن مین اور غیر تھیں کیون نہ ایک ہو کر ان نگہ مہر کے روئے مہر بلطف کچھ تو ہو جو وعدے آگے کے آگے یہ باتیں مین جفا دہر جو حنا طرین ہو کہ سب پتر ہم تو ایک سے ہیں جس میں صبح و شام ہے اعتقاد ہمیں ہندو و مسلمان ساوی آپ کو تھیں سہ ہنشا و فرخ نہیں ہو صل میں درخواست ہر کی ملک</p>	
	<p>رسوخ سودا رکھ بندگی غیر سے فرق لھار سے جو رسے ہزار یہ نہو وہ ہو</p>	
<p>اسکی یہ خواہش معاذ اللہ یہ نہو وہ ہو بول کب سکے ہن یوں اللہ یہ نہو وہ ہو کب ہن اس چیز کی پرواہ یہ نہو وہ ہو دیکھ کہتے ہن گل کو واہ یہ نہو وہ ہو منہ لگانے سے ترے گمراہ یہ نہو وہ ہو شیخ جی لازم ہے کیا کوتاہ یہ نہو وہ ہو قدر اسکی تب ہو جب ہمراہ یہ نہو وہ ہو مجھ سے ملنے کی تمھاری راہ یہ نہو وہ ہو</p>	<p>یوں نہ چاہے گار لگا یہ نہو وہ ہو بندگی کی ذات کے واقف جو ہن انکی زبان تو ہوا جب اس پھر دنیا و مافیہا کے بیچ جب ہو آیا ہے تو گلشن میں تب عیب شکل آنیہ کی رو سے دیکھ میرے دل کو یاد دیکھ کر ہنستا ہے عالم آپکا و اماں ریش صاحب محمل جس سمجھے ہو دل کو قیس گھر مرے تب آئیے جس دم نہو عمرہ قیس</p>	
	<p>غیر کو ہر مین جگہ دی کرتے ہو سودا کو مش ہوش دیکھا میں پتھارا واہ یہ نہو وہ ہو</p>	
<p>سے جا عالم سے دہر کو چھو بازار تو</p>	<p>حالت لپچھے ہے کیا جس سے ملا ہے بار تو</p>	

<p>اب نکل سکنا نہیں ممکن تجھے مان سے ڈلا ہو گیا آشفقہ سر ہر ایک اسکو دکھ کر کچھ تو یان نہایت ہر ذکو ہی بھلے سے اجنم اگر چہن تک نصرت لے صیاد تین دینا نہیں اگر نہیں ایکے بیس رسا تی و ابر بہار</p>	<p>زلزلت کے حلقہ میں ہے جون لفظہ کر کا تو باندھ کر نکلا کر یہ لپٹی دستار تو گو کہ ہن باغ جہان میں خار ہم گلزار تو جیا کی فرصت ہمیں ہے تاسر دیوار تو جام دے لے دل بزل کی ویدہ غبار تو</p>
<p>زندگی اپنی اگر ہے ناصحا تجھ کو عزیز مان سو داسے نہ کر ہر وقت یہ گفتار تو</p>	
<p>لو اس چشم کا پوچھے سے ناصح بند کیونکر ہو مے ہے غنچہ نکل خاک میں یک لب سے فرہم مال زر گھر میں کیا اپنے تو کیا حاصل مقابل ہو کے میرے مہر و شکر کے ناخن سے حلاوت شہدے بھی زیادہ تر ہے سبکی باتوں میں خیال لے لے کو تیرے نکلنے دوں نہ میں نے نہو دل جب تک میرا مشابہ کل مجھ کے انزال شست کی ہر چند ہن ابلہ فریب گھٹین</p>	<p>جو دل لڑنے کیسے ہاتھ سے پیوند کیونکر ہو کسو کا دل کہو اس باغ میں خورند کیونکر ہو غنی جبکہ نہیں ہو دلحہ طالع مسند کیونکر ہو جو چاہے ماہ نو وہ چند ہو وہ چند کیونکر ہو برابر اس لب شیرین کے یار و قند کیونکر ہو یہ کالا ہے کہ جب تو بنی سے کلا بند کیونکر ہو کسی کے روئے آتشاک پر پسند کیونکر ہو پر انکھیں کھاتے اسے یار نہیں چھند کیونکر ہو</p>
<p>بہنے سے وہ سخن گزیریں کچھ داڑھی کے ہنر پر اثر سودا کے تین ناصح تری یہ بند کیونکر ہو</p>	
<p>اگرے تک منفعل کوئی میرے بید و قاتل کو</p>	<p>دکھا دے خاک پر و انہ پہ گریبان شمع حفل کو</p>
<p>اکی ہو سکتا ہم البیل کے تجھو دینے کی نہجہ اس کے عوض تو کچھ نہ دے پھر لگو</p>	
<p>اگر کھاتے نگہ نے دل فکار آئینہ نہ کو تیرے شتا تو کئی حیرانی میں ہر ہم چشم غم مان اسے مشاطہ وہ مغرور ہو دیگا دو چند اگر خط سے پار کے چہرے پہ ہو دو نی جلا</p>	<p>تیر مرثگان نے کیا غزال چار آئینہ کو بسکہ رہتا ہے شب روز انتظار آئینہ کو وقت آرایش نہ کر اس سے دو چار آئینہ کو صاف تر رکھتا ہے صیقل سے غبار آئینہ کو</p>
<p>یار کے چہرے کو وہ ملتا ہی سودا رشاکے</p>	<p>جی میں آتا ہو کر دینے سنگسار آئینہ کو</p>

<p>پھر گئے دیکھتے ہی خنجر مرگان مجکو نظر آتے ہیں ادھر گنج شہیدان مجکو جاخوش آتی نہیں جز گور سر بیان مجکو رات آتے ہیں نظر خواب پریشان مجکو بے نہایت نظر آیا یہ گشتان مجکو خار نے بھی نہ رکھا کھینچ کے دہان مجکو پر کھوین نہ کہا اس سے کہ دوران مجکو تو مجھے کہے گے کہ گستر مسلمان مجکو اسکی جوشش لے کیا اس سر زبان مجکو</p>	<p>چیز کیا ہون جو کہین قتل ہ انکھیاں مجکو سیر کرتا ہے خیال اسکی نگہ کا جید صر گل دکھار تر حسم ہون کسی کے سر پر ہاتھ کس کا ہے تری زلف کا شانچ کہ اے نسیم سحری ہر دروت سے دور ایک گل تک مرے مانع نہوا چلتے وقت ایک عالم کو زمانے نے دیا کیا کیا کچھ کسی ملت کین گون آپ کو بتلا اے شیخ مجھ میں اور بار میں ہے ربط پسند آتش</p>
<p>ریختہ اور بھی دنیا میں رہے اے سودا جینے دیوے جو کھو گر دشمن دوران مجکو</p>	
<p>اور دیکھتے دون میں نہ زمین کو نہ زمان کو دشمن ہے مرا وہ جو کہے یہ کہ کسان کو موندو نگا نہ پھر کھول کے چون غنچہ دہان کو بے رتبہ کیا تیغ کو خنجر کو نشان کو کعبہ سے نہ کم سمجھے در پیر مغان کو جاگہ حرم دلیں جو میں دی ہوتان کو کیا لیو بگا دل دے کے تو ان لالہ رخان کو</p>	<p>بس ہو تو رکھون آنکھوں نہیں اس آفت جانکو جب عزم کروں گھر سے کوئی دوست کا رو موجب مری رنجش کا جو پوچھے ہو تو یہ جان اے روئے مژدہ نے نگہ یار نے یارو اسرار خرابات سے واقف ہو جو زار ہر یہ رسم نہیں تازہ کچھ اے شیخ جہانین ناصح یہ مجھے راست کہے تھا کہ خنجر داغ</p>
<p>دل کے دم تیغ کا پیاسا ہے کہ سودا بہل کی طرح تڑپے ہے دیکھاب رحان کو</p>	
<p>نہوئے اب یہ عارض گل عبث سبزہ بھی کھوتے ہو خارا نکا ہے قاتل خلق کا کس نیند سوتے ہو مخاطب تم بلفظ جان ہم دون کے ہوتے ہو</p>	<p>مست اگر خط تم اپنے حق میں کیوں کا ٹھی بجاتے ہو خنجر کچھ عقین بیداری شب کی ان آنکھوں کی رتیب اور میں ہوں زیر آسمان کچھ ان دو قالب</p>
<p>مجھنا آپ کو بیٹا خدا کا ہے غلط فہمی، عز و دنا زاتنا کس لیے آدم کے پوتے ہو،</p>	

<p>محتسب آیا ہزم میں ساقی لے آئے شراب کو آنکھوں کا میرے اندرون یار وہ طرفہ باجرا دم ہی رہا بہرین تن تو ہوا شک بہ گیا پند سے تیری زاہد احوال مرا یہ سے ہے مجنون بریگ باد یہ کیوں نہ کرے شمار غم موسم گل میں ابکی سال بادہ بغیر ساقیا یار کی بلیت ابرو پر خال نہیں وہ ہے فقط خاشی موجب رضا کب ہو سوال ہر سہ کی</p>	<p>یہ سمجھ کہ شب پرک دیکھے گی آفتاب کو میں تو ر دوں ہوں انکے تیلین ہیں سچا کو جن نے نہ دیکھا ہو مجھے دیکھ لے وہ جاب کو سگ کا گزیدہ حبوط دیکھ دے ہوا آب کو یاں تو نہ جاشا کی دھل نہ یاں حساب کو سمنے کیا بجام چشم خون دل خراب کو آفرین ہے صد آفرین صاحب انتخاب کو تنگی ہو اس دہن کی راہ رہتی نہیں جواب کو</p>
<p>سودا امید وصل کی کسو ہے یاں کہ نہیں اپنے دل در چشم میں ایسے خیال و خواب کو</p>	
<p>شیخ نے اس بت کو جس کو چہین دیکھا شام کو مول سے جگو تو دونوں ایکو میں اشتہار کو کہن ہو مجھ جگر کن کے گھر آئینکا وہ تنگ چھوٹ کر بھٹکتے نہ پتیاوے کسی پھر یہ دل جنس دل کتنی ہے ناکارہ بیازارتبان کیا کروں پاکیزگی کا شمع کی اسکی بیان ست پیش کا طعمہ ہو کر کعبہ دل کا طوفان شیخ مت بھیجیو یار و خدا جانے فلک پھر کہیں دل دینے کی ہنسنے تو کھائی ہے تم</p>	<p>لے چراغ اب حوڑے وان ہو تا سچ سلام کو چاہے پھر پیچے تو لے کوئی نہ کھوٹے اکرم کو قوم میں لب پر نہ لاوے کوئی جسکے نام کو مخ وہ پھنستا نہیں جو توڑ بھاگے دام کو ایک پوچھے یوں تو بے دوسر اس کام کو بھی چون ہوں خواب لے دھوکے میں بیجا کو دور کر کے شیخ تن سے جائے احسرام کو پوستکے ہو دا من سے کسکے تیغ خون کشام کو دل جو دیتا ہے کوئی تو جان کے آرام کو</p>
<p>اگر کے توبہ ناصحا سودا مصلیٰ کل ہوا آج پھر پی ہے مصلیٰ رکھ کر دو جاہ کو</p>	
<p>بادشاہت دو جاہ کی بھی جو ہوئے نجم کو اٹھ پھرا سکو ہے نظارہ خوبانگی تلاش کی میں جو عرض تمنا تو یہ ظالم لولا خرمن برق زندہ کا ہوں وہ دانہ کہ انجھے</p>	<p>تیرے کوچے کی گدائی سے نکھوٹے مجھ کو کہیں یہ دیدہ ڈردن ہوں نہ ڈلوئے مجھ کو پھر کہے مجھ سے جو یہ بات تو روئے مجھ کو نہ کوئی مرغ چکے نے کوئی بدوئے مجھ کو</p>

<p>آستین جاہتی جو خون سے بھگوئے مجھ کو دون نہ مجھے وہ مجھے کہتے ہیں جو مجھ کو</p>	<p>خشک کھنتی ہو کچھو پشیم جو دہن تجھ بن کچھ کہیں گو کہ خالف مرے حق میں سودا</p>
<p>ہون گر بیان دل یار میں الفت کا گل داغ نہیں دہن عصمت جو دھوئے مجھ کو</p>	
<p>آستین پئے جھانکین ہن فلک سے زمین کو ہر صید کے مست خوئے بھر دہن زمین کو مانند جباب اپنے دم باز پسین کو سناٹا اسکے میں ہوتا ہوں کوئی جا کہیں کو الگ تانہ مرے نام سے گریب نکین کو آراہد در میخانہ کے ہر خاک نشین کو دے مرغ گرہ سینے میں فراہ خن کو اتھین نہ کرے شیخ تو اپنے مجھے دین کو</p>	<p>الودہ زقطرات عرق دیکھ حسین کو اک صید مرے دل کی پس با ندھ لیتا اک آتا ہے تو آشوخ کہ میں روک رہا ہوں دیتی ہے نہیں چین بدی اپنے گمان کی ہرگز بھسان رو سی ہی اسکو ہوتی جون دانہ سمجھ ہو روا بر کم حق ایک گل کا چین میں مشنوا گوش نہیں ہر یامب ہے ہر بستکہ مطعون مئے عیش</p>
<p>مطلب کے مرے غرض یہ اکبار بھی سودا ہاں نے پھوڑا یا کچھو اس سے نہیں کو</p>	
<p>زندگانی کی مست حلاوت کھو دل سے گوہر کو آئین تو نہ ہر دو گل کے اور آئے ہو داغ میں بو بولادہ مسکرا کے یہ نہ کہو دیکھ تیری صفائے عارض کو قطرہ آب میں دیا ہے ڈبو ایک جاگہ جل کے چھٹیں دو گل نے بید کی دیسی ہی غلو</p>	<p>دے کے دل اٹھ سر نہ دھر کر دو رشتہ حکم نہیں محبت کا گل کو تین حب سے ہو گیا بچن جو کہا بن ہوں عاشق تو نہیں ترے یار موتی نے گو شوارے کے خجل ایسا ہوا کہ اپنے تئیں سچ ہے یار و اثر ہے محبت کا گل جو اس بیوفا ملک پہنچا</p>
<p>اب تو دل دے چکا اسے سودا آگے قسمت ہے ہونی ہو سودا</p>	
<p>چلے تلوار تو آب دان کی سیر ہے اسکو</p>	<p>نہ بچو قتل کر نہیں کو سے میر ہے اسکو</p>

یہ عاشق پیشہ ہمداسکے میں تجھیں قند صبح کی شکارا ناز انسان کا ہے وہ کچھائے صبح میں سبک زار دل میرے کا ہے بے الفتی سبکی	نصیحت کرنے سے منظور سبکی خیر ہے نہ کو سوائے مرغ دل کہ بیل جوش و طیر ہے نہ کو نہ اپنے سے محبت ہے نہ نہ غریب نہ کو
کیا بر گشتہ دین سودا کو کس کا فری فرگان کہ سر سر شہید کا اب خاک راہ دیو ہے نہ کو	
تو نہ ہوے تو شب ہجر دے جینے ہم کو شادی خوش باش رکھی ہر نہ آفاق کی پہنچ آوی ہو تو ہم آپ میں ہو بچا کچھ فضل ہم کو کی نہ چڑھے نظر و نہیں عقلا کی طرح عشق کی تیج کا گھائل ہوں تاؤ نہ مجھے ہے کہ اب لا کے دکھا دین اسے تجھ کو نا صبح پونچھوں عارض سے عرق اسکے تو یوں کہتا ہوں حسن فیاض ہے گل کا کہ ہم نہ پتھر ہر	خالق اسے صبح سلامت رکھے تیرے دم کو داغ لاجبس کیا دل میں ہمارے غم کو ور نہ بدنام نہ کر تو نسب آدم کو دیکھ ڈالا ہے بیک آن ہم کا عالم کو زخم الماس طلب لائے ہو ہم ہر دم کو مست نصیحت ہو عبث کر کے نصیحت ہم کو بھیڑے چھوئے میں دین خون ناخرم کو جسکے دامن سے چنے ہو گھر شبنم کو
بادہ پتیا تو وہ اک لطف اٹھاتا سودا فائدہ جام بنائے ہوا کیا حجم کو	
دیکھ پہلی میں شکاری کی مرے چنگل کو اسکے طرے کے سین ہو بچے ہو کوئی کیا دل پہلوے یار نہ ہم غیسر کو بیٹھا و نہیں اہل دل کی یہ دعانت ہو کہ مجھ کو یارب شیخ کو ذوق اچھلنے سے نہیں مجلس میں	کو سچ کوئی نہ پھرے ہند میں آکا بل کو دھوے ہو ابر بہاری یہ عبث بنس کو اس جہن میں رکھ بے خار دل گل کو دور گلشن سے قفس میں نہ دکھا بلبل کو اس ہوائے سے مٹا کا ہے اپنی جیل کو
زاہدان کیوں اسے کہتے ہیں ہر اسے سودا جو ہر انسان کا نکال آئے ہو جام مل کر	
کیجئے نہ اسیری میں اگر ضبط نفس کو یہ جاسے لہو ہو سکے دل قافلہ سالار ہو بچا ہے غم داغ جگر تا سر فرگان	دے آگ بھی شعلہ آواز قفس کو تعلیم دے نا لاجوہ را بانگ جس کو شاد اکب میں رکھتا ہوں سدا آگے خس کو

بھڑتا ہوا دھڑلے میں شانہ تو اُدھر دل اُسے عشق نہ فرما دیا بچا تجھے نہ پرویز لے سکتے نہیں سانس ترے کو کے مفید	یہ وزد نہ لایا کبھو خاطر میں کس کو با خاک برابر تو کیا ناکس دس کو ناخن جگر نہج نہ غوطہ دین نفس کو
ترغیب نہ کر سیر چسپن کی ہمیں سودا ہر چند ہوا خوب ہے وان لیکتے ہیں کو	
خواہی رہ صد سالہ ہو تو خواہ یہیں ہو دم مارنا چھتا ہے اُسے عشق کا تیرے تن چھوڑ کے گزروں ترے کو چہ کر غیرت لگم مقتل عشاق پہ انداز تبسم ناصاف ہے اس وضع سے اپنے دل عالم مت دیر و حرم کے تو کچھ سجدہ میں کچھ فرق	مزدیک بل ہی تو مری جان کہیں ہو جبکا دم اول نفس باز پسین ہو یہ چاہے نہ وان نقش قدم خاک شین ہو تا زخم شہید وں کے جگر کا تمکین ہو آئینہ کو منہ کیجے تو وہ چین مجھ میں ہو پتھر ہی کا جب پوچھ آیا تو کہیں ہو
سودا کے خیالات میں جھکے ہے خدائی جو اپنے تخیل میں یہ چاہے سو دو ہیں ہو	
خطا اسکا سادہ لوح کی پرستار منے مت پوچھو نہ استفسار کیجئے ہمے اُس لب کی حلاوت کو طلبگار نشان ہمے ہو اُس خوش قد کے کوچے سے ہمیں گزرا نہ کچھ نفس کیے تو آتا ہے	غریز و کفر مجھ کا فکا و بندار و نئے مت پوچھو شکر کا ذائقہ خون جگر خوار و نئے مت پوچھو بہشت و سایہ طوبی گنہگار و نئے مت پوچھو چین کے زمزمے کرنا گرفتار و نئے مت پوچھو
فراموش اندون ہم شہر یون کے دلے سودا ہر خبر اسکی جہان آباد کے پار و نئے مت پوچھو	
مرے نامہ کے خاطر مرغ جان کی کون تہہ ہو لکھون گر شرح سودا دل تو میر لکھے ف پر میر کیا ہے عہد و بیان شتیاق اپنے سے یہ مینے رو و نہیں چشم داغ سینہ سے اسوقت اس خاطر	مجھے نامہ لکھون اور نامہ بر میر اکو تر ہو شرار کا غذا آتش زدہ کی طسج مسطر ہو کہ جس ساعت گلے لگنا مجھے تیرا میر ہو مبادا مانظر اہ اشک لکھون نہیں آ کر ہو
خط اپنا مرغ جانے پر سے باز نہا آج سودا نے نہ کھینچا انتظار اتنا کہ تا پیدا اکو تر ہو	

<p>ناصح کو جیب سینے سے فرصت کبھی نہ ہو اس دل کو دے کے لون دو جہاں یہ کبھی نہ ہو آئینہ وجود عدم میں اگر ترا جھگڑا تو حسن و عشق کا چمکتا ہے بل کے بیچ طرہ کی کھل گئی ہے گرہ ورنہ ایسی نیم گدڑے سو گدڑے اہل بین پر آب و فلک دل لیکے بخنے برق کے شعلے کو دیکھے اگل کی نہ تخم مرغ چمن کر سکے تلاش</p>	<p>دل یار سے پھٹے تو کسی سے رفو نہ ہو سودا تو ہوسے تب یہ کہ جب اس میں نہ ہو رد در میان نہ ہو تو کہ میں ہم کو رو نہ ہو اگر محکمے میں قاضی کے تو رد برد نہ ہو شور و دماغ مرغ چمن گل کی بو نہ ہو آئینہ یا ناک تو کوئی خود برد نہ ہو پر ہے یہ ڈر کہ اسکی بھی ایسی ہی خون نہ ہو ہم خام فطرتوں سے تری جستجو نہ ہو</p>
<p>سودا بدل کے قافیہ تو ادر کہ غزل اے بے ادب تو درد سے بس دو برد نہ ہو</p>	
<p>ہاتھ نہ تو دو جہاں سے کچھ اپنے تئیں نہ ہو</p>	<p>ہو دین نہ ہم کہیں کے اگر تو کہیں نہ ہو</p>
<p>آزردہ خاطر و نکی جو آنکھوں سے غم بخنے پیار سے تمھارے ہاتھ کی وہ آستین نہ ہو</p>	
<p>دلدار اسکو خواہ دل آزار کچھ کہو غمرہ ادا نگاہ بستم ہے دل کا مول شیرین نے کوہکن سے سنگائی تھی جسے شیر ہر آن آنکھی کو ستاتے ہو صبر اے ساکنان کنج نفس صبح کو صبا سودا موافقت کا سبب جانتا ہے یار</p>	<p>سنتا نہیں کس کی مریاں کچھ کہو تم بھی اگر ہو اس کے خریدار کچھ کہو گراستیاں ہو اس سے بھی دشوار کچھ کہو سمجھا کے تم اسے بھی تو کیا کچھ کہو سنتی ہی جا لیتی ہوے گلزار کچھ کہو سمجھیں مخالف اسکو کچھ اغیار کچھ کہو</p>
<p>عالم کی گفتگو سے تو آتی ہے بے خون بندہ ہے اک نگہ کا گنہگار چھپے کہو</p>	
<p>بہار باغ ہو مینا ہو جام صہبا ہو ردا ہے کہ تو بھلا اسے سپہر نا اصفاف بھرا ہے ہقدر اسے ابر دل ہوا بھی جو مہربان ہیں وہ سودا کو مستم نہ ہیں</p>	<p>ہوا ہو ابر ہو سانی ہوا و دنیا ہو ریا سے زہر چھپے راز عشق سوا ہو کہ ایک لہر تین روے زمین فریا ہو سپاہی زاوے سے ملتا ہے دیکھے کیا ہو</p>

اپون جو عند لیب نفس میں تو بوم ہو یہ جا ہے وہ کہ بان دم علیسی سموم ہو قسمت کا جو کھیا ہوا الہی شتاب ہو اے الفت چمن تراحت نہ خراب ہو مدت سے کر چکا ہے اثر کی نظر سے تو آنکھیں چہ را نہ تخت دل لئے سفر سے تو	بوون میں تم گلن جہان دان ترقوم ہو اپنے چمن کو فائدہ کیسا تجھ سے لے لیم اس درد دل سے موت ہو یا دل کو تاب ہو اس کشمکش سے دام کی کیا نام تھسا یمین اے نالہ مت سبک ہو نکھر جگر سے تو دامن مکان اشک سے ہو دودم کی پاہ
جس طائر بے چین کو آرام نفس ہو اس شرط سے گر صورت بادم نفس ہو ہر صبح رانی ہو مجھے شام نفس ہو دیکھو ہوں تجکو مشعل پاہ خانہ بخانہ کو بکو بسکہ پھروں ہوں داوخواہ خانہ بخانہ کو بکو پھرنی ہے باد صبح گاہ خانہ بخانہ کو بکو بسکہ ہوئی ہے تجکو راہ خانہ بخانہ کو بکو ماٹیں ہن عشق سے پناہ خانہ بخانہ کو بکو پوچھو نگا اپنا جاگناہ خانہ بخانہ کو بکو	جو مرغ ز صیاد گل اندام نفس ہو راضی ہے ہیری پہ تری چشم کا مال چھوڑو نگانہ دامن ہیری کھو صیاد شب کے تین یہ رو سیاہ خانہ بخانہ کو بکو ظلم کے تیرے ہن گواہ خانہ بخانہ کو بکو تجکو فقط چراغ شام ڈھونڈے نہیں کرکھ گھر سو نہ ہوں ہوں جسکو منصفی جرم لکھ کر دیکھی ہو جب سے خلق نے تجھے مری بلعشت دل سے اٹھا کے دست صبر نہ سولو گناہ کا خون
پھر تے ہن رات دن خواب گردش چرخ میں مام ریشک سے ترے ہر دواہ خانہ بخانہ کو بکو	
اگر تجھے ہو بیگانوں کو اپنا خیر یون تجھو جو تم اس دوستی کر نیکو تجھے ہیر یون تجھو اگر تجھے ہو غم اسکو چمن کی سیر یون تجھو اد سے کعبہ اگر تجھے ہو جو تھادیر یون تجھو	مقاری نعم میں پیار سے جو ہم ہن خیر یون تجھو کہا اُس نے نہ ملنے کو بھلا جان اپنی جانب میں زمین کو دیکھنا رنگین برا ہے خوں عاشق سے توایں خج جان سے شیع جی ہم خوب ہن آگہ
ہر مانے تو مت گفتار سے سودا کی ہر پیارے کہ اسکی بات کچھ رکھتی نہیں ہیر یون تجھو	
روایت	
کردن گرم بادیدہ ترنگاہ	کہ ڈالے پھچھولا نہ رخ پرنگاہ

<p>بچے کیونکہ تسخیر سے ملک دل کسی کے یہ نرگس کا دالہ ہے گل ہوا زرد عاشق برنگ طلا نہیں زخم سے اسکے داقف کوئی جو ہن ترک چشم اسکے ابلق سوار دل و جان کا حصہ برابر ہے یاں تسلی تھی ملک دل کو اب کیا کروں کن آنکھیں سے دیکھو ہو چون غیر کو کدرا اسکے دل میں ہے مجھے کلاب نہ آلودہ خون ہوئے دامن ہن سپرداغ دل کے سوا کیا کروں</p>	<p>کرے دو جہان کو مسخر نگاہ کہ میخانہ کر دے معطر نگاہ تری کمییسا سے ہے بہتر نگاہ ہے باطن یہ بر بھی لظا ہر نگاہ اتھو نگاہ ہے نیز ہر سر اسر نگاہ جفا جو ہن مرگان ستر نگاہ کرے تھا تو آ کر جو اکثر نگاہ نہ کی یوں کھو متنے ایدھر نگاہ کرے آئینے کو مکدر نگاہ نہ ہو خون عشاق سے تر نگاہ بھوین تیغ کھینچن ہن جہر نگاہ</p>
<p>جو سودا نکلتا ہے تلوار سے کرے ہے رہی کام اکثر نگاہ</p>	
<p>لینے لگا ہے اب تو مرنا نام گاہ گاہ سائل کو کچھ دینے سے دیکھتے کچھ بھلا خورشید کی طرح ہے یونہی ہر زہ کردہ دیوار گھر کے بار کی مست ڈھاتاویں شک جاوے وہ کب کسکے کر گھر قریب طاقت ہن بھی مرغ چین کچھ ہو آئی اب</p>	<p>بھینچن کے ہم بھی نامہ دنیا م گاہ گاہ ریتے نہیں ہو بد سے تو دشنام گاہ گاہ نکلے ہو ماہتاب مرا شام گاہ گاہ کرتا ہوں اسکے سایہ میں آرام گاہ گاہ لاتی ہوا سکو گردش ایام گاہ گاہ ہونے لگا ہے نالہ سرا خبام گاہ گاہ</p>
<p>بوسہ بزور لے کہا سودا نے اس سے نکلے ہو یوں ہی تجھ سے مرا کام گاہ گاہ</p>	
<p>گیا ہو جی تو کھل کب ہمہ فیرون ساتھ ہر ہوا آہ کے تیرے پہ دل بچے کیونکر نکل چکا تھا سیاست سے ابروان کے دل کیا ہے قتل جہان کو جنھوں نے باتوین</p>	<p>یہ مشت پر ہی رہے ہیں مے سیردن ساتھ نشانے اڑتے ہیں ہر دم نگاہ کے تیردن ساتھ انک رہا تیرے مرگان کی دار گیردن ساتھ پڑا ہے دل کو سرد کار ان شریردن ساتھ</p>

<p>دغا کرین ہن یہ بے پیر اپنے پیرن ساتھ خیال ہے مجھے اب اچھے کی لکیر دن ساتھ</p>	<p>خدا پناہ میں رکھے دل ایسے ترکون سے جہان میں دیکھ کے طالع کی نارسائی کو</p>
<p>ہزار طرح سے دیوین جلا اُسے سودا بڑا برہی نہ کرے گا بلور ہیر دن ساتھ</p>	
<p>نہ مری سنے کچھ آپ بجا کیا کیا کچھ روؤن کس کس کو میں بار وگ کیا کیا کچھ ہو گیا اُسکی جدائی میں جدا کیا کیا کچھ دل کے ساتھ آنکھ لے پانی ہو بایا کیا کچھ خط کے آنے میں قسمت کا لکھا کیا کیا کچھ آیا اس کو چے میں جو اُن نے سنا کیا کیا کچھ اپنے عاشق کو کل سنے نہ کہا کیا کیا کچھ ساتی اس دور میں تیرے نہوا کیا کیا کچھ تھا وہ کیا کیا کہ نہ بگڑا نہ بنا کیا کیا کچھ آیا کیا کیا کہ نہ بگڑا نہ بنا کیا کیا کچھ سنبھلے ہے ساز محبت سے صد کیا کیا کچھ کیا کہیں ہم کہ زمانہ سے ہوا کیا کیا کچھ ایک گھٹنے میں جوانی کے بڑھا کیا کیا کچھ</p>	<p>بار ادا دل کو میں سمجھا کے کہا کیا کیا کچھ عزت و آبرو و حرمت دین و ایمان، صبر و آرام کہوں یا کہ میں اب ہوش و حواس عشق کس ذات کا عقر ہے کہ لگتے ہی نہیں سادہ روئی کے تو کھو یاد دل دین سے دیکھیں داخل کیا راہ محبت میں نکو نامی کو والہ و شفیقہ و زار و حزن و مجنون گر یہ شیشہ کبھی تھا تو کبھی خندہ جام غرمہ مت ہو کہ زمانے سے تری بن آئی شادی آئینگی نہ کر یا نہ حبائیکانہ سینہ قانون و غنا نالہ و دل ہو مضرب دوست و حق میں ترقی و منزل اپنے ضعف و نا طاقتی و مستی و عصا شکنی</p>
<p>سیر کی قدرت خالق کی تباہ میں سودا مشت بھر خاک میں جلوہ ہے بھر کیا کیا کچھ</p>	
<p>جو حسن یار کا اپنی نظر میں ہو شعلہ کہ بحر حسن کی ہر ایک گھر میں ہو شعلہ کہ شگ میں ہے شررا و شمرین ہو شعلہ یہ عاشقوں کی مگر چشم تر میں ہو شعلہ تری بھی اسے نفس سزا میں ہو شعلہ یہ رات دن مہ و خور کا سفر میں ہو شعلہ</p>	<p>کہان وہ نور کا شمس و قمر میں ہو شعلہ نظر کر وہ بنا گوش و گوشوار د نہیں غضب جو ذرہ دل اس کے میں ہو تو کم جان شر سے کم نہیں آتا ہے گرم قطرہ اشک سموم عشق کی تاثیر نے جلا مارا سدائش میں یار و اُس آتشین خو کے</p>

<p>نہ تو نالہ کی تکلیف ہم صغیر مجھے یڑا جلون ہوں میں تنہا گھر اپنے میں تجھ بن یہ تکہ کی ہے جھلک یار کے گریبان پر جلون ہوں رشک سر میں شمع بزم کی تیرے</p>	<p>کہ نالہ بیان نہیں اس مشت پر میں ہو شعلہ طرح اُجاق کے دیوار و در میں ہو شعلہ کہ جیسے مہر کا جیب سحر میں ہو شعلہ جب اس کے دیکھوں ہوں آہ جگر میں ہو شعلہ</p>
<p>تہان کا عشق بھی سودا برا ہے شعبہ باز کہ دل کی سوخت کو اس کے ہنر میں ہو شعلہ</p>	
<p>تجھ حسن کا یون مجھ کو مرتجان ہے شعلہ جلتا ہوں سدا اٹھ میں شانہ کے لئے کچھ کون اُٹھ گیا جان سوختہ مجلس سے کہ شرب شعلہ کا یہ احوال ہے تجھ حسن کے آگے دکھیں ہیں تب عشق سے جسطرح میرے عضو ہے زیست کا اپنے بھی سبب غلج ہو شعلہ رعدا سکونہ سمجھوں میں کھو خوسے کیسی گرا تش گل کا چہستان ہستان میں</p>	<p>جیسے کہ ہر اک گہر کا ایساں ہے شعلہ اپنے تولیے زلف پریشان ہے شعلہ لگ لگ کے گلے شمع کے گریبان ہے شعلہ تصویر کے چون شمع کا حیران ہے شعلہ میں کیا کہوں گویا یہ نیستان ہے شعلہ جون زندگی تیرے کا گہستان ہے شعلہ اکثر فلک برق کا نالان ہے شعلہ اے بادِ سحر تیرے بفرمان ہے شعلہ</p>
<p>سودا کا بھی سینہ ہے اک آتشکدہ جہین محکوم دم سحر کا ہر آن ہے شعلہ</p>	
<p>خلقت کے نہ خلیں اپنا پایا میں پسندیدہ سب جوابِ خلق اٹھے سن شور قیامت کو عریان تھی اس تن کی سو جا سے بہتر ہے جب بدر سے منہ اپنا تیرا سنا نہ بن آیا کیوں منہ کو چھپاتے ہو تم ہنسے کے حساب وہ سوخ کہ جب محبو باتوں میں اڑا تا ہے مست کج بو ڈرا دعا عطا محشر کی صوبت سے زاہنے نہ کی تزیین زندقہ کی شرارت سے ہستی سے کھولنے جز اس دل پر خون کے</p>	<p>جز غم نہ کوئی دیکھا دل اپنے سے گرویدہ طالع مرے کر دے لہن ایسے نہیں خواہیدہ گر عیب کسی تن کا جس تن میں ہو پو شیدہ شکل بارو کی پیدا کی اس غم سے ہو کاہیدہ کچھ حسن نہیں وہ شے کیے جسے دزدیدہ ہوتا ہوں خوشی سے تب چون گروین الیدہ ہے مبداء صد محشر سیرا دل شوریدہ دن عید کے بانڈے ہے عام کہ پوسیدہ شیشہ سے گلابوں کا دیکھا ہے نہ غلطیدہ</p>

<p>کیا شیشہ مے رویا جب نے ہوئی بالیدہ تصویر پوشیدن کی جون قالی میں یا فیدہ</p>	<p>یان محفل شادی بھی غم سے نہ جدا دیکھی جو مرد بین شکل انکی یون سطح زمین پر ہے</p>
<p>تحریر میں سودا کی ہے جائے سخن کسم خامہ بد قدرت سے اسکا ہے تراشیدہ</p>	
<p>مضمون جو طبیعت کا سودا کی ہو زائیدہ دامن رقی دم کا چھوڑاے تن تفسیدہ ہے تیر قضا نادان آہ دل رنجیدہ آستگمین مری اے ناصح ہیں کہنہ ستم دیدہ دل سانس کے بھر نہیں ہوتا ہے تراشیدہ کیا شیح کردن اسکی بہتر ہے وہ نشیدہ</p>	<p>غم کا ہے پسرخانہ اور درد کا بالیدہ اس تپ کے طبیب اپنا موجب کو نہ سمجھے گا مت جھکوتا ظالم آمان میں کہتا ہوں میں جو رہتوں سے مل کچھ تازہ نہ دیکھو گھا پھر ہے یہ تنگ اگر غم نے مرے سینہ کو بھیجا تھا دیار اس کے میں نامہ شوق اپنا</p>
<p>جون سک لیے پھر تا ہو ڈی کسی بقی میں قاصد کے یون میرا ہے نامہ پیچیدہ</p>	
<p>چمن میں صنع کے اک گل ہے وہ گلاب نہ کہ گل مجھے نظر آتے ہیں آفتاب نے سواپنے بخت میں روز ازل سے خواب نہ کہ جیسے مرغ قفس میں ہو اضطراب نہ ہمنے جس سنگ میں دیکھا تو نہان ہو شیشہ تیج ہمت کے لئے سنگ فسان ہو شیشہ شو قلع نہیں لبر ز فغان ہو شیشہ ہاتھ سے انکے سدا گر یہ کنان ہو شیشہ ساغر عیش ہو جید صر کو جستان ہو شیشہ جام کید صر ہے مرے پاس کہان ہو شیشہ</p>	<p>نہیں وہ ردے عرفناک جنس آب زدہ چمن میں کے صبا رخ سے اٹھ گیا ہو نقاب کرین ہیں طالع بیدار یار سے خواب رکھے ہو دل کو مرے اشتیاق سینہ میں میکدہ میں ہی نہ اے بادہ کشان ہو شیشہ مے پیا کر جو ترقی ہو تری بخشش میں دیکھ کر بزم میں یاروں کے لشت برشت عیش یاروں کو ہے رنجیدگی نازک دل ساقی مت آ کے ستا جگو تو او دھر ہی رہ چشم مناک دل پرین رکھوں ہوں تجھے</p>
<p>بادہ پیتے نہیں محبوب سوا ہم سودا عاشقوں کا اگر حسن بتان ہے شیشہ</p>	
<p>ہے زلف میں دل میرا مت کیچھو تو شانہ را بخیر نہ کھلیا دے ہے سخت یہ دیوانہ</p>	<p>ہے زلف میں دل میرا مت کیچھو تو شانہ را بخیر نہ کھلیا دے ہے سخت یہ دیوانہ</p>

نہیں پیتے

<p>میں تجھے نہ کہتا تھا امت گھر سے تو نکلا کر اے آتش گل تو ہی کر خس کو مرے اپنا کبے کی زیارت کو اے شیخ میں پہنچو ننگا تہنا نہ ہمارا ہے مضحک ہے تو اے زاہد در خلعت کے منہ پر میں باندھا جو جابک سا ردی کو نہ موصطیٰ لکے دیکھ لو گو ہر کو</p>	<p>اب شور قیامت نے گھیرا ہے درخانہ ہر چند میں گلشن میں ہوں سبز ہیکانہ مستی میں مجھے بھولے جسدن رہ بخانہ گیددی تری داڑھی پر ہنستا ہر سدا نہ تا دم ہے نہ کھو لو ننگا ہرگز در کاشانہ ہے ساتھ نصیبو ننگا ہم اک دہم دانہ</p>
<p>ہر چند کہ سب عاشق مضبوط جوان ہیں پر اڑتا ہے دھوان جس سے سودا ہر سوتا نہ</p>	
<p>یاں نہ ذرہ ہی چکنا ہے فقط گرد کے ساتھ زخم کی طرح زمانے میں تو کاٹ اپنی عمر کس طرح خانہ گردون کی بنا ہو دھپ قدر نہیں دولت بے سسی کی تجھ کو در نہ امن دودل کو ہر کجا بہ بساط دوران تج چوبی سے کہاں قبضہ فولا دہو نصب ہم کہاتے ہیں ترے بندہ بے زریا ہے صبح دم کج چہن میں بلب جو سودا بھو</p>	<p>جلوہ گرد زربے خورشید کا ہر فرد کے ساتھ خندہ یا گریہ جو کچھ ہو دے سوک در کے تھا معنی اس بیت کے اک ہم ہیں سوا در دیکھا زر کو نسبت نہیں عاشق کے رخ زرد دیکھا چوٹ کھاتی نہیں وہ نزد جو ہر دیکھا ساتھ نہ رہے صاحب جو ہر کھو نامر د کے ساتھ گل نے بلبل کو خریدیا ہے زور در کے ساتھ شعر بیٹھا وہ یہ پڑھتا تھا پانٹ در کے ساتھ</p>
<p>دل کو چاہا میں کہ خالی گردن مانند جاب ہو گئی جان ہوا اک نفس سر د کے ساتھ</p>	
<p>شیخی تھی جام کی سو گئی جان جم کے ساتھ اکٹھا ہوا نہ قافلہ دنیا میں اس سوا کیا ربط خوری سے کہانہ طفل اشک تھا مردہ وہ کوئی کہ جو اس بزم سے گیا یوں چاہیے انھیں ہے جھیند عزم سلطنت پردانہ بجلی وحدت ہوا در دیکھ لے ہی چلے ہو دل کہ یہ خاطر میں یہ ہے</p>	<p>واہستہ ہے طلسم جہان اپنے دم کے ساتھ جو یان سے اٹھ چلا سو گیا در دو غم کے ساتھ پائی ہے پرورش مرے دل نے ظلم کے ساتھ مانند شمع سر بھی لگا کرت دم کے ساتھ یا زیر پاس رہے یا سر حرم کے ساتھ نور چراغ دیر ہے شمع حرم کے ساتھ اک وقت میں نے پالا تھا ناز و نسیم کے ساتھ</p>

<p>ہے تخم دل زمین محبت میں ٹک سلوک</p>	<p>ابر مرثہ ضرور ہے کشت الم کے ساتھ</p>
<p>سودا غلام لطف و محبت ہے در نہ بان</p>	<p>کن نے اسے خرید ہے وام و درم کے ساتھ</p>
<p>لٹی سے اٹھ گیا ساقی مرا بھی یڑ ہو پیمانہ</p>	<p>اکہی اس طرح دیکھوں میں کن آنکھوں سے نیچا</p>
<p>بنا ہی اٹھ گئی یار و غزل کے خوب کہنے کی</p>	<p>گیا مضمون دنیا سے رہا سودا سوستانہ</p>
<p>ہون سر نہ کوری سے وہ چشم تر آلودہ لب تشنہ خون ہے دل اس خون کے قطر کا مست ہنس مرے رونے پر آمان میں آتا ہوں جاعش پہ لہا دے خون قتل تمنا کا آ لائش ہستی میں کیونکر ملوں جانا لے مست ساتھ رقبہ ہون کے جھکے نظر آ کر سودا سے کہا میں کیوں تجھے نہ کہتی تھے اب دیکھ تو حال اپنا ٹک رحم کی نظروں سے آنکھیں تری رکھتی ہیں دامان و گریبان کو جس سمت نگہ کیجے اودھر نظر آتا ہے جب میں تجھے سمجھا کر درو پھین دھوتا ہوں لیکن نصیحت ہے بیفائدہ کیا حاصل اس بات میں اسے نادان تباہ کہ مز کیا ہو جو وقت غرض ان نے یہ بات سنی مجھ سے</p>	<p>مرگان نہ رہیں جنکے تخت جب گر آلودہ جس سے نہوا تجھ بن دامان تر آلودہ ٹپکے ہے ابھی کوئی قطرہ اثر آلودہ ہو دے لب زخم دل شکوے گرا آلودہ ٹک رہ کہ ابھی ہوں میں گرد سفر آلودہ ڈرتا ہوں نہو سر زرد آہ شہر آلودہ لب عشق کے ساغر سے ظالم نہ کر آلودہ ناحق کی بلا میں تو ہے کس قدر آلودہ تو نواب کے قطر نے شام و سحر آلودہ لو ہو سے ترے سر کے دیوار در آلودہ کہتا ہے نہو دے گا بار دگر آلودہ یہ ہے کہ ادھر دھویا در بھر ادھر آلودہ پانوں سے جو تو خون میں ہے تابہر آلودہ اتنا ہی کہا بھر کر آہ اثر آلودہ</p>
<p>لذت کو ہلاہل کی کیا آنکھ بتاؤں میں</p>	<p>ہے کام و دہن جنکا شہد و شکر آلودہ</p>
<p>نیمہ سے اٹھتے ہیں جہدم دیکھے ہی تو آئینہ حسن الاثانی کا تیرے دو سرا ہو گا شہر یکسا چاہتا ہوں سینہ کو اسے کھینچ کر دن میں چاک چاک</p>	<p>دے ہی باد صبح کو گلزار کے بو آئینہ دیکھ بادیکا کہیں گرتیرے منہ کو آئینہ ہاتھ میں شانے کے بچے دیکھے ہی کیسوا آئینہ</p>

باز رکھے گا تماشے سے مجھے گلزار کے فیض تیرے حسن کا یہ عام ہے اسی ہر شا اس قدر ہے شوق نظارہ سے اپنے یار کو	رو برو ہو نیکا اگر پاؤے گات ابو آئینہ عکس رو تیرے سے ہو جاتا ہر دو آئینہ لو برو دیکھوں ہوں اس کے یا بہ ہلو آئینہ
کیا لگتا ہے ہر دیون کو سودا آپ سے جہنم میں اپنے مگر رکھتا ہے جہاں دو آئینہ	
حسن سے اس کے اسے دے ہے خبر آئینہ عکس پڑتا ہے ترے سید بن قن کا آئین عشق سے صاف دلو کو نہیں تازی نسبت منعکس جیسے ہے خورشید سے منہ کا تیرے پانی بھر آئے ہے آگے ترے اس کے نہ میں عکس تیرے کے تری تیغ نگر کے ڈسے	در پئے جان بہاوی ہے مگر آئینہ حسن کے باغ سے پاتا ہے شر آئینہ رہے تھا سنگ میں پہلوے شر آئینہ مجھے ہے آپ کو ہم جہنم تر آئینہ دیکھے ہے تجھ کو بانداز دگر آئینہ منہ پہ فولاد کے رو کے ہے پسر آئینہ
خود نمائی پہ سدا اہل جہان کے سودا دیدہ بر آب ہو کرتا ہے نظر آئینہ	
لیتا ہے تو کسی کا تو دل لے سمجھ سمجھ کیا کیا ملی ہیں خاک میں یاں صورتیں کلال خورشید کی کرن سے نہیں کم دلا تو دیکھ قابل نہیں ہے کوئی ملاقات کے دلا	بازی نہ جان اس کو بلے سمجھ سمجھ گردش میں اپنے چاک کے گل سمجھ سمجھ خوبون کی بیڑیوں کے یہ تلے سمجھ سمجھ ملتا ہے گر کسی سے تو مل لے سمجھ سمجھ
زاہد نہ کھینچ رنج تو سودا کی وضع کا جادو سے میں کھینچ تو چلے سمجھ سمجھ	
ابہو رنج ساقی کہ بھرا یام کس تے ہیں یہ اس قدر بانگے ہیں اسے ظالم تری باڑی کیج کیونکہ خازون سے سمجھوں آہ یوں کہ دینے پھر دل تو ہے آفت طلب پر کور ہو جادوین جہنم	فصل گل کے کچھ کے دن کچھ چلے جاتے ہیں دل مرا اٹھاسے زلفون بیچ بل کھاتے ہیں منہ لگاتے تم نہیں خیر دن بچھنچھلاتے ہیں جو بلا ملتی ہے اسے اس کو دکھلاتے ہیں
غیرت عشق آگے اسے سودا تو پروا نہ سیکھ شیع سے اپنا بھی مانا دیکھ جل جاتے ہیں یہ	

<p>دل کو ٹکڑے نہ کر اسے آئینہ رو بہاتھوں ہاتھ روٹھ چلتے ہیں اگر ہم تو وہیں ہر درد ہاتھ کیونکر نہ بین اس شک سے کاٹوں اپنے نصرت اتنی نہیں رکھتی گل و غنچہ کی بہار تجھ کو یوسف کی خبر ہے کہ نہیں لے یعقوب شب تو ہے پاؤں سے آگ لگتی ہے چوری چوری ناصوتا رہتا رہا اب کے کروں گا اس کو شیخنا بزم میں رندوں کے چھپا اپنی لیش</p>	<p>جس یہ وہ نہیں جو ہو سے رو بہاتھوں ہاتھ کھینچ لیجائے ہیں پھر بار کے کو بہاتھوں ہاتھ لے گیا شانہ تری زلف کی بو بہاتھوں ہاتھ تجھ کو ہو چاؤ و منان جام و سہو بہاتھوں ہاتھ باب گیا مسرورین وہ رو سے نکو بہاتھوں ہاتھ ایک ہو دزد خانہ اندھ لے تو بہاتھوں ہاتھ گو کیا شے گریبان کو رو بہاتھوں ہاتھ اگر ترک ہی یہ لیجا دینگے مو بہاتھوں ہاتھ</p>
<p>شاہ مردان تری ادا کر میں کے سودا باندھ لے چل کے جو تیرا ہو وعدہ ہاتھوں ہاتھ</p>	
<p>مجھے ہے یہ پھر ناتوا بہت تحفہ بیمار کو تجھ غم کے دینی تھی دوا کوئی دیکھے سے شفا جنگے ہوئی ہے مریض کو احوال مرا کہ کہ مسترد کر کیا اوس کو دل منی رنگین سے لبر ہے سودا کا سودا سے کہا میں کہ تم مجھے سمجھے تھے رازانے چھپا ہے غمار سے کہ دنیا وہ شخص کہ لب جسکے ہیں تشہ خون ناحق معقول ہیں یہ باتیں ہو حسین لہو کی بو سنکر یہ سخن مجھے بولا تب بسم زد</p>	<p>مقتول کے قتل باور صرا بہت تحفہ کیا کہیے غرض تھے وہ غمخوار بہت تحفہ رہتا ہے ان آنکھوں کا بیمار بہت تحفہ اغیار تو تھے ہی تھے پر یا بہت تحفہ اس غنیمت میں چھو لے ہے گلزار بہت تحفہ پر تو تو نظر آیا اسے بار بہت تحفہ اخفا تو عجب تھا ہی اظہار بہت تحفہ بوسے کی طلب اس کے ہر بار بہت تحفہ اسے زندگی اپنے سے بڑا بہت تحفہ دیوانے تو ہم تھے ہی ہر شیا بہت تحفہ</p>
<p>جب خوش ہو تو دے گالی ک بار سو یہ تحفہ چپ ہو تو بدی دلیں بولے تو زبان اوپر ہر دم کے قفص سے دم ناک میں آیا</p>	<p>بخش تو کہوں کس سے ہے پیار سو یہ تحفہ خاموشی میں وہ خوبی گفتار سو یہ تحفہ غم اپنے کی وہ صورت غمخوار سو یہ تحفہ</p>

صبر و دل دین طاقت دیکھا اسے اور سر کے اس دل کو شفا کیونکر تجھ عشق کی تپ سے ہو اب شمع کی سچ دھچ پر کیونکر نہ خستین بنان	ہیں جاگس میں رفیق اپنے دو چار سو یہ تحفہ آزار کدھ صبا اپنا بیتار سو یہ تحفہ ڈاڑھی سے سو وہ مادر دستار سو یہ تحفہ
شن لطف ہم کو سودا کے تحفہ پھر لگا کھنے آفاق میں و دشہر اشعار سو یہ تحفہ	
غیر بہ نت ہے کرم سہم بہ ستم واہ واہ مہر کر کے یا جفا جس میں ہوا اسکی رضا سبز کیا گشت کو برس کے عالم کے تو خانہ مشرب کے دیکھ تازہ بنا کو مرے سبزہ خط کی ترے وصف میں مجھ نطق کو خاک نشینی کی راہ پون ہو کر فنا	دیکھ لیا بس تحفہ حسین ہننے صنم واہ واہ اسکی رضا میں سدا گزرے جو دم واہ واہ شاک تو ادھر بھی کہہوا بر کر م واہ واہ کہتے ہیں نت ساکن دیر و حرم واہ واہ سُنکے کے طوطی باغ ارم واہ واہ اُٹھیں نہ جا گئے سے جو نقش قدم واہ واہ
کھنے لگے رنجیتہ جو کوئی سودا کی طرح اوس سہ زمین سے ہوتا لوح و قلم واہ واہ	
شیخ تو کہے کو پوچھے ہے کرا مات کی راہ ہرگز اس بت میں نہیں وعدہ خلائی بایرب زلف کے پھر نیسے دل جاہ و ذقن میں ڈوبا بھوٹ نکلتے ہیں مری پشت قدم پر رخسار اسے دل اُسکے تو نہ وہ بات نہ کہیںے لول کس صنم نے یہ بھلا یا ہے طریق دین کو ناصحو دل تو گھر آئے سے دیا میں ہسک	حرم دل کو جو پہونچا خوشہ بات کی راہ کن نے رو کی ہے مری قبلہ حاجات کی راہ اسیلے کہتے ہیں چلنی ہے بری بات کی راہ آہ پیدا نہوئی تسبیہ ملاقات کی راہ دو دہن تنگ سے اتنا کہ نہیں بات کی راہ اپنے زاہد نے فراموش کی اوقات کی راہ ہر نہ سمجھو زہر عشق مدارات کی راہ
باز آ پھر نے سے اب کو یہ تباہ کے سودا جب نہ تب چلتے میں دیکھا نگھٹا فالت کی راہ	
روایت شہادۂ تختانی	
نہ دیکھا عاشق نہ دے محشوق جنہیں ہونہ کچھ نہامی	عجب کی ہنسنے اب دنیا میں سر اپنے یہ نہ نامی

<p>ارادہ عشق کا تجھے ہو یا میں بے سنجائی خدا جانے بلا کیا لائیگی یہ تیری خود کامی حایت اسکو کسکی اور اسکے لاکھ میں حامی جو دیکھا عشق کا فتنہ تو ہے سب بڑا امی زبان شمع تک کٹی ہو دان اب کے پیغامی دیکھا باز دست شاہ پر وہ جو نہو دامی بچا ہے اب جو ہر لاکھ کو کئے مولوی جامی</p>	<p>اثر نے اشک میں پانا ہوں نے تاثیر نامے میں تجھے جو کہنے ظالم اسکے تو برضد ہی کہتا ہو چلے ہو حسن ظالم سے کوئی بس عشق بکس کا فلک نے فتنہ تو کیا کیا ہم ہو چاڑ نام آدر میں اسکو شرح سوز دل کہو سطح کچھ بھون اسیری مانع خوش طالعی کچھ ہو نہیں سکتی ہوئی ہے میخوری یہ دور میں ساقی تر کونچ</p>
<p>فقیار جاہل سودا ہوا ہے کسکی آنکھو پیر سنا ہے آج یون کہہ رہے ہیں آج بادامی</p>	
<p>یہ خواب زلیخا کی تعبیر نظر آئی آنکی نہ ترے دل میں تاثیر نظر آئی گرد رہ عشق اسے دل اکسیر نظر آئی آنکھوں ہی کے لیے میں زنجیر نظر آئی اس امر میں اپنی ہی تقصیر نظر آئی محکود وہاں کی وان تسخیر نظر آئی داعظ کی تو باتوں میں تزویر نظر آئی</p>	<p>بلو ادہ جسے تیری تصویر نظر آئی وے نامے جو موم اکثر کرتے ہیں ہاڑونکو میں رنگ رخ عاشق مانند طلا دیکھا حلقہ جو پڑے باہم ہے جاے گرفتاری دل دینے پہ جو چاہو تیر کر دہم کو کچھ اسکی نگہ کا ایک میں ہی نہ سخن ہوں مستون کا سخن ہو سودا یہ بہت بھایا</p>
<p>شمسیر کے جوہر کی زنجیر نظر آئی تقصیر سے یاں آ کے تعزیر نظر آئی قاصد ہی کی گلیوں میں تشریف نظر آئی جب کام ہوا آخر تدبیر نظر آئی جس سے کہ بیان پھر فی تقدیر نظر آئی سج خط پیشانی زنجیر نظر آئی سو غنیمت کی وان صورت دلیہ نظر آئی خاک اپنی ہی جب چھانی اکسیر نظر آئی جو اپنے خرابہ کی تعمیر نظر آئی</p>	<p>سودا کی مرے جسکو تدبیر نظر آئی مقتل پہ مرے اگر انصاف لگا کئے نامہ کا جواب اپنے آتے نہ کھو دیکھا کرتے ہو ہر اکب بیمار غم اپنے کا دل پھیر نہیں سکتے تجھے وہ دعا ہرگز پہ گردش چشم اسکی حلقہ در محشر کا اس باغ میں اک گل کو خندان جو کہیں دیکھا اکی عمر عبت ضائع خدمت میں مہوس کی دیکھی نہ بنا ہمنے وہ قصر سرید و نکی</p>

صنعت کے مصور نے کھولا جو مرقع کو	اک اسمین نہ تیری سی تصویر نظر آئی
اس زلف کو جب دیکھا میں ہاتھ میں سودا کے	بچھڑے ہوئے ہاتھی کی زنجیر نظر آئی
یار کا جلوہ مرے کیا شہرہ آفاق ہے	جسکو سنتا ہوں سو وہ دیدار کا مشتاق ہے
ذات پر اس شمع کے بس ختم ہو معشوقیت	جو بشر دنیا میں ہے بنجملہ عشاق ہے
ان لبوں کے قابل دشنام مجھ حبیبیا نہیں	یہ تلمع ہو کر مہر ہے ہر ہے اشفاق ہے
صبر اس سے زیادہ کرنا کام ہے ایوب کا	لو خبر میری کہ اب عاشق کی طاقت طاق ہے
فائدہ اس ہرزہ کوئی سے بھلا ناصح مجھے	زندگی سودا کو ابے عشق کرنی شاق ہے
سنگ پر چینی کو چٹکا کر صبر منظور ہے	دل کو عاشق کے نہ سمجھو کا سلف غفور ہے
لوگ کہتے ہیں پری کہتا ہوں میں یہ حور ہے	فی الحقیقت دونوں سے جلوہ صنم کا دور ہے
کوئی تو سمجھے ہے اس چہرے کی مہر	ہم تو سمجھیں ہیں فقط اللہ کا یہ نور ہے
اسے خیال یار اس سینے میں ابست کھ قدم	شدیدہ دل سنگ سے جہان کے چکنا چور ہے
دل نے تو میرے سزا بانی پر اب حیران ہوں	آئینے کو اتنے منہ چڑھنے سے کیا منظور ہے
دل تو نالے کی ہوس رکھتا ہوا اسکے سامنے	سانس لینے کا دیوانے دان کے مقدور ہے
آخذا کیواسطے سودا کو ہر دم مست	عاشق رنجور ہے مجبور ہے مجبور ہے
میں تجھے کہ نہیں سکتا سخن امیاز نازکے	نہ بانہ طاس لکوا اپنی زلف سے وہ انازکے
چارے دل کے لینے پر تھی ہیں یار کی گھین	کہو کو یہ کچھ نہ دو نہیں خاطر دلدار نازکے
کہوں کیا موجب غم تجھے اپنا پوچھ مت محرم	مجھے جس بات کا ہو غم سوائے غم انازکے
اداکر اس چمن میں نالہ تک ہستہ اسے بلب	نہایت پردہ گوش گل گلزار نازکے
کردن میں حال کس کس طرح ظاہر خشت شکل ہے	کہ دل سے بھی زیادہ خاطر دلدار نازکے
مجھے مت ہاتھ سے بے بھول کر میری محبت پر	سمجھنا دان کہ تار و دستی بسیار نازکے
توں کی بات پر کیوں چھوڑتا ہے اب تو کہہ کو	نہو سودا تو کا فرشتہ زنا نازکے

<p>تب میں اپنے دل میں لاکھوں خیال بانہے گزرے ہیں جنکے دلوں میں ماہ و سال بانہے آکھوں نے جسکے لاکھوں خوشی غزال بانہے گو جاسم زرد بہرے یا چسیرہ لال بانہے ورنہ نشانے سمنے مائے ہن بال بانہے جسکے مزاج لب پر صفت سوا ل بانہے پھرتے ہو کیوں پیارے تلوار ڈھال بانہے مضمون یہ تو نے اپنے کیا حساب بانہے</p>	<p>جب یار نے اٹھا کر زلفونکے بال بانہے دو دن میں ہم تو رہ گئے اسے دلے حال بانہے تازگی میں اسکے کیونکر بھنسے نہ یہ دل جو کچھ ہے رنگ اسکا سو ہے نظر میں اپنی تیرے ہی سامنے کچھ بیک ہے سیرا نام بوسہ کی ہر تو خواہش پر کیونکر اس سے مارو گے سکروجی سے کس پر کم کسی ہے دو چار شعر آگے اسکے پڑھے تو بولا</p>
<p>سودا جو ان نے بانہا زلفونکے دل میں ہے شعر دن میں اسکے تو نے کیوں خطا خیال بانہے</p>	
<p>انسان کا اسے قتل تو اکبات ہوئی ہے زلفون سے شب قدر بھی اب مات ہوئی ہے کیا دشمن آفاق یہ برسات ہوئی ہے معاوم مجھے کیا ہے بڑی رات ہوئی ہے سیرے بھی کھو دل سے ملاقات ہوئی ہے داڑھی کی بزرگی ہی کرامات ہوئی ہے</p>	<p>کیا کیسے جو اس شیخ کی اوقات ہوئی ہے نور و زکوہ پرے نے ترے یار ہستارایا مجھ چشم کی جھڑیوں نے ڈوباری ہے اک خلق زلفون کے خیالات میں شب نیند جو آجی کوچے میں تم اپنے جو پھر کرتے ہو پیارے اسے شیخ نہیں تم میں تو اک شہر کرشمہ</p>
<p>دعوائے غلامی تو ہے اک خلق کو تم سے کچھ بندگی سودا کی بھی اثبات ہوئی ہے</p>	
<p>نباہ مجھے وفا کا ہے ورنہ تو یہ ہے جو دل سے دل کہیں یہ پیوند ہو ر فویہ ہے وفا کی طرح سودہ اور گفتگو یہ ہے سموم قہر سے ہر آن دو بدویہ ہے شر یہ ہے اثر یہ ہے جنگی یہ ہے ملے ہے گرم جو ہر اک سے لگی خویہ ہے کرا سکو جب کوئی دیکھے تو رو برو یہ ہے</p>	<p>نہ میں جان میں ہوں تیری تو آرزویہ ہے رفو ہوا جو گریبان مرا تو کیسا اصح طلب کرو ہو دل میں مخدہ پہ گالیان کے بچشم کم تو دم سر د کو مرے مت دیکھ میں کہ تھکا کہ تو اس شیخ سے نل ہو دل غرض نہ ہم سے ہے سکو نہ غیر سے مطلب عجب نصیب لے اتر ہے آئینہ لے یار</p>

ڈرا تو ہکو نہ قبضے یہ ہاتھ رکھ رکھ کر	قسم ہے تیری ہی اپنی تو آرزو یہ ہے
یہ اپنے یار کے پیچھے لگا بھرے سودا جو وہ ہے خانہ بجانہ تو کو کہو یہ ہے	
عینط دل ہوئی اسے شوخ تیری چاہ بھرتی ہوئی تاثر اس کے دلمین نالے سے قیوس کے یہ دل میں آئے ہے کاٹوئین دست ناسا پنا بے جون ٹکڑ رکھ حجام سے اصیل اسے ہر چلین کہہ کو ہم بھی شہینا کر تو قسم کھا کر خدا کے واسطے باز آستانے مری دل کو	سدا یہ برق ظالم گرد مشت کاہ بھرتی ہو اثر کو ڈھونڈھتی اتیک ہماری آہ بھرتی ہو تری زلفون میں گھٹی جس گھڑی واہ بھرتی ہو کہہ پنچی ریش کی تیری بہت بدخواہ بھرتی ہو کہے یہ بات دان سے سیکد کیواہ بھرتی ہو کہا تاثر اس کے آہ کی ہمراہ بھرتی ہو
کہوں کیا جسے اسے سودا خرام نازین ہکا دلون کو ڈھونڈھتی اک فٹ ناگاہ بھرتی ہو	
جرم کے عفو کی تدبیر بہت اچھی ہے مجلو سو نپا ہے زمانے کے تین فتمتے لیکے کہے سے کیا سیر میں ہیخانہ تک ذکر کو عیش کے کہتے ہیں کہ نصف العیش زلف میں تیری میں اس واسطے دل سونپا ہو کیون ہے خاموش مری طرح چین میں بابل کام دیکھا میں بہت مانی و بہزاد کا یار نیک و بد سے نہ کروں اپنے لکھے کا شکوہ	بے گنہ رہنے سے تقصیر بہت اچھی ہے دست نامزد میں شمشیر بہت اچھی ہے خانہ دل ہی کی تمیز بہت اچھی ہے ہجر میں وصل کی تقریر بہت اچھی ہے اس دیوانہ کو یہ زنجیر بہت اچھی ہے ترے نالے کی تو تاثر بہت اچھی ہے آنکھوں میں تیری ہی تصویر بہت اچھی ہے جو کہ قسمت کی ہے تحریر بہت اچھی ہے
جتنے ہیں کام ترے سونپ خدا کو سودا تیری تدبیر کے تقدیر بہت اچھی ہے	
عاشق تھا کبھی تجھ پہ یہ پھر مل تو رہی ہو خوشید کو کیا روجو ترا چہرہ وہ ہو دے کب کہ سکے وہ تیغ ادا سے ہو جو کچھ کام ہو دینے ترے کو چہ میں یوں لاتی ہر زن	گو عشق نہیں اس میں لے دل تو رہی ہو عکس پنہ میں دیکھ مقابل تو رہی ہو گو زخم نہ معلوم ہو قاتل تو رہی ہو میرا جہاں ایک اکھ میں ہے بس تو رہی ہو

<p>اب سیری ملاقات کی حامل تو وہی ہے جو چاہیے آگاہ سو غافل تو وہی ہے جس نکل سے بنا جسم ترا گل تو وہی ہے دسوا جو ہوا عشق میں کابل تو وہی ہے</p>	<p>خواہنے کو تبدیل کر آگے تھی جو کچھ میں کیا فائدہ گر خلق پہ ظاہر ہے مرا حال کیا جانے جو کچھ میں ہے لہجے ہو یہ کس سے خواری کا بحر اپنے دلا بار سے شکوہ</p>
<p>سودا کی اذیت سے ہو کیا تھیں حامل جو چاہو سودل پر کروائل تو وہی ہے</p>	
<p>دل میں مرے خیال جو کچھ ہے سو ہر کچھ ہے اللہ سے سوال جو کچھ ہے سو ہر کچھ ہے ماحق ہے قیل و قال جو کچھ ہے سو ہر کچھ ہے اس کام کا مال جو کچھ ہے سو ہر کچھ ہے وہ حسن بے مثال جو کچھ ہے سو ہر کچھ ہے اس شیخ کا جمال جو کچھ ہے سو ہر کچھ ہے</p>	<p>کیا کہے اپنا حال جو کچھ ہے سو ہے سو ہے ماگنا نہ کچھ کسو سے بھوننے زیر چرخ کیا گفت و گوی برہنہ کیا کلام شیخ کیا سمجھے بت پرستی کو سیری خدا پرست کس خبر سے یار کو تشبیہ دیجئے کوئی تو مشیل مہر کے کوئی مثل ماہ</p>
<p>شعر و سخن تو سودا پر موقوف کچھ نہیں اس یار کا کمال جو کچھ ہے سو ہر کچھ ہے</p>	
<p>نہوں فریفتہ کیونکر کہ آن باقی ہے چمن تو پھر بھی ہے گر باغبان باقی ہے گیا ہے تیر نکل اب کمان باقی ہے پگل چکا ہے سرا باز بان باقی ہے تو رہ جان میں کہ تجھے جان باقی ہے کہ جھوٹے وعدوں پہ اتنا کمان باقی ہے بدن میں جب تسکین میری کہ جان باقی ہے</p>	<p>گد شمع حسن کا اتنا نشان باقی ہے اسید جینے کی اپنے کہاں ہے لبیل کو سی قدون کا نہو کام قامت خم سے مری تو سن لے کہ مانند شمع بزم اخیر ہوئے نہ رہے جہان میں تو گو نہوں لے یار خطا چکا ترے اپنی گئی نہ سادہ دلی اسی ہی مجھلے میں روز و شب لے سودا</p>
<p>نہ درد دل ہی کے کہنے کی ہے مجھے طاقت نہ چپ ہی رہنے کی تاب و توان باقی ہو</p>	
<p>سر تا بقدم کا فر بے دین تسکین ہے جون پہلو سے نہ خستہ پروین تسکین ہے</p>	<p>کیا کہے وہ بہت آہ کس آئین تکین ہو قطرات عرق کا ترے عارض ہے طعنا</p>

<p>کب بیکل درنگ پہ گلشن میں مزا ہے یہ حسن کبھو شمع کے شعلہ میں نہ دیکھا بیٹھا جو لگے بولنے پھر اسکی تو کیا بات کب چاشتہ خواران جفا مہر طلب ہیں</p>	<p>فندق سے جو وہ دست نگارین نکلیں ہے جون سر پہ ترے طرہ زربین نکلیں ہے ہو ترش تو حرف لب بشیرین نکلیں ہے اس دل کو نری و شہسبی و کین نکلیں ہے</p>
<p>سودا یہ مرے شوخ کو کیا چاہیے زیت جون مہربن آراش و تزیین نکلیں ہے</p>	
<p>دل جیس فروش مندہ بازار ہنر ہے ما قدر شناسی سے خلایق کے جہانین آیا نہ ہنر وہ کہ پھرین جس کے گئے بخت عاشق جو ہنر بر ہے ہنر اسکا ہو عاشق کہے کو نہ پوچھو جن میں ہنر مند کے ہوتے اظہار ہنر وان نہ کر دن ہو نہ جہان قدر رد کا ہے تغافل نے ترے محکوتہ دم دیکھی نہ ہنر مند کی میں قدر جہان میں</p>	<p>دیکھو تو کہین کوئی خسار ہنر ہے جسکو ہنر آیا ادب سے انکار ہنر ہے اس عاصی کو مدت سے سرد کا ہنر ہے دلبر ہے ہنر جسکا وہ دلدار ہنر ہے اے شیخ یہ بندہ تو پرستار ہنر ہے دل اہل ہنر کا ہے سو غواڑ ہنر ہے صیاد ترا صید گرفتار ہنر ہے اے داسے بران دل جو طلبگار ہنر ہے</p>
<p>رنگین سخن اسکے نے دل خلق کو موہا سودا یہ مگر طوطی گلزار ہنر ہے</p>	
<p>پھوٹے وہ آنکھ جسہیں نہ ذرہ بھی نم رہے لگ سہراں قافلہ سے کہدے لے صبا قسمت حرم کو لے چلی ایلیا سے تابدیر غم سے ہوئی ہو کارردائی یہ دل کی بند لکھ کر کو اپنے شمع کے مانند زیر تیغ مفلس ہیں نہ بوجھ جو رکھتے نہیں ہنر کچھ</p>	<p>دل جل مجھے وہ جسکے نہ ہمسایہ غم ہے ایسے ہی گر قدم ہنر ہتھارے تو ہم ہے شاگرد ہیں گے دوست کا دم ہنر ہے چلتے ہوئے اباشک ہی آنکھوں سے غم ہے عاشق ترا وہی ہے جو ثابت قدم رہے حسالی ہمیشہ کیسے اہل کرم رہے</p>
<p>سودا ہو کیا طلسم زمانے کا اعتبار نے جام ہی رہے ہنر جہانین نہ جو ہے</p>	
<p>انگل پہلو سے میرا دل جو تیری کو میں بیٹھا ہے</p>	<p>سمجھ کر چھپڑو دیوانہ دہو میں بیٹھا ہے</p>

<p>گذرا مینہ ہو بیٹھا ہے تاب رخ سے جب تیر سدا آشفتمہ ہو دے بڑے سنبل سوبان اسکا جو اصح مانع وصل تباں ہو خوب ہونے دو لگا دون میں ٹھکالے غیر کو رہے خدا کا ڈر نہ بیٹھے ننگ سے پھر وہ کیسے پاس نہ نیا میں</p>	<p>تو عکس اس میں ہیں یوں جون ہر گجے میں بیٹھا ہو کہ دل جب کا تمکاری زلف ہمہ یوں میں بیٹھا ہو بجا کہتا ہو کب وہ صحبت مہر دین بیٹھا ہو کہ غافل اس سے تو اور وہ مرے قابو میں بیٹھا ہو تمھارا تیر جسکے اے تباں پہلو میں بیٹھا ہو</p>
<p>میں بندہ ہو گیا سودا اس نازک خیالی کا کہ یا اپنے کو سمجھوں ہوں مرے پہلو میں بیٹھا ہو</p>	
<p>نامع جفاے عشق اگر میں سہی سہی ور یاے عشق کیا میں تباؤن کہ جسکے پنج یہ دل نہ کھول زلف سے ظالم خدا کو مان اگر ہے تیرے ہاتھ کو ہر اکیدم قریب</p>	<p>تو نے بھی کچھ زراہ نصیحت کہی کہی کشتی پھرے ہے عقل کی تیری ہی ہی الاکھون گرہ جہان میں تو یہ بھی رہی رہی سہنے بھی گو کس تر می ذرہ گئی گئی</p>
<p>سودا تو میرے کو ترے مجھے ہے آفتاب کہتے ہیں گو کہ اسکو مثل سب ہی ہی</p>	
<p>بیماری آج اپنے سر شام خبر لے پیغمبر حسن آ کے تجھے بولیں گے عشاق ہے تنگ زمانے میں بہت عمر کا عرصہ دکھ دے نہ کسی دل کے تئیں باغ جہان میں خاک اسکی پر کھ پر جو کوئی جو ہری اسی شوخ جون خضر ہوس عمر ابد کی نہیں محسوس دیکھ اسکو اکیلا جو کیسا عرض متنا</p>	<p>اس رات خدا ہی ہو تو ظالم وہ سحر لے قرآن کی صورت جو خط اس کلمہ پہ اتر لے اس میں عمل نیک کیا چاہے تو کر لے گر غل حیات اپنے سے چاہے کہ فر لے آگے لب و دندان کے ترے لعل گہر لے اسدم کی تناس ہے جو تجھ پاس گزیر لے بولا کہ تجھے خبر ہے جا اپنی خبر لے</p>
<p>پوچھا جو میں سودا اسے کہ ہاتھ اسکے کیسے اتنا میں کہا بھر کے دم سرد اگر لے</p>	
<p>اے تڑپ چین تو سبیل کو کہیں تل بھر دے باوہ پیٹنے سے تو خرگین نہیں ہوں گے بیخ لے زمین تا ہلک خون سے تجھ بن جیہ پھر</p>	<p>یہ نہ خون سے کہیں دامن قابل بھر دے ہو کسی شیشہ میں لو ہو تو مراد ل بھر دے لٹڑ سے دل کے اگر آجا دین نہ ال بھر دے</p>

<p>اسے امید ہے ٹانگوں کے مرے زخمی کو ناس دانی کو چھپا سنج بسا داکوئی ساغر ماہ میں جون نور بھرتے ہے خورشید دیکھ کہتا ہوں تو اس ضد سے مارجی مت ہو دام سودا کے ہین کچھ پر گنہ زلف کے بچ</p>	<p>تو تے شمشیر تو قیمت کے گھائل بھردے اسین کچھکسی چھپا کر تھے غافل بھردے ساقیا جام مجھے آ کے مقابل بھردے توڑدن ہوں سر کے تین لیکے ابھی لہجہ شانے کے پاس جائے کہو حامل بھردے</p>
<p>ورنہ دو باندھ کے لٹکا کہ یہی ہر معمول کیسے موکھی ہو نقصان تو عامل بھردے</p>	
<p>دنیا تمام گردش فداک سے بنی لخت جگر مڑہ سے کرے کیا یہ دیکھیے ممکن نہیں برابر ہو خاشاک دھلے میں تاصح کی تار و سوزن و بخیہ کو ابکی سال مسواک تو کرے ہے دین میں جو زنا ہوا صحبت میں اپنی بنتے نہ دیکھی کسو کے ساتھ</p>	<p>ماٹی ہزار رنگ کی اس چاک سے بنی آتش کو یہ سنا ہے کہ مناک سے بنی صحبت مری نہ اس بت بے باک سے بنی ہرگز نہ میری جیب کے اک چاک سے بنی لیکن یہ میں سنا ہے کہ دناک سے بنی میری بنی تو مجھ دل غناک سے بنی</p>
<p>ایسی بنی کہ ہو گئی کیساں زمین کے بچ سودا جیسم زار کی تب خاک سے بنی</p>	
<p>جب اس چین سے چھوڑ کے ہم آشیان چلے کیا لے لیا تھا ہم نے الجھتا جو کوئی حنا ر ہر بات میں ہے ایسی کتر بیونت اسکو یاد غافل ہماری آہ سے رہنا نہ بیخاطر جانیکو اپنے گھر سے کہ تھا تو اور ہم سینہ مفارقت سے ہنوز نگاہ کے داغ</p>	<p>اک ہر صغیر نے بھی نہ پوچھا کہاں چلے جون گل ہم اسکے باغ سے دھن نشان چلے مقراض کی طرح سے کہ جسکی زبان چلے کر خوف ایسے تیرے جو بے لسان چلے دنیا سے تیرے چور کے اتھا اے میان چلے آتش نشان ہے ہے کہ جب کاروان چلے</p>
<p>راہ عدم بھی زور ہے سودا کہ جسکے بچ جسطرح بھر جائے ہے وہیں جو ان چلے</p>	
<p>جائے ہیں لوگ قافلہ کے پیش و پس چلے کہو صبا سلام ہمارا ہمارے</p>	<p>دنیا عجب سرا ہے جہاں آکے بس چلے ہم تو چین کو چھوڑ کے سوے قفس چلے</p>

<p>جمیعت ملی پر ترے پھول ہنس چلے ماون ہزار بار اگر دل سے بس چلے سُن مردمان قافلہ بانگ جرس چلے ظالم پھڑک پھڑک کے پردہ بال گھس چلے</p>	<p>اے غنچہ آنکھ کھول کے ٹک تو چمن کو دیکھ تیرے سخن کو میں بسر و چشم ناصحا نکلا جو دل سے نالہ تو سینہ سے دوڑے شک صیاد اب تو کیجے قفس سے بہن رہا</p>
<p>کام اس گلی میں سر سے یہ سودا گذر چکا کیا ناباک قدم جو ادھر بواہوس چلے</p>	
<p>اس سوا طالب نہ دنیا کا ہون کوں چاہیے چہرہ خورشید کو دستار زرین چاہیے بادہ کش ہین ہم گزک کو ترش شیرین چاہیے لاکھ اہل دل بہن کہنے کو آ میں چاہیے ہنس کے یون بولاد دل عاشق تو عملیں چاہیے حسن دیوے حق جسے کیا اسکو زمین چاہیے</p>	<p>یا جس سے خوش ہے محبودہ آئین چاہیے مرتبہ تجھ حسن کا ہے زریب زینت سے ہے چین چین گرے تو دے لب پر بسم کو جگہ ہم دعا تو بانگین اپنے حق میں پر سامان کہاں میں کہا اس شوخ سے ہم بھی کھو ہوں شادمان ہاتھ پر اپنے خاں گر نہ باندھے آفتاب</p>
<p>اب تو سودا کی سبک دستی پہ لے ناصح بجا جو کوئی ہو شیخ و زاهد اسکو تکلیں چاہیے</p>	
<p>یہ رو یا خون میں شب صبح کہ چہ چہ چہیں ڈوبی اگر آئینہ میں اسکی نگاہ شرمگین ڈوبی کہ تیری قدر و قیمت سب اس حرف تکین ڈوبی نہیں تو اشک خوین سے یہ فردوس میں ڈوبی مگرے یا میرے رشکے پانی میں چہیں ڈوبی جو ہین گذرایہ خاطر میں کہ سب نے زمین ڈوبی مگر تاثیر کی کشتی خبر رو تو کہیں ڈوبی ہمارے اشک میں اس طرح آہ آتشین ڈوبی</p>	<p>نہ تیرے پاٹ اس کا نہ اسکی استین ڈوبی کر گچا غرق عالم کو غر و حسن کا دریا سخن اب لعل لب پر اسکا اس خوبی سوا آہو ملا جنت میں یارب ہم سے تو اس شک جنت کو بہرمان میں اک بت چہن کا میں شہزاد نہیں سنتا نہی یہ اشک نے فرصت کہ مشعل سر پہ چو بہادر یا مری آنکھوں سے اور اسکو نہ رحم آیا لسان شمع جسکا عکس آ بشت میں ہو دے</p>
<p>لے آئے گوہر زایا ب ہی دریائے سنی سے کہ جب غواص ہو سودا کی یہ فکرستین ڈوبی</p>	
<p>کو نسا جی ہے پھر ایسا کہ بدن میں ٹھہرے</p>	<p>دل تو کیا اگر طلب جان ترے من میں ٹھہرے</p>

<p>سیر کرباغ کی جہوت پھرے وہ گلرو کیا کہوں اس دل صد پارہ کا غنچہ سے راز یار کا ہے وہ بنا گوش کہ جسکے آگے تا بہ نقد و جہان اسکو نہ بچیں عطار بہ قرار و نکو ترے چین کہاں بعد از مرگ شمع رویان کی اگر اٹھ چلے تو مجلس سے کوچہ عشق میں تابست جدر ہے تو جانیں</p>	<p>مارڈ الو تو نہ اک مرغ چین میں ٹھہرے کھٹا اس سے کہ سخن جسکے دہن میں ٹھہرے تاب کیا ہے جو صفا در عدن میں ٹھہرے بو ترے زلف کی گر مشک خن میں ٹھہرے ایک اُنہیں نہیں ایسا کہ کفن میں ٹھہرے نہیں امکان کہ تا شمع لکن میں ٹھہرے ماہین عاشق نہ اسے جو کوئی زن میں ٹھہرے</p>
<p>گر زبان سے تری الفاظ نہ بندش پا دین معنی کسطح سے سودا کے سخن میں ٹھہرے</p>	
<p>کیا کیا تھے چاؤ دلمین جب آئے تھے عدم سے محفل تری مبارک ہو تیرے دوستو نکو انے چرخ سفلہ پر در آئے آسمان بے ہر احق ہیں وہ جو تیری بھولیں ہن کج روی پر</p>	<p>کھلتے ہی آنکھ یار و بالا پڑا ہے غم سے تیری گلی کے سگ کو کیا کام ہر دم سے واژون ہے عقل تیری اوڑھتا ہوں تو جسم سے ٹک اس طرف نظر کر یہ بات اور ہم سے</p>
<p>مینا و ساغر دے ساقی و مرطب نے یہ ساری خوبیاں ہن سودا کے دم قدم</p>	
<p>باتو جاتے رہے اے یار ہمیں دنیا سے شکل آئینہ بٹکتہ دلون کے روشن دم نہ مارا میں کسی کام میں مانند جباب ہرگز اٹھیں نہ کوئے یار سے جون نقش قدم یا دین یار کے جو آپ کو سمجھیں ہن فنا گھر خراب اور کاگو کر کے بنائی مسجد</p>	<p>یا سر و کار محبت ہی کہیں دنیا سے دیکھ دنیا کو گئے چین بچہ دین دنیا سے اٹھ گیا مار دم باز پسین دنیا سے ناخا ہونسکین خاک نشین دنیا سے نے غرض دین گئے اُنکے تین دنیا سے دین ان باتوں میں ملتا ہے کہیں دنیا سے</p>
<p>صحبت شعر و کف جام و صراحی در دست اس سودا کو کچھ کام نہیں دنیا سے</p>	
<p>چوڑائی میں بک اپنے عدد واد بھی جم لے ہم رندوں نے بحث ہے تجھے کیا ہوا زانہر</p>	<p>لمسا کردن ہوں دیکھ تو کیسا تجھے دم لے جا گھر کو پہنچ خیر سے اپنا خم وچم لے</p>

<p>اسے حسن کش آگے نہ مرے ہاتھ قلم لے دکھلاؤں وجود اسکو تو وہ راہ عدم لے شبناہ میں کرتا ہوں بھینے کے بے م لے مانع نہیں جانے کا ترے بوند تو تھم لے اس باغ سے کتنے ہی گئے داغ الم لے سب کچھ گئے لیکر نہ گئے سینہ سے غم لے صبح پاک لگنے کی چاہ ہے تو قسم لے</p>	<p>میں کھینچنے والا ہوں جفا عشق کی مانی کیا اب مٹی آگے مری تیغ کے ٹھہرے گلہ زنجبست ہے دل سوختہ میرا ٹھک ابر مزہ پر تو مری کر نظر سے بار اکداغ پہ لالہ کے تو کیا روتی ہے شبنم دین ددل داہمان و حواس خرد و ہوش درد کے کی ترے رات سب کھوئیں بے گامی</p>
<p>سودا جو کوئی مرد بین میدان سخن میں خاطر میں وہ لاتے ہیں کسی چپے کے سچلے</p>	
<p>تب سے سچ اشک کی زنجیر دامن گیر ہے پر خطا رخسار کی تحسیر دامن گیر ہے جرم عاشق ہو نہ تو تیرا دامن گیر ہے حسن جس بت کا ہے عالمگیر دامن گیر ہے شیخناہ ہر بت کی دان تصویر دامن گیر ہے آہ جسکے زین کا بچیر دامن گیر ہے گو تری فریاد بے تاثیر دامن گیر ہے تیری ہر تہذیب کے نقدیر دامن گیر ہے</p>	<p>جبے دل کی الفت بے پیر دامن گیر ہے کر چکا تھا سادہ رونی میں ہمیں آواز بار حسن و عشق ایسا نہیں جو ہمیں خلل نصا کو کیونکہ میں پہ پہنچوں خدا تک زلہا دیگا مراد دیر سے میرے نکلنا جوں حرم آسان نہیں کس طرح یہ مرغ دل فراق سے اس کے بندھے وادوہ لے دل کوئی معلوم گوش خلق ہے در گذرے بے خبر تو اپنی تدبیر اس کے</p>
<p>مخلصی سودا کی چھ حق کے کر مے ہو تو ہو در نہ یان ہر کام کی تفصیل دامن گیر ہے</p>	
<p>تجھ کو تو زہر خشاک ملا چشم تر مجھے واعظ نہیں ہے روز قیامت کے ڈر مجھے نے نفع پر نگاہ نہ سوچھے ضرر مجھے در پیش آگیا ہے کدھر کا سفر مجھے بھاتا ہے ناصح سخن مختصر مجھے ڈستی ہے سانپ سی یہ نیم سحر مجھے</p>	<p>پہ زارہ اعطائے ازل سے خبر مجھے کاٹی مسیبت شب ہجران میں بار مجھے بازار عشق میں غرض اس سر کو چپنا جوں شمع بانوں گاڑ کے جاتا ہوں کہاں رہتا ہے اندونوں دہن یار کا خیال، پہونچائے ہے رقیب تلک لئے زلف یار</p>

	سودا تو پیش چشم ترے ہے سدا بہار تجھ برگ گل سے کم نہیں لخت جگر مجھے	
گو کہ عدد وہن غور بد دل سے جگر کے جان کے منہ کی سی کی ریکھ کے لالی کے لپے بان کے خال کے خط کے زلف کے بالے کے ڈیرے کان کے تال کے سر کے ساز کے لے کے صدائے تان کے تیل کے گھی کے لون کے چمکے گھونکے دھان کے رتبہ کے دھن کے نام کے جاہ کے کڑی کے کٹان کے	مین تو ملو گناہا با تین یہ تینون جان کے شکل تری کے اے میان بندے میں کہتی آنکھ منہ سے نقابا ٹھٹھے ہی حلقہ گوش ہو گئے بندے ہوئے پیشش جہت ہم دل جانے مطربا آن شعرا میں ہم نہیں وہ جو طلب میں پھرتے ہیں خلق تمام جانے ہی ہم بھی سخوڑون میں ہیں	
	سودا کو تم سمجھتے تھے کہ نہ سلیگا یہ غزل آخر میں ایسے وہم برصدے میں اس گمان کے	
تیری تو نسبت میان بلبل سے گلے خوب کی لے لگیں ہیں آبرو دیہ گریہ یعقوب کی شرح سوز کبار دیکھے گرمے مکتوب کی پر تری ضد سے لئے ساتھ اپنے پھر فسود کی جیب میں اپنے شکیبا بی نہیں اوتب کی ہوتی ہے طالب کے آگے منزلت مطلوب کی	ہو فانی کیا کہوں دل ساتھ تجھ محبوب کی تجھ کو ان آنکھوں نے تجھ کو اس پیر سے کیا شمع کو آنے نہ دے یا اپنی خلوت میں کچھ مختص بہنے تو دی تھی دختر ز کو طلاق کب تک اس لیل کو ظالم صبر ہم دیتے ہیں چشم ہمت میں ہمارے قدر کیا دیتا رکھے	
	جو جفا میں تو نے معشوق کی سراپے سین عاشقی سودا کھن ہے کرنی اسل سلوب کی	
گر مرید اس دور میں ہیں ہم تو یہ جام کے بندے ہیں ان بختہ مغز و نیک خیال غم کے کہ نہیں سکتا دلا حالات میں انجام کے اسکی رزاقی ہی ہے در نہ سکے کام کے اسکے لگ جاتے ہی دن جاتے رہا آرام کے اہل دل گر مست رہتے ہیں تو ایسے جام کے ست جہین کے نگاہ ساقی گھلام کے	معتقد ہرگز نہیں ہیں کفر اور اسلام کے ہم سے دیوانہ کے عاقل در پے ترسب ہیں عشق کا آغاز تو چون توں گذر جاتا ہو لیک نے تلاش میں ہوئے اور نے دنیا کی فکر گذرے تھی آرام سے جب تک تھا دل مبتلا ساغر دل خون سے مالا مال رہتا ہے مرا ہو بہار انکی نگاہوں نہیں امی سودا چار فصل	

<p>لوچھے نہ کھوا شک وہ مغرور کسو کے تو کہہ کے ہیں سخت نہ بدنام ہوا صح شمت کہ دل نہ پائیں کیا پس کے سر ہوشم سے کیسا ہی جو نزدیک تو پھر کیا عاشق کہ تعدی ہے کوئی جرخ سے ایجاد پھر کاٹی ہے کیا دختر ز شیشہ میں گھین پلکوں کے ترے نیش کے مارے نہ کراہیں ڈھلکے جو چلی جاے ہے نرگس کی یہ گردن</p>	<p>بڑ جائیں اگر چشم میں نا سورا کسو کے یہ شیشہ دل ہاتھ سے ہو چور کسو کے مس پر بھی نہیں چشم میں منظور کسو کے جس روز پڑا دل سے کوئی دور کسو کے باز سے ہوئے ہیں دلچ یہ ستور کسو کے فہم نہ رہے گلہ میں ہو ستور کسو کے بلکے وہ بڑا کائے جو زبور کسو کے دیکھے ہیں مگر چشم وہ مخدور کسو کے</p>
--	--

سودا تو عبت رہتا ہے یاد اسکی میں عکین
 وہ ساتھ شب و روز ہے سرور کسو کے

<p>بے چین جو رکتی ہے تھیں چاہ کسو کی اس چشم کا غم جو کرے قتل دو عالم زلفونکی سیاہی میں کچھ اک ام تھے اپنے کیا مصرت بجا سے فلک کو ہر سو کار دنیا سے گزرا ہی عجب کچھ ہو کہ حسین</p>	<p>شاید کہ ہوئی کار گرا ب آہ کسو کی گوشے کو نگہ کے نہیں برداہ کسو کی شمت کی ہوئی رات وہ شخوہ کسو کی وہ شے لے کے سیکو جو ہر دلخواہ کسو کی کوئی نہ کھو روک سکے راہ کسو کی</p>
---	---

چھینے ہے غم عشق شکیبائی و آرام
 اسے دل یہ پڑی لٹتی ہو بنگاہ کسو کی

<p>کون کیا بات اس بے پیر دل کی نہایت چیز ہے دل کہ ہین گے ہوا کس پر یہ دیوانہ الہی یہ از آئینہ خانہ سے ہے منعم جو بپنا سہ تو بیچ اسکی انی سے پر پروانہ کا عند ہو قلم شمع شک دے ہاتھ سے شیشہ اگر ہو جفا سے تیرے اٹھ جاؤں میں لیکن</p>	<p>بہان کیے کہ ہے تقصیر دل کی شکایت میں جوان و پیر دل کی کہ موج اشک ہے زنجیر دل کی جو تجھے ہو سکے تمیز دل کی ہے بر بھی نالہ شکیبائی دل کی اگر حالت کروں تخریر دل کی کروں اس سے جو میں تقریر دل کی وفا ہوتی ہے دامگیر دل کی</p>
--	---

اطلا کر دے سخن مس کو زمان کے	بناوے گر کوئی اکسیر دل کی
لو ہو یہ کیا اکھونے سودا	یہی تھی کیا مگر تفتح دیر دل کی
صورت ہمیں اس مہر کی پہچان اگر آئے مجھ چشم سے اباشک نہیں آئیکا نا صبح میں منتظر اس دہم سے رہتا ہوں شبے روز پھر تا ہوں ترے واسطے میں در بدر لے یار گو یاد دل عاشق بھی ہے یہ فیل سیست کہہ لکے دکھ اپنا میں کیا مغز کو حلالی	ہر ذرہ میں کچھ اور بھی جھمکا نظر آئے آوے بھی غم دل سے تو تخت جگر آوے آیا جو نہ وہ شام ملک تا تحت آوے بچھے نہ ہو ایہ کہ کچھ میرے گھر آئے رکتا کہیں روکے سے کسو کے جدھر آئے اتنا نہ ہوا شے تری چشم بھر آوے
کوچے میں رقیب اسکے ترے اتھ سے سودا	ایسا نہیں دیکھا ہے کہ بار در گر آوے
لاکھ طوفان کجمان ہمو فلک دکھلاوے شعلہ طور ہو موسیٰ کو چست راغ مضطر جل رہا ہے ترے ہاتھ نئے گرنے کیوں بدر کیا جانے کو اس لیے سمجھا ہے شیخ چھوڑا فیون کو اگر ننگ پیے تو زار تیرے شوریدہ کو جسدن کہ زمین کو سوچا	کسی عاشق کے نہ آتسو کی فلک دکھلاوے عشق ذرہ گر آئے اپنی جھلک دکھلاوے شام سے داغ جگر صبح تک دکھلاوے کہ خدا نا مجھے سو نیکی ڈاک دکھلاوے ورہیں لہجہ کے تھے عرش تک دکھلاوے زلزلہ کو بھی خاواہ نہ لاک دکھلاوے
آب ہو جاتا ہے فلا دکا تر سودا	یا رخبر کو جو ٹاک اپنی پلک دکھلاوے
وہ غل ہے جسکا موجب تو ہی در نہ شور بہتیر رہے نت اٹھ کے کشت خون جگر غم عالم میں کیا شوریدہ سر عالم کو اس زلف پریشان نے سمجھتا کون ہو وہ ذکر واذکارے لب شیرین کرے جبات امی خوشوار عالم شور محشر کو وہ غوغا دیر و مسجدین جو صبح و شام رہتا ہو	قیامت خیر تیرا دہے در نہ شور بہتیر وہ شور انگریز تیری خوبے در نہ شور بہتیر یہ شور افرا اسی کی دوسے در نہ شور بہتیر کہ حسین تیری گنت دگر ہے در نہ شور بہتیر ہر اس غوغا سے تیری کو ہے در نہ شور بہتیر تیری ہی پھر یہ جیت لہو آوے در نہ شور بہتیر

جسے سکر کے سودا میں صوفی سست ہو جاوے وہ مخانے کی ہاؤ ہو ہے ورنہ شور بہت ہے	
نہ عند لب گرفتار کو قفس چھوڑے چمن میں کیسے چا دیوین دھوم جاکے ہی عبث لبث سے پلٹتا ہے دل کو ارساہ میں ایک آن میں دکھلاؤں یہ طلسم جہان	نہ تیرے دام کے مشتاق کو ہنس چھوڑے قفس سے ہر کو جو صیاد اس برس چھوڑے صنم کی زلف مرے دل کو کاشش اس چھوڑے جو قید تن سے فلک محکو کیفنس چھوڑے
یہ کیا ہمارے سودا نہ دیکھ میں جانوں تو خزان چمن میں اگر کوئی خار و خس چھوڑے	
یار بکھین سے گرمی بازار بھیج دے اپنی بساط میں تو ہی دل ہو میری جان دعویٰ جو بزرگمال کو آنکھوں نے ہو مری دیتے ہیں عقد حسن میں عاشق عروں جان	دل بچتیا ہوں کوئی خریدار بھیج دے لیتا نہیں تو کیا کروں ناچار بھیج دے ایسا کوئی تو ابر کسہر بار بھیج دے آتا نہیں تو آپ تو تلوار بھیج دے
سودا سے عکسار کا تھا دل یہ میں لیا اسکے عوض بھلا کوئی غنچہ ار بھیج دے	
جب کہ حتم حلق صنم تجھے جا لگی، پا مال غم ہوا ہے مراد ل نہ جائیے، بھڑکی ہے آگ لالہ سے گلشن میں باغبان فراو بستہ بن میں باندھے تھا نقش کو، اکافر ہوں گدا را وہ ہر تجھ سا تھا عشق کا، اگ چلنے کی طرح نہ تھی ہر اکے پیش ازین	کہتا نہیں ہے بات کوئی یاں خدائی ہا حقون سے کسکے پاؤں میں تیرے حنائی کوں دل بیلے کی باغ میں یہ بددعائی پر شب بندھا وہ نقش کہ جب سے لگی کی ایک نغمہ کہاں میں کہ گویا بلا لگی تو کو بھی اب زمانے کی پیارے ہر لگی
بھاڑے نہ کیونکہ سودا اگر بیان کو اپنے پار چہاں ترے گلے سے جو ہو کرتب الکی	
مری آنکھوں میں یار و اشک یہاں مچ مارے ہو رویا ہو ابرو دریا دل یہ کسکے حال پر یارو پھنسے میں بسکے دل یا دیو کے لاس میں لے پیارے	کہ جیسے ساغر سمین میں صہبا مچ مارے کہ یوں سر سبز ہو کر آج صحر مچ جائے ہے تو کو کھڑے پکارتا زلف چلیا مونج جائے ہے

تیری دریا دلی کا شور ہے لے مہربان جب ہے	ہمارے دل سے دریائے تناسوج کا ہے
عجبت تو سیر میں دریائے مست اوقات کھو سوتا	سرشک چشم کو تک دیکھ کیا کیا موج مارے ہو
ہیں کیا لطف ہو مخدیکنا د ان یار کا اپنے	جہان وعدہ اسے عالم سے ہو دیا رکا اپنے
ہمارا درد دل سکر نہ بولا بکھر جو وطن عالم	فخا طب کب بہن سمجھے ہے وہ گفتا رکا اپنے
برہن کفر کو اور شیخ سن اسلام تچ بیٹھے	جو نکتہ حل کروں ان پر کھو اسرار کا اپنے
کیا ہو دل لے سستنی فصالحاں یار سے ہلو	تصور دل میں نہ رہتا ہوا اس دل کا اپنے
تزل سے بھی ہم ہرگز ترقی میں نہ کم ہوتے	جو ہوتے کوہ سے پھر تو پھر سے صنم ہوتے
ہوا جو دیکھا کیا مرثوہ پر سور و لطف کا	خبر کن حال بد اپنے کی اسد کا شہم ہوتے
مجرم ہو میں تو کہہ دو مکافات سے لے	مخد میں خدائے دی ہے زبان بات کیلئے
وہ رات وصل دوست کی یارب نہ نصیب	پھر عمر بیٹھے رویے جس رات کیلئے
چاہو بد جو غیسر سے اغیار کیلئے	تو میں بھی یار کم نہیں دو چار کیلئے
ملو باتلے میں بیٹھ کے رو کو نگار زار زار	جنت میں تیرے سایہ دیوار کیلئے
اگر می اس تعالیٰ سے ہیما ت نہونے پائی	ہوں وہ پروانہ جسے رات نہونے پائی
جی کی جی ہی من رہی یار مرے بالین تک	پہونچا اسوقت کہ کچھ بات نہونے پائی
دل نہ دیگا وہ کسو کو تو رہے گا غیثہ	کہ مرے دل کی مکافات نہونے پائی
واجب القتل تو ہم تھے ہی براتی جلدی	یار تقصیر بھی اثبات نہونے پائی
گل و بلبل کی بھی خوب سے ہوں محرم اتنے	اس جن میں بسر اوقات نہونے پائی
لے کھسے جسے میں خادم کو کہ ہم جا ہو چکے	شیخ صاحب سے کراہت نہونے پائی
دل مرا ہے نہ کیا دیر نگہ نے اوس کی	ہے وہ مسجد کہ خرابات نہونے پائی
منتظر باب اجابت ہے ہے شب کو نہیں	بید باغی سے مناجات نہونے پائی
تیرے داسوخت سے خالی میں نہ بیا کوئی	شمع بھی شمع مری اپنا ہی رہنا کوئی

<p>سنگ ہر آئینہ دل کے لیے بے ردی سمجھیے نازِ حقیقت میں ہے وہ بر خوی لکھی قسمت کی کسو کے نہ کسو نے دھوی پشم دونوں میں تری شال ہماری لوی پر مرے دل سے تباہ کی نہ محبت کھوی طالب اسکا ہے تو ہر ایک کی کر دجوی گھر کی ہانڈی میں بجز اٹھ نہ دیکھی ڈوی</p>	<p>تا بقدر کسی سے برودت پیش آ حرکت جو ہے تباہ کی سوائے الفت دل پانی محسوس پہ رو رو کے نہ کر لے حاسا فخر بلبوس پر اپنے تو نہ کراے منعّم عمر ناصحے نصیحت میں گنوائی اپنی شیخ کعبہ میں خدا کو تو عبث ڈھونڈے ہو پیر کی پھونک مریدوں ہی کے لگتی ہو میر</p>
<p>کچھ بجز داغ نہ حاصل ہوا اسکو سودا ختم سے دل کے زمین عشق کی جن بوئی</p>	
<p>بہ یقین تو ہے مری جان بگمان ہو تو ہے اپنی نظردن میں تو ہے یا رہاں ہو تو ہے شعلہ طور کا جو کئے نشان ہو تو ہے جسکی خاطر وہ بغیر باد و فغان ہو تو ہے در دست اپنے کا جو اک دشمن جان ہو تو ہے حال میرے پہ جو اک خندہ زبان ہو تو ہے جسکے جون غنیمت زبان زیر زبان ہو تو ہے قاتل خلق جو بے تیغ و شان ہو تو ہے نگاہ نظردن سے نہاں گاہ عیان ہو تو ہے جتنی ہے خلق وہاں جسکا بیان ہو تو ہے</p>	<p>زور دل لکھو کو نہیں وہ کہان ہے تو ہے گو کہ ہے زیر فلک پر زتا شاعت الم حسن کو حق کی تجلی سے نہ خالی پایا عشق گل محض ہے تمت ہمیں طویل پر ہتھکڑی میں نے تو دیکھا نہ کہیں من و دوست کون رو یا نہ مجھے دیکھ ستم کشو نہیں تیرے وعدے کا مجھے کیونکہ ہوا کہ تیارا گو تو ہتھیار نہ باندھے پھرے پر شکل اجل ہوشان میں جو کوئی شکل ہے ہر آلود جب کسی نرم میں آتا ہے خلیقوں کا ذکر</p>
<p>ایک سودا سے دعا گو کے ہمیشہ حق میں پر ز دشنام کسی کا جو وہاں ہو تو ہے</p>	
<p>ہر سبک ہے کب جو خاطر کا کیسے بار ہے یان تو جون خورشید جو ہے ہر سبکی شارب یہ جو سبے کیسے ہے تو اس تار کا بشار ہے یہ دل اس گلشن میں جو ان خار سردیوار ہے</p>	<p>ناصر ہر چند یہ بندہ سبک اطوار ہے عارضی سامان حکمت کب ہمیں درکار ہو بستگی ہر چیز کی ہے دل سے بآئینس دل اٹکنے کا نہ دیکھا کوئی رنگ ہو باغبان</p>

<p>دل فرشتوں کے لیے نقد محبت چاہیے اس چین میں کہ جو ن طاووس لائی ہو ہوگا ضبط سوز دل سے ہر سینہ سارہ کا سا گنج</p>	<p>جنس کی قیمت کب انکی درہم و دنیا رہے ورنہ پر جھاڑیں جہان ہم دان گل گلزار ہے بسکہ یان ہر دم کرہ اک لہ آتش بار ہے</p>
<p>صاحب توفیر سودا کو نہ ہر سہ گز سمجھو ایک دہ رسو خراب کو چہ و بازار ہے</p>	
<p>مژدہ باداے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہو زعفرانی جب سے آسکا چہرہ گلزار ہو گل کو اپنے دیکھتا ہوں تبسّل گلزار ہو دادرس کا آہ و نالہ آسمان کے پار ہو اسکی نیزنگ فلک سے ہر پاک خونیلا ہو آئینہ خانہ کے طالع کی طرح بیدار ہو پیشکش اپنا گریبان کرنے میں ناچار ہو جیب کا بکھرا ہوا چھاتی پہ ہر اک تار ہو جاسے ہوا اس سمت دیوانہ جدھر کھڑا ہو کوئی کرتا ہے سماجت کوئی منت دار ہو سجدہ گاہ سنگ ہے یا بوسہ گاہ خار ہو ہائے اس کو چہ میں ہے توداے اس ناچار ہو لالہ و نسرت سے بڑ گودا من کھار ہو</p>	<p>جو طبیب اپنا تھا دل اسکا کسی پرزار ہے خندہ زن بین لبیل و پروانہ میری حال پر کیونکہ ہر سو سے چین و دُور نہ چون ابر ہار ہے درد اپنے کی کروں فریاد کسکے سامنے اشک کا قطرہ نہ تھا آنکھ سے جسکے روشناس کیا کہوں میں حال بخوابی کہ ظالم روزِ شب دیکھ کر جس مہروش کو صبر نہ کا کم ادا صبح یوں نکلتے ہی وہ گھر سے کہ چون خط شمع دل میں جانیکا جو صحر کی طرقت رکھتا ہر غم گرد و پیش افتان و خیزان لے کے خوش فراق رہا وہ قدم جنگوگ گل سجھی ہوئی تھی خلش ساکنان شہر جب یہ دیکھتے ہیں ماجرا کیا خوشی اس سے بین سودا لگائی ہو ہمارا</p>
<p>ہر سرخون جگر کا غنچہ گل کی طرح آکھادو ہر کھولی کراک پیالہ ادھر تیار ہے</p>	
<p>گلزار کی خسرابی کے در پہے ہمار ہے سو بھوٹے ورنہ تجھے یہ دل غنچہ دار ہے یان زلف و خال و خط سے ہوش کیا رہے پیارے نظر گزر کو دعاے حصا یہ ہے حشرات کی طرح زمین کا بخار ہے</p>	<p>ہر لحظہ اب بہ نشو و نما خط یا رہے جون تون سمیٹ کر میں گرہ دے لکھا ہوا ہے ایر ہارہ چین حسن سے پر ہے آغاز خط نہیں ہے یہ تیری لکھی ہوئی ناصرح تو آدمی ہو تو مانوں میں تیری بات</p>

<p>اسوقت بھی ملو تو دمون کا شمار ہے پرستہ تیرے تارنگہ سے شکا ہے راہ خدا میں شیخ گرھے پر سوار ہے</p>	<p>طاقت کہاں ہو اب کہ کنون بعد کیے میں دن اگر پنج اسکو خواہ رہا کہ مرغ دل ذلت نصیب کو سے تہاں میں اگر دین میں</p>
<p>سودا چرے سے خون تری آنکھوں سے لکے آج مڑگان کے پنجہ سے ترے دل کو فشار ہے</p>	
<p>خار ہوں خشک میں ای برق نگاہے گاہے اشک میں گر نہ اثر ہو تو آب ہے گاہے داسن شعلہ میں لیتا ہوں پناہے گاہے ہوئے دیکھا نہ کسی کا گلابے گاہے دیکھ لیتے ہیں کسی سر راہے گاہے کسی گلشن میں بیک برگ گیاہے گاہے پھرتے غارت نہ میں دیکھی زیاہے گاہے سرفرازی بچاں جز پر کاہے گاہے اور بدتر ز گنہ عذر گناہے گاہے اُسکے آگے کسی تقریب سے گاہے گاہے</p>	<p>نہیں جو نکل طلب ابر سیاہے گاہے شمع سان دور ز تاثیر ہوں گریبان آخر شق خو سے تیرے نہیں باتا جو کہیں جلا کر خون اُس شوخ پہ اثبات ہمیشہ فاضلی تو ہم ملنے سے خرابان کے تو کی ہو لیکن باغبان کا نہ کیا حق نے ہمیں شرمستہ جنس دل کی نہ پھرے ترک سے ان آنکھوں کے فیض ہے عشق کو ہم سے کہ نہوا تش کی اپنی اک ان نہیں جرم سے خالی نہ بات برے سے شکے جو آتا ہے مرا کچھ مذکور</p>
<p>دہی سودا ہے نہ کو چے میں ہمارے جو شخص نظر آجائے ہے با حال تباہے گاہے</p>	
<p>لیکن شفا کو گردش تقدیر شرط ہے دیوانے کے علاج کو زنجیر شرط ہے پتھر کے نرم کرنے کو تاخیر شرط ہے مس کے طلا بنانے کو اکسیر شرط ہے کچھ عاشقوں کے قتل کو شمشیر شرط ہے ہر گھر کی دیر بانی کو قمیص شرط ہے تغزیر کے تو واسطے تقصیر شرط ہے ماتم سر میں صورت دلگیر شرط ہے</p>	<p>بچھ عشق کے مریض کی تدبیر شرط ہے سودا سے دل کو ذلت گرہ گیر شرط ہے نالے تو میں بہت کیے اس بت کے سکنے ہو خاک راہ عشق میں تا قدر ہو تری کافی ہے اک اشارہ ابرو ترا ہمیں دل کی شکست و ریخت کی میرے تو لے خبر کرتا ہے کس گنہ پر عقوبت ہمیں تو یار سودا میں ہیں جن میں ہیں جن نچر دل گرفت</p>

<p>مجھے تجھ زلفت کے سنبل سمجھنے میں تامل ہے عبور اس بحرِ بے پایان کے کر نہیں تردد کیا کسو کی گوشِ فہم اسے یاد نہوا ہی نہیں درنہ بکیفیت ہیں ساتی جلوہ اسے برق چشم کے ان بنایا اصلِ قدرت نے تجھ کو رشکِ گلہ ستم زرخدانِ سیبِ گلشن جس قامت سر دیا بڑھا</p>	<p>اکہ قاتلِ ہر سے کالے کی بھی اک یہ سنبل ہے گزار عمر کی خاطر قد خم سپر کا بل ہے خوشی میں ہماری شور ہے فریاد تو غل ہے خروشِ ابر سے دساز کیا آواز قلقل ہے دہن سے غیاپہ کھین گس شہلاہن رخ گل ہے یہ لبِ نیلہ فری ہو خالِ کامل شکل سنبل ہے</p>
<p>چمن میں پیچھے کرنے سے کیا ہے کام سودا کو گرے گلِ نقشِ پائے دوست جبرِ جانِ پائے بل ہے</p>	
<p>صورت میں من کہتا نہیں ایسا کوئی کہے یوسف تجھے کہ پیٹھے زلیخا تو کہوں کیا کیا چیز ہے وہ دل جسے کہتے ہیں آہی تجھ بن مری نظروں میں یہ تار یک ہو عالم یعقوب ترے عہد میں یوسف کو جو روتا اک طرزِ ہولٹ جانیکے دل کی تو کہوں نہیں توڑا جو مرا شیشہ دلِ ہنس کے یہ بولا رشتہ نام تو دینے کی قسم کھائے ہے لیکن</p>	<p>اک شمع ہے کہ وہ قہر ہے آفتِ ہر غضب ہے عاشق وہ ہوئی دان کہ جہاں جاے ادب ہے اک قطرہ خون سینے میں آفاتِ طلب ہے ہر روز مری آنکھوں میں ساؤنہی شمع ہے کہتا میں کہ یہ فہمِ ہمیشہ سے عجب ہے ہے جو حرکتِ جان کے غارت کا سبب ہے مت کر دھ کہ پرازشیشہ گرانِ شہرِ حلب ہے جب دیکھے ہے وہ مجھ کو تو اک جنبش ہے</p>
<p>کہتے ہیں جسے عشق سودہ چیز ہے سودا جون ذاتِ خدا جسکی حسبت نہ نسبت ہے</p>	
<p>دل ہو تو نالہ کر سکے تا شیشہ سناگے ٹٹا نہیں لکھا جو نصیبوں کا ظاہر ہے دون ان لبوں کو عملِ سو نسبت میں کبھو حسنِ تہان کو ہے دلِ خارا نالک جگہ بیٹھا ہے اعتکاف میں کس بوجھ بھالے پتھر اُسے چھٹے ہے کوئی ہم سے یہ گلی اب نسبت اُن سے خانہ کول کو نہ دون کبھو</p>	<p>اس سینہ میں معات ہو نقص سناگے وہ شے کہ جبیر کرتے ہیں تحریر سناگے آگے انھوں کے کچھ کر دتھر سناگے شیرین کی جس پہ کھودی ہو تصویر سناگے اسے شمع کے مرید تراپ سناگے کب عاشقوں کے رخ کی تدبیر سناگے دیر و حرم کی دیکھ نے نصیر سناگے</p>

	<p>نکو کر لگے ہے در سے ترے جائے کس طرح سودا کے پانون واسطے زنجیر سنگ ہے</p>	
<p>دست جهان کی دیکھی تو یک تل زمین ہو دیکھا تو ملک حسن کے قابل زمین ہو ظالم الم کی تیغ سے گھائل زمین ہو ہو چشم آسب ار تو اک دل زمین ہو دیکھا میں جس جگہ تو وہاں گل زمین ہو یان زندگی و مرگ کا حاصل زمین ہو یار و لشکر سنگدان سل زمین ہو جیسے خسوف ماہ کے اٹل زمین ہو تو اس غزل کی ناپختگی مشکل زمین ہو اسکے لیے قصیدہ کی قابل زمین ہو</p>	<p>کچھ یہ بھی پیش دشت کا بل زمین ہے جیتا پھرانہ جائے کوئی شہر عشق کا مقتول کی تو اپنے لحد کو لحد خزان بوئے کو ختم عشق جہانین زمین نہیں دوری میں سر پہ خاک نہ کی ختم ترے ہاتھ کیونکہ نہ لک لاری میں باہم ہوشت و خون شیشہ دیون کو اپنے نہ دان جائے ٹپکیو یون باز اخذ نور سے ہکو رکھے جو جسم اگر ہو نہ دست منکر میں فہم رسا جریب اگہ جو قافیہ سے نہ واقف روایت سے</p>	
	<p>ست دیکھ خاکساری سودا بچشم کم اگر آسمان ہے تو تو مقابل زمین ہو</p>	
<p>شعلہ زبان دراز مری چشم زمین ہو عالم تو سب طرح کا ہماری نظریں ہو عیب اس زمانہ میں جو کہ سو بہترین ہو کب تب میری ہو جو کا اشکی نظریں ہو یہ جو صلہ بزم سیر فلک کس بشترین ہو تاخیر صد ترانہ اک آہ حسرت میں ہو مصرع مری زبان کا بھی سلک گزین ہو نستمت جهان تہاں مری خون جگر میں ہو شیون ہے کی طرح سے ہر ایک گھر میں ہو جھکا ہزار رنگ اک مشت زمین ہو</p>	<p>آتش جو عشق کی ہے سو نور بصر میں ہو آئے نہیں نظریں کسو کے جو ہم تو کیا ہے اب جہان میں بد گہری کس نہر سے کم ہاجی کا جو سخن ہے مرے حق میں ہو وہ بیج بھٹھے کی پرورش میں رہے کون بچھو ہوا نصرت نہیں ہو اپنے تئیں در نہ عند لب دندان شال درہن دہن میں جو یار کے خوان فلک ہو نعمت الوان سے پر تو ہو شمسیر چون ہلال محرم ہے اسکے ہاتھ جون غنیمت ہو گرہ میں تو کراس چین کی سیر</p>	
<p>قاضی بھی فتویٰ دی کہ خیر اسکے شر میں ہو</p>	<p>سودا کی بخوری سے ہو تو بہ پذیر خلق</p>	

<p>مجھ عشق سے سودا کا انکار نظر میں ہے خاطر میں قیامت کو کیا لائینگے وہ جنکے مستوجب آمرزش ہیں وہ رجناب حق آنسے جو میں نابینا وعدہ ہے قیامت کا منت پوچھ کہ کس شے پر نے قرض ہیں بند ہے کوچہ ہستی میں سوطح کا الجھیسٹرا سینہ سے کھینچے کیونکر عاشق کے خدا ک عشق کہتا تھا نہ پھنس اسے اسی شتم میں مجھ سے</p>	<p>دیوانہ بکار خود ہشیار نظر میں ہے جلوہ ترے قامت کا اسے یا نظر میں ہے جنکے بھان اپنا کردار نظر میں ہے مینا کی ہر یک پل دیدار نظر میں ہے اک شیخ توبہ کی دستار نظر میں ہے اک راہ عدم یار وہے خار نظر میں ہے جز داغ کین اسکا سوخا نظر میں ہے اس تار کا کب تیرے بتار نظر میں ہے</p>
<p>پوچھا میں عیادت کو چلتا ہے تو سودا کی بولا کہ ہماری وہ بیمار نظر میں ہے</p>	
<p>ہم آج ایک صنم میں غرور دیکھا ہے قسم کے جلسید نکو کہ تیر سی آمد میں کرشمہ پر مغان کا ہے یہ کہ بردر دیر کشدہ باپ کا بیٹا ہے باپ بیٹے کا نظر تو شیخ کو رہتی ہے من دسلو اپر جو پوست تخت پہ ہے خوش گداز شاہ ہونکا نہیں نظر میں ترے دست کرم واعظ کتابی چہرے کے بلا کو حسن معنی میں</p>	<p>ظہیر کبر خدا کا ظہور دیکھا ہے کسی نے بھی برج شمع نور دیکھا ہے نشہ میں آج میں زاہد کو چور دیکھا ہے یہ تیرے عہد میں ظالم فتور دیکھا ہے پراپنا رزق بچشم منور دیکھا ہے سریر پر نہ کبھو ہم کس در دیکھا ہے مگر ہمارا ہی فسق و فجور دیکھا ہے کتاب فقہ سوابے شعور دیکھا ہے</p>
<p>کرے ہے تو بہ جو واعظ کی ہرزہ گوئی پر مگر بہار کو سودا نے دور دیکھا ہے</p>	
<p>کس سے جا احکا ہے دل میرا عجب یوانہ ہے وسعت دنیا میں اتنا تنگ یہ کا شانہ ہی عکس رو اپنے پہ کچھ آپ ہی نہیں ہفتون شیخ کسی زلفونکے تصور میں ہوں یا رہنے زو شب مزج امید عاشق ہے تو ہی حاصل مگر</p>	<p>شور و شہر ایک جہلی شوخی حسانہ ہے پر تو مہتاب وان موتی کا جسکے دانہ ہے جو ہر آئینہ تک اس شمع کا پر دانہ ہے دیدہ تو آئینہ مژگان کی چھپکت شانہ ہے اپنی خاکستر میں جو کچھ لوہے خرمن دانہ ہے</p>

<p>برق سے پوچھو تڑپ سے اسکی جو سہی نہ ہے در نہ دونوں کے لیے ہم کبہ ہم تجا نہ ہے آشنا اس سے ہے وہ جو آپ بچا نہ ہے جب تملک لے یار خالی عمر کا پیمانہ ہے نہ فلک وان اک غبار دامن دیرا نہ ہے بخت خواب آلودہ اپنے کیلئے افسانہ ہے</p>	<p>پتھر لاری دلی اپنے ہمسے کیا ہو دے بیان قدر سمجھ وسعت دل کی نہ شیخ و برہن سادولی ہو در میان لاف آشنائی کا غلط نشہ کو ہرگز حقیقت کے نہ پہنچا کوئی تا گر بیان کہنے ہو پہنچے جس جگہ دست خون کیا کہوں بیداری طالع کہ ہر یک شے عا</p>
<p>اپنی لیلی کا وہ کچھ محبوب سار سوا کن نہیں راز دار عشق سودا زور سے ہرستانہ ہے</p>	
<p>پڑا ہمت کی دونوں سے نرالی ہے سمجھو تے کو چھ آگے ایک بات بنالی ہے صورت تو نہ میں سمجھا گوری ہے کہ کالی ہے کالی بھی جو وہ دیوین تو شعر جیالی ہے جنگل سے بلا کے مین اک جان بجالی ہے یہ بھی ہے عجب ہلا کہ کیا وہ ڈفالی ہے اور اوزبان مت کر یہ جسم جلالی ہے بولاک کی سعادت ہے پردہ ابھی بالی ہے</p>	<p>یان صورت و سیرت سے بہت کہ نسا خالی ہو جلوہ تو خدا الی کا دیکھا ہے بتوں ہی میں اک نگ کے جلوہ نے کھینچا ہو مرے دل کو خوبون کے تئیں رتبہ کیا حسن نے بخشا ہے دل کو تو کیا ٹکڑے اس زلف کے طرہ نے عالم میں ترے منہ کو سب بدرسا کہتے ہیں تقلید تمہاری سے نام اسکا قریب اپنے جب پر مغان سے مین جادو خزر زبانی</p>
<p>تعریف سرا پاک سودا سے نری ہو دے اک وصف مین ابرو کے دیران ہلالی ہو</p>	
<p>اس یار نے اب مجھے یہ چل نکالی ہے تو رسی سے چڑھا صورت کچھ اور بنالی ہے مجد پردہ کنا یہ ہے نوکر پہ جو گالی ہے اٹھائیں یہ کہکرتبائیں مرغ کی پالی ہے جادو گے تو یہ مجلس پھر لطف سے خالی ہے سر پر سے بلا اپنی جون تو کن کین تالی ہے وان جاسک خوشی آنا یہ خام خیالی ہے</p>	<p>ترغیب نہ کر مجھ کو دان چلنے کی لے سودا دار دین ہوا اسکے کل گھر مین تو یہ دیکھا ہر بات پہ ہے میری اور وٹے اٹھ چٹاک غیر اسکے اشاریے جب کرنے لگے نوکین ایک اکین سے یوں بولا کیون جاتے ہو تم بیٹو اس شیخ نے یہ سن کر بولا کہ خدا سے ڈرو پس غور کر اسے نادان جس گھر میں تیرے</p>

<p>ہم سے لالچ پہ ارادہ کچھ اگر اسکا ہے آگے کیا چیز ہی جسکو تباؤن ہیہات جان تک چاہے اگر وہ تو ہے بندہ حاضر کیا مزاج اُسکے تباؤن کہ عجب آتش ہو جس سے اُسکے ہوان ددو نوین بن بات کا کیا ہے تجھ حسن کو تیرے نگہ دب سے خطر میرا خانہ آفت ہو جسے کہتے ہیں دل مین نہ کہتا تھا دلا اُس سے نہ لگ جلتا تو ہر کسی کا نہ پڑے کو پیے مین ایسے کہ شہرہ پایا ہے زہن تندی خونے کی چشم پر آب سے سودا کے نہ پکا کھوشک اُس سے اب فائدہ کیا ہے کہ زبانی تیری</p>	<p>گھر میں جو کچھ سے سیمت پائی یہ گھر اسکا ہے نہیں معلوم جو منظور لطف اسکا ہے دل سودا کے جو کوئی تو جب گرا اسکا ہے شعلہ طور بھی شائد کہ شرار اسکا ہے شمس پچشم نہ اسکا نہ قمر اسکا ہے داغ اس دل پہ جو ہے سینہ سپر اسکا ہے حلقہ جس چشم کا دیکھا مین وہ در اسکا ہے بات جو سودا کی ملنے نہ ضرر اسکا ہے جو دم تیغ نہ چلتا ہو گدرا اسکا ہے ہقدر دل مین خلائق کے خطر اسکا ہے صورت آئینہ کچھ دیدہ ترا اسکا ہے شام اسکا ہے گلا شکوہ سحر اسکا ہے</p>
<p>حال جواب ہے یہ تیرا نہیں اسکی تقصیر تخم بویا تھا جو تو نے یہ شمشیر اسکا ہے</p>	
<p>افکرین حیرت کے دل وصل کا دن کھوتا ہے باک میب نہ کسی دوست نے کی چہرے کو گشت خون آج ان آنکھوں پہ جوتے دیکھا عشق شبنم ہے سلم بگل اسے مرغ چمن دائے اشک سوا کچھ نہیں اس سر جہل زیست چاہے تو بخار دبر داس نو خط کے داغ کپڑے پہ لگا ہو تو دھولاؤن یارو جائے کم ظرف کے دروازے پہ چلے سودا</p>	<p>یان حرم ہی مین نور روز سدا ہوتا ہے دیدہ ہے دشمن جان پر مر امجد دھوتا ہے فتنہ سایہ تلے مرزا گان کے مگر سوتا ہے در نہ راتون کو عبت کوئی بھی یون روتا ہے عشق کا کھیت بہت ہنسنے بڑا جوتا ہے طوطی خطا نہیں بندوق کا وہ توتا ہے داغ عشاق کے دل کا بھی کوئی دھوتا ہے حرمت اپنی ذہ گدا کی کی عبت کھوتا ہے</p>
<p>کیا تنک لپی کی بہت سے پڑے کی پوری کاسہ لبریز کبیرا اُس سے بھی کم ہوتا ہے</p>	
<p>ٹکے چوٹ سے گھر کی بیاری جو پٹ کے انجل ٹھکانے ہا</p>	<p>سمٹ کے گھٹ سے تری دریں کونین مین جبرانک رہا ہے</p>

اگر نے تیرے برہ کے جبے مجلس پایہ کلیجہ امیر
چھوڑی چھاتی سے پار بھی ہوئی اور زمین نہ سوراہن
مجھے پسینا جو تیرے کچھ پر دکھائی دے ہو تو سوچتا ہوں
لموڑی یوں لے نہ اس کی بوند لگ سے پھولوں کی پیکر ہے
کہ میں لگ چلتے ساتھ دیتا ہوں سطر حکا کٹر ہے یا پی
کھو لکھے نہ آتے جاتے جو مٹھا لک اسے نکالوں
کوئی جو مجھے یہ پوچھتا ہو کہ کیوں تو روتا ہو کہ تو جسے
گنتی ہو کیسا ہی دھیان جسکا ترخو گنٹے لگا ہو پیارے
جرات ملنے کی ہو اسکا تپا تادو مجھے سرسبز

جو بیٹے سودا سے جا کے پوچھا تجھ کو کچھ اپنے حسن کی شہد ہو
یہ روکے مجھ سے کہا کسی کے لٹک میں لٹک کے لٹک رہا ہو

جو ہر کو جو ہری اور صراف زر کو پرکھے
وہ شخص بار خاطر ہرگز نہو سیکا
جو ہر نہو سے جہین جو ہر شناس کہ ہے
در سخن کے خواہان وہ یار میں جہانین
خاطر میں وہ نہ لاوے رگہاے برشیان
سچ ہے کہ چشم عاشق معشوق کا ہے معدن

در سخن کو اپنے پرکھائے آدمی سے
ہرگز نہ کہے تو سودا ہر جانور کو پرکھے

دلا تو یار کو شہساز و شعر لگا کہنے
سنا ہے مرغ چین کا تو نالہ اے ساقی
بھرا جو بزم میں یاروں نے ساغر عیش
بیاض اسلے تو کیسہ جو ہری کا ہے
کہے تھا ریختہ کہنے کو عیب نادان بھی
صفا کلام کی میسر ہے شکل آئینہ

وہ شعلہ طور کا ہے تو شر لگا کہنے
بہار آتی ہے لب لب خب لگا کہنے
تو اسکو اہل نظر چشم تر لگا کہنے
سخن کو جسکے سخن دان گہر لگا کہنے
سو یوں کہا میں کہ دانا ہر لگا کہنے
برے نے اسکو برا دیکھ کر لگا کہنے

کوئی سخن کو مرے بد اگر لگا کہنے، جہان میں جب سے کہین شعر لگا کہنے،	مجھے تو بحث کا ہرگز نہیں کسی سے دماغ بسان مہر یہ روشن ہے سارے عالم پر
ہزار طرح کا پڑا مرے تین سن سن ہر ایک شاخ پہ ملبس لگا کہنے	
سخن بھی سن لے تو رنگین تر ازین مجھے کہ میں سخن سے ہوں مشہور اور سخن مجھے عروس معنی کا ہو ٹھیک بہرین مجھے چھوٹے نہ تیشہ کو بن پوچھے کو کہن مجھے کروں حرم میں تو ہو شج بہرین مجھے کہ چھار ہائے زمانے کا چو کہن مجھے اگر چھٹے ہے تو چھوٹے مرا بدن مجھے پنہ خاطر دہا ہوا یہ فن مجھے	نہیں ہو بحث کا طوطی ترادہن مجھے سخن مرا ہی مقابل مئے سخن کے ہے مری زبان ہے ملک سخن میں اک خیاط سخن تراش میں وہ ہوں بنگالہ زمین بتول ہو یہ سخن کو مرے کہ وصف کشت سخن کے فیض سے اتنا ہوا ہوں پہنادر سخن زبان کا مرے کب چھٹے زبا ہوں سخن کو ریت تھے کے کون پوچھے تھا سودا
کب اسکو گوش کرے تھا جہان میں اک کمال یہ سنگریزہ ہوا ہے در عدن مجھے	
سے آزاد ہوئے دل کی گرفتاری سے خواب آدر ہو سحر رات کی بیداری سے مجھے گذرے سو میری ہی وفاداری سے جو ب سی چیر تو ہوتی ہے دو نیم آری سے جو کر کرنے سے ہو کر تو میان باری سے تو بہ صد قوم نے کی ہو مری میخواری سے کام اپنا تو ہوا جاے ہے بیکاری سے طالب اپنا میں ہوا تیری طلب گاری سے	ہم بہن دارستہ محبت کی مدد گاری سے سبب غفلت پیری ہو فقط عیش شباب شکوہ ہے جو رو جفا کا ترے کس کافر کو قطع الفت نہ کرے کب عمل ناہموار ایک میں ہی نہ تھا لاہون جہان میں عاشق مے پرستی ہے مری باعث آمرزش خلن کام دل جب تین تجھے ہو ہمت راجا میل تجھ طلب میں یہ کھو آپ کو مینے کہ ندان
ہو چکے کر شہر تباہ میں تو پرے اے سودا رہو بازار محبت کی حسرت بیداری سے	
ریش و برت و ابرو سب کو صفا بتائی	خو شیردہ مہ نے پیارے تجھ پر بہ بینواری

<p>سر کی خبر نہ تن کو تن کی نہ سر نے پائی بت اپنے کے مقابل صورت نہ دے دکھائی کو چے سے شیخ اسکے گزرا تو دیکھتے ہی اسلام و کفر کی یان کس کو ہے پاس خاطر منت تو لاکھ گجے پر جو عز و در ان ہے مانا خن ہلال معبد گھستے دیکھا آنکھوں میں تم ہمارے جب تک تھلے تھا بدبر نہ ہو شکو اس پر حاکم و نین تیرا کرتا ہوں جا فحشانی کیا کیا رقیب برین تھی سرد مہری اسکی آب حیات دل کو گردش سے بخت کی دین ہجنا نہ پار سے ہوں رکھوں قدم نہ اسکے کو چے میں گو کہ کچھ ہو بندے کے حال کی تو ناصح کو کب خبر تھی منت سماجت الحاح سب کچھ کیے پر پستی اب طشت دینے لیکر جاتا ہوں پاس اسکے وقت اخیر سودا بالین پہ اسکے رورو مرضی اگر ہو تیری جا اسکو ہم لے آدین</p>	<p>اے تیج عشق تیری اشد سے صفائی ہواک طرف اگر وہ ادراک طرف خدائی جز سجدہ کرے تے اسکو کچھ اور بن نہ آئی رندی تو کی حسرت میں جادیر بار سائی منت غریب اسکے عہد کیسے کب برائی تیوری کی گاتھ اسکے کھلتے نظر نہ آئی رونے نے مبدم کی وہ بات ہوڈ بانی کچھ اپنے تئیں اسی میں مطلب کی بت پائی لیکن نہیں ہے اسکو کچھ پاس آشنائی جھوٹے تپاک نے تو کچھ لگ سی لگائی جون وصل پہ ہجر کو ہے گھر بار کی جدائی محکو تو ان نے اپنے سر کی قسم دلائی پھر سوتی بھڑیہ کتنے میرے لیے جگائی یار و کی طرح سے اسید بر نہ آئی اک بار گئی ہے یہ بخت آزمائی بیٹھا ہوا کسے تھا ہر دوست یا بھائی دوری نے جسکے تیری صورت یہ کچھ بانی</p>
---	---

سکر یہ بات بولا اتنا ہی آہ بھس کر
 ہے نزع میں اذیت بیمار کو دوائی

<p>تری آنکھوں نے کس نے چمن میں یار ایسی کی تری دوری بہار باغ جو کچھ مجھے کرتی ہے لظہر دیکھ جانیں نتھا افشائے راز دل وفا اگلی کا شا کر ہوں جفا کا ابی شکوہ کیا جو دیکھے زام اسکو دے در سچا نہ پر دھونی جدائی سے مجھے اے دوست غور کر جدا کرنا</p>	<p>کلب بچے نہیں آئے نظر بہار ایسی کی غزان نے کس چمن میں باگل و گلزار ایسی کی مجھے کرمش کس آسان کو تین دشوار ایسی کی بہت روزوں جو دوسری کی دن و چار ایسی کی مخان نے دست رزاس برس تیار ایسی کی کسی دشمن سے دشمن نہیں ملے بار ایسی کی</p>
--	---

گنہ میرا نہیں جو تیرے دلخواہ نے کی مینے کبھی طرح ملاقات اس سے غیر ورنہ کبھی ملنے پر	نہ دیکھا جب میں کچھ چار تو بھڑا چار ایسی کی گوارا جو نہ تھی دل پر سو وہ ہموار ایسی کی
بیک نقد محبت جس دل کبھی نہیں سودا تبان نے داغ دے دی کر خراب خواہی کی	
جذبی جذبی بہان آن بان ہے سبکی سمجھ نہ دوستی میں زندگی خضر کا طول زبان وہی ہو کہلنے میں جسکے ہو کچھ نہیں ستلے دین سے میں اپنی ہوں اسلئے بیفکر جواز پوچھو تو دل لے ہو چھین ہر اک سے آل مردم ماضی و حال و استقبال	یہ مشت خاک میں جا کر ندان ہے سبکی کہ عمر دوستی تا امتحان ہے سب کی وگر نہ یوں حرکت میں زبان ہو سب کی کہ ذات حق جو ہے وہ پاسان ہو سبکی اد اجد کچھ تو خواہان حسان ہو سبکی سنا تو ایک سی کچھ داستان ہو سب کی
نہ دیر روز و زوہو بچنے کا شکوہ کر سودا تنور ایک فلک جس میں نان ہو سبکی	
مگر وہ دیکھ کو آیا تھا باغ میں گل کے عدو ہی ہو سبب زندگی جو حق چاہے چمن کھلین ہیں پونج بادہ لیکے لے ماتی نہیں ہے جاے ترنم یہ بوستان کہ نہیں	کہہ لو کچھ اور میں پانی دماغ میں گل کے نیشم صبح ہے زرخیز چراغ میں گل کے گرفتہ دل مجھے مت کر ایام میں گل کے سوائے خون جگر مے ایام میں گل کے
علی کا نقش قدم ڈھونڈتے ہو یوں سودا پھر ہے بار سحر جون سرخ میں گل کے	
عارض یہ حسن خط سے دیک کیا ہو نور کی طوفان طرازی مژدہ عاشقان نہ پوچھ پاساب ہمارے نکست گل کو نہ لائیم میں نخت تبان کو دلا تجھ سے کیا کہوں تیری گلی کے بچ جو خواب عدم میں ہیں سحرانے ازل کے فراموش کی مسگر محرم فقط تسلی کے دینے سے کیا حصول	یہ دودل رہا ہے تسلی سے طور کی کچھ اکبر وہی ہے نہ چشم تنور کی دل سے ہوس جن کی سیرون گئے دور کی فرعون کھائے تھا نسیم اُنکے عسکر کی آنکھو طنین پیشہ ہے آواز صویر کی جاگہ پنائی خانہ دل میں سحرور کی کر فکر ہو سکے تو دل نا صبور کی

<p>تو بہ چین میں بادہ سے کن نے کی صبا کمرست پھر خوشاہ گداے ضعیف کو سرمدی کو نزد شیخ زمستان میں دخل کیا</p>	<p>غنیچہ کے تین ہر ایک صراحی جو چور کی فان قدر ایک سی ہو سلیمان دھور کی گرمی ہے ایک ریش میں دان سوہو کی</p>
<p>سودا کو عاشقی سے رکھا چاہتا ہے باز ناصر نصیحت اپنی سے خورلی شعور کی</p>	
<p>بولو نہ بول شیخ جی ہم سے کرمے کرے کیا میکہ میں آن کے جوئے کا غلبہ قامت نے تیرے باغ میں جا خط بندگی لگ جا لگے سے اب تو مرے یار کیا ہوا کیا قدر دل تہاں کو چھون کے گلے کے بچ از بسکہ تنگنا ہے لذر گاہ آخرت دندان دہن میں وقت تبسم نہ دیکھے ہم بوسہ نہیں تو گالی ہے گالی نہیں تو مار</p>	<p>یاں جٹ کیے ہیں اس سے عمامہ بڑا کرے پیوٹنگلے اسکی خند سے تو اب ہم کھڑے کھڑے لکھو الیا ہے سر چین سے کھڑے کھڑے دور روز دوستی میں جو باہم لڑے لڑے دل خاک ہو گئے ہیں کروڑوں پٹے پٹے جاستے ہیں سطر جواڑے چھٹے چھٹے سوئی سے کچھ نہیں نظر آئے جڑے جڑے عاشق نہیں ہیں مندر چرخیں پڑاڑے</p>
<p>سودا کے ہوتے دامت و مجنون کا ذکر کیا علامت اٹھا ہے ہے مردے لڑے لڑے</p>	
<p>دیہان میں رموز قلندر ری جانے غلام اسکی میں ہمت کا ہون کہ جو اپنے فہیم ہے وہی آفاق میں ترا جویا نہ بچ کر مرے یا خواجہ شکر پرورد جو خارا راہ طلب میں ہوا ہوا منگیگر پڑا ہے پاسے ایسا ایسے کے دل کیخوادان تہاں کی دید سو اکب ہے عجبو بیانی ہنگامہ لطف تری جن نے پھرتے دیکھی ہو زبان دہن میں تو غنیچے کے بھی ہو گیا لازم در سخن کو تو خواہ جس معنی پاسے</p>	<p>بھبھوت تن پہ جو لبوس قیصری جانے جگر کے خون کو جوان تو نگر می جانے کہ حسین پاسے نکھے اس کچھ بری جانے کہ کچھ سوانہ کوئی بندہ پروردی جانے غیر اسکو بہ از خضر رہ بری جانے وفا کی راہ نہ رسم ستمگری جانے وگر نہ دیکھے تو جس زشت کو بری جانے وہ باز گشتی اسی تیسر کی سری جانے کہ جسکے منہ میں زبان ہو سخنوری جانے وگر نہ کیسی ہی کوئی شناور ی جانے</p>

<p>اچھے جو جس کدہ زاہد تو دون بچھے وہ جام جہان میں قصہ یوسف ہے آئینہ کہ سپہ نہ معجزہ نہ کرامت لگے نہ کشف اسکو سخنور اب یہ ہیں جسطرح آب کو کوئی گدا دل لئے کیا ہے مرا طمانی رنگ ہے سادہ لوحی یہ اس دل کے گئے حیران ترا مثال رہ دین سے دور ہے لے شیخ تباہ سے نفع کوئی کیا ہے جس دل کو بچ کسی گدا لئے سنا ہے یہ ایک سے کہا امور ملک میں ادل ہے شہ کو یہ لازم مقام عدل یہ جہدم سر پر آرا ہو وہی پورے مبارک میں اس کے گوشہ نشین ملازموں سے نہ لاوے یہ اسکو بر سر کار چن ہو ملک رعیت ہے گل غلو کے لیے ہمیشہ جو در و کرم میں سمجھ ہر ایک کی قدر بجا جو طرح سپاہی دے اسکو مجھے مرد جو شخص نائب داور کہاے عالم میں سوائے ان سخنوں کے جو تاج زرین کو یہ فخر تاج تو یوں نزد ہستم جو جسطرح</p>	<p>کہ دون مرتبہ تو جم کی ہم سہری جانے پیر کا درد نہ ہر سرد برادری جانے کہ شمشہ وہ جو ترحی چشم ابہری جانے کہ کسی کا پڑا پاس کے جو سہری جانے وہ طالب اسکا ہے جو کیا گری جانے جو تیرے عہد کو ست سنگداری جانے مرید گو اسے قول ہم سہری جانے جو جی بچے تو یہ قسمت کی یادری جانے کہ دون میں عرض گرا اسکو نہ سہری جانے گدا نوازی و درویش پروری جانے ہر ایک خور و کلان میں برادری جانے کہ جبین عامہ خلقت کی بہتری جانے کہ جس سے کار خلافت کی ابتری جانے بسان ابر سہر سہر سہر سہری جانے مساوی ازا مہر اتا بہ لشکری جانے نہ یہ کہ مرنے کو بجا سپہ گری جانے یہ کیا ستم ہے نہ آئین داوری جانے خیال اپنے میں سردھر کے سردری جانے خرد میں آپ کو سلطان خادری جانے</p>
<p>غرض یہ وہ غزل قطعہ بند ہے سودا کہ اسکی قدر کوئی کیا جزا نوری جانے</p>	
<p>مے لینے کی اسکو تب ہوس ہو دے اگر ہو دے کمال شفاق کا لازم نہ سین دل کی تسلی کو زمین کشت امید اپنی ہو سہر سہر کیا سننے خاک کو وعدہ مجھ قسمت سے کر قل ہم کا ہو</p>	<p>کہ مجھ میں یک لمق باقی نفس ہو دے اگر ہو دے ہمیں تو یک گاہ لطف بس ہو دے اگر ہو دے جو یوں تخت شہم گل خار خوش ہو دے اگر ہو دے تو سہر سہر سہر سہر سہر ہو دے اگر ہو دے</p>

<p>چمن گم کردہ فضیل گل میں وہ آوارہ ٹہلے ہوں نہیں شایان زیب گنبد دستار کچھ زاہر مگر ترغیب نعمات جنان خاموش اسے وعظ نہوئے سلطنت ملک سخن کی وزد معنی کو پہنچ سکتا ہے یا نہ کوئی پھٹ اسکے اد کو اپنی</p>	<p>اگر جبکہ آشیان کنج نفس ہووے اگر ہووے اگر مسواک ہی اس پر کلس ہووے اگر ہووے غفلت ہے جو دان قوم وعس ہووے اگر ہووے جو اختر چور کا چکے عس ہووے اگر ہووے وہی بیدا اگر زباد رس ہووے اگر ہووے</p>
<p>وہ کب ہمایے محل اپنے ہوئے دی سو دا کو مگر دنیاں آواز جس ہووے اگر ہووے</p>	
<p>ہمارے کفر کے پہلو سودین کی راہ یاد آو پیام اب تو دیا ہے نامہ بر کو آگے یا شمت نہ ہیرے چشمہ اب بقا پر تشنہ لب پانی الکے کس طرح جی فردوس میں تجھ بن کہ یہ ہیر برہمن آگے گرد کیے ترے روئے مخطط کو اگر کیا ہی کوئی ہر دوش چیت چڑھ رہا ہو د</p>	<p>صدمہ لکھتے ہیں جسکو دیکھ کر اللہ یاد آوے دو چار اس سے ہوئے پر خا و بھولے خواہ یاد آوے زخندان کا کسی کے گرائے دان چاہ یاد آوے خدا کی محو ہو خاطر سے جس دم آہ یاد آوے تو پوچھی بھول کر اسکو کلام اللہ یاد آوے یہاں تاریک ہو نظر نہیں جب وہ ماہ یاد آوے</p>
<p>فراموش اب کرے کیونکہ نہ سودا شکر کرنے کو کہ جو شخص آپ کو بھی گاہ بھولے گاہ یاد آوے</p>	
<p>غنجے سے مسکرا کے اسے زار کر چلے بھرتے ہو باغ سے تو پکارے ہو عتید اٹھتے ہوئے جو دیر سے لی ہر کی راہ آئے جو بزم میں تو اٹھا چہرے نقاب آزاد کرتے تم ہمیں قید حیات سے اٹھ کر ہمارے پاس سے گھر تک قریب کے لو خوش رہو گھر اپنے میں جس شکل سی ہو تم اندوہ در در و غم نے کیا عزم جب ادھر سودا نے اپنے خون کی میت سے یک نگاہ پیارے خدا کے واسطے ملک اپنوں کے بچ</p>	<p>زکس کو آنکھ مار کے بیمار کر چلے صبح بہار گل پہ شب تار کر چلے تبیخ شیخ شہر کی زار کر چلے پر دانے ہی کو شمع سے بیزا کر چلے اسکے عوض جو دل کو گرفتار کر چلے پہنچے گا وہ کوئی جو ہمیں مار کر چلے دو چار نالے ہم پس دیوار کر چلے ہم کو عدم سے قافلہ سالار کر چلے جا ہی تو اپنی بات سے انکار کر چلے انصاف تو کر دیہ کسے مار کر چلے</p>

<p>انہیں معلوم اس سینہ میں کیا جون شمع جلتا ہے گھڑی گھڑی کی سن سنکے میرا جی دہلتا ہے اواؤ لیکھی دل کو پر اسکا نازا سے محرم برنگ شیراز شک آ نکھونے میرے جوش لائے ہے اگر ہے آہ میں ہر چند نے تا شیر نالے میں مراد کی شب صاحب اندوہ تذبذب میں مجھے تشنہ کیوں کرتا ہے صاحب میرا نکھین میں خیال خچہ مرگان میں یہ احوال سہل کا</p>	<p>دھوان ٹوکنے بان سے بات کر نہیں نکلتا ہے چلی آتی ہے دوہری رات جون جون دن یہ دھلتا ہے بغیر از جی لیے کا فری جھاتی سے ملتا ہے زبس ہر استخوان اب اکٹھ غم سے بھگتا ہے پہرانا ہے کہ ان دونوں سے میرا دل بہلتا ہے پڑا ایک کٹے جب سینے کے اندر دل اچھلتا ہے بس ان خانہ خرابوں سے کسو کا کچھ بھی چلتا ہے کہ جیسے صید کو شاہین کا چنگل ملتا ہے</p>
--	---

خبر کے جلد سودا کی دکر نہ میں یہ دیکھن ہوں
سرھانے اسکے بیچھا ہاتھ سے تو ہاتھ ملتا ہے

<p>سینے میں ہے یوں دل کو ایام گرفتاری صیاد نہ مجھ تک سے نالہ نہ مرا اس تک دل قید حیات اندر کتنا خوش و خرم ہے خوگر کو اسیری کے ہے غم سل رہا کرنا دل حال بد اپنے کا آغاز بحر کش کوہ یاد مرے صاحب کو دکھلا دے جھلک سنگی ہر چند اسیری میں ایذا ہے بہت لیکن</p>	<p>طا کر کو قفس میں ہو جون شام گرفتاری مجھ سا نہ کوئی ہو گانا کا م گرفتاری یاد رہے ہوا وحشی کیسا رام گرفتاری خوشتر زمین اس کو ہے دام گرفتاری ہوتا ہے کچھ ایسا ہی اسجام گرفتاری دیتا ہے بہت بلور الذا م گرفتاری صیاد کی شفقت ہو آ رام گرفتاری</p>
--	--

سودا کو نہ سمجھو کے عشاق میں تم اپنے
آزاد کو مست کیجو بد نام گرفتاری

<p>ہر ایک شے میں سمجھو تو ظہور کس کا ہے دماغ خلق پر از لبر سے میں حیران ہوں جو کچھ جہان میں ہے وہ فرق ہے تعین کا یہ سمجھیں ہیں کہ تو خالق ہے اور ہم مخلوق جہان کے بزم سے یارو کس کا اٹھ جانا صفائی چہرے پہ نازان ہے آئینہ تو دیکھ</p>	<p>شرر میں روشنی شعلے میں نور کسا ہے یہ شست خاک میں اتنا غم و کسا ہے سخن مرا نہ سمجھتا قصور کسا ہے ترے گناہ سمجھتا شعور کسا ہے یہ کون جانے کہ نزدیک ددور کسا ہے یہ زیر زلف سے پیارے عبور کسا ہے</p>
---	---

کہے ہے تند بظاہر مجھے ابھی سودا ترا سامر تہ اس کے حضور کسا ہے	
نہ زنگس کی پاک تیرے تماشائے ہر جھکالی تیرے خوب رشت اے مہربان کب عشق نے پائی مری تیری سی نسبت گل بلبیل بھی رکھتے ہیں برے خوش قدان ہوں جس جان خرچ ضروری کہ سمجھ کر دل جو بولے نہیں پھر باز گشت اسکو نہیں ہو گھر کوئی ایسا جہان اسکو نہ کیا ہو بغیر از گور زار گنج تنہائی کہستان سو بھی محبت کی کروں بھیج بل کی مین تقریر کیا یاد بجز مخون جگر ساتی نہ دیکھا واسطے اپنے جھکایا تھا مجھے زاہد نے کوہ رنج دنیا کا مژدلت ہے خواری برگ ہر اک شلخ بدنامی کہین ہن یار یون مجھے عجب ہی لطف سے سوتا	تو وہ گل ہر کہ جس گل کا ہر اک گل سچو اشنائی محبت میں بھی کیساں ہن جس کی جس سے بن آئی ترا جلوہ مراد لکش ہے اسکا گل کی زیبائی چونقہ دل تھا سو تو کہ چکے ہم حرج بالائی سخن بیرون لب منہ سے ترے جسم زبان لائی کہنیا سے نہیں کچھ کم صنسب میرا وہ مہربانی نکیر و منکر اس جا ہوں تو پھر مست مہربانی ستم پر بہت ہو تو اسکو اٹھالیتا ہوں رانی کرے جام بلورین مین ہو زحیرہ سپرچ نیائی سنان نے راحت دنیا کی جھکواست تبتلائی بے مہربان دل مین کہ تختسم نخل رسوائی چمن مین سنبل گل زنگس ایک دے ہر دکھائی
یہ برس تو کیا کہ تیری زلفت نے عارضے آنکھوں سے پیارے بانٹ لی ہا ہم مری آنکھوں کی بنیائی	
جب ان آنکھوں کا غمزہ بر سر سید آتا ہے خیال نب سے ہوں یون نقوبت دلو کہ ارو کا ستایا ہوں برس کر اسکو کس عاشق کی شرکان نے وہن غنچہ کا جب پھون ہوں گوش گل چکشن مین نہیں کچھ دل کے زمانے کا سیری آہن ہر	قضا کا قتل عالم کی لئے اسناد آتا ہے اثر جیسے طبیعت کیلئے امداد آتا ہے کہ یون ابرسیہ کرتا ہوا فریاد آتا ہے تو اینا درد دل کہنا کسو سے یاد آتا ہے وگرنہ آب کر دنیا سے فولا آتا ہے
عروس مہنی کی تصویر کھینچ آتی ہو سودا کو کوئی خاطر مین اس کے مانی دہن آتا ہے	
زیست قاتل ہے مری تجھ بن اجل بدنام ہے شب نہ تنہا بقیہ راری سے مجھی کو کام ہے	سینے مین موج نفس کہ تیغ خون آشام ہو نور شمع اس شمع بن چون برق بے آرام ہو

<p>بسکہ سو جا سے نگاہ شوق نے پیدا کی راہ اعتبار ارجح خس کتنا میان گرد باد مشت کو عریان تنوں کے فیض سے خالی ہو چھ عرش کے انجام سے دل کو ہے غفلت سہ طرح مے خوری موقوف اپنی کچھ گل دل پر نہیں وصل کے وعدہ کی شادی میں کہو ایہ آپ کو میں کہا سوا سے نسبت اور دیکھ لبر ترا</p>	<p>دیدہ مشتاقوں کا تیرے پردہ بادام ہے کیا ہے وہ جو سر فراز گردش آیا م ہے جب گرہ سے چاہو گدھر کے درم اور دام ہے جیسے وہ ماہی کہ دریا میں میان دام ہے لالہ سان لبر برفن میرے سے میرا جام ہے واسط اپنی غذا کے غم سے فرض دوام ہے کیا ہے تو جب کے لیے رسوا سے خاص غلام ہے</p>
<p>سنکے یہ دلا کہ نادان چشم پر دامن سے دیکھ صبح کی شعل سے روشن کر چراغ شام ہے</p>	
<p>یاں جو ہون خاموش سو تیری ندامت کیلئے ناز برداری کی بانہی تب بھرون دلی مگر دولت عشق کی شانیاں ہر کیا ہے جسکو خلق ڈر کر کیا سرو صنوبر کا ترے قدم کے حضور اکھڑا تھا گرد دیکھ تو اے یار میری بھی طرف کھاکے تیرا اسکے کوپے سے نہ بڑھ کتا ہو نہیں حرف واعظ فکرو سجد میں تو لایا ہے دلے زخم سینہ کا تو بھر آیا ہے لیکن داغ دل</p>	<p>ور نہ شکوون کے ذخیرے میں قیامت کیلئے دم دلا ساوے بندھاوون مقامات کیلئے ملک جانا بازی کی خالق نے نظامت کیلئے ہر قیامت بھی فرینہ تیرے نامت کیلئے کتب ہون میں منتظر صاحب ملامت کیلئے دو قدم بھی کم نہیں اے دل ندامت کیلئے ہے اذان ہر وقت کی مانع اقامت کیلئے رہ گیا ہے دوستی کی یہ علامت کیلئے</p>
<p>اسکے کوپے میں تو کیوں جاتا ہے لے سوداگر عشق کی سرپنے لینے کو ملامت کیلئے</p>	
<p>نہ غافل رہ زمانے سے بسر لیجا ہشاری یہ اکھیں جون صدق کب برنیاں پر نظر کھیں نہیں روشن لان کو دوست روزی زمانہ میں ہوا زار ہو عشق خوش لبان پیری کے عالم میں نہ رکھا داغ دل نے تن بدن میرے کچھ مجھ میں علاؤ از خمی تیغ زبان کو نفع کیسا نختے</p>	<p>کہ خواب پاسان ہر گرج کو طالع کی بیداری عطا کی بنا نہ عین گانٹھ جو دیا کہ میں جاری کہ نہ کوٹان گاہے پاؤ گے ادھی گئے ساری پڑی ہے آتش باقوت سے پہنچ میں چنگاری نیفل کے چور کی جون شمع کیتک ہو خبر داری نہیں ہر دم پدیراے یار جب ہم نغم ہو کاری</p>

	شہید رسم ملک عشق ہون سودا کہ لیتے ہیں بہان جرم نگہ پر نقد جان دہل گنگاری	
جس کو چے میں جادو کھڑا تو اک لوتھ پڑی ہو کب تیغ نگہ تیرے ہتھوڑے سے گھڑی ہے اس نزد کے یہ عشق کی بازی میں اڑی ہو بتیسی اکون اسکی کہ موتی کی لڑی ہے خمر ز کے تلے شیخ کی شاید کہ گڑی ہو برسا ہے تگرگ کج کر ایک باڑھ چھڑی ہے روستے میں کہیں دل کو کہیں جی کی پڑی ہو یہ حسن کا شہرہ ہے کہ بیدار کی چھڑی ہے آگے مری آنکھوں کے شب درو ز گھڑی ہو ہر ایک یہ کہتی ہے تباہی چھ میں بڑی ہے		کیا جانیے کس کس سے تکرار اسکی لڑی ہے خبر دست قضا ساخت نہ سمجھوں میں کیسی پچھتی ہی نہیں چوٹ مرے دل کی تر دھڑکے ہے خوبی دندان دہن خوبون میں لیکن مستہ سمجھو کہ ہے گوشہ نشین بہر عبادت بے باوہ و سب اتنی کچھ میں بار ہے میں حال اکون کس سے ترے عہد میں اپنا کو چے میں ترے کیا اکون اندری کثرت محکوم تصور کی مری ہے تری صورت کھڑے تری چال میں اور زلف میں جھگڑا
	کو پیر ہوئی شاعری سودا کی جوانی منے نہ کھینچے گی یہ کمان سخت کڑی ہو	
اسکی نظر و بین جو رسی بھی ہو تو ناگ لگے ابنی بھادین دو جہان جل بکھے دہاگ لگے منہ لگانے سے مرے بکھو بھی یہ بھاگ لگے کاؤن میں تیری تو اسوقت کا وہ راگ لگے لون کو فائبرہ شیرینی کا گویاگ لگے کیا تاشا ہو کہ سوئے کا سا وہ ساگ لگے		جسکے دل کی تری زلفون سے میان لاگ لگے جب مری آتش دل کو نہ بجا دے کوئی بوسہ مانگا میں تو بولادہ کہ سب جان اشد دل گرا ہے جو کیسا ترے آگے جہوت جنسیت شرط ہے صحبت کے مرنے کو درنہ سنہری دہسہ کی سیر گرنہ کو بے شیخ کی ہش
	ایسی مجلس میں نہ لیجا دے خدا سودا کو طوطی کے آگے ہماں بولنے ہر کاگ لگے	
پھٹ کے وہ پھنستا نہیں جو دام میں مرغ اپنے دین دل کھو کر میں ابنی سزا ہم پا چکے کیا سلیک لگے بھارے دے سے ہم دھلا چکے		قدر دل سمجھو نہ پھر پاتھ آئے یہ جب جا چکے جان بھی دیکھے جو اس جینے کا اب جھگڑا چکے نظا کے آئے پر جو تم کرتے ہو ہم سے اختلاط

یہ نوید آمد کے پیارے مجھے مجھ لے گئے تبع ابرو کو نگہ کو تیر من گان کو پھیر گوش زدا سکے کیا اعدائے میرا حزن عشق	آپ میں آیا میں تباہ کنائے کہ جب تم جا چکے قتل عالم دین رہا اب کیا کہ تم بندھوا چکے کیا رہا اگر جلے میں اب آگ وہ سدا چکے
کچھ علاج ایسا بتا سودا کہ دل چھوٹے کہین یار کے ہاتھوں بہت خون جگر سہم کھا چکے	
خوب واقف ہیں محبت کے وہ سرشتے سے سب تن زار ملا آہ کے سر رشتے سے پشم انکی نہو جز حق کے کہیں غباری دل عشاق ساسل ہیں بہر یک سر سود کھلے کسب ال چمن میں کہ قفس میں ہیں بند توڑ کر نخل محبت سے جو پھر باندھے دل چاک ملنے کا نہیں جیب کا میرے جو ن گل سینے میں قید علائق سے جو دل ہوا آزاد سوچھے ہے دور کی کیا ہے چھپا ہی واضح	حسن اور عشق کے جن کو ہے خبر رشتے سے سوزن کم شدہ جو آئی نظر رشتے سے بازدھین میں فقر کے جو شخص کو رشتے سے تیرے جسدن سے گزے گی کو رشتے سے بندھے تھے دان بھی رگ گل کے یہ رشتے سے یون ہے چمن شاخ سے باز دھا ہو رشتے سے ناصحا تو تو لیے شام و صبح رشتے سے ہے صدف بچ سب راہ کو رشتے سے ہے پرے طول امل کی یہ نظر رشتے سے
جگرے زنجیر کے سودا اندھنگا پیارے ٹھہرے تب ہی بندھے الفت اگر رشتے سے	
دل اس سینہ میں ہے یا قطرہ سیماب کیا ہو بھلاک جس شمع میں زہر نہو نور محبت کی پہنچ ساقی کہ شیشے میں نہیں میں جانتا تیرے تراشہرہ عروسے خواب ہے اتنا کہ سوچوں نہیں سنا کرتے ہیں نام آبر و دت سے دنیا میں بڑی جب کشتی دل عشق کے دریا میں خطو کیا نظر میں انکی وہ جو دست برداران مطلب میں سنے ہے شعر جب میرے تو صحن ابرو ہو کہتا ہے	قفس میں مرغ ہی یا ماہی بے آب کیا ہے اگر خورشید ہے کیا ہو وگرتا ہے کیا ہے مے گلگون ہی یا دل کامرے خونا ہے کیا ہے فلک پر ماہ ہے یا دیدہ بخواب ہے کیا ہے خدا جانے خذت ہے یا زنا یا ہے کیا ہے اگر گردا ہے کیا ہے وگرتا ہے کیا ہے کوئی خان ہے اگر تو کیا ہو گرتا ہے کیا ہے کیا میں فرض وہ شعر و سخن کا باب کیا ہے
کچھ آزدہ دل اس بزم میں پایا ہوں سودا	نہیں معلوم مجھے کاہن کی جا ہے کیا ہو

<p>نہیں وہ بولتے انہیں خبر حکو ہے کچھ دھڑکی میں دیکھی دشمن ایمان لٹک بل گوش میں ڈرک شہید و زانیہ نظر نہین جہا کو چھان لارہو انہیں جلیل و علم بخشا ہے چرخ سفلہ پر رونے چلا آما وہ ظالم اس لٹک سے رات مجلس میں جو یوں لڑھی دکھا مہون تو دانت اینڈ نکو سے ہے چڑھا پھر شیخ کرکے سر کو رندہ منستے ہیں تراشا میں باین خوبی ز سر تا بابت اپنے کو</p>	<p>سنی جو میر کی کہتے ہیں اور سیکھے ہوئے گر کی نگاہ شرمگین کے کیا کہوں جادو کی بھی برکی نہین دیکھا برا سیا حسن گوش میں مہ خور کی صدرے کو نہا جٹکے گوش مہم ہے پر کی خبر رقص و مطبہ کو رہی نے کیا لڑکی رقیبہ کے ترے دے ہو مجھے بند کی ہی گھر کی مرد و دیکھے لیے ہے تو تیا کالاسکی ہر گھر کی کہ سنگ آستان میرے کو پوجے قوم آزر کی</p>
<p>کیست خامہ تازی ہے ترا پر کیا کہوں سودا چلا دے سے تمام اسکی عسراقی ہوگی ترکی</p>	
<p>چاہنا بزم تعیش کا ہوسنا کی ہے گذرانسان کا یہاں سے جو بچا لا کی ہے زخم شمشیر سے جو دوستک ہیں لذت باب یہ تو بوڑھے سنبھل میں نہیں ہے سچ کہہ سر کو ٹھکڑے مصلے پر جو بیٹھا ہے شیخ عشق وہ شے ہے کہ معشوق کو دل عاشق کا ہوش میں کیونکہ وہ حکاک رہا ہے جسکے زاہد اور ہشتی پہ تری تو ہے نظر</p>	<p>دشمن دور قدح گردش افلاکی ہے جون کمان موج ہوا جلد ہے یہ خاکی ہے در گذر کرنی اؤن اشخاص سے سفاکی ہے زلحف کی کسکے صبا تو نے گردا کی ہے کچھ مراقب نہین بینک میں ہے تریا کی ہے شکر لبریز جو ہو دے تو زبان شاکی ہے ہاتھ سے لعل لب یار پہ حکا کی ہے ہننے بھی میسکہ وہین دختر زنا کی ہے</p>
<p>عزم کہے کا تجھے سرج بڑا ہو سودا دل میں تین گبر و مسلمان کے اگر جا کی ہے</p>	
<p>عاشق کو نہ کر پیار جی سے جاؤن باغیش دقو م اپنے گذرے ہے جو مجھ پہ خط سے ترے تجھ سے کہ جو عند ایسب دیکھے میں قول دیا نہ سنے کا لیکن</p>	<p>پراسکو نہ مار یار جی سے صدفے میں ترے ہزار جی سے جادے گانہ یہ غبار جی سے دے گل کو وہین اُتا جی سے جون صبر کیسا فزار جی سے</p>

بچہ پر سے نثار لعل و گوہر سودا نے تو سب کچھ اب بار مجھ پاس تو کچھ نہ تھا نہ ہے اب	کرتے ہیں سب بے نگار جی سے کیجو تو یہ اعتبار جی سے آپہی میں ہو انثار جی سے
انصاف کی شرط تو یہی ہے تو بھی اسے مت بھار جی سے	
تازہ تعلق نہیں اس دل کو اطم سے شربت ہے مجھے زہر شہم جگر کہ میری باس آتی ہے گلزار محبت سے ہو کی بازار محبت میں نبوت کا بہا کیسا محراب حرم سے ہمیں کیا کام ہو زاہر ثابت ہو مراحق و فار و زقیامت کوٹے ہے سدا سینہ وہ بانالہ و ستر یاد دریاد دل اس آفاق میں جتنے ہیں افقوں کو ہمت پہ فلک کے نہ کچھو چشم سیم کی یہ رنگ میں تصویر نہ تیری ہے نزاکت	تھا طفلی میں گہوارہ مراد اس غم سے گھٹی جو بنی روز تو لد سودہ ستم سے زخمی ہے یہ کسکی رگ جان خار ستم سے اک زن نے لیا مول بنی چند دہم سے عاشق کے ہو سجدے کی رگڑ تیغ کے خم سے گرا آنکھ لڑا دے نہ تو عشر کے حکم سے عاشق کو نوازا بھی تو اس طبل و علم سے بیڑے ہی رہے تو تو سدا معج کرم سے چا ا بھی تو کچھ اپنے ہی دم اہر قدم سے جسکو نہ کوئی دیکھ سکا دیدہ غم سے
انجالت نے کیا اک صدف کے سین سودا در ریزی یہ کچھ یار ہوئی تیرے قلم سے	
پنہ کو دور کر مرے سینہ کے دل غ سے آغاز خط کا دیکھ کے رخسار پر ترے بے بادہ یہ دہن سخن آشنا نہو گدرا ہے تو جہن سے کہ کلب بل کے اب گاہ	سوز شب فراق کو دیکھ اس چراغ سے شر مندہ ہو ہوا چلے روئے باغ سے جون غنچہ لب کھلین میں تھا رے باغ سے آتی ہے روئے گل کہ طیرت کس دماغ سے
سودا اسے وہ چاہے بہ از تحت سلطنت اک کج عافیت میں جو بیٹھا فراغ سے	
ان غفلت میں زندگی کو کھو کر شعور رہے شمع و چراغ کو کہ مرے شب کے دور رہے	یہ خواب زیر سایہ بال طیور رہے تو گھر میں ہو مرے تو اندھیرا بھی نور رہے

دل کو مرے ہے آہ سحر سے شگفتگی بلبل چین میں تیغ نگہ سکی چل گئی حور بہشت فائز ہے تیرا ہے دانا موسے کے کچھ عصا سے کم اپنے عصا کو شیخ	غنجے کو گلستان میں جیسا ہے سرور ہے جس گل کو دیکھتا ہوں سوزِ محو سے چور ہے لیکن نگاہ چشم محبت میں حور ہے گنتے نہیں یہ عقل کا انہیں دفر ہے
--	---

کنکار کہیں جو آئے ہے انکے قدم پہ
سودا انہیں یقین ہے کہ یہ کوہ طور ہے

جب نظر اسکی آن پڑتی ہے جھیل لیتے ہیں عاشق اسے فراد ہے جفا سے غرض اسے جتنی نظر ان ہوشان کی ہے ظالم قدر زائد نظر میں چلے بس بات اس دل کے درد کی بار ایک کے منہ سے جھگڑی نکلتی لیکن اتنا کوئی کہ مجھ سے بے ثباتی زمانے کی ناچار گرم جوشی دوستانِ بنظر دل سے پوچھا میں یہ کہ عشق کی راہ کہا ان نے کہ نے یہ ہندوستان یہ دورا باجو کفر و دین کا ہے منزلت شعر کی ترے سودا	زندگی تب دھیان پڑتی ہے جکے سر جیسی آن پڑتی ہے کہ وفا امتحان پڑتی ہے کیا غضب آن بان پڑتی ہے اتری سی کچھ کسان پڑتی ہے گفتگو میں ندان پڑتی ہے پھر تو سو کی زبان پڑتی ہے کبھو اسکے بھی کان پڑتی ہے کرنی مجھ کو بیان پڑتی ہے آتش کاروان پڑتی ہے کس طرف مسربان پڑتی ہے نے سوے اصفہان پڑتی ہے دونوں کے درمیان پڑتی ہے یون بولہسم و گمان پڑتی ہے
---	---

نہیں عیسیٰ تو پر سخن سے ترے

تن بیجان میں جان پڑتی ہے

زمانہ تجھے اگر ہوتا سا زکرتو اس سے زمانہ سازی قسم نکھاوین ہم اسن فالک جو وقت لینے کو دے رہے ہیں جو پاک کہتے ہیں تن کا جامہ کھین ہیں ناباک اسن دل	جو دیکے رولی چڑھا دے حکم بھوکہ دے کچھ بتا دی وہ شیر میں اور جھینے ہوتی ہے ساتھ خلقت کے رو بہ بانگی خدا کے نزدیک اسے مصلیٰ نہیں ہیں زمانہ وہ نمازی
--	---

<p>ہماری ذلت بدیدہ فہم عین عزت ہے منعمون کی کسی دیان غرۃ راج کا ہو کسی دیوان عجب راج کا ہے گزرا دھڑ بھی وہ شاہ خواہن کرے جو کیم تو کیا عجب ہو زبکہ ٹوٹا ہوا بنایا میں عشق تیرے میں کشیدہ دل تمہارا حالے میں عشق کے ہم چہرے کے دیکھیں خدا کرے کیا</p>	<p>جو سرنگون ہوں نہ کہے آگے تو انکی معلوم سرفرازی کوئی بھکاری اناج کا ہے یہ وجہ کیا ہو کہ بے نیازی ہوئی ہو آگے بھی بادشاہ ہونے سطرچ کی گدا نوازی جو ٹوٹے حاکم کے گھر کا شیشہ میں جاؤں پھینچا شیشہ ہی جو نقد دل تھا اسے تو اسے لگا لی آئے جان بازی</p>
<p>اگرچہ عمر خضر سے بھی ہے زیادہ زلفوں کا طول اس کے نہائی لیکن انھوں میں سودا شب فراق اپنے کی لڑی</p>	
<p>دل کسی سے کہ جب پلٹتا ہے طرہ زلف شکل خچل باز مرزہ برگشتہ تہان کا حسن گل ہے عاشق ترا قسمت کھا غنچے سمیٹے تو سمیٹے ممکن ہے نہیں شرم اتنی کم زبنا می کیا کہوں اس صفائے عارض کو عشق سے تو نہیں ہوں میں وقف خط کے آنے سے غم نہ کھا پایا حسن و زبط روز و شب اسے روشن ہو ناصحو دل دیا ہے میں اپنا رات دن آکے تم میں ہر ایک صفت مزگان کی یہ سخن ہر ایک</p>	<p>دین و دنیا سے جی اچھتا ہے مرغ دل پر مرے بچھتا ہے صف آرام دل اُلٹتا ہے یوں گریبان کسی کا پھٹتا ہے دل جو بکھرے تو کب سمٹتا ہے اس قدر مجھ سے کیوں وہ کٹتا ہے دان نگہ کا قدم رٹھتا ہے دل کو شعلہ سا کچھ لپٹتا ہے لکھا قسمت کا کوئی مٹتا ہے ایک بڑھتا ہے ایک گھٹتا ہے کچھ تمہارا بھی اس میں مٹتا ہے کیوں مجھے بھوت سا چھتا ہے وصف برگشتگی میں رٹتا ہے</p>
<p>ملک دل قتل کر کے سودا کا شکر حسن یوں پلٹتا ہو</p>	
<p>جگ میں تخم شراب ہے دہری میر غصہ میں یوں تو کب آدین سارے میوہ دن میں باغ دہر کے بیج</p>	<p>ہرزہ گوئی کا باب ہے دہری موجب بیچ دتا ہے دہری انھوں کا انتخاب ہے دہری</p>

<p>چھڑ کو ان پر گلاب ہے دوہی سوئے میں بھی بخواب ہے دوہی اُنکے حق میں ثواب ہے دوہی اُنکے خاطر کباب ہے دوہی انے کیجے کتاب ہے دوہی بڑا فرا سیاب ہے دوہی جس طرف ہے حساب ہے دوہی</p>	<p>عرق اب کھینچ کر گاؤں دُن کا بسکہ رہتا ہے اُنکو اسکا خیال دانہ سبجہ گر کر بن اسکو بھونے کوئی جو اسکو گیہون میں سیم ۴۰ دا دا اور الف کا ذکر اُنکے آگے جوئے مفصل نام سیر اُس باغ کی کرے ہن یہ</p>
<p>سیر چھو جو گالی دین سودا پاس اپنے جواب ہے دوہی</p>	
<p>دل تجھے دینے کو جگر چاہیے قتل کو اک پیش نظر چاہیے آگ کے شعلے سے حذر چاہیے</p>	<p>جان تو حاضر ہے اگر چاہیے گھر سے نکلتے ہی تجھے ہر سحر عشق سے ڈر تو وہ خاشاک کو</p>
<p>عزور و کہ جو ان میں ہے از کجا کہ نہوے نجائیں وصل کی ہم قدر تاجر تاکہ نہوے جو یہ نہیں تجھے منظور جلد آکر نہوے جو کچھ مسیح سے ہو تجھے دخل کیا کہ نہوے وگرنہ ہے یہی تیرا تو مدعا کہ نہوے</p>	<p>خدا توں میں کہاں ہے یہ خلق کا کہ نہوے نہیں ہو لطف سے خالی بدیر یار کا ملنا ہمار ہوئی تجھ بن خندان بقا تو چمن کیا نہیں ہے نفس پر میرے گلا عدنا تجھ ذرہ ہمیں خدا سے یہ امید وصل ہو گیا تجھ سے</p>
<p>میرے کچھ مہرگان کے دل لگا رکھی آج دیکھے ترے کوچے کے گرفتار کئی یار بے انسان کے مرنے کے ہن آزار کئی دُہ جیادین گے او میں گل و گلزار کئی ایسے تو دیکھے ہن میں گنبد و سار کئی ایک زندان ہے کہ جسمیں ہن گنہگار کئی</p>	<p>بجائے ہن یہ ترے چشم کے ہمار کئی کوئی سسکے کوئی تڑپے ہو کوئی بچہ ہن عشق ہی شرط ہو گیا ہو مرض الموت تجھے بلیا و محکومہ تکلیف کروا لے کی شیخ محکومہ ڈرا اپنی بڑی بیڑی سے غرب دیکھا میں جہان اہل جہان بھی دیکھے</p>
<p>تیرے بازار میں اب کیونکہ نہ جڑے سودا ایک یوسف نظر آتا ہے حسنہ بدار کئی</p>	

<p>چھڑکی تو مدتوں سے مساوات ہو گئی، باقی ہے مارکھانی سو اب آگے کج کل ایتو میں چھوڑنے کا نہیں اسکو ناصحا بس اب ستم سے درگزر اسے یارتا کجا پیغام بر نے دیر لگائی تو ہے دے مستی سے اس نگاہ کی لئے غصب خبر لنا ترا ہر ایک سے میں کیا بیان کروں یاد وہ شرم سے جو نہ بولا لکھا ہوا</p>	<p>گالی کھونہ دی تھی سو اب بات نہ ہو گئی سن لو گے تم اسے بھی کہ اوقات ہو گئی ہوئی جو کچھ تھی قبلہ حاجات ہو گئی اعمال دل کی سیری سکافات ہو گئی دھڑکے ہے دل کہ یہ نہ کہے بات ہو گئی دنیا تمام بزم خسرا بات ہو گئی عالم سے محلو ترک ملاقات ہو گئی نظرون میں سوطح کی حکایات ہو گئی</p>
<p>سودا کی کو وہ دوست اسے نہ بے سبب ایک جا بنے کہ تجھے ہی کیا بات ہو گئی</p>	
<p>تو ہی کچھ اپنے سر پہ نہ پاں خاک کر گئی دیوانہ کون گل ہو ترا بسکو بارغ میں کیجو اثر قبول کہ تجھ تک ہمارے آہ خانہ خراب دل تو ہے لیکن میں کیا کہوں نظارہ باز بزم تباہ کا ہوں جیسے میں مست پوچھ یہ کہ رات کٹی کیونکہ تجھ بغیر زاہد میں کہ رہا کہ بی اس کے عوض شراب</p>	<p>تبسم بھی اس سخن سے صبا چشم تر گئی زنجیر کرنے موج نسیم حسرت گئی سیلے سے ارمان لیے تخت جگر گئی جیسے بالائے جان ہے یہ چشم گھر گئی تو ہی نظر پڑا مری جید نظر گئی اس گفتگو سے فائدہ پیارے گزر گئی آخر نہ اسے کہے تجھے ایون چر گئی</p>
<p>سودا افغان کو خط یہ لکھا اس کے بارے جب وقت اس کے حال کی اسکو خبر گئی</p>	
<p>سن اسے فغان جہان میں عاشق جو ہو گیا شیریں نے جو کہ نہ کیا کوہن کے سر کل ہی پڑی مسکتی تھی یلیل چین کے پروانے رات شمع سے اتنے جلے کہ صبح تین تازہ کچھ کیا ہے کہ بدنامی کو ترے حرمیت رکھی نہ رعد کی نسر یاد نے تری</p>	<p>معتشوق سے اسے روشناسی گزر گئی مجنون پہ کیا جانا تھی کہ لیلی نہ کر گئی فرہ نہ اس کے حال پہ گل کی لطف نہ گئی خاکسترانگی لیکے صبا دوشش پر گئی آواز آہ و نالہ تری گھر پہ گھر گئی دوڑنے سے تیرے آبرو سے ابر تر گئی</p>

<p>لاکھوں سے سوچ خون کی بیردن درگئی تو کار عشق سے یہ زبان لال کر گئی تیرے ہی دل کی جہر خالنے کدھر گئی لیلیٰ جدھر تھی دادی محنون ادھر گئی اس اتحاد سے انھین باہم بسر گئی لیلیٰ کے پوست مال اگر نیشتر گئی اک عندلیب گر جل اپنے سے مر گئی روتی ہوئی نہ بزم سے وقت سحر گئی مجھ سے جفاے ہجر کی طاقت اگر گئی سیری ہی منج خون مرے بیردن درگئی</p>	<p>لوہو سے میرے سر کے ہے دیوار گھر کی سرخ دل کو ترسے نہیں ہے اگر تاب درد ہجر القصد خط کو پڑھ کے یہ اُن نے لکھا کہ خیر شیرین کی ایک مین نہ کون ورنہ بارہا یا نیک تو گھٹ مین لیلیٰ کے محنون سما گیا جاری ہوا تھا خون رگ مجھ نے وقت ہضد ظالم کر در گل کا گریبان ہوا ہے چاک پردانہ کون سانہ جلا شام کو شمع یہ گفتگو تو قطع نظر اس سے تھک گیا میرے اوست ہے مری دیوار گھر کی سرخ</p>
<p>شکوہ تو کیوں کر ہے مرے شک سرخ کا تیری کسب سنین مرے لوہو سے بھر گئی</p>	<p>اب کی بھی دن ہمارے یوں ہی چلے گئے پوچھے ہے بھول بھول کی خبر تیرے عندلیب دلخواہ کب کیسے زمانے نے کچھ دیا، اے شمع دل گداز کیسے نہ کہ شب</p>
<p>پھر پھر گل آچکے یہ سچین تم بھلے گئے ٹوٹے جھڑے خزان ہوئی پھر بے پھلے گئے جنکو دیا کچھ اسین سے وہ کچھ نہ لے گئے پردانہ داغ غنچے ہوا ہم جلے گئے</p>	<p>سودا کوئی بھی دیوے ہے ایسا دل کے ہاتھ لاکھوں ہی دل قدم نلے جنکے لے گئے تیرے اُن الفتوں کے زمانے کدھر گئے کیا جانیے کمان ہین نجانے کدھر گئے</p>
<p>ہے بدتون سے خانہ زنجیر بے صدا معلوم ہی نہیں کہ دیوانے کدھر گئے</p>	<p>مارے کو تیرے زلف کی لاکھوں جتن گئے تممت ہمارے خون کی جراح کو نہ دو سگنا نہ کارو ان تیرے نالہ سواے جرس اولیے اب اس چمن سے کدھر جی نہیں لے</p>
<p>لیکن ڈسا ہو کالے نے جسکو سو کیا جیے ہے بی طرح یہ زخم کھوا سکو مست سیے بہنے تو ایسے قافلے لاکھوں جلا دیے خاشاک آستیان کے مرے سنبھال دیے</p>	<p>مارے کو تیرے زلف کی لاکھوں جتن گئے تممت ہمارے خون کی جراح کو نہ دو سگنا نہ کارو ان تیرے نالہ سواے جرس اولیے اب اس چمن سے کدھر جی نہیں لے</p>

اجڑاڑائیگی زر گل مفت میں صبا	اسے غنیمت فکرمج سے سمت خون دل پہ
سودا جہان میں آئے کوئی کچھ نہ بے گیا جاتا ہوں ایک میں دل ہر آرزو بے	
جب اپنے بند قبائے جان کھول دیے جہن میں سبکی مدارات تھی بتا تو نسیم نہیں یہ سرمہ و نہالہ دار مرزگان نے سمجھ کے بانڈھو صیاد بال و پر میرے نین کو موند کے سنتا تھا قصہ عیال تھے عقدہ غنچوں کے دلیں طرف لبیل کے	صبائے باغ میں جاگل کے کان کھول دیے کہ صبح غنچوں کے تین عطردان کھول دیے دلون پہ ہو کے صف آرا نشان کھول دیے کہ تا کہ نہ یہ کوئی ندان کھول دیے لگے جو کہنے مری داستان کھول دیے نسیم صبح نے آدرمیان کھول دیے
سودا میں تری وادی کے کہتو سودا سے کوڑا بھاتی کے آدرمیان کھول دیے	
سادن کے بادلون کی طرح سے بھرے ہوئے اے دل کیس سے بگڑی کہ آتی ہو فوج شک پلکین تری کہاں نہ صف آرا ہو میں کہ دان آنکھوں کو تیرے کیونکہ میں بانڈھوں کہ یہ غزال بوندی کے جھروٹے یہ بھڑتے ہیں کیدگر انصاف اپنا سو نہیے کسا کہ بجز خدا نزدیک اپنے رہنے سے مت کر ہمیں تو منع جلس میں چھو کر دن کے جو حجرے ہی شیخ جی	یہ وہ میں ہیں جسے کہ جنگل ہرے ہوئے لخت جگر کی نفس کو آگے دھرے ہوئے افواج قاہرہ کے نہ برہم پرے ہوئے جاتے ہیں میرے دل کی زراعت چرے ہوئے لڑکے مجھ آسودوں کے پنٹ منگرے ہوئے منصف جو بولتے ہیں سو تجھے ڈرے ہوئے ہیں لاکھ کو سب جب تھے دل پرے ہوئے آدین تو بچہ خدا نے کیا سخرے ہوئے
سودا نکل نہ گھر سے کاب بھگڑ دھو تڑپے لوڑکے چہر میں ہیں پتھر و نئے دہن بھرے ہوئے	
وعدہ لطف و کرم گر نہ وفا کیجئے کچھ قفس کے سین رکھنے سے اب کیا حصول ہجر میں تیرے ہیں اتنی نہیں جاے مہن داوطلب دل کی یاں کیجئے تو کیا فائدہ	مہر نہیں تو ستم کچھ تو بھلا کیجئے فوج کے لائق نہیں ہیں تو رہا کیجئے بیٹھ کے اپنے کہیں چپکے رو یا کیجئے کرنا ہو جو کچھ ہمیں روز جس نہ کیجئے

<p>یاد کرد ہو بہاں تم بد عایت کرو نبض مری دیکھ کر بولے ہر اب یوں طیب بولے ہے واعظ کہ نے سینے تو یہ منع فرصت عمر اپنی یہ لطف خداوندہ پاس اگر زہر ہو کر کے مفان ترک ہے</p>	<p>گالی ہی اک آدھ دہان ہم کو دیا کیجئے بہر نشانی کہو تو تو دو اس کیجئے کہنے ہی کی بات ہے اسکو سنا کیجئے کہ تو حق بندگی کیونکہ ادا کیجئے حال میں اپنے سدا مستی کیجئے</p>
<p>لیچاؤن سودا کیجئے کیونکہ گھر اس شیخ کے گروہ ترا اسم و رسم پوچھے تو کیا کیجئے</p>	<p></p>
<p>ہمت کہان کہ منت دونان نہ کیجئے سوزن میں دوستی کے نہیں رشتہ وفا</p>	<p>جیدھر ہوا نکی پشت او دھر رو نہ کیجئے اس پارہ پارہ دل کو کہو کیونکہ کیجئے</p>
<p>گرمی کو طرح نہیں باز عشق میں سودا ستار دل کے تین اگ کیجئے</p>	<p></p>
<p>کہوں میں کس سے کہ مطلب مراد کیجئے یہی تلمانی ہے اکدم تباں سے ہستی کی جفا و مہر و ابرہہ عاشقان کے تین کے تھا شمع سے پروانہ رات جلتے وقت</p>	<p>بھلا ہے ترک تعلق کا دعا کیجئے کہ خاک ال کے سپرد سدا رو کیا کیجئے غشی ہو جہین تمھاری سو ہی کیا کیجئے کہ حق بندگی اس طرح سے ادا کیجئے</p>
<p>کہا طبیب نے احوال دیکھ کر میرا کہ سخت جان ہے سودا کی آہ کیا کیجئے</p>	<p></p>
<p>ہر حرف تری چشم کا اک مفتون ہے ہر جنبہ بھی خیال اپنے میں افلاطون ہے رازا فشانہ کرو غیب کی خاموشی کا اسے فلک کس قدر غنا کو زمین میں گاڑا جز وہی کل ہی حقیقت میں ترقی ہو شرط جی بچے سو ہی غنیمت سمجھ لے خانہ خراب محل نے شبنم سے لے لے اس کو کھالیا لیکن ایک غماز نے اس ترک پس سے یہ کہا</p>	<p>بستہ زلف پہ ہر شام ہی اور شبنم ہے عقل پر ہو گی اسے وہ جو ترا مجنون ہے بھجھ جا کر سوختہ کا بھی تو جگر پر خون ہے سرو جو پیچھے ہے سر خاک سے سو لوں ہے قطرہ بڑھتا ہی رہی یار تو پھر جیون ہے در نہ سب اہل گستاخا چین میں خون ہے کا ٹھہر میں غنیمت لالہ کے ابھی انیون ہے ہو جو سودا کوئی شاعر وہ ترا مفتون ہے</p>

<p>نیکے بولایہ کو میری طرف سے اُسکو باندھنا خون پہ کمر اپنی نیس مضمون</p>	
<p>سرو گلشن سے نہ کچھ مفتون ہے جذب طوفان نہ زمین سے ہوتا مصرع آہ مرا سُنکے کہا چڑھ گیا نظرون کوئی شاہ سوار نقل عجبس جو بنے شیخ تو پھر بزم عشرت میں ترے حزن کچھ آج لے خبر اسکی تو جلدی ظالم جگاک دیوانے سے مت اسے عاقل</p>	<p>بید بھی قد کا ترے مجنون ہے تشنہ لب کو نایان مدقون ہے کتنا بے معنی دنا سوز و ن ہے قطرہ اشک سر اگلگون ہے بہر زار گزب ایون ہے نالہ نے پہ پنٹ مفتون ہے اسکے پردے میں کوئی مخزون ہے دہن جاناں ہو جہان مجنون ہے</p>
<p>دشت گردی سے ہے کیا سودا کو بیرا کو چہ ہی اُسے ہامون ہے</p>	
<p>گر تجھ میں ہے وفا تو جفا کار کون ہے انالاں ہوں مدتوں سے ترے سایہ کے تلے ہر شب شراب خوار دہراں کی سیاست ہر آن دیکھتا ہوں میں اپنے صنم کو شیخ</p>	<p>دلدار تو ہوا تو دل آزار کون ہو پوچھا نہ یہ کبھ پس دیوار کون ہو آشفقہ زلف دلکش پٹی دستار کون ہو میرے خدا کا طالب دیدار کون ہو</p>
<p>سودا کو جرم عشق سے کرتے ہیں کج قتل پہچانتا ہے تو یہ گنگا رکون ہے</p>	
<p>اس چال کے بھٹنے کا کچھ اسلوب نہیں ہو ہرگز میں تجھے چھوڑ کے یوسف کو نہ دیکھوں اگوسیل خرابی نے کیا گھر کو مرے صفا</p>	<p>یہ کج روشی ہم سے فلک خوب نہیں ہو اس حشم کو ہم پیشی یعقوب نہیں ہو صد شکر کراب رحمت جاروب نہیں ہو</p>
<p>الفت میں کچھ اپنے بھی اثر چاہیے سودا ہر چند وفا شیوہ محبوب نہیں ہے</p>	
<p>مرے گر عاشق بیکیں تو ماتم دار دشمن ہو جگادرد دل پہ اب میری بہا لایسی ہو داغوں سے</p>	<p>صد از تجھ کے گھر واسطے مجھ کے شیون ہو کہ زخم سینہ کو یا زخم کمر دیا ارکاشن ہو</p>

<p>فلک گوشتین تنہائی کے بھی نہ ہنسنے نہیں دیتا یہ ہمیشہ شمع کے فانوس میں جلنے سے روشن ہو</p>	<p>دل لیکے ہمارا جو کوئی طالب جان ہے ہر ایک کے دکھ درد کا اب ذکر و بیان ہے اس عشق کا تو ہی ہے سزاوار کہ ہر ایک جو بندہ ہر چیز سے تریا بندہ ہر کسائین پیری جو تو جاوے تو جوانی سے یہ کہو پہونچا نہ کوئی مرغ کبھو اپنے چمن تک تجھے تو کس طرح مرا کچھ نہیں چلتا ساتی تو نظر کچھ تو تک صبح چمن کو</p>	<p>ہم بھی یہ سمجھتے ہیں کہ جی ہے تو جان ہے مجھ کو بھی ہو رخصت مرے بھی ہنہ میں زبان ہے دل دیکے ترے نام کو جو یاے نشان ہے جز عمر گزشتہ کہ وہ دھونڈھو سو کہاں ہے خوش رہو میری جان توجہ دھو جان ہے جز طائر حسرت کہ وہ بان بال نشان ہے جز خون کہ آنکھوں سے شب روز رواں ہے اس پیری کے جلوے کا بھلا کون جان ہے</p>
<p>سودا کا ترے عشق میں طفلانے ہو یہ حال جید صر وہ کھڑا ہوئے تو چون سنگ نشان ہو</p>	<p>اٹھایا کوہ رستم نے اگر تو سخت نادان ہے خوشی و درد کو بھی یکجانہ دیکھا میں زما نہیں عزیز و نیک بد رکھتا ہو یہ دوران کمینہ کو اسیری پر مرے ناعق یہ دل بیدار کرتا ہو عجب بیدار حسرت پر مری صیاد کرتا ہو جو وہ پوچھے تجھے قاصد کہ سودا خوش تر بناؤ عجب حوال کو سودا اتم تیرے سے پہونچا ہو</p>	<p>اٹھا تا دل کو دنیا سے عجب کار نمایاں ہو چمن میں گل گر خندان ہو تو بلبل بھی نالان ہو گہرا در پوت کے دل میں جگہ رشتہ کی کیاں ہو قفس میں ہنوا یاں چمن کو یا د کرتا ہو دکھا دے ہو مجھے اسکو جسے آزاد کرتا ہو تو یہ کہو کبھو درد دل اپنا شاد کرتا ہو کوئی معشوق بھی عاشق پہ یہ بیدار کرتا ہو</p>
<p>لسان نے ترے ہاتھوں سے نالان اسکو دیکھا میں کوئی تک نہ لگا تا ہے تو وہ فریاد کرتا ہے</p>	<p>میری آنکھوں میں ہو بتا مجھے تو کیوں رلاتا ہو عیان ہے شوق ملنے کا مرے نامے کے کاغذ میسر ہو اگر محراب تیرے تیغ ابرو کی بڑا شب اتنا بین جاری نہیں سودا کو دیکھا کر</p>	<p>سمجھ کر دیکھ تو اپنا بھی کوئی گھر ڈوبا ہے کہ جب کھولے ہو تو اسکو تو وہ لیٹا ہی جا ہے طرف کعبہ کے سجدہ پہ تو کس کا فر کو بھاتا ہے تجھے گر چاندنی میں سیر دریا کا خوش آتا ہو</p>

<p>بے نمود اتنا نمودار کہیں دیکھا ہو اتنا سمجھوں ہوں مرے یا کہیں دیکھا ہو دل سا بھی در پہ آزار کہیں دیکھا ہو ساعت بد کا گرفتار کہیں دیکھا ہو</p>	<p>استقر سادہ وہ پرکار کہیں دیکھا ہو خواہ کبے میں تجھے خواہ میں تجھ نہ میں دکھ دہند اور بھی ہیں لیک کسو کے کوئی نظر آتی نہ سین اب شکل رہائی مجھسا</p>
<p>پھرے ہو کوچہ و بازار میں تو کیوں سودا جنس دل کا بھی خسہ پر اکر کہیں دیکھا ہو</p>	
<p>کنکھی لے اڑے ہاتھوں کیا زلفت کو لیا ہو بے چیز تو نہیں ہے کچھ تھے دم دیا ہو جوانے مل کے آیا مر کے وہ جیسا ہو تو نے دکھا دکھا کر اسکا لہو پیسا ہو بگڑی کو تیری ان لے کیا آگے دھریا ہو ایک چو رہاں ہے یاں وہ کا ٹھہر دیا ہو لیکن نہ کہنے لگیو مجھ پر یہ طوطیا ہو اکثر تو دے کے سرمہ آکھو نہیں رو دیا ہو</p>	<p>کیا جانے کہ کس کے دل کا لہو پیسا ہے مجلس میں یہ ابھرنا پیارے جناب جو کا غرض قاتلوں کا ملنا نہ اٹھ کے قیامت مجھ حال دل کی شاہد ہے کیسی کہ جسکو شمالا پڑا ہے اتنا کیوں تیرے پیچھے زاہد شانہ میں شیخ جی کی داڑھی پھنسی نہ سمجھو اثبات کر کے بھٹسے کیا تاب کہو نہیں، آہا ہے یاد کوئی تر مین کے وقت تجھکو</p>
<p>روئے کی ہرے سودا تاثیر کیا کہوں میں عالم کے دل کو جن نے خوں تاب کر دیا ہو</p>	
<p>یاد دل کسو نے جا کر خالی کہیں کیا ہے از بسکہ زخم اسکا پھٹا ہے اور سیا ہے میرے لہو سے مجھ کو اک جام بھر دیا ہے ان کا فردن نے میرا دل لیکے جی لیا ہے آئینہ کر جو حیران دیکھا تو رو دیا ہے اس سفلہ نے کہو تو ایسا وہ کیا دیا ہے چون غنیہ سوجھ سے پیو ندین کیا ہے</p>	<p>ارض و سما شفق لے لو ہو میں بھر دیا ہے سینہ ابلنے دل بر کرنے لگا ہے تنگی چون گل ہو مجھ پہ احسان کیا ساتی ازل کا کس سے کہوں تباہی کے میں ڈھنک لڑی کا دل پر کبھو ہمارے تجھ کو نہ رحم آیا یار و فلک جو مجھ کو احسان کش کرے ہے اسکی طری عنایت اک لڑیہ کہ جسکو</p>
<p>سودا سے یہ کہا میں کچھ ذکر خوشی کا خاموشی لے تو تیری عالم کا جی لیا ہے</p>	

<p>اس غمکہ میں آکر دل کن نے خوش کیا ہو مذکور رفیکان کا سینے تو مرثیا ہو جز لفظ یا الف پر جسکا کہ قافیا ہو ہر سر واس جن میں اک آہ بے صدا ہو جون غنچہ شقائق خاموش کر دیا ہو مثل دراجا بست نت زخم کھل پا ہو یا یادہ یا ہلا اہل جو ہو سودا دا ہو کچھ خود بخود ہی اپنا دل خاک ہو رہا ہو ہو درو حبط طرح کا پھر وہ بچھے دوا ہو آتش نے اپنے ہکو سیراب کر رکھا ہو تو ہی کراہ تناقل جانے لے آشنا ہو جیتا پھرے تو اجرت ورنہ نہ خون بہا ہو انشا و ظاہری کا باطن میں مدعا ہو گو ہم سے حرف طلب لکھنے میں بکیا ہو جیسے کنار دریا خس بے کے آ رہا ہو تیری گلی ستر صحرائے کربلا ہو گذرے ہو جسکے جی پر سودہ ہی جانتا ہو ہرگز نہ وہ بکے ہے ظالم نہ پھوٹتا ہو</p>	<p>بولایا سن کر کس کی خوشی کہوں میں یاران حال کا تو ہے ذکر نوحہ آسا لیکن اگر کہے تو اب اس غزل کو پڑھئے یاں چشم سرمہ سا کا مارا کوئی جیا ہو دراق دل نے آتش دیگر مری زبان کو عذرستم کو ہر گز یار و نہین کہ دل کا لب تشنگان جام تسلیم ہستم ہن ساقی اس وضع کے بشر کو کس ساتھ ہو کہ درتا بکچھے اگر تو اتنا یہ زندگی مرض ہے دریاد لون سے مطلق بن لعل ن کسی ہو اگر لے چا وہ دل کو بیگانہ وار سودا قاصد کو اپنے ظالم جو کچھ کہ دوں بجا ہو نامہ کا غور سے بک میرے جواب لکھیو تیری سمجھ کے آگے ناقص نہیں عبارت آنکھوں نے گرد میری مژگان کی ہے یہ صورت انعام نامہ بردان ہے درجہ شہادت احوال کی ہمارے مت کو تو کیا خبر ہے ادول جو ہو نفل میں سودا طرح کا پھوٹا</p>
<p>الف قصہ کیا کہوں میں گلشن میں زندگی کے بجھ بن نہال سودا یا توں ہی آ لگا ہو</p>	
<p>ہماری خاک سے دیکھو تو کچھ رہا بھی ہو ہر ایک بات کی آخ پر کچھ انتہا بھی ہو کہیں ہو مہر بھی جگ بین امین دغا بھی ہو کراہنے کو دیوں کے کبھی سنا بھی ہو کوئی کسی سے بہ ہمد گیر آشنا بھی ہو</p>	<p>نیم ہو ترے کو بچے میں ادو صبا بھی ہو ترا غور و مرا عجز نہ تا کجا ظالم جلے ہو شمع سے پروانہ اور میں بجھنے خیال اپنے میں گو ہوں ترانہ سناں ست زبان شکوہ سوا اب زمانہ میں ہیہ سات</p>

ستم رولے اسیردن پہ اسقدر صیاد	چمن چمن کہیں بلبل کی اب نوا بھی ہے
سودا جو سنا ہے کسو کا نام یہی ہے	آکٹا ہے بنا گوش ترازلف کے آگے کب تاب نفس لاسکے دشت مری صیاد
سودا کو کہا دیکھ کے اسے مردم ناہم	جس سے کہ تہین کرتے ہو بد نام یہی ہو
تو مست اندھیری رات ہو غیار ساتھ ہو	جو دل میں آوے کہ یہ گنہگار ساتھ ہو کیا گل ہے وہ کہ جسکے یہ گلزار ساتھ ہو اپنا سخن تو مرغ گرفتار ساتھ ہو کیا جانے کسکے آخری دیدار ساتھ ہو تجھ زلف کے بندھا ہوا کیتا ساتھ ہو یار و جودل یہی ہے تو آزار ساتھ ہو
سودا کے ہاتھ کیونکہ لے وہ متاع حسن	لے نکلیں جسکو گھر سے تو بازار ساتھ ہو
لینا جو شیشہ دل منظور ہے تو یہ ہے	اس چشم خون چکان کا احوال کیا کہن میں کچھ بس نہیں ہو تجھے جزو کے چپ ہو ہنا گردش سے آسمان کے نزدیک سے بھی کچھ عارض ترانہ تنہا پروانہ کا دل و جان اسے دل قبول کرنا باتون کو ہوشان کی لخت جگر کو یار و دیکھو مری مرزہ پر دیکھانہ اسے دیوانے سودا کا حال تو نے عالم کی اب زبان کا دکھ کیا کہ نہیں یار و

جسدن سے اس گلی میں دیکھا ہو جگہ تو ہے	کچھ ذکر ہے تو یہ ہے مذکور ہے تو یہ ہے
ہر آن اس سے کہنا سودا سے تونہ ملیو	بد و ضوئین جہان کے مشہور ہے تو یہ ہے
چہرہ مریض لب کا ترے زرد ہے سو ہے	عیسیٰ کنے دوانہ رہی درد ہے سو ہے
گذرا ہے کیسی خاک سے ظالم تو بے خبر	واسن کے ساتھ ساتھ ترے گرد ہے سو ہے
شونہ چھپی نہ حسن کی سرگز کہ درد ہے ہر	افلاک کے بھی پردے میں بلے پردہ سو ہے
ہر دم جو مجھے پوچھے ہے تو کیا ہے دکھ تجھے	کنے کا تجھے فائدہ ہے درد ہے سو ہے
افراد خاص کا دستہ کیا نہ جمع	اپنا لکھا ہے جیسے وہ اک فرد ہے سو ہے
اچھرے کسوی طرح ہمیں دیکھ کر فلک	نظر دن میں اپنے خانہ پر گرد ہے سو ہے
تیغ دسپر بندھا کے سپاہی رقیب کو	کتنا ہی تم بناؤ وہ نامرد ہے سو ہے
سودا گلی میں یار سے کو بولتا ہے گرم	پوہر سخن کے ساتھ دم سرد ہے سو ہے
در میرے استخوان کا کیا ہے مساز ہو	ہقدر اے نے تری محزون کیوں آواز ہو
قد کو تیرے جبکہ مشق حسرت ام ناز ہو	اس جگہ شور قیامت فرش پا انداز ہو
دل کو رکھتی ہے نیت جنبش نفس کے بیدار ہو	تجھ بن اپنٹے ہو اے زندگی لساؤ ہو
ہیقلاری دلی اڑ جاوے جو تو جوشش کر	طاہر سیما بگوشش پر بردار ہو
خاک کے آنے ہی جلے اکثر غلامی سے گل	بندہ پرورد کیئے آگے ہنوز آغاز ہو
گو مجھے بے بال پر تو نے کیا اے آسمان	بازوے پر دازیسرا جگل شہباز ہو
شاعران ہند کا تو گرچہ پیغمبر نہیں	بر سخن کہنے میں اے سودا تجھے اعجاز ہو
پروا عبث ہے جسے یہ خاطر نشان ہے	جسد مٹھایہ بیچ سے چہر ہم کہاں ہے
ارہو واسیط جسے جو پیارے جہان ہے	اک نام تو ہے جو نہ تیرا نشان ہے
جو عضو دیکھے تو کے ہوش سے نگاہ	تو جا جدھر ہو شوق ترا ہم جہان ہے
ہمیں کسی سے گرا ہزار درد آتا ہے	کبھی نفس سے بتقریب سرد آتا ہے

کیسی ہے مہ نوداد خواہا بروہر جلو بن شک سے میں شعلہ سان گلی میں تری نہ پوچھ حال ہمارا کہ ایسی باتوں سے	کہ شہر شہر ملے منہ پر گرد آتا ہے جو رنگ کاہ لظنہ منکبہ زرد آتا ہے کوئی نے سے ترے دل کو درد آتا ہے
خبر دل اپنے کی پوچھے ہے اس سے جاسودا تری گلی میں سے جو رہ نود آتا ہے	
گو دختر عشق میں یاروں کے بی ہے اُس شمع سے صحبت ہو ہمیں آپسے جھکو کیا پوچھتے ہو حال اسیران چین کا	زاہد جو بڑا سنے ہے کیا اسکی سگی ہے برسون ہی میں خوش کیجے تہل میں چلی ہے یکشت پر اب کچ قفس میں ہنسکی ہے
سودا کے جوبالین پہ کیا شور قیامت خدام ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے	
نہیں مکن اسیر دلی کوئی فریاد کوہ پونچے عبثت مالان جو اس گلشن میں تڑپے طین مالان	صبا یہ شست پر اس دامن سے صیاد کوہ پونچے نہیں ہے رسم یان کوئی کیسی داؤ کوہ پونچے
میں پھر کے سب طرف سے دی ہو دھوئی بے دلہر نہ دیکھی کوئی بستی اس غلاب آباد کوہ پونچے	
کیسکا درد دل پیارے پھارا ناز کیا سمجھے را کرنا ہمیں صیاد اب پایا ل کرنا ہے نہ پونچے داؤ کوہ گر ترے کوپے کا فریادی نہ پوچھو تھمے میرا حال ٹکٹ نیا میں جینے دو کہا چاہے تھا کچھ نہ تھے ولیکن دل دھڑکتا ہی جو گدزی رات میرے پر کے معلوم ہو تجھ بن	جو گدز سے صید کے جی پر اسے شہباز کیا سمجھے بھڑکنا بھی جسے بھولا ہو سو پرواز کیا سمجھے کیسکے شور و محشر میں کوئی آواز کیا سمجھے خدا جانے میں کیا لہو لون کوئی غماز کیا سمجھے کہ میری بات کے ڈھب کو تو ہا ملنا رکھا سمجھے دل پر دانہ کا جز شمع کوئی راز کیا سمجھے
نہ پوچھو یہ غزل سودا تو ہرگز میرے آگے وہ ان طرزوں سے کیا واقف وہ یہ لٹا لٹا سمجھے	
جس دن تری گلی کی طرف ٹک پڑن ہی پہونچی نہ تجھ کو آہ مرے حال کی خبر تڑپے ہے مدتوں سے مری جان پر اسے	میں آپ کو جلا کے گردن خاک تو سہی فاصد گیا تو ان نے بھی کچھ اپنی ہی کنی کچھ سخت آرزو ہے کہ تک ٹک رہی

کینو کر جیلے نہ رشک سے فانوس بیچ شمع	جامہ ترے بدن میں ہے اس اتکیتی
سودا جو بے خبر ہے کوئی وہ کرے پیش شکل بہت ہی انگو جو رکھتے ہیں آگے	
اب شہد زندگی کی نہیں ہے ہوں مجھے	تجھ بن ہے بیش دل سے تار نفس مجھے شعلہ میں برق کا ہوں پراسرہ یان ملک ہزار اس جہن میں سمجھتا ہے خس مجھے
اک گل سے بود فانی جو آتی ہو لے نسیم	ہر صبح اس جہن کی ہو شام قفس مجھے
منہ لگا دے کون جگو کر نہ پوچھے تو مجھے تجھ غم دوری سے جون دو لایہ ممکن نہیں جو تری ازلفون سے گذر اس پر کہ سکتا نہیں نا تو انی بھی عجب کچھ ہو کہ گلشن میں نسیم جا کرے رنج و دل بھی ٹھہرن نہ بدبو شال منہ جو شمع جلنے پر مری ہے زندگی کی ہو میں جون کو ہدیت سے محو سی اختیار اک سو بے سود انکھ گرم گلشن کی طیرت	عکس بھی دیتا نہیں اب کہ نہ میں ہو مجھے ہی قاری اک بھرونے دے اک پہلو مجھے جون صدائے کا نہ جینی ہو سر سے ہو مجھے نت لیے پھرتی ہے دوشل دیو پر ناک ہو مجھے لے گئی مستی برنگ تاک ہر اک سو مجھے تاب تب سے عشق کے یاتنک ہوئی ہو مجھے سخت رسوا ہو سکے گرا سزا بد گو مجھے جانتا ہو دے اگر اسکو تو تہلا تو مجھے
لو لٹا ہے یون زباں حال سے صحن چمن	چھاتی کے اوپر پھولے ہیں جاب جو مجھے
سودا جو شمع نہیں گرمی بازار مجھے ہو قسم تجھ کو فلک دے تو جہان تک چاہے ہوں تصدیق ترے از عالم فانوس خیال اے غم یار مرا خون جاگرتا کچھ ہے تکو معلوم ہے یارو جہن قدرت میں پر میں حیران ہوں کہ جون سایہ مرغان ہوا حسرت و داغ دالم درد چلا میرے ساتھ مشت پر چھٹ نہ ترے ہاتھ میں آیا صیاد	ہو نہیں وہ جلس کہ آتش دے خرم یار مجھے جلوہ حسن اُسے حسرت دیدار مجھے گو تیرے کیا صورت دیوار مجھے نظر آتا ہے فراخ و تری دشوار مجھے عمر گزری کہ ہے گردش سے ہر کار مجھے نہ کیا ایک قدم چلنے پہ غمتار مجھے ہجر تیرے نے کیا قافلہ سالار مجھے مفت رسوا ہو کر کے گرفتار مجھے

تخم گلہ ز محبت چمن دہستہ میں تھا	عوض آب دے آتش کیا گلزار مجھے
نہ پھر املک عدم سے کوئی یار لے سودا	جا اب انکی خبر لے کر کو ناچار مجھے
اسقدر راہی ہوا مست ہے ویرانے کی	کسی لڑکے کو نہیں سدھ کسی دیوانے کی
جل نوا شمع کو دکھیا جو مرے بالین پر	بدگمانی سے میں اب بلغ ہوں پروا نیکی
شکر صد شکر نہیں میں کسی خاطر کا غبار	خاک کعبہ کی ہوں یا گرد صنم خانے کی
شیخ وہ رشتہ ہے زنا رہا راجہ نے	پھاڑ ڈالی ہے ترے سہم کے ہر دانے کی
نہ تاب اس کے خورشید عشق کے تب کی	نہ طاقت اب کسی شعل کو اہو کے شب کی
کسو نے حال سے میرے کئی تجھے بات	اگر کبھی بھی کسو نے تو اپنے مطلب کی
گیانہ سر سے مرے تا ہنوز شور جنون	ہمار خط کی ترے ہو گئی خزان کب کی
نشان کفر سے میرے بنی علامت دین	پراس سخن کی علی الرغم راسے ہر سب کی
نہیں ہے رشتہ تبلیغ صورت زنا	نتم ہے شیخ تجھے اپنے دین و مذہب کی
جس روز کسی اور پہ بیدار کرو گے	یہ یاد رہے ہم کو بہت یاد کرو گے
اس دل کی اسیری سے نہیں کچھ طویل	اک نالہ جانکاہ سن آزاد کرو گے
عشرت سے دو جہان کے یل لہا تھو سکے	تیرے قدم کو چھوڑ سکے یہ نہو سکے
جس سر زمین پہ جا کے ردون تیری یاد میں	دہقان کچھ اس زمین میں بجز دل نہ ہو سکے
جو بادہ تو نہ پیے جام لالہ ہو نہ سکے	سیدے غنچہ گل بھی پیالہ ہو نہ سکے
جو بچپن شہر محبت میں خانہ دل کو	بغیر داغ کے ہر قبیلہ ہو نہ سکے
تری گلی میں اکیلا کین میں ہے غماز	بڑا ستم ہے اگر ضبط نالہ ہو نہ سکے
ہم اپنی جان ملک دے چکین جو ناگو تھ	ہر ایک اگر زوے دل جو الہ ہو نہ سکے
نہ رو تو دادی مجنون میں اسقدر سودا	کہ گرد سر نہ چشم غزالہ ہو نہ سکے
ممکن نہ تیر خور دہ تڑپ کر سنبھل سکے	اما تری نگہ کا جگہ سے نہ ہل سکے

<p>عہدے سے جسکی صفت کے نہ عشر کل سکے پانی میں ہونہ عرق نہ آتش سے جل سکے آبی کو کیا کرے جودہ سر سے نہ ٹل سکے بل جس میں ہوے اس سے یہ کیا کنٹرل سکے منہ سے اٹھے نقاب تو پہرون نہ ڈھل سکے وے آگ باغبان کہ میری سیل بھل سکے افسوس میں کسیکے کوئی ہاتھ مل سکے</p>	<p>کیا کاوش مژدہ سے ترے دل کا چل سکے چونکست خوردہ طوفان ہوں میں کہ جو ٹالا ہی تھا پہاڑ کو فراد نے وے زور آوری سے زلفت کے دل کا چلانہ کچھ اس صاحب حیا کی اگر پیش آفتاب جو بھلے ہی کی شاخ نہ پانی سے ہوں میں بنر عرصہ تو زندگی کا نہیں اسقدر بھی بان</p>
<p>سودا جنہیں دیا ہے خدا نے کچھ عقل و فہم انکا حنا عیش پر دل کیونکر چل سکے</p>	
<p>پیارے تری گلی میں کچھ ہم بھی کر رہیں گے یہ چشم بھوئی بھوئی تالاب بھر رہیں گے کب تک ہمارے نلے دور از اثر رہیں گے دیکھیں گے پھر آکر جیتے اگر رہیں گے</p>	<p>مارینگے ایک دو کو یا آپ مر رہیں گے اے ابرجائیومت کم روئے ہر سارے یارب منطجس کے چھاتی تو بھٹ گئی ہو اب تو تری گلی سے جانا ہی مصلحت ہے</p>
<p>نہیں یہ کج ادائی اور سے اسکو سوائے نہ کھلوا یا کھو تین اس طرح بند قبائے</p>	<p>تھاری زلف کچھ لٹھی ہی رہتی ہر سدھے عجب بادشہ ہو غنچوں کو صبا سے دیکھ تو ظالم</p>
<p>جلا مت مشت خس اپنا عبت تو آتش گل سے پریشانی میں ہر سہرہ ہر بخت اسکی کا کل سے</p>	<p>چمن میں آشیان مت کر کہو نہ جا کے لبیل سے رسائی کر سر مو بھی نہیں طالع میں گو مت ہو</p>
<p>باعث دشمنی اے گبر و مسلمان مجھے بجھتے نالان ہوں میں اک خلق ہر نالان مجھے لو کچھ کر نہ قدم لھینچے ہے دامان مجھے کیا کیا جاتے ہیں دیدہ گریان مجھے لیگیا کیونکہ میں حیران ہوں دل جان مجھے</p>	<p>نے ضرر کفر کوئے دین کا نقصان مجھے آہ و زاری سے مری شب نہیں سویا کوئی خار ہوں خشک لے آتش سوزان بے بخت اسکی خو سے نہیں مجرم انھیں رونے سے کام نہ بزور و نہ مہنت نہ بصورت نہ بشکل</p>
<p>گھٹے لگ لگ میں روایات تصویر نہالی سے ہو روشن یہ مضمون محکو فانوس خیالی سے شرع بزم ہلاتا ہو محکو جام خالی سے</p>	<p>تصور میں ترے کہو صبا اس لابی سے بجز گشتگی ارباب صورت کو نہیں حاصل چھکا ہوں اسقدر دیکھ اسکی آنکھوں کو کہ اب ساتی</p>

<p>تری تیغ نگہ کا اسے فزنی زادہ کشتہ ہوں کدہ کیون نہ دل تیرا ہوا شک و آہ سے میرے را کرنا ہے کیا صیاد بعد از اتنی مدت کے رہے کب ہستی در دلان سے ہمت تیر مردان میں نہوان جامہ زیبان کی کمر کا مونگاف اتنا دل بے عشق کی دشمن ہو تحریک نفس نا صح</p>	<p>مجھے کہ غسل زین ظالم شراب پر نگالی سے لگے ہے رنگ لوبہ کو ہوا ہے برنگ گالی سے چمن میں جب کر سکے تفاد گل کو ڈالی سے نہ میں دیکھا کہ ہر دہشت کسو کو شیر قالی سے دل میں تنگ آیا ہوں تری نازک خیالی سے کرے ہے کام تچہ کا ہوا میناے خالی سے</p>
<p>کسی تعریف میں جو بیت مجھ ابرو کی سودا نے خارج و باج لیتی ہے وہ دیوان ہمالی سے</p>	
<p>محم گل امیر چن اس شورہ زار سے کیوں عندلیب کہ تو بھلا اب کہاں گل رنگین شفق سے ٹک نہ را دست آفتاب سرکشکی نصیب کی مر سیٹے تو بجائے اتنی ہے بعد مرگ بھی پاش گشت دل ہوں کشتی ہی میں تو میان مار کر مجھے یہ زور مصلحت ہے اگر کچھی ہوں شادی رگ دل سے ہوس نکالی نکلتو کی شیخ نے</p>	<p>فارغ ہو بیٹھ فکر خزان دہار سے جز یہ کہ دل خراشی ہے حسرت کے غار سے مانگون خالی عیش سو کیا روزگار سے اٹھتی ہے گرد باد ہار سے غبار سے ٹوٹے نہ آئینہ مرے سنگ مزار سے بدنام منت ہو خجسہ زہر آبار سے دیکھے اگر تو نیم نگہ محب کو پیار سے پیوند کر کے ریش کو موت زہار سے</p>
<p>سودا نہ پوچھ کس سے وہ گروہ آشنا ہو وین جو ایک دو تو بناؤں ہزار سے</p>	
<p>مرجان کا تھل ہوں نہ پھلون برگ بار سے خنجر طلب ہے مرگ سے ہر آہوے حرم مجھ سے بیان نہ کر طیش برق کا کہ وہ سانی ہو پنج کتاب کہ تھ بن نہیں مجھے اکھو دے نہ مرگ صافی طینت کی قدر کو جس جا کہ میں بیان کروں در شکست دل سودا جو ہے پرست جہان کے ہین اُن سے تو</p>	<p>ٹپکے ہے رنگ خون مری شاخسار سے دل بھر گیا ہے سکی منزہ کا شکار سے تعلیم بر ہے کے دل بقیہ ہزار سے ہج اے دو آتشہ کم ذوالفقار سے کرتے ہین پاک آئینہ میرے غبار سے آسیب کب ہو شیشہ کو دان کو ہزار سے مت کر طلب شراب کی مر جہنار سے</p>

اسکو یہ مثل دانہ انگور دین گرہ قطرہ بچے آنھون کے اگر زہر مارے	
شکوہ ہے دور ظالم کر نامرتون سے پہرے بغیر دل کے ممکن نہیں کہ ہوئے ہو خامہ مشک ریزان پیش اسجن کے کہتے مژدہ یہ ہمصیر و پور بچے تھکین کہ تم ہر سو بجو آسمان نے کنج قفس کو سو نہا نے رات چین مجھو آہ و فغان سے اپنے دیکھو اثر تو خاطر نالے کی ٹک ہمارے فندق چین میں کس کی دیکھے ہو انگلیوں پر کعبہ اگر بخارین تو کیوں چڑھیں گدھے پر سودا وطن کو سچ کر گردش سے آسمان کے شوق اپنے بان تک اپنی ہم شہرین کی بھلا	لبریز ورنہ دل سے تیری شکایتوں سے معلوم حال سیرا عجا کو کتا بہوں سے کاغذ کی چھاتی پھائی میری حکایتوں سے عرصہ تھا تنگ میرے عالم کی حسرتوں سے اب چھچھ چین میں بچے فسر اغتوں سے نے دن چڑھیوں کو راحت ملاستوں سے پہو بچا ہے دل سے لب لبت سخت زہمتوں سے ہر شاخ سرنگوں سے گل کی نجاتوں سے رسوا جو شیخ جی ہن اپنی حماقتوں سے آوارہ غریبی سے اتنی مدتوں سے نامہ جو اسکو پھو بچا ان بھرتوں سے
اکھولا اسے تو ہرگز اک لفظ بھی نہ سمجھا قاہد سے پوچھے سخی رد و اشارتوں سے	
نہ بھول کر آویں گراؤ کو تجھ سے محبت ہے اگر کہیے تو کیسے سرو قدر کہتا ہے تیرا سا	بھروسا کچھ نہیں اسکا یہ منہ دیکھے کی الفت ہے پہ تیرے قد کو تشبیہ اس سے بچ کر قیامت ہے
نہ کھینچو شیخ ہر اکدم تمھارے عشق سے گزرے لمین گئے اور سے جا کر جوا پنا سر سلاستے	
ہم کو خا جہر تسل کر اور آپ بچ رہی یوسف کی کب تھی گرمی بازار اسقدر جون بیل عشق پیچے کی لپٹے ہوشاخ پر ہمچست میری چشم سے ہونیکو بار بار	باعث ہے یہ کہ یار کے جاہاتہ بچ رہی جو دمھوم تیری کو چہ وہا زار بچ رہی اس طرح زلف یار کے قد سے بچ رہی بھڑیان لگا لگا کے تو برسات بچ رہی
زاہد نے اپنے جبہ کو ہونے دیا نہ مضم دستار شیخ جی کی تو سودا کو بچ رہی	

<p>دن رات ہر ایک سیری چھری لگائی دکھ چوٹ کا نہ سیری دل سے گیا طبعیو کرتا تھا خون ناحق یہ رنگ بان دل کا جو حسن موتیوں کی تول لڑن دوزن کو تھا تجھ عشق میں پیار یہ وہ زیر جو بگین آیا نظر تجھ کو ہر اک پلک نے اسکی غماز کی مین کو نہ کر کا ٹون زبان کہتے آکھوں سے آنکھیں ناصح ہر گز نہ بھی ٹھوٹیں</p>	<p>کیا جانے آنکھ تجھے مین کس گھڑی لگائی مین سوطح سو گھس گھس لٹی چڑی لگائی تسی کی تیسے ظالم تس پر دھڑی لگائی تو نے بے رنج گندم اسکی دھڑی لگائی تسے پھول کی کسی نے جنکو چھری لگائی ملنے میں دیر باہم کیتی بڑی لگائی جوابات کان اسے مجھے پڑی لگائی زنجیر کی کڑی پر جیسے کڑی لگائی</p>
<p>اس شور سے ہوا ہے سودا تراد روانہ اڑکون نے چن کے تجھے گھر چھری لگائی</p>	<p>اس شور سے ہوا ہے سودا تراد روانہ اڑکون نے چن کے تجھے گھر چھری لگائی</p>
<p>حلقہ تیری زلف کا جب یار منہ کھولے رہے چشم زکس کی سوندے کس طرح تیری سامنے پانی ہے لذت اسی نے تیری تیج عشق کی خون دل کی شست اندازوں نے یہ میرا پیا عرض مطلب کے گئے غیر اس سے اپنی بارہا کھلنا اس منہ کا ہے نکلتے جبین سے دُرخن ظالم بالاسے کب ہو کر ہے اتحاد ماغ</p>	<p>بچ چکا وہ جسکی خاطر مار منہ کھولے رہے جسکے آگے تجھ سا گل خسار منہ کھولے رہے جسکا زخم سینہ بعد از دار منہ کھولے رہے سیرا گریہ کیاں ہو تو سو فار منہ کھولے رہے رو نہ پایا اسپہم ہر بار منہ کھولے رہے جون بدر رو گو کہ بد گفتار منہ کھولے رہے جون صدف بہر در شہوار منہ کھولے رہے</p>
<p>آگے برو کے اندھا دے اپنی تو ٹوٹی سی کفش بحث کرنے کو تیری پیرا منہ کھولے رہے</p>	<p>آگے برو کے اندھا دے اپنی تو ٹوٹی سی کفش بحث کرنے کو تیری پیرا منہ کھولے رہے</p>
<p>کوئی کرتا رہے اس سے جو یہ مذکور بہتر ہے نہ کھینچے تجھ کو یہ اور کھینچے مقناطیس کہن کو ہزاروں نیشتر پاتا ہوں یان مین کام میں اپنے لکھے ہو مردہ دل زاہد بھی داغ عشق محو یان یہ سن رکھ وقت بچنے کے چراغ اکثر ہو نور افزا مجھے بھی خواہش ایسی زندگانی کی نہو ظالم</p>	<p>لہذا دل کے دکھ دینے سے نامقدور بہتر ہے مرے نزدیک اس نل سے تو تھو دور بہتر ہے ترے گھر سے تو ظالم خانہ زنجور بہتر ہے پر اتنا بے تک جس سے چراغ کو بہتر ہے افاق سے مرے مت کہ یہ رنجو بہتر ہے ہو ایسا ہی جو قتل ہیگینہ منظور بہتر ہے</p>

<p>نہیں گلشن بھی کچھ گلشن سے کم اجا ہلے سودا رکھیں سیرِ حن سے گر نہ مجھے معذور بہتر ہے</p>	
<p>بلبل نالان دردِ عشق کچھ معقول ہے کون محشر میں ہمارے خون کی پوے کا داد خال کا دانا بکے بے خرمن گوہر کے زرخ روشنی کا دولت دنیا کی جو مفتون ہوا شیخ گل باز کو تھے روز لپاتا ہے دل خوارے مضروب پر کرتے ہیں دولاب جو بخت تخصیب کو بھی جو میں تاڑا تو سودا اندون</p>	<p>سائنس لے سکتے نہیں جنکے برہ کی سہل ہر جب تو بولے گا کہ ہم قاتل ہیں یہ قاتل ہو حسن گندم گون کے مزرع کا یہ کچھ محصول ہے ہے وہ پروانہ کہ رسوائے چرخ غول ہے زرد چیرا آپ کا گیندے کا گویا پھول ہے ہم تو بڑھ بکھے ہیں اک فاعل چاک فلول ہے عشق میں اس حشر میگوں کے سدا مشغول ہے</p>
<p>سر پیش افگندہ اکثر میکدہ کی راہ سے یون چلا جاتا ہے خدمت سے گویا منزل ہے</p>	
<p>خشک رہنے سے ہمارا دیدہ تریاک ہو منہ پارے کیا پھرے ہوا کی فلک سمجھ میں ہم تند غری سوتری اتنا پھرے ہوا در خواہ رہنمائی خلق کی چاہے تو راہ کج نہ چل گرچہ میں ہصفیروں سے رہا ہو کچھ نشان رات یون کہتا تھا ظالم مجھے جلا د فلک فتنہ روے زمین آنکھ نہکا ہو تیرے غلام مت سمجھ بقید رہا بالو کی گر رکھتا ہے فہم</p>	<p>جون جا بس گھر میں جب کچھ ہوا ناک ہو ایک دن تیرا دہن ادہ اپنی مشت خاک ہو جس جگہ دیکھوں ہوں شعلہ کو گریبان چاک ہو شیخ ہونے سے عصا محروم چوب تاک ہو آشیان کا انکی آوارہ حسن خاک ہو یار میں تیری ہے سب جی پہ شک افک ہو خاومہ غمزہ دلی انکے گردش افلاک ہو تو تیاے شہم نقش پا ہمارے سی خاک ہو</p>
<p>کیا لکھوں حال تباہ اپنا کہ سودا وہ جو لوگ چاہتے تھے یہ دن انکے یا نے دن تک ٹاک</p>	
<p>حیران ہوں قمع کے لیے سوز ناک ہے زاہد مجھے تھا بخش ترے ہونے یقین قاتل سے کیوں جھگڑتے ہو کیا مجھے بر ہے</p>	<p>بروانہ کے شعلہ خور کا ہلاک ہے لیکن جو چیز خشک ہوئی پھر وہ پاک ہے جاسے خطر نہیں یہ مرارہ خم خیر ہے</p>

<p>کتابہ عشق عقل سے محکوم تو میر ہے ملت طلب ہوا ہے دل شیخ و برہمن چاہا کہ جون جباب میں دیکھوں یہ کائنات</p>	<p>ناصح تو کیوں بلکہ ہے دیوانہ سا خیر ہو صورت حرم کی کیسی ہے کیا شکل پر ہو کھولی نین تو اور ہی عالم میں سیر ہو</p>
<p>لکھتے ہیں ایک طرح سے ہم وصف ذات حق وہ شخص کون سا ہے جو سودا بخیر ہے</p>	
<p>خاک پر بھی تیرے دیوانے کی یہ تدبیر ہے کیا نیاز عشق سے غافل ہو ناز حسن آہ رحم کچھ آپ ہی تھے آوے تو آوے ورنہ بیاں مت چڑھ اس ابرو کے منہ لے ماہ نو جبکہ حضور اس قدر آغوش میں نظارہ کھینچے ہو تھے شیخ کی بانگ صلوٰۃ اور تو اسے نادان بجا واسے اسدن پر کہ لاان ہوں ترک کو کچھ کہج کس شکار انداز کا یا رب ہوا ترکش نہی</p>	<p>ہر گولاطوق ہر مونج ہوا زنجیر ہے شیرین کیا جانے کہ خون آلودہ جو شیر ہے آہ ہے سربے اثر نالہ سوبے تا شیر ہے اٹھ گئی پاپے صفت مرگان یہ وہ شیر ہے پشت آئینہ کی تیرا عکس رو تصویر ہے خانہ نقصاب میں بھی روز شب تیر ہے ایک خاموشی ہو اب تیر تو سو تقریر ہے مرغ تک قبلہ نہ کہے بھی جگر میں تیر ہے</p>
<p>جو کوئی پوچھے کیا گس جبرم پر سودا کو قتل کہہ کیسے گز کوئی چاہے یہ کلمہ قصیدہ ہے</p>	
<p>گل پھیکے ہیں اور دن کی طرف بلکہ غم بھی کیا صدمے مرے ساتھ خدا جانے درد نہ اے ابرو تم سے تھے روئے کی ہالے اے نالہ صد افسوس جو ان مرنے پر تیرے کس سستی سوہم بہ نازان ہو تو اے بار تہناترے ماتم میں نہیں شام سیہ پوش</p>	<p>اے خانہ بر انداز جن پہ تو ادھر بھی کافی ہے تسلی کو مرے ایک نظر بھی بجھ جہنم سے ٹپکا ہے کھوخت جگر بھی پایانہ تنگ دیکھنے میں روئے اثر بھی کچھ اپنے شب روز کی ہو تجھ کو خبر بھی رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی</p>
<p>سودا تری زیاد سے آنکھوں میں کٹی رات آئی ہے سحر ہونے کو تاک تو کہیں مز بھی</p>	
<p>نہ مجھے کہ کہن میں ہسا آئی ہے نہ چھوڑ پنچہ مرگان تو دست طفل سر شک</p>	<p>یہ مرغ کشتنی کب قابل رہائی ہے ابھی زمین پہ گرے ہو تو رانی کافی ہے</p>

اثر کیا ترے دل میں مجھ اشک نے تو کیا، ترے نکالے سے تجھ گھر سے کون جاتا ہو عز و رتقوی سے کتنی تھے شیخ جی سرکش گئے تھے آپ خداوند سیر باغ کہ گل، کرین ہیں در پہ تھے شیخ و برہن سجدہ جہان سے کنڈن دل سخت کا رہے فراد	ڈبا کے خلق کو کشتی مری ترانی ہے وہی تو جائیگا پیارے کہ جسکی آئی ہے پر اسب عامہ نے گردن تنگ لڑائی ہے جہان کھلے ہیں دہان پرے کربائی ہے تو نے حسن دادا تیرے گھر خدائی ہے وگرنہ کوہ کنی زور آزمائی ہے
---	--

تن گذار میں دل کیونکہ میں رکھا سودا
یہ آگ پانی میں کس سحر سے چھپائی ہے

بہار بے سہر جام یا ر گذرے ہے شراب خلق سے ہوتی نہیں فرد تجھ بن گذر مارتے کوچے میں گر نہیں تو نہ ہو سمجھ کے قطع کراب پیر بن مرا خطا ہزار حرف شکایت کا دستکھے ہی نہ تھے باعتبار شک شینخا کو دوزخ کی کے ہے کج ترے در پہ ضطراب نسیم تری گلی سے گذرنا ہوں اس طرح طالم میں وہ نہیں کہ کوئی مجھ سے ملے ہو بزم مجھے تو دیکھ کے جوش و خروش سودا کا	نسیم تیرسی چھانی کے بار گذرے ہے لگوے خشک سے تیغ آمد ار گذرے ہے مرے خیال میں تو لاکھ بار گذرے ہے نظر سے چاک کے پان تار ار گذرے ہے زبان پہ شکر ہو بے اختیار گذرے ہے ہمیشہ فکر میں لیل و نہار گذرے ہے کہ اس جہان سے کوئی خاکسار گذرے ہے کہ جیسے ریت سے پانی کی دھار گذرے ہے نجانے کیا ترے خاطر میں بار گذرے ہے اسی ہی سوچ میں لیل و نہار گذرے ہے
---	--

یہ آدمی ہے کہ سمرات پھرے ہے بسنگ
کہ باو تند سوے کو ہمار گذرے ہے

اس دل کی تفت آہ سے کب شعلہ برائے طلک داغ سے چھاتی کے سرک جابے جو بھلا وے شکوے کی رخصت جو زمین شرم محبت یاں تک نہ دل آزار خلائی ہو جو کوئی سیلون کو دلوں سے تو نہ خالی کراب اتنا	بجلی کو دم سرد سے جسکے حذر آوے آتش کے تین قدرت خالق نظر آوے غنیہ کی طرح محروم ہوئے تک جگر آوے ملکہ لہو منہ سے صدف محشر بن وراوے دور تا ہوں نہ چھاتی کسی بیدل کی جگر آوے
---	---

پینے کو لہو اپنے عم عشق میں تیرے ظالم کرب انصاف کہ سینہ میں کہاں سے سب کے سوا ہوں یہ کہدین کہ پھر آتا	تھا ایک جگر سو تو کہاں تک بسر کرے ہر دم کے لہو پینے کو تازہ جگر آوے بالین پہ مرے شور قیامت اگر آوے
بیخوابی سے مڑا ہے شب ہجر میں سودا اب کہنے کو افسانہ کوئی نوحہ گر آوے	
افعی کو یہ طاقت ہے کہ اس سے بسر کرے شیشہ نہ کے راز مرے دل کا تو اب جام کیا ہو جو قفس تک مرے اب صحن چمن سے سب کام نکلتے ہیں فلک تجھے یہ لیکن جب پھوٹے ہونا تو صحن خانہ دل شیخ نامے کا جواب آتا تو معلوم ہو اے کاش ہو نہیں تو ضعیف ہندو راے ہو کہ وہ آب دیتا ہے کوئی مرغ دل اس شیخ کو سودا	وہ زلف سیہ اپنی اگر لہر بر آوے سرگوشی سوا سکی نہ تری چشم بھر آوے دو برگ لیے گل کے نسیم صحت آوے میرے دل ناشاد کی امید بر آوے کعبے کا ترے دھندل دیوار و در آوے قاصد کے بد دینک کی چھتک خبر آوے گدڑے مرے سرے جو ترے مالک آوے کیا قہر کیا تو نے غضب تیرے بر آوے
اب لے تو گیا ہے پر اسے دیکھو نادان پل میں نہ اڑا تا وہ اگر بال و پر آوے	
نسیم کہ قدم دوستی بجا لاوے جفا و ہمو جو خاطر میں اب ترے آوے سمجھ کے کچھ پیار سے گلی میں اپنے حرام طریق ہجر میں مجھ سا تھو جو مفت ابل ہو	یہ شست پر ہیں قفس میں چمن کو لہجہ آوے وہی ہو خوب مے حق میں جو تھکے بھانے مبادا پالوسن تلے دل کسی کا آجاوے سوائے خاک نہ تجھ سے کوئی بسر آوے
درخت خشک ہوں اس باغ میں خدا نحرے کہ باغبان مرے احوال سے خبر پاوے	
الہی بزم تہان سے وہ شمع تل جاوے مخاطب اس لب جان بخش کا جو ہو یک دم بغیان میں کیا کہوں ذرا ہر سیر کی کیفیت کچھ اندون تری نظر دے گر چلا ہو دل	دروں ہوں میں کہ کسی کا نہ دل بچل جاوے عجب نہیں کہ مسیحا کا دل نکل جاوے کہ جبکہ دختر ز دیکھ کر آدھل جاوے جو دستگیری ترکان ہو تو سنبھل جاوے

<p>بدن کو شمع سے کون اسکے دی کے تشبیہ دماغ خاوت آئینہ ہو تو یہ چاہے</p>	<p>مجاہل کیا ہو کسی کی زبان حل جامے کہ اپنا عکس بھی اس گھر میں سے نکل جائے</p>
<p>گرہ تو عشق کی سودا کے سر سے ملتی ہے قدم پر زلف کے دل کو جو دینے بل جاوے</p>	
<p>گو غنیمت سان گرہ میں دلی جمع زر کرے ناچیز کو نہ صحبت نیکان ارہ کرے ہر دانہ سیرے خوشہ خرمن میں ہو شرر زاہد چلا ہے کعبہ کو اور برہمن گنشت ہے فخر تجھ کلی میں اگر ہو میں مشت خاک گل پر بغیر نصرت بلبل چین کے بیج دیتا ہے تجھ عذار کے دھوکے سے جی تنگ</p>	<p>آخر رنگ گل ہو پریشان سفر کرے رشتہ کو کہ تو آب گھر کیونکہ ترک کرے کہ برق کو سمجھ کے ٹک ایہ دھر گزر کرے بندے ہیں اسکے ہم جو کسی دل میں گھر کرے شاید کوئی اٹھا کے زمین سے بستر کرے اے اہل درد کفر ہے گر تو نظر کرے ثابت یہ خون کیونکہ کوئی شمع پر کرے</p>
<p>جگ میں شراب خوار کی تشہیر کے لیے سودا جو محنت ہو تو زاہد کو خر کرے</p>	
<p>بدلاترے ستم کا کوئی نہ تھکے کیا کرے قاتل ہماری نیش کو تشہیر ہے ضرور اتنا لکھا یومرے لہج مزار پر بلبل کو خون گل میں لٹایا کروں مجھے فکر معاش و عشق بستان یاد رفتگان عالم کے بیچ پھر نہ رہے رسم عاشقی گر ہو شراب دخلت محبوب خوب رو تعلیم گریہ دون اگر ابر بہسار کو</p>	<p>اپنا ہی تو فریفتہ ہو لے خدا کرے آئینہ تا کوئی نہ کسی سے وفا کرے یاں تک نہ دی جات کو کوئی خفا کرے مالے کی گرچہ میں تو رخصت دیا کرے اس زندگی میں اب کوئی کیا کیا کرے گو ستم لب کوئی ترے شکوے سے داکرے زاہد تجھے قسم ہے جو تو ہو تو کیا کرے جو نخت دل صدف میں نہ گوہر بندھا کرے</p>
<p>تنہا نہ روز تجھ رہے سودا یہ ستم پر دانہ سان وصال کی ہر شب جلا کرے</p>	
<p>ساق سین تری شب کیلے گوری گوری نیشکر نے کہیں تجھ لب سے کیا عقادعوئے</p>	<p>شرم سے شمع ہوئی جاتی ہے تھوڑی تھوڑی آج تک انکی ٹیری کٹی میں پوری پوری</p>

آگیا راستین جون دزد حنا تیرے ہاتھ	در نہ جا پاؤن کو لاگا ہی تھا چوری چوری
اگر جا پے ہے سہست مجھے اسے ساقی دے تو بھر بھر کے مجھے پیالیاں کوری کوری	
کا قہر جو مجھ سا اُسے دل اپنے میں جاوے وٹھایا میں ترے کسبہ کو تین دن مرا کی شہینچ اسے خضر زخود رختگی کیا طرفہ سفر ہے بیمار کو تیرے ہو شفا اس سے نہ مانوں	ایسا تو بت اس دیر میں معلوم خدا دے تمیز بین کردون اُسے تو ہلکو بنا دے جس میں کہ نہ بھولیں نہ کوئی راہ تبا دے عیسیٰ کو یہ قدرت ہو کہ مرے کو جلا دے
سودا جو تو رہے ہو تو رکھنا لے سے دل بار اس جنس کو برسات کامو سم ہے ہوا دے	
دل میں بسنے کی ترے جگہ پٹ ہے شاوی اے گل اندام ترے ہاتھ نہ میں ہوں نالان کو چہ عشق میں ہم تیکے بن گردن زدنی ہو گئے صاحب جو ہر ترانہ دیکھ فقیر بال و پر توڑ کے سوئے ہو نفس کو صیاد خون ہو جان میں سودا کے رہیگا جب تک ایک دن دشت میں جا کر میں کہا سودا سے یہ کہاں کے کس امید پہ بستی کے بیج	چشم بردور سلامت رہے یہ آبادی کون لب لب لب ہو چن میں کہ نہیں فریادی تیج ابروئے تیان بیچ نہ تھی جلا دی ہے ند پوش سدا آئینہ فولادی تھکے سے رخصت ہو مری لے ہوں آلودی تیر مرگان نہ رگ جان پہ کرین نصا دی چھوڑ بستی کو تجھے کیونکہ خوش آئی دادی غم کٹے دل کامرے ہو مری کی شادی
ہو وہ بنیاد خرابی کی جہان میں اے دوست سمجھے ہیں اہل جان جسکے تئیں آبادی	
بجھ تیغ تلے کہ نورستم سے کہ سر دھرد بہر دن تو تجھے اپنے کو پے اے نکالے ہو مشوق کی لفت ہی بندہ کرے عاشق کو کب شمع حمالس کی فانوس میں چھپتی ہو دلکے تئیں اک عالم کہتا ہے خدا کا گھر پانی بھی نہ مانگ اس کو جو دے تنک مایہ	پیارے یہ ہیں سے ہو ہر کارے دہر مرے جاؤن ہوں بھلا اب میں لادل میرا دھڑے کس گل نے خریدا ہے بائیل کے تئیں زرے جو حسن ہو باز اسی مت کو ٹھایا دے اے عشق اسے آتش دے ہو تو سمجھ کر دے کانسہ کے تئیں گل کے شبنم نہ کھو بھر دے

<p>خاتم لے سلیمان سے چوٹی کے تین پر دے رشتے کی گرفتاری سوراخ جگر کر دے یہ وقت خموشی ہے ظالم غزے فردے جس شعر کا ہر مصرع آہ دل پر دے</p>	<p>تین راو سدا ہے دل لکھی نہ زمانہ کی دے دادرے دلی سوزن کہ جب آہن کا سودا سے کہا ہے کل سیر گلستان میں سنتے ہی غرض اس کے یہ شعر ٹپھا ان نے</p>
<p>لھلھنے تو لگا ہے دل جون غنچہ ہمت را بھی لیکن نہ صبا تجھے گاہے بدم سر دے</p>	
<p>آنکھوں کی ہر ہلک صفت شش کو موڑ دے سرتا قدم سے وار کے صد تین چھوڑ دے</p>	<p>سینہ کو سستون کے نگہ تیری توڑ دے آیا ہے تنگ دام میں زلفون کے مرغ دل</p>
<p>تا صید حرم شکار ہو دے رہنے دے کہ تاغبار ہو دے گو عمر کہ بائدار ہو دے جس میں گل و گلزار ہو دے ملک دل کی شکفت دار ہو دے یون پھیٹو کہ تار تار ہو دے گردن تو خراب و خواہ ہو دے جزر حسنی بے شمار ہو دے اپنا کچھ اختیار ہو دے بھڑکے جب آبدار ہو دے بھاتی کے نہ دار پار ہو دے سودا سے کہو نثار ہو دے</p>	<p>جہ دم وہ صنم سوار ہو دے جو اٹھ نہ سکے تری گلی سے محکم تو رواق بن سکے ہے وہ قطر تو چاہتا نہیں میں دست مری سینہ بیچ لے دہر سوزن کی نہ جیب لیجو منت شبنم سے بھرے ہو ساغر گل پانی نہیں دیتے اس کو ظالم ناصر تو قسم لے ہے دل پر کھینچے ہے کوئی بھی تیغ پیارے کن زخون میں زخم ہو کہ جب تک کھینچی ہے بھوون نے تیغ کہہ کر</p>
<p>دیسے ہی کا ہے یہ کام گل رو عاشق ہے نہ گوہر ار ہو دے</p>	
<p>گرد آئیں نہ کو باعث زنگار ہو دے بیانہ کیے گالے کا ہار ہو دے تا لخت جگر قافلہ سالار ہو دے</p>	<p>خط نقص صفائی رخ دلدار ہو دے دو لاسا کی ہے حق بطرف سستی سے فریاد آہنگ سفر کرب مرے سینہ سے کریشاک</p>

کب صبح وہ انگلیان نہ کھلین نیندر ہی ہرگز ہو دست خدائی میں تو یہ کیجے سنا دی ہم زمرہ کب مرغ چمن ہو سکے مجھ سے کرنج شتابی نہ مجھے صیاد کہ یہ صید سودا چمن دہر سے یہ چشم نہ رکھیں	صدفتہ خوابیدہ کہ بیدار نہ ہو دے ظالم ہو جو کوئی سو طرح دار نہ ہو دے ناکج آفس میں وہ گرفتار نہ ہو دے ہاتھوں ہی میں تیرے کہیں مر وار نہ ہو دے وہ گل نظر آوے کہ جسے خار نہ ہو دے
جو تخت دل اپنے تو نہ دیکھے گل بے خار سو بھی کہ جو مرگاہان پہ نمودار نہ ہو دے	
بھر نظر تجکو نہ کیا کھوڑتے ڈرتے کھینچے کیا ہو میان تیغ کہ یان ز شہِ عمر بہر گلشت عدم سے جو کوئی پہونچا ہے پھل جوانی کا نہ پایا کھو جو ن طفلِ سرشک	حسرتیں جی کی رہیں جی ہی میں مرتے مرتے صرف سینہ پہ ہوا ٹانگے سے بھرتے بھرتے سمت اس باغ کے طے نزلین کرتے کرتے مل گیا خاک میں یان بانوں ہی دھردھرتے
کیا ہمیں فائدہ آکھوں سے بقول سودا بھر نظر تجکو نہ دیکھا کھوڑتے ڈرتے	
کیا کیجے کہ ہم سے کچھ بات نہین بن آتی، دیوانگی ہماری کیا کیا محسوسی دھو میں جی چاہے جو کچھ تیرا سودا نہین نام مجھ کو اے آہ تری قدر اثر نے تو نجسانی اک خلق کی نظر نہین سب ہو گیا لیکن تک دیدہ تحقیق سے تو دیکھ زلیخا معمور ہے جس روز سے ویرانہ دنیا اک دامن نوکا ہے مجھ چاک گریبان بلبل ہی سہی سکتی نہین کچھ باغ میں تجھ بن ہے گوش زد خلق مرا قصہ جان کاہ جو شمع مجھے شرم ہے زنا کی پوشش کیا کیا ہے لیلیٰ منشان خاک میں سودا	اب سنگ تجھ گلی کے یہ سر پہ اور چھاتی زنجیر پڑے کے پاؤں گرا پئے گھر نہ لاتی جو دیگا دعا تجھ کو تو میری ہی زبانی گو تجھ کو لقب ہے دیا عرش مکانی کرتا ہوں میں اتک ترے خاطر پہ گرائی ہر چاہ میں آتا ہے نظر دوست ثنائی ہر خب کے انسان کی مائی گئی چھانی کرتی ہے جو خسر کوئی دیوار پرانی شبنم گلوں کے منہ میں جو اتی رہی پانی جب سے کہ نہ سمجھے تھا تو چڑیا کی کہانی مالا نہ جہن رات کو بے لاشک فشانہ گو اپنے بھی محبوب کی دیکھی نہ جوانی

<p>جس سمت نظر منجھ سہرا بک دے تو یہ جان ہوویگی کسی زلف چلیپا کی نشانی</p>	
<p>برہمن بت کہہ کے شیخ بیت اللہ کے صدقے جتا دین جس جگہ ہم قدر اپنی ناتوانی کی ندوی تکلیف جلنے کی کسو کے دل کو میرے پر عجائب شغل میں تھے رات تمہارے شیخ جوتھے نہیں بے وجہ کہچے سے ترے اٹھنا گولے کبھو وہ شب بھی اسے پروا نہ تھی باہم دکھا دیگا</p>	<p>کہیں میں جیکو سودا وہ دال گاہ کے صدقے اگر کھسا روہان ہو دے تو جاو کاہ کے صدقے اٹھ سے دور رہتی ہو میں اپنی آہ کے صدقے میں اس ریش بابت اور دامن کوتاہ کر صدقے ہماری خاک بھی جاتی ہو تیری راہ کے صدقے تو بل بل شمع پر جاوے میں ہوں اس ماہ کے صدقے</p>
<p>دکھائی ہوئے کس سطر سدا کی نظردن میں جو ہوا نصاب تو جاوے تو اسکی چاہ کے صدقے</p>	
<p>اے لالچی تو کیسے غیروں کا مت ٹٹولے کھنجن سے تجھ میں کو تشبیہ کیونکہ دت بجے ہے میری استخوانیں تیرنگہ ترازو شب دیگ کھانا کچھ بھانا ہے کلوڑ بس انصاف کچھ بھی یا رو ہو عشق کے گھر میں دھقان سپردہ ہے یوں صلح کب کر رہے وہ تو بچی کا ہرگز ہم کو لکھے نہ نامہ کل بارے کہا میں سستا ہوں آج سودا کینے لگا کہ نادان یہ حیف ہے کہ کوئی</p>	<p>جو کچھ تو چاہے یک شب مجھ پاس کے سولے وہ تو چٹا کرے ہے انکے سدا نمولے کتے رقیب سے کہ شمشیر کو نہ تولے کھانے کو جا رہا ہے کشمیر یوں کے ٹولے دل غم سے آب ہو دے اور چشم موتی رولے بوٹوں کے کھیت اور چٹکتا جنگ بولے گدڑی میں جا کبوتر لیتا ہو مول گولے بکتا ہو اک گمہ پر اس کے تئیں کہ جولے اس بند کرنے کو بھی ایسے سیاہ کولے</p>
<p>ہو شاد اس غزل سے سرج ابرو کی سودا تو اس زمین میں نادان طور اپنا کیوں نہ بولے</p>	
<p>ہوں غنچہ تو جہن میں بند قبا کو کھولے آویگا وہ جہن میں تر کے ہی میکشی کو باغ جہان میں اگر کچھ ہے بھپسل نہ پایا ایسا ہی جاؤں جاؤں کرتے ہو تو سدھارو</p>	<p>پھر گل سے اے پیارے بلبل کھو نہ تولے شبنم سے کہدو بلبل تیرے گلونکے دھولے اک دل لگا کہ جہن میں سیکڑوں بھپولے اس دل پہ کل جی ہوئی سوکھ ہی وہ ہولے</p>

کم بولنا ادا ہے ہر چہند پر نہ اتنا چشم پر آب ہوں میں جون آئینہ جبابی	موند جائیں چشم عاشق تو بھی وہ لب بھولے رک رک کے ٹپٹپے ہیں چھاتی میں سب بھولے
کون ایسا اب کے ہے سودا گلی میں نسلی آج بگوئے جلیں ہر دل کھو لکر تو روئے	
اثر سے ہیں تہی نالے تصرف ہیں دم خالی تجلی سے جہان اپنے نہ چھوڑیں ایک دم خالی نظر آ بھی احوال جہان اس میں تو کیا حاصل مکدرت سے زمانے کی بزرگ شیشہ ساعت نہیدستی ہماری دیکھ چشم کم سے مت منع بزرگ لفظ ہوا اٹھنے سے جلکے بیت بزمعنی نہ رہو آہ سے مجھ پر کے اے نوجوان غافل	نیستان ہو گئے شیر دن کے یارب یکلم خالی کہ جب تک آپ سے جون بدر ہو جاوین نہ خالی جو دل میں نقش ہے اپنے ہے اس ہو جام جم خالی لے ہم درد اگر کوئی تو مجھے دل بسم خالی کہ کہ یہ ہاتھ شکل کیسے اہل کرم خالی فلک اس طرح گھر تیرا چلے میں کر کے ہم خالی کہ تیرا اپنے کمان کہنہ کا پرانا ہے کم خالی
کین جانا ہو دوستی سے جاو دھروا سودا خلل سے راہ پاویگانہ جز راہ عدم خالی	
خاتم کے جون نگیں ہمیں کس کام کے لیے چہرہ جو فصل گل میں گرو ہے مرا تو ہو پیش از ظہور مرغ ہم خادمان عشق پہونچے سو کیونکہ منزل مقصد کو یہ قدم	گھر میں کوئی جگہ دے مگر نام کے لیے سر کھو دیا ہے غنچے نے اک جام کے لیے بنتے تھے رشتہ رگ گل دام کے لیے پیدا ہوئے ہیں گردش ایام کے لیے
سودا ہزار حیف کہ اگر جہان میں ہم کیا کر چلے اور آئے تھے کس کام کے لیے	
ہر آن یاس بڑھتی ہر دم امید بھٹتی پوکا نہیں یہ چھٹنا مجھ سینہ چاک کی ہے کو پے میں اس کے باقی مجھ خاکسار پر آب مژگان کی برچھپیوں نے دل کو تو جہان ملا زلف سیہ میں سے دل بکھرا نہ مایہ خاک خون جگر کا کھانا دل پر نہیں گوارا	دن حشر کا ہے اب تو فرقت کی رات کشتی ہر صبح بارے شکم چھاتی فلک کی بھٹتی یا آسمان کا گرنا یا ہے زمین اولٹنی اب بڑیاں بھی باقی اُنکے جگر کی بٹنی یہ مجلس تیرہ شب میں مشکل ہے پھر سمنی اُس ترش ابرو کی جب تک توڑے چٹنی

آئینہ کہ را تھا خوب کے صاف منہ ہر	ہیں ایک دن یہ شکین سبک بیچ اپنی
کیا بہت فطرت کو بخشی ہے سر بندی	دنیا کے شعبہ سے تعلیم ہوئے بیٹنی
تو نے بٹھائے سودا یہ قافیہ و گرنہ	
پائے قلم کو کیسے ہے یہ زمین ریشنی	

مطلعات

اعجاز منہ کے ہے ترے لب کے کام کا،
 بساط اپنی میں تھا جو اکیلے سو بھی تو کھو بیٹھا
 یار ہو قید رجب ہوا شاد سس ہیں کا
 خط مرغ نامہ برے نہ تھے کون سا دیا
 غنچوں کو گوشت گنتہ ہمین صبا کیا
 کیا جانے نہ کہنے ترے کیا بلا کیا
 کسو نے روم کی قسمت میں کوئی شام لایا
 ہے سخت ببرد وہ بت و فکر کے کیا
 نہ سرمہ چشم میں اسے شوخ خانہ جنگ لگا
 دل کو اسے عشق سے زلف سیہ فام نہ بھیج
 کیا خوشی ہو کہ کہ اپنی ہے یہ حیرانی کی طرح
 کون کہتا ہو نہ اور دہشتے ملا کر مجھ سے مل
 ویدہ پر آب سو تجھ بن ہمین کیا کم ہے جام
 سننے پائے نہ دہن اس کے سے دشنام تمام
 سودا کے لیے بر سر بازار ہوئے ہر قسم
 آگے یا قسمت جلاوے یار یا بارے ہمین
 نہ پوچھ سنگ گل کی شیخ اس صدا کو مان

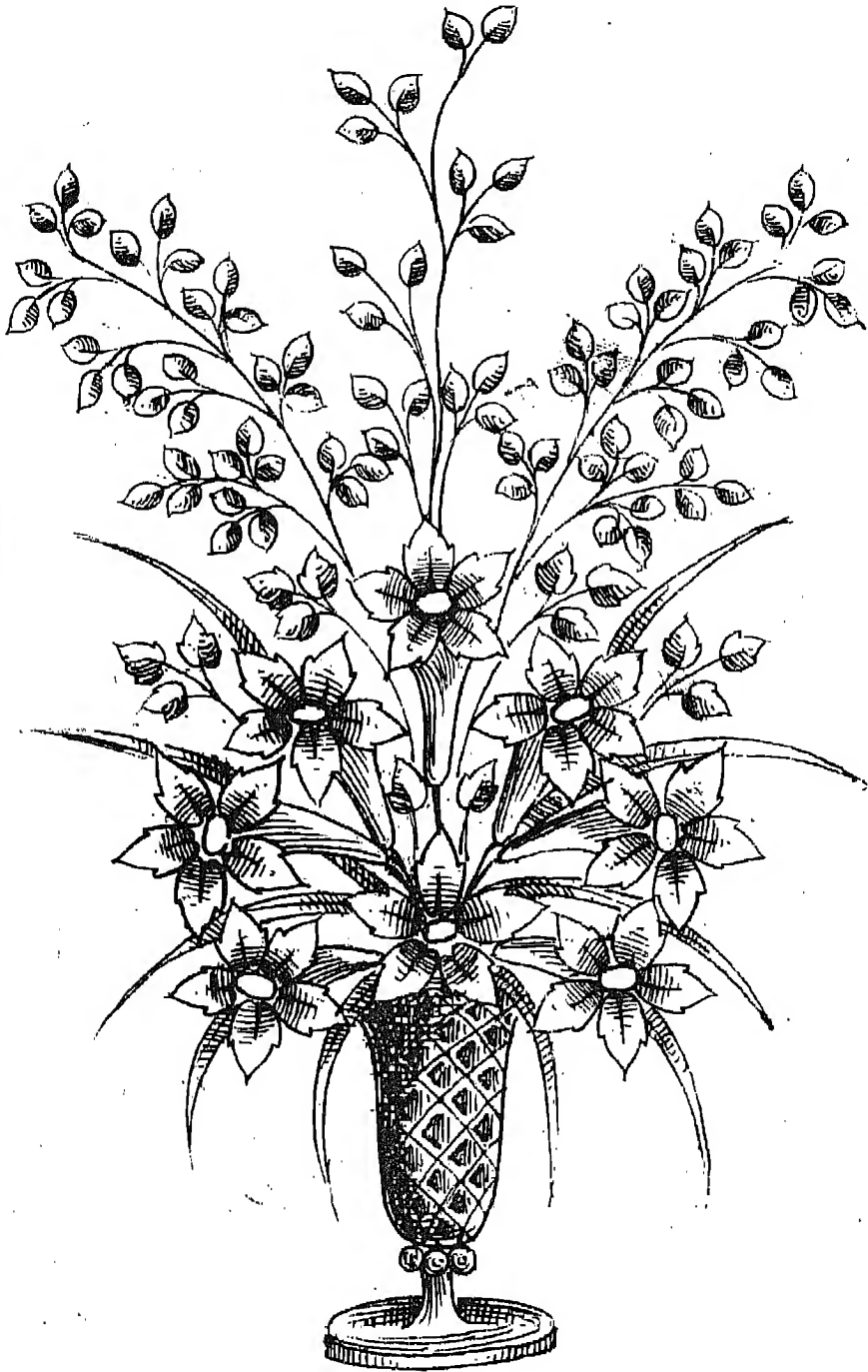
کیا ذکر ہے مسیح علیہ السلام کا
 مجھے مدت ہوئی پیارے میں اس سیرا تھوڑی بیٹھا
 مثل ماہ عید کے پورا جو ہووے تیس کا
 مضمون تو نے سنکے نہ جس کا اڑا دیا
 لیکن ہمارے غنچہ دل کو نہ دا کیا
 مجھ سے کے دل کو اپنی طرف مبتلا کیا
 ہمیں لے کچھ نہ آیا ایک تیرا ام لے آیا
 پر اب تو لگ گیا دل کی مین خدا کرے کیا
 چلے گی خاک جو تیغ نگہ کو زنگ لگا
 رہزون میں تو سا فر کو سر شام نہ بھیج
 دیکھتے ہی عید عالم چشم قربانی کی طرح
 جسکے ملنے میں خوشی تیری ہوئی مجھ سے مل
 بزم مشتاقان سے تیرے حلقہ ماتم ہے جام
 جنبش لب ہی میں اپنا تو ہوا کام تمام
 ہاتھ اس کے بکے جسکے خیر بداز ہوئے ہم
 اب تو آنکھوں نے لگا ہر دیکھنے بارے ہمین
 مرے صنم کی پرستش کو اخذ کو مان

افراد

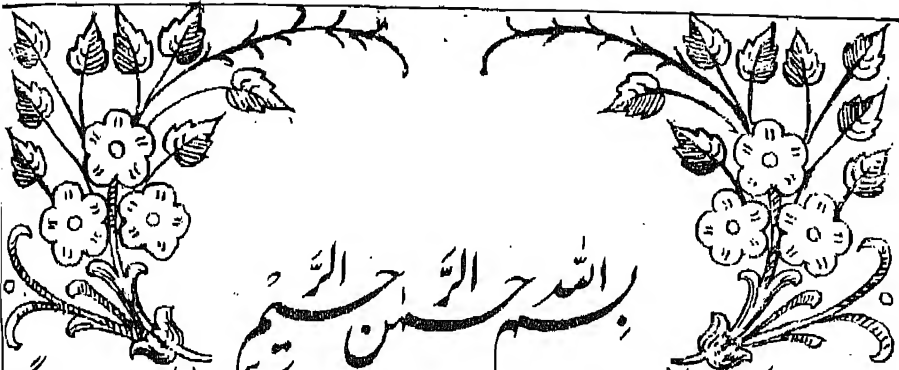
دل کو تو ہر طرح سے دلاسا دیا کروں
تو نافل سے تیرے لئے بیوفاک بکشتا دیکھوں
فائدہ کیا خطا تھے لکھ لکھ اگر روتا ہوں نہیں
میں وقف تماشائے ہر اک بل نظر ہوں
اے میان عشق کے ماروں کو کہیں نہیں
میکشان لوح ہماری بھی کبھو شاہ کرد
سکے یہ کہتا ہو میرے نالہ جانکاہ کو
عشق کے کوچے میں جلوہ ہو تباہ گاہ
وہ سمندر ہے کہ جیکانہ کہیں پاٹ لگے
تبسم دیکھ تیرا کیوں نہ دل تباہ ہو جائے
اس دل پہ تجھے رحم جفا کا نہیں ہے
مسیحا سُن کے اٹھ جاوے جو کچھ کہے داکھی
میں کہتا ہوں دل اپنے سے کہ ننگ نام سے گنہ
کیوں کیا عشق کی آتش سے بار و چھپہ جو گزری
کہا میں داغ مرے دل کا جوں چراغ جلے
جہن میں بلبوں نے جب نپائے عشق کو چمکے
کل جو بیٹھا پاس میں اک جاتو ہے ہم نام کے
فاصلہ یہی پیام تو جا کیو یار سے
اشرف یا کمینہ طلب گار ہو کوئی

آنکھیں تو مانتی نہیں میں اسکو کیا کروں
خدا وہ دن کرے تجھ کو کسی پرستہ دیکھوں
نامہ اعمال دل لکھتا ہوں اور دھوتا ہوں
گو ہر نہ سمجھ قطرہ غناب جگر ہوں
دل نہیں صبر نہیں آپ نہیں اور نہیں
لوٹے گر زہم میں شیشہ تو ہوں یاد کرد
کیوں مجھے ایسا نہایا کیا کہوں اللہ کو
خضر بھی بکھر چلا دیکھا جو دکانکا زگے او
کشتی عمر مری دیکھنے کس گھاٹ لگے
اگر بجلی اسے دیکھے تو زہر آب ہو جائے
جس دل سے دل ہو کو آزار نہیں ہے
محبت سخت بیماری ہے یار دآہ کیا کیجے
منویہ بات گراں میں تو کیا آرام سے گزیرے
سنی جو شمع نے بھی سرگدشت اپنی تو رو گزری
دیا جواب مجھے ترک شوخ نے کہ بلے
لگی سارے چمن کو آگ جتنے تھے کنول دیکھے
رہ گیا بس نام سنتے ہی کلیجہ تھام کے
اک شخص جان بلبہ ترے انتظار سے
دونگا اسی کو دل جو حسد بیدار ہو کوئی

تو ٹپک جگر تو مرے مرغ نامہ بر کا دیکھ
کہ دان اڑے ہے جہاں چلین فرشتے کے



میت



بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رفیع ترین کلامی که رفت بخش دیباچه سخن تواند شد حمد سید علیست که با کمینش کاف و لوزن رنگ
 مگوین نقوش گوناگون کلیات و جزئیات و ملکات را بر صفحه هستی ریخته و نهفته تر جمیع بند افلاک نه
 گانه و ششمین بهشت و سیمین معلقه هفت آسمان و هفت بند سیمین ستاره و مسدس جهات
 سته و خمس حواس و برائی ارکان اربعه و مثلث ارواح ثلاثه و منوی روز و شب و فرو بند و نیم
 آفتاب و قضیده کمیشان و قطعه های ابر و مصراع جریسته برقی بنظم آورده و ذات فصاحت
 آیات سرور انبیا سالار اصغیا مطلع نور خدا مهر سپهر صفی حضرت محمد مصطفی صلی الله علیه و آله و سلم را
 که نور انورش فاتحه مصحف نبوت و پیکر اطهرش خاتمه رساله رسالت است بیت القصیده نبوت
 اگر داینده و ذات بلاغت سمات افضل ادعیا ابوالایمه الهدی امیر المومنین علی مرتضی
 را که بسم الله قرآن و صایت است مطلع غزل امامت ساخته و زوارات مقدسه بانی حضرات
 معصومین صلوات الله علیهم جمیعین را که هر یک از ایشان از کمال علویت در صفو روزگار خود فرویت
 و شاه بیت دیوان ایجادیل بیت الله واقع است انتخاب نموده صلی الله علیهم اجمعین و علی جمیع
 الانبیا والمرسلین بعد صریح کلام فیتعزلت گزین اصالح الدین بگوشل بل نبوش ملیر ساندین دیوان
 رفیع بنیان فصاحت بیان ریخته خاتمه سحر بردار از قلم نکته طراز ریخته آفتاب براعت در سیده
 حدیقه بلاغت مجموع کمالات و مهبی و مکتبی مجموعه کلام هندی و فادسی و دعوی و ذوالریاستین
 الفاظ و معانی موسیس قوانین سخنرانی یگانه کشور افضل نقاده و دومان کمال اوزنگ نشین
 ملک فصاحت خسرو اقلیم بلاغت

مراست طبع روان لیک نام دوست فنج	اچگونه آب رود از تشیب سوئے فراز
اعنی دقیقه سخن نکته سرائک الکلام میرزا محمد رفیع سودا سلمه الله تعالی است که از این ریخته کار ریخته گوئی کوس صاحبقرانی بنامش صد داده و تسلیم فرمان کلامش برگردن	

ہم انیان لازم افتادہ بر سر گلزار کلام رنگینش سحاب تحسین پیوستہ ریزان و از اشعار بر شبیہ عاشقانہ اش
 دو و سو و دگر از متصل حیران جو اہر زو اہر مضامین و معانی در کان خاطرش معدن معدن
 و گلہائے گوناگون الفاظ شگفتہ در گلین در باغ فکرش چمن چمن زبان با از شیرینی گفتارش چاشنی
 گیر و دیدہ با از مشاہدہ اشعارش سواد پذیر بود اے زلف نبل آسای سخن دران را طبعش در سواد
 سواد کا سیاه سیاہ قلم سخنش نور افزای بصیرت دانی آبر دمی سلسبیل ریختہ جواہر معانی تا بدارش آتش ز شک
 اندل با قوت آگینتہ ہنگام تعریف کلام شیرینش عجب کہ لب بیان بہم بخشد دلی خامہ نیکو نگردد ہر ش
 شاہ بیت دیوان فصاحت و ہر قطعہ اش بہشت بلاغت غزال غزلش را صحرائی دلہا چراگاہ و مردم
 مردم آگاہ را بر سر ہر شعرش مانند نقطہ انتخاب جا نگاہ رباعیات بلند پایہ اش در گاہ کبہ معنی چار
 آتشخوار عالم رد حالتے ترجیح بندش بدغم از دلہا کثودہ متنویش از صبح مثانی ثنا استودہ ہر مطلعش از
 مطلع خورشید روشن تر دہر مخمس از حواس خمسہ گران بہا تر بحسن مطلعہای زیبایش عشق باید و زبید
 انیس زنجیر نقش مصرعہای رعنائش توان گردید از میوہ سخن قصاید عالی رتبہ اش لذت و بختگی قصاید
 عرفی پیدا و از رباعیات بلند پایہ اش ریزش باران معانی سبحانی ہوید اہر مطلعش خورشید مثال پر تو
 حسن آفتاب پریشان سخن انداختہ و ہر مصرعہ اش ہلال آسا گوشہ ابروے ناخود را انگشت نمائی نور
 نظر با ساختہ بلبل شیراز قصیدہ گوی عرفی شیرازی اگر گلشن آرای ہندوستان حیات شدی ہزار
 زبان نغمہ سنج ہزار داستان و آفرین گشتی و اگر کلیم طور سخندان ابو طالب ہمدانی از تجلے زندگانی دوبارہ
 اقباس نور کردی و دیدہ بیضای اوراد و سخنوری دیدی بیای تنظیم ایستادہ دست ادب بے بینہ گذاشتہ دست
 پوشش نمودی و اگر انوری و خاقانی را در آفتاب زندگی شدی از انورے خطاب فلک آفتاب
 سخنورے یافتی و خاقانے خاقان مملکت بلاغت گسترش خواندے ۵

بہ تہز میکہ خوان بسیان مے نہند	سخن را سخن در دہان مے نہند
ز نقش چپان منشیان کام کار	کہ بر نثر شان زہرہ گرد و نثار
غزلہائے از پختہ و نیم خام	غزالان رزم کردہ را کردہ رام
ز حریفش لب مطرباں بہرہ مند	سرایند از دے بیابانگ بنند
مناجاتیہاں ذکر خوان دیند	خواباتیان خود از ان دیند

از اینجا کہ تعریف خلاصت قند سخنش کہ قناد طبع رفیعش بقالب شعر ریختہ ریختہ
 در قالب بیان نمی گنجید اولی آنکہ طوطی ناطقہ را شکر ریز دعا سازم و بختم قرآن دعا

پردازم الکی تا دیباچه صبح پدید شعاع خورشید بجای شام تواند پیوست پیوسته صبح ادراق این
دیوان کہ گلدسته معانی سنت از ظلمت شام شامت حرف گیران محفوظ باد به حرمت البی و آلہ الامام
جمع این ادراق باد از پریشانی مقول

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قصیدہ در لغت حضرت سید المرسلین
خاتم النبیین محمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم

ہو واجب کفر ثابت و دہشتناکے مسلمان
ہنر پیدا کر اول ترک کیجو تب لباس اپنا
فراہم زبر کا کرنا باعث اندر دل ہوئے
خوشامد کرب کرین عالی طبیعت اہل دولت کی
عروج دست بہت کو نہیں ہے قدر پیش و کم
کرے ہے کلفت ایام ضائع قدر مردوں کی
اکایلا ہو کے رہ دنیا میں گر چاہے بہت جینا
اذیت وصل بین دونی جدائی سے ہو عاشق کو
موت و جان ارباب ہنر کو بی لباسی میں
برنگ کوہ رہ خاموش حرف نہ ناسر اسکر
یہ روشن ہے برنگ شمع بر لب باد آتش سے
نہیں غیر از ہو کوئی ترقی بخش آتش کا
کرے ہر دہر نہایت ظالموں پر تیرہ روزی کو

نہ ٹوٹی شیخ سے زنا تسبیح سلیمانی
نہو چون تیغ بی جو ہر دگر نہ تنگ عربانی
نہیں کچھ جمع سے غنچہ کو حاصل پریشانی
نہ بھاڑے آستین کہکشان شامو کی پیشانی
سدا خورشید کی جگ پر سادی ہوز فشانہ
ہوئی جب تیغ رنگ الودہ کم جاتی ہر پہانی
ہوئی ہے فیض تنہائی سے عمر خضر طلالی
ہست ہتا ہے نالان فصل گلین مرغ بستانی
کہ ہو جو تیغ باجوہرائے سے عزت ہے عربانی
کہ تا بدگو صدائے غیب سے کھینچے پیشانی
موافق گر نہوے دوست ہے دشمن جان
نفس جب تک ہے داغ دلے فرصت کیونکہ پرانی
کہ زیب ترک چشم بار سر رہے ہر صفائی

طلوع ہر ہو یا بال حسرت آسمان ادھر
لکھو گنا پھر غزل کراں میں من مطہر ثانی

مطلع ثانی

عجب نادان ہیں جنکو ہے عجب تاج سلطانی
 نہیں معلوم ان نے خاکین کیا کیا ملا دیکھا
 ہماری آہ دل تیرا نہ سراوے تو یا ستم
 تیری زلفوں نے اپنی رو سیاہی کہہ نہیں سکتا
 زمانہ میں نہیں کھلتا ہے کا ربستہ حیران ہوں
 جونی کے ہاتھ سے ستر قدم کا ہیڈ اتنا ہوں
 دکھا جلیں رسم دوستی امدہ روزی نے
 سیرختی میں اسے سودا نہیں طول اہل لازم
 سمجھ لے تا قباحتم فہم کہ تک یہ بیان ہوگا
 خدا کو اسطے باز آتوب ملنے سے خوابان کے
 نظر رکھنے سے حاصل اُنکے چشم و زلف کے اوپر
 نکال اس کفر کو دسے کہ اب وہ وقت آیا ہے
 نہ ہے دین محمد سیر دی ہن اُسکے جو ہو دین
 ملک سجدہ کرتے آدم خاکی کو گر او سکی
 اسیکو آدم و حوا کی خلقت سے کیا پیدا
 خیال خلق ادسکا گر شیخ کا فران ہوئے
 زبان پر اسکے گزرے حزن حجاب کہ شفاعت کا
 لکھا جبے قدم سند پر آؤں نے شریعت کا
 اگر نقصان پر جس کے شر رکابک ارادہ ہو
 موافق گر نہ کرتا عدل ادسکا آجے آتش کو
 یہ کیا انصاف ہے بارو کہ طیر و وحش تک جلیں
 پیے ہے آشیان میں باز کے بچہ کبوتر کا،
 ہما آسا ہے پر دا رخ اوج سعادت پر

فلک بال ہما کو بلین سوچے ہے گس رانی
 کہ چشم نقش پا سے تا عدم نکلی نہ حیرانی
 و گر نہ دیکھ آئینہ کو تھپتہ ہو گئے پانی
 کہ ہے جمیعت خاطر مجھے اون کی پریشانی
 گرہ غنچے کی کھولے ہو صبا کیونکر آسانی
 کہ اعضا دیدہ زنجیر کی کرتے ہیں مرزگانی
 مگر زانو سے اب باقی رہا ہے ربط پیشانی
 منط خامہ کے سر کو انگی ایسی زبان دانی
 اولے میں پیشانی و لطف زلف طولانی
 نہیں ہے اُنسے ہرگز فائدہ خیر از پشیمانی
 مگر ہمار ہو دے صعب یا کھینچے پریشانی
 برہمن کو صنم کرتا ہے تکلیف مسکائی
 رہے خاک قدم سے اُسکی چشم عرش نورانی
 امانت دار نور احمدی ہوتی نہ پیشانی
 مراد الفاظ سے معنی میں تا آیات قرآنی
 یہ کھین بخشش کے سمنت ہودی اور نظرانی
 کرے دان ناز آ مرزش پہ ہر اک فاسق موزانی
 کرے ہے موج بحر عدلت تبس یہ طغیانی
 گرہ کو آگ کے دوہن کرے غرق آ کھربانی
 تو کوئی سنگ سے بندہ تہی تھی شکل لعل زمان
 اسرا من و عیش سے اپنی بسر اوقات لیجانی
 شبان نے گرگ کو گلہ کی سوچی ہو گھبانی
 کرے ہے مورچہ دھکے سینہ دو پرطمانی

<p>کھلے ہے غنچہ گل باغ میں خاطر سے لبیل کے جہان انصاف سے ہر گاہ اب سحر ہے اتنا ہزار افسوس دلیل ہم نہ تھے اس وقت دنیا میں نہوئے سے جدا سایہ کے اس قمار سے پیدا ہو جسے یہ صورت دیرت کر امت حق نے کی ہو معاذ اللہ یہ کیا حرف بے موقع ہوا سرزد کہ ہر اب نہم ناقص لیگیا محکو نہ یہ سمجھا جو صورت اسکی ہے لاریب ہے صورت ایزد حدیث میں رآئی دال ہے اس گفتگو اور غرض شکل یہیں ہوتی کہ پیدا کر کے ایسے کو</p>	<p>جواب اوراق جمعیت کو ہوتی ہے پریشانی تو اس کے آگے ہوگی عدل کی کیا کچھ فردانی دگر نہ کرتے یہ آنکھیں جلال اس کے سے دوزنی قیامت ہو دیگا دلچسپ وہ محبوب سبحانی بجائے کہیے ایسے کو اگر اب یوسف ثانی جو اسکو بھر کھون تو ہوں میں مرد و مسلمانی کہ وہ ہر الو ہیت ہے یہ ہے ماہ کنانی جو معنی اور معین ہیں بیشک وہ ہیں جہنم ربانی کہ دیکھا جسے اسکو اون نے دیکھی شکل نبوی خدا کر یہ نہ مندر ماتا نہیں کوئی مرثانی</p>
<p>بس آگے مت چل لے سودا میں دیکھا ہم کو تیری کراستخار اس منہ سے اب ایسے کی ثنا خوانی</p>	

قصیدہ در ثمت و منقبت حضرت امیر المومنین

اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب

<p>چہرہ ہر دوش ہے ایک سنبھل مشکفام دو ہیں دو تنک شراب اور ساقی کی چشمست یہ میرے تیرے یہ ربط ہے جیسے میان بحر و موج خون جو کیا ہے بیکینہ تو نے مرادل و جگر نکھے دفا دھر کی دیدہ دل کو ہے طح اہرے یار کا خیال الدین ہے ہے روز و شب فکر معا داب کرین یا کہ معاش کا تلاش پھینکے ہے منجھنچ چرخ ناک کے سنگ تفرق</p>	<p>حسن تہان کے دو دین ہر سحر ایک شام دو کیونکہ نہ بچھے صحبت تاب بادہ کش یا جام دو واقعی میں تو ایک ہیں گو کہ ہوسے بنام دو لیونیکے نکھے حشر میں اپنے یہاں مقام دو کرتے ہیں ادھ ہر ایک دن ملے خیال خام دو ہو دے جو تیغ آبدار کیوں نہ کرے نیام دو زندگی اپنی ایک دم کیجئے کیونکہ کام دو بیٹھ کر ایک دم کہیں ہو دین جو ہم کلام دو</p>
--	--

<p> بادہ تو اونہیں ایک گکو کہ ہوئے بنام دو ایک یہ مرغ ناتوان جسکے لیے ہیں دام دو ہمرہ لغت و منقبت کر اسے انصرام دو اکہین ہونگ لاخ اسین تو ہو دین کام دو ایسے کہ قصیدے تو صبح سے لیکے شام دو بس مجھے آگے مانگ لے کر کے تو اب کلام دو معنی تو اونہیں ایک ہیں گکو کہ ہوئے بنام دو ایک کرے اشاریے قرص مہ تمام دو وقت ملاحت جو کچ ایک کرین مقام دو رکھ کے زمین پہ ایک گام تانہ کرے سلام دو ایک بنے جو چو بدار کرے ہیں اہتمام دو مہرین اس سیکون ہوا داعی ہیں یہ غلام دو دیتے نہ گزرا نہ کوئل کے یہ انتظام دو شرق سے باغرب تک جسکے تین مین گام دو در نہ پھرین دو عرش پر ایسے ہیں خوشخام دو خامہ کی اپنے بان ہوئی لکھنے سے جب کام دو احوال کی طرح اچھے آئے نظر تمام دو مائی کے تجھے حلال ایک ہے اور حرام دو قطع کلام کر کے تم مدح کو اختتام دو کہین علی بنی سے یون اسکا صلہ تمام دو اور یون کو دو جو ایک جام دیجو اسکو جام دو </p>	<p> خورد و بزرگ دہرین نسبت جام و شیشہ جان دلو میان خط و زلف تین جو رکھے یہ عدل ہے کہتی ہے مجھے مغفرت ہو دیگی خوب غزل اپنی یہ عرض اس ہے کہ تو بھلا یہ کیونکہ ہو دے ہے جواب مجکو وہ ایک غزل تو کیا ہو یہ مطلع لغت و منقبت کہ تو چکا ہے میر سجان مثل زبان خامہ ہیں گر بنی دام دو ہونے نہ غروب ایک بہر نماز مہر کو حال کے ٹھونکے رتہ تک بانڈے ہوں خیال دو انکے طواف روضہ کو پہنچے کچھو نہ جبریل موسیٰ و خضر اور مسیح در پادشہ کے وقت طوف سجد کرین مین مہر و مدد پر دھون کے در شوب ہوتے حکیم کس سبب معتقد قیام دہر وصف براق و دلدار کہ تین کیا بیان کروں مرضی حق نہیں ہی یہ دو ہوں طوار ایک نام برتر شاد فخر کے تیغ کی مجھے بیان نہو سکے اسکے خیال مین کوئی دیکھے جو اپنے آپ کو یاد مین اسکے گرد دیکھے جو اپنے باب کو سودا آب آگے کیا کہوں مجھے کہ ہر اکا ذکر چاہے تھی طبع یہ مری طول دے اس کلام کو ہے یہ امید اسے ہی یون علی سے بنی کین </p>
<p> یہ بھی صلہ نہیں ہے کم عہد حشر مین اگر یاد کرین جو مجھے کو ایسے با احترام دو </p>	<p> یہ بھی صلہ نہیں ہے کم عہد حشر مین اگر یاد کرین جو مجھے کو ایسے با احترام دو </p>

قصیدہ منقبت شیریشہ شجاعت میرمیان سخاوت حیدر کرار صاحب ذوالفقار

بسان دانہ روئیدہ ایک بار گرہ،
 معتقد اتنی ہے خاطر میری کہ جانے نفس
 عجب نہیں عوض اشک حتم سے میرے
 نہ لٹ دھوئیں کی ہو یا رب زلف محبوبان
 کھلے نہ تجھ پہ تناسے دلی میری بات
 فلک کو پہونچے سرگرد باد مجھ دل کا
 طرح ہلال کے ہوتا ہے ناخن تدبیر
 گیا ہے چھڑکے یون دلمین عقدہ غم تیرا
 جہان میں جو ہو گرہ اسکو پائدار می ہے
 کھلے نہ اب جس دلیکے نالہ کرنے کو
 بزرگ شیشہ سے دقت اشک بیزی کے
 سوائے ناخن دست فنا میرے دل سے
 علاج قتل ہو داشتہ کا اب میری کہ ننان
 کرو مرتبہ فصل بہار میں کھولی
 ہزار حیف کہ یہ میرے دیکے رشتہ کی
 غلط ہے توجہ زمانہ میں سمجھے یہ سودا
 بنیر ناخن شیر خدا جہان میں کوئی
 غضب کے پنجہ سے جبکہ بزرگ دانہ شک
 ثبات چرخ یہ اس کے نہیب کے آگے
 جو ضرب گرز کی پشت فلک اس کے آگے
 جو اس کے عدل میں خس منہ پہ موجلی آجائے

کھلے جو کام سے میری پڑے ہزار گرہ
 کروں گامین بدم داپسین ششما گرہ
 جوئے بزرگ سحاب تگرگ بار گرہ
 لکھے ہے کیوں مری خاطر کو روزگار گرہ
 رہی زمانہ میں اک یہ بھی ایک بار گرہ
 جو ساتھ آہ کے پچش کے ہو غبار گرہ
 کشادہ کار ہمارے میں بدردار گرہ
 کہ بند یار میں دیجاے جلیے یار گرہ
 نہیں جو بنگلی دل کی پائدار گرہ
 ہمارے اشک کے ہو قافلہ میں یار گرہ
 گلے سے پڑتی ہے دل تک ہزار بار گرہ
 کھلی نہ بحر جہان میں حباب دار گرہ
 پہونچتی ہے بدم تیغ استوار گرہ
 صبا نے غنچوں کی جاسے لالہ زار گرہ
 کھلی نہ اسے نفس سرد ایک بار گرہ
 کہ کار بستہ سے یاروں کی کھولیں بار گرہ
 کیلے کام کی کھولیں نہ زینہا گرہ
 نہ آسمان کی ہو جائے تار تار گرہ
 کہ چون دھوئیں کی نہیں رکھتی اعتبار گرہ
 تو کمکشان دہن ہو جائے شکل مار گرہ
 تو ہو سمٹ کے دہن بحر بے کنار گرہ

کیا ہے دلمین خیال اسکے وصف گلگون کا
شنا میں اسکے دلے کیونکہ اب بند ہے مضمون
ہر ایک اپنے مولیٰ کے کیون نہ خاطر سے
رکھے ہے جنکی برش آکے کوئی چنچ یہ حکم
کیا میں فرض کہ اتنا ہے سر عدد کا تھے
پراوسہ تیر جو بیٹھے تیر تو یوں چوٹے
دخا کے روز عدد کو جو تو ادھالیو سے
تو نیزہ باز کو ترکی طرح سے ہر دم
زبس رواج تیرے عہد میں بہ بخشش کا
گدا سے دسے ترے ہر کے تین زرخ
شہا میں کیا کون انگشت دست کے اسکے
کچھ نہ کھل سکے مرضی سوا ترے تقدیر
خصوص میں کہ معقد ہے یہ میری خاطر
پس اب تبا کہ اس دلچیز کی سوا ترے
وہ تیری ذات ہے شکل کشا کہ جو کھولے
امید جھکو بھی ہے تیرے حوالے تو سے
سپند گرمی آتش سے جون گریزان ہو
کروں ہوں ختم دعائیہ پر سخن کہ ادب
موالیان کی دلوں کی شگفتگی کے ساتھ
برائے خاطر اعدا زمانہ ہر ایک آن

ہوئی ہے غنچہ میں اب بادلو بہار گرہ
ہوا کو دے نہ سکے کوئی زینہا رگرہ
کھولے روز ہر داد سکی ذوالفقار گرہ
کہ جیسے پیش دم تیغ آبدار گرہ
کہ جبکہ جوت میں گردن سے آئین چار گرہ
کہ جیسے ہوتی ہے منکی کے دار بار گرہ
سنان یہ بھالے کے سینہ سے کرد چار گرہ
لگی وہ کرنے ہوا پنج بار بار گرہ
بزرگ آلمہ دل ہے یہ ناگوار گرہ
دیا ہے کھول کے دامن سے اپنے بار گرہ
جنھوں گھس گئی گنتے ہوئے شمار گرہ
کیکے کام سے کھولے اگر ہزار گرہ
کہ ہر گرہ میں ہزاروں ہیں جون انار گرہ
کھلاوے کس کئے جا کہ وہ خاکسار گرہ
جہان کے کام سے کیا بیل دیکھا نہار گرہ
نکو کے میری خاطر میں اب قرار گرہ
میرے بھی دل سے کرے ہر طرح قرار گرہ
زبان کو دے ہے نموشی سے شعلہ دار گرہ
ہمیشہ گل کی طرح دیوے روزگار گرہ
طلب کیا کرے غنچوں سے مستعار گرہ

قصیدہ در منقبت حضرت امیر المومنین علیؑ

علیؑ ابن ابی طالب

میں کتان بلبل پر دانہ یہ ہم چاروں ایک

یارو ہتھاب دگل و شمع ہم چاروں ایک

ہے مجھے بروہا شیشہ و جام کے ہوئی،
 بار اگر کلبرہ احزان میں نہو دے تو ہمیں
 آہ کس کس سے بچے دل کہ ہوئے ہیں تیرے
 بادند و شر و برق و خس و خوار اسے یار
 نازا اسکو ہے جسے بچھ سے رضا و تسلیم
 جسکے تو پاس نہوئے تو اسے عساالمین
 سبزہ و بارو ہو اگل نہ سدا ہوں یک جا
 ادل کے نزدیک جو ہیں خاک نشین دبار
 زاہد و پیر مغان برہمن و شیخ لے یار
 کر دے ملین گر شمشیر لے تیرے آنکھوں کے
 خرو و خوش دل و دین کریں ہیں پیدا
 کاغذ و خامہ نہ تحریر و مرکب سودا
 شاہ مردان تیری خلقت جو نہوئی منظور
 دشمن و دوست بدو یک زمانیکے بیچ
 ماہ و پشت فلک قوس قزح تیر شہاب
 خلق سمجھے ہے کہ میں نزدیک بخشش کے
 یہ غلط فہمی ہے میں ورنہ تیری ہمت ہیں
 ملیع انسان میں تیرے عدل سے لکھتے ہیں اثر
 ستم و ظلم و تعدی و جفا عالم سے
 آفت و فتنہ و بلا و غضب آفاق کے بیچ
 در پے عدل ہے اتنی جو لگے وہ دو پر
 حکم رکھتے ہیں بیدار سخن تیرے پاس
 شیر پیل و بزور دبا تیرے آگے سے
 رنگ عشاق و ہوا برق زمانے کے بیچ
 وہم و اندیشہ خیال اور وہ معشوق نزا

گریہ و ناکہ دل و دیدہ نم چارون ایک
 خلوت و شمع دل و داغ الم چارون ایک
 غمزدہ ناز و اداعشہ صنم چارون ایک
 خوشتری خلق ہوئی ہو کے ہم چارون ایک
 لطف و اشتاق ترا جو درستم چارون ایک
 مجلس شادی و تنہائی و غم چارون ایک
 ساقیا جام کہ میں یہ کوئی دم چارون ایک
 مسند و روئے زمین تخت و کلم چارون ایک
 دلمین رکھتے ہیں تیرے اہم و غم چارون ایک
 مسجد و مسکدہ و دیر و حرم چارون ایک
 دیکھ کر یار بستھے صورت رم چارون ایک
 ہو کے کہتے ہیں بیک اہل کرم چارون ایک
 ہستے عنصر نہ کجھو بل کے ہم چارون ایک
 حکم رکھتے ہیں تیرے پیش کرم چارون ایک
 بار احسان سے تیرے رکھتے ہیں غم چارون ایک
 اشرفی روپیہ اور دام و درم چارون ایک
 درکنون و خدث قطرہ و دم چارون ایک
 خظل و آب بقا شربت و دم چارون ایک
 ہو کے پسین گئے سہے عدم چارون ایک
 ہو کے کاشمیں تھے تیغ کا دم چارون ایک
 ناپے او کو تو نے ہمیشہ و نہ کم چارون ایک
 نیزہ و شیر قضا سیف و قلم چارون ایک
 بھاگ جائیں ہیں دم کر کے عالم چارون ایک
 تیرے توسن کے ہوئے مل کے دم چارون ایک
 رکھتے ہیں قطع مسافت میں یہ دم چارون ایک

<p>انوری سعدی و خاقانی و مداح متران ایک ٹونکا ہے اب قلم سخن میں انکا سخن و لطف زبان اور فصاحت انکی عیب میں لکے جو دیکھے کوئی انکے اشعار جو سہری ہوئے جو بازار سخن کا سوکے ہجو گران کی ہو منظور کسی شاعر کو کرد عانیہ یہ سودا تو سخن خستہ کہ ہیں یا الہی طرب جہن و نشاط و مسدوح</p>	<p>رہبہ شعر و سخن میں بہن بہم چارون ایک لکھتے ہیں زیر فلک طبع و علم چارون ایک سکے سجان کے یہ لاد لقم چارون ایک آنکھیں اس شخص کی اور گوشت صہ چارون ایک قدر و قیمت میں بہن باہم یہ قہر چارون ایک کر جدا ایک کو اسے کے ہم چارون ایک اثر و وقت زبان دست بہم چارون ایک دہن آفاق میں تاحشر کے دم چارون ایک</p>
--	--

در منقبت امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن

ابی طالب صلوات اللہ علیہ

<p>زنجی میں ترا اور گلستان ہے برابر کہتے ہیں جسے سرو گلشن کی ہے وہ آہ فریاد کنان لبس و دیوار جہن میں ہے سیئہ نفسیدہ ہر اک تختہ نگزار سوز دل عشاق تماشا جو ہو تجھ کوں دریا میری آنکھوں سے یہ بہتا ہے لہو کا آہستہ نہ بچھے تجھ سے کچھ میرے کہ تجھ پاس یکساں ہے وجود و عدم انسان کا ترے پاس خونریزی میں ترکو لئے تیسے چشم ہیں ہمسر آنکھوں سے مرد تری اور دے لے ترکم پرے میں جو ہے تیرا جہل یا رسوا دے کے حیران ہوں ترے سامنے کس طرح میں ہٹا کیا درو بیان تجھ سے کردن میں کہ ترے پاس</p>	<p>ہر خرمن گل گنج شہیدان ہے برابر نرگس لب جو دیدہ گریبان ہے برابر جو رخنہ ہے سو چاک گریبان ہے برابر جو غنچہ ہے سودہ دل سوزان ہے برابر یہ سینہ ہزار داغ جہا خان ہے برابر مژگان سے مرے پنجہ مرجان ہے برابر لخت دل دگلبرگ بد امان ہے برابر یاں سر بہ تن عاشق و بہتان ہے برابر خنجر سے آنکھوں کی صفت مژگان ہے برابر قیمت ہے یہ اپنی کہ گریزان ہے برابر تیرنگہ دیدن نہسان ہے برابر جانے میں ترے آگے دل تہ جان ہے برابر میر سخن اور کذب رقیبان ہے برابر</p>
--	---

سنتا ہی نہیں بات میری تو جو سنے بھی
 تو نے وہ کہا کیا کہ جسے میں نے نہ مانا
 دلداری مجھے کرنی کسوں کی نہیں آتی
 ظالم میں نواحی میں تھے گھر کے جو دیکھا
 یونہی ہے جو خاطر میں تھے بن بھی ہوں حاضر
 اگر دشمن مجھے کا اے یار شب درویش
 لے شام سے اور صبح تک صبح سے ناشائستہ
 رہتی ہے تب غم یہ سدا عجیب کن کہ میری
 اعضا مرے جھڑھے جلتے ہیں کہوں کیا
 عزت کی کہوں اپنی سو کا ہے کو کیسی
 کیا درد کے سامنے تیرے کوئی اپنا
 فریاد کروں کس سے کہ رداری کی تیرے
 مالش کروں اب دان کہ جہاں حق بظرفین
 وہ ختم رسالت نہیں جیسا کوئی ہمتا
 ہے علم الہی سے وہ اتنی لقب آگہ
 دو ذوق کا نہیں امر کم از امر الہی
 یک قطرہ جو برابر سے رحمت کے انھوں کے
 ہے وزن مساوی انھوں میں علم خدا کا
 اس حرف میں جو شبہ رکھے جسے کہ مسلمان
 سودا بدوئی بول مت آگے کہ بنی سے
 جسطرح تجلی کو خدا کے نہیں انکار
 اے خامہ جل اب جلد مدینہ سے نجف کو
 شاہ درگاہ کا تیرے جو ہے قندیل
 جو خاک ہو اور کے تیرے خاک کا اسکے
 ناقہ تیرے مشتاق زیارت کا برفتار

وہ بات پھر اور طائر پران ہے برابر
 یاں حکم قضا اور ترافرمان ہے برابر
 تو سب کے دل جان کا خواہاں ہے برابر
 ہر سمت صفت گور عزیاں ہے برابر
 یہ زندگی اور روح کا سوبان ہے برابر
 دل مرغ گرفتار کے نالان ہے برابر
 اشک نکھولنے میرے در غلطان ہے برابر
 آہ سحر و شمع شبستان ہے برابر
 وہ سوزش و آتش بہ نیستان ہے برابر
 عزت تیرے در کی سگ دربان ہے برابر
 یاں زخم دہان و لب خندان ہے برابر
 کہنے کے لیے گبر و مسلمان ہے برابر
 مور و ملخ و دیو و سیماں ہے برابر
 اور ہے بھی جو کوئی شبہ مردان ہے برابر
 دان عقل کل و طفل و بستان ہے برابر
 دو ذوق کی حدیث آئیہ قرآن ہے برابر
 وہ نار سقر کے لیے طوفان ہے برابر
 خالق کے وہ دو پلہ میزان ہے برابر
 اس شخص کا الحاد سے ایمان ہے برابر
 اس مرتبہ وہ اشرف الانسان ہے برابر
 حیدر بھی محمد سے بدنیان ہے برابر
 منظور سعادت ہے تو یاں دان ہے برابر
 کب جلو سے اسکے مہ تابان ہے برابر
 جو ذرہ ہے سو مہر و خشان ہے برابر
 صرصر سے سحر کی بہ بیابان ہے برابر

<p>دان مرتبہ رکھتا ہے جس سے خضر کے دل کا جو صاحب تحقیق ہیں ادن سے نہیں معفی یا زہر کی اور زہر کی شاہا بہ نباتات تیرا بھی اسی طرح خلق میں خدا کے لنگر جو تیرے علم کا جاری ہو زمین پر میشہ میں عدالت کے تیرے گرگ تے تاثیر ہر خاک میں ذرہ کے مباحث میں تیرے شاہا نوہ عادل ہے کہ شمشیر سے تیرے جون ہر ترے خوش فلک سیر کے آگے تو راز آگہی ہے کردن کیا تری نقیہ شایان ہے تیرے وصف کے قرآن کی حجت جس جاچیں وصف نے گل تیرے کیا ہے سودا بدعا ختم کرے ہے اسے شاہا یارب یہ سدا گویش زدا نے ہو کہ با ہم کہتے پھرین دشمن کہ تب غم سے ہمارا</p>	<p>داؤد کے رتبہ سے حدی خوان ہے برابر چشم اسکے میں تو ظاہر و نہان ہے برابر جون پرورش موسم باران ہے برابر ہم دشمن و ہم دوست پہ احسان ہے برابر پانی یہ زمین کشتی پہ طوفان ہے برابر گلہ کی نگہبانی کو جو چان ہے برابر گلشن میں ترشح کے نگہبان ہے برابر و دھم عدو ہو تو مہربان ہے برابر ہند و عربستان و صفایان ہے برابر گو منہ میں زبان ابر در افشان ہے برابر یان اسکے سوا طوطی و سحرسان ہے برابر سوسن کی زبان سے یہ زبان دان ہے برابر تجھ مرج میں یہ نظم مہربان ہے برابر دل دوستو نکاح خرم و شادان ہے برابر آتشکدہ و سینہ سوزان ہے برابر</p>
---	--

درمقبت امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن

ابی طالب صلوٰۃ اللہ علیہ

<p>اودھ گیا بہمن دوسے کا چمنستان سے گل سجدہ شکر میں ہے شاخ فردار ہر ایک قوت نامیہ لیتی ہے نباتات کا عرض واسطے خلعت نوروز کے ہر باغ کے بیج بخنقی جو گل نورستہ کی رنگ آمیزی عکس گلبن یہ زمین پہ ہے کہ جسکے آگے</p>	<p>تنیخ اُردی نے کیا ملک خزان متاصل دیکھ کر باغ جہان میں کرم عسند و جل ڈال سے بات تک پھول سے لیکتا پھل آبجو قطع لگی کرنے روشن محفل پیش چھٹ فلکاز بہر دشت و جبل کار نقاشی مانی ہے دوم وہ اول</p>
--	---

ہمار بارش میں پروتے ہیں گہراے نرگ
 بار سے آب روان عکس ہجوم گل کے
 شاخ میں گل کی نزاکت یہ ہم پہنچی ہے
 جوش روئیدگی خاک سے کچھ دور نہیں
 دم عیسیٰ سے فردن فیض ہوا ہے یا تک
 فکر رہتی ہے مجھے یہ کہ زبان سے اپنے
 حدایام کی پیش از مدنا میہ سے
 سبز ہوتا ہے نصیحی کے سبب سے ہر بار
 دست گل خورده دشاخ گل و گلزار ہم
 غنچہ پر کچھ نہیں موقوف عجب فضل ہی یہ
 آدے ہے ان کے نظر لاکھ طر حکا وہ چول
 یاسمن رنگ جو رکھتی ہے خزان سے مانا
 چشم زرگس کی بصارت کی زبس ہے دل پہ
 اسقدر محو تماشا ہے کہ زرگس کی طرح
 آج جو گردچمن لعل خورشید سے ہے
 سایہ برگ ہے اس لطف سے ہر گل پر
 سنگ نے رتبہ آئینہ کیا ہے پیدا
 برگ برگ چین ایسی ہی صفا رکھتا ہے
 لاکھڑاتی ہوئی پھرتی ہے خیابان میں نیم
 اتنی ہے کثرت لغزش بزین ہر بارغ
 فیض تاثیر ہوا یہ ہے کہ اب خنظل سے
 دانہ جس شور زمین سے نہ بھلا دہقان سے
 کشت کرتے ہیں ہر ایک تخم سے از فیض ہوا
 سبز نام اندون آتا ہے نظر ہر گل و
 جوہری کو چمنستان جہا نہیں اس فضل

ہار پہننے کو اشجار کے ہر سوباد دل
 لپٹے ہے سبزہ پہ از بسکہ ہوا ہے بیکل
 شمع سان گرمی نظارہ سے جاتی ہی بیکل
 شاخ میں گاؤ زمین کے ہے جو چوٹے کوئل
 دین میں متم جادات سے شاید ہو خلل
 کہیں دعوائے خدائی نکرین لات وہل
 بچہ مرغ چین تخم سے آتا ہے نکل
 جو زبان سے سخن اب طوطی کے آتا ہے نکل
 بچان نشود نا کر نہیں ہن ضرب مثل
 گل ہم پہنچے ہے عقدہ ہو کسی طرح حل
 ادن گلون چھٹ جو نگہ کے ہیں سدا حل
 چاہتی ہے لبابت کے سبزے سے بل
 غنچہ لالہ نے سرمہ سے بھری ہے مکحل
 چشم سیر گلستان میں جھپکتی نہیں بل
 خطا گلزار کے صفحہ پہ طلائی جردل
 ساغر لعل میں جو نکچے زمرد کو حل
 تیج کسار ہوئی بسکہ ہوا سے صیقل
 گل کو دیکھو تو نگہ جا رہے سنبھل
 بانوں رکھتی ہے صبا صحن میں گلشن نکل
 جو تر شاخ سے او ترا سو گراسر کے بل
 شہد پٹکے جو لگے نشتر زبور غسل
 سبروان دانہ شبنم سے ہوا ہے جنگل
 گرتے گرتے بزین برگ بر آتا ہے نکل
 خواہ ہر شیخ سپر خواہ ہو فرزند مثل
 آگیا لعل و زمرد کے پر کھنے میں خلل

تا کجا شرح کروں من کہ قبول عسری
نسبت اس فضل کو پر کیا ہے سخن سے میرے
اور میرا سخن آفاق میں تا یوم قیام
تا ابد طرز سخن کی ہے میری رنگینی
نام تلخی نہیں مجھ نطق میں جو شیرینی
ہیں بردمند سخنور مرے ہر مصرع سے
ہو جہان کے شعر اکامرے آگے سرسبز
ہے مجھے فیض سخن اس کے ہی تداوی کا
مہر سے جسکے منور رہے دل جو نور شید
بغض جسکا کرے جو نور سلیمان کو ضعیف
جائے وصلت تیری جسکو نہ غلیر زعرش
شیر نر دان شہ مردان علی عالی تیر
خاک فلقین کی جسکی مدد طالع سے
وہ نظر آئے اُسے دہر کی بینائی سے
مخ غایب کھلے اوسکے نہ مباح کلاں
دید تیرا بدوئی حق سے نگاہ کا ہے غل
تیری قدرت بہمان قدرت حق کے خاطر
مرضی حق تری مرضی سے ہو جوں جو ہر فرد
علم تیرا نہیں کچھ علم حد اس سے باہر
راکے تیری کے موافق جو نہ لکھے نسخہ
سر کے پیکان نہ قبضے سے کمان کے مو
فلک تری مرضی سے باہر جو کرے کام جان
منی علت غائی جو نہ ہو تو اول کا
سایہ میں دست کرم کے ترے صبح و سیا
دین و دنیا کی ہے اشیاء سے کہیں وہ علی

انکار از فیض ہوا سبب نہ شود در نقل
ہے فضا اس کے تو دو چار ہی ن میں فصل
رہے گا سبب ہر جمع دہر یک دجل
جلوہ رنگت جن جاوید گاکان میں ٹھہل
یک طرف نار گلستان میں ہے کیو خطل
مصرع سر دے پایا ہے کیسے بلی گل
نہ قصیدہ نہ مخمس نہ رباعی نہ غزل
ذات پر جسکے سبر میں کتنے عسرتو جل
روسیہ کیسے سے جسکے رہے مانند جل
مور کو جسکے نے جسکے یز کا سا بل
فرش گلزار زمین حق نے سمجھ مستعمل
وصی خستہ رسل اور امام اذل
ہوئے تھے اس شخص کی جو شخص اعمالے اذل
رہ گیا اور رہ گیا جو ابد تک اوہل
رہ ہر دو مطلع ثانی سے یہ ہو عقدہ حل
ایک شے دو نظر آتی ہے کچھ احول
خلق کے دہم غلط کا رہیں ٹھہرے ہو شل
اس یقین میں نہ گمان کر کے رہنا غل
ہے عمل بھی وہی تیرا جو خدا کا ہے عمل
کرے تاثیر نہ عیسے کا مداد ابہ کسل
ہو اشارہ جو ترا تیر قضا کو کہ پسل
باطل سے کام نہ مانیے دوہن جانے پسل
خانہ ہر درد جہان پھر ہوں دو بیت گل
دولت ہر درد جہان سے ہو عینی عبد اقل
ہو دے جوئے ترے شیا میں جوئے نسل

جو کدرا ہے بجان تیرے کدراے در کا،
 ایسی خوش منوئی تھکے کہ جسکی شمار
 وصف تھ تیغ دوسر کا میں کروں کیا نہ میں
 اسکے قضیہ پہ جو ہر دست مبارک تیرا
 کھینچ اُسے گرتو عدد پر کرے میدانِ نسیب
 عرض میں سے دو طرف ہونے لگے بننے طول
 حج کب رہ سکین اعدا کے حواسِ خمسہ
 تو ام اجزا جو موالید کے ہیں یکہ یگم
 نرم اور سخت مادی ہے کسو پر آئے
 اسکو م سبب نہیں صورت شمشیر قضا
 زیرِ ران ہے جو ترے رخسارِ فلک سیرِ ثنا
 شکل کیا اسکی تباؤن کہ جسے شوخی سے
 اسکی سر جوئی کا میں جن کوں کیا جسکے
 بزعم و کام سے باہر ہے کچھ اسکی افتاد
 یلہ ہاتھ سے شاطر کے اگر ہو جاوے
 جست و خیر اسکی بیان کیجئے گر پیش حکیم
 قاش سے زین کے ذرہ جوا دچک جائے عنان
 میچ سے نعل کے اسکے میں اگر دوں تشبیہ
 اسکی جلدی کا تو کیا ذکر ہے سبجان اللہ
 تو سن دہم کو دوڑاے جو ساتھ اسکے تو ہو
 خانہ زین کب اسکا ہے کم از بیت اللہ
 ہیبت عدل یہ تیری ہو کہ ہر شیت میں
 سامنے بڑے یہ کیا دخل کہ نکالے آواز
 مور و سنگ ہو شیشہ تو غضب کر دے
 ذکر واذکار ترے حفظ کا گر آجاوے

اسکی درگاہ و کدرا کیسے جسے اہلِ دہل
 حدِ تعداد ہے جتنی نہوئی ہو مہیصل
 دل مجبوری جو میدان میں کرے ہے مہیصل
 زمین دین محمد کے سوا اور مل
 استقامت کا زمانیکے قدم جائے نکل
 بڑے دریا میں جو وہ تفرقہ انداز او گل
 دیکھ کر اسکو علمِ اتحاد میں تیرے یک ل
 نہجہ پہننے میں اسنے وہیں آجائے طفل
 خواہ بر روئے قزو خواہ وہ بر پشتِ جبل
 نہ جھڑے وہ نہ مرے وہ نہ پڑے سہیل
 ہے وہ محبوب جسے کیسے نہایت اجل
 دائرہ بیچ تصور کے نہیں بڑتی کل
 زلفِ معشوق کا دیکھے سے نکلیاے بل
 ہے پھلاوے کی طرح چال میں سے پھل بل
 پڑ سکے نیچے نہ اسکے کوئی جز اسکے نفل
 اعتقادات حکیمانہ میں آجائے نفل
 مائے جون رے زینِ پشتِ فلک کو پھنڈل
 کرے دوری کو تمام اپنے بیگانہ نفل
 نسبت اسکی فرسایا کہ جسے کیسے اجل
 بازگشت اسکا تمام اسکے بگام اول
 نچھٹے معنی کی نسبت میں جو جب اول
 واسطے در دوسرا ہو کے ٹھسے ہو صندل
 اگر گ کے پوست کو منڈھو کے بجائیں دل
 کوہ کو ہر دو کف دست میں ملکر خردل
 کسی محفل میں بتقریبِ زبان پر یک بل

شعلہ شمع کی گرمی سے یقین ہے دل پر
 عدلت کش تری ذات ہے ایسی شاہ
 کرہ ناچھ آتش سے غضب کے جل کر
 مرغ زرین فلک حمد میں تیرے شاید
 تار تار اُسکے جو یہ بال و پر آتے ہیں نظر
 امر سے نہی کے تیرے بھان یا شہ دین
 کہ جیسا سے بچن غنچہ سرا بنا کیا دخل
 جب سے گل بوئے بلبل نے قاری کُشنا
 جوش میں آوے یہ کیا معنی بچ لائے شراب
 رقص میدخل کچھ اب ردی میں پر ہی نہیں
 کیونکہ آواز معنی ہو گئے سے باہر
 امر حق سے جو لالاک نے یہ چاہا سو نہیں
 عرض و نون نے کیا یوں بجناب قدس
 آخرش تجھ کو ہی پایا سمجھل اوس کا
 دشت ازل میں جو سلمان کوئے بچھے نجات
 اگر اسے کر کے بیان سمجھون شاکل میں نے
 جھم سا جو کوئی درد کا اسدا شد کی ہے
 محرم کُنہ جو تیرا ہو کرے تیری میج
 وصف تیر کی ہے شایان زبان تیری ہی
 ملح اپنی نہ سمجھ یہ جو کیا میں اس سے
 عرض احوال ہے اپنا ہی مجھے اس سے عرض
 سو تو وہ کیا ہے رہا ہو دے جو مجھے غفی
 سب کا احوال تیرے پیش ضمیر روشن
 پر کروں کیا میں کہ ہو آٹھ بہر دل میرا
 نہ تو روزانہ مجھے اس سے خورش کا آرام

شبے تاصح قیامت نہ کے موم بگل
 آنچ سے آگ کے ملک خمین جوا جوا بل
 چشم لولی فلک کے لیے ہوئے کا جل
 بوجھ کر دانہ گیا ہے کسی خستہ کو رنگل
 باز قدرت نے ترے پنجہ سے ڈالا جو سل
 کام ہو بچا ہے سناہی کا بھی یا تنک بزل
 نسبت شکل صراحی سے اٹھاوے یکیل
 عشق گل تب سے دھویا کرتی تیرے دل
 چہرہ سے میں یہ درد ہوں نہ سکے آبل
 نیچے لولی فلک کے بھی نہ بلب سے منڈل
 شرم سے سار کے پردوں میں سدا ہوا جل
 علم کا بار ترے کوہ و فلک کو بہ ازل
 بوجھ اس میں ہے بہت ہم میں گرفتار کسل
 جب یہ دیکھا کہ کسی سے نہیں سکتا ہو جل
 کچھ تھے وصف سے نسبت نہیں کھتا یہ جل
 خلق سمجھے گی داغ اسکا ہوا ہے مختل
 کلمہ شیر کو رو بہ کے نہ سمجھے بشکل
 سو تو جو علم خدا علم ہے سب کا مہل
 سمجھے تو آپ کون یا بخل جو نہ اوند اجل
 رتبہ تجھ ملح کا اعلیٰ ہے سخن ہوا سفل
 تا با آخر جو یہ موزون میں کیا از اول
 سادہ لوحی پر مرے کیجئے یہ نظم حل
 ایک و دونوں میں کیا ماضی کیا مستقبل
 گردش حنج سے جو شیشہ ساعت یکل
 نہ سیری چشم میں خواب سے شانہ یکل

اہی جاتی نہیں وہ مجھے جو اس ظالم نے
 لاٹھیا یا مجھے گھر بار چھڑا لشکر میں
 اس تم کا رے جبے دور مرا کچھ بچلا
 داد کو کسکے فلک پہونچے کہ از روز ازل
 سامنے اسکے لٹھے دستِ ظلم اسکا
 خود یہ ظالم ہے ظلم پہ کرے اسکے نظر
 راست کیشون سے کجی اتنی ہو اس لٹو کو
 سات یہ فتنہ ہیں کہتے ہیں جسے ہفت فلک
 میں جو دیکھا نہ کہ از نخل حیات انسان
 ہے کہیں ہر کہیں کہیں جو اسے عالم سے
 اس شکر کے تلون سے بہ عالم ہرگز
 سینہ کوٹے ہے نکلتی ہے دہر وارے پر
 حلقہ مارے یہ وہ افی ہے محیط عالم
 فی الحقیقت ہیں یہ سب آبلہ اختر نہ سمجھ
 دیر اپنے کو جو ہیبت سے تری یا حیدر
 کر کے دریافت اس احوال کو اب یا بولے
 یہ مگر مجھ پہ گوارا کہ گزرا سکے سے
 جلد ہو بچا بزمین نجف اس عاصی کن
 یان مفاصل اپنی نہ سمجھوں ہوں میں اپنی معاد
 تجھے جڑا سنی کیا عرض کیا جاتا ہے
 جھک کر عذر نہیں آئیں تیرا ہوں میں غلام
 دعا اتنی عراض کا مرے ہے یہ عرض
 میری قسمت کے موافق تو معین کر دے
 ہاتھ پھیلائیے جازیر فلک کے حضور
 لیکن اس امر میں ہے حق بطور خلقت کے

جس طرح کے مری اوقات میں دل میں غل
 پال بے چوب تلے اپنے بغیر از نخل
 تب میں ناچار کہی شکوہ میں اسکے یہ نخل
 صبح جو نکلے ہے خورشید تو لیکر شل
 جو ہر عقل میں جس شخص کے آجائے نخل
 آسیا کب کرے منہ یاد پہ دانہ کو بہل
 کہ دیا سر کو ان نے نہ کبھو بھول نہ پھل
 ایک سے ایک بڑا ایک کے اک زیر نخل
 برے آدے عمل او سکا کبھو امید نخل
 علم اس کا ہے عجب عفت دہ مال نخل
 شادی دغم میں نہ دیکھا میں تفاوت گل
 اگر کسی گھر میں کوئی جا کے بجاتا ہے نخل
 زہر کا جسکے نہیں ہے کوئی باز بہر نخل
 اسکے اندام پہ مہتاب سے تازہ نخل
 آپ پتیا ہے گیا ہے بدن اسکا نخل
 تجھ سے یوں عرض کرے ہے یہ ترا عبد نخل
 ہند کی خاک میں اجڑا ہے بدن جاوین گل
 کلا سے عمر ابد ہے وہ جو دان کے اہل
 اخذ و جرم ہوں بدو نیک سے باکر و نخل
 علم میرا ہے یہ علم اور عمل ہے یہ عمل
 خواہ تقدیر کر اب اس پہ مجھے خواہ نخل
 سر فرود ہونہ مرا یان بدراہل دول
 اپنی سرکار سے دان ماتجمل کا بدل
 دست ہمت نظر آتا ہے جہان کا بہ نخل
 کر کے جب یہ قسمت سے سمجھو نکل و نخل

<p> لکھ گیا ہوتے ترے نام سے نئی ازل بخش لے قوت بازوے بنی مرسل نظم بچھو مج کی بہتہ زکلام اول پھوٹے نا نامیہ سے فلخ شجر میں کوئیل پاؤں تائیر عظم شرف تیرج حل دانہ کو جب تئیں کھینچا کرے نخر میں کوئل نا پڑے سبل سچیدہ محبوب بن بل پھولتا لالہ خدر ور ہے جب تک جیل کر کے تا وقت ترشح کے ہوا میں باہل چشم ز گس کے تئیں تا کرین نسبت کبیل نا کر کے باد سحر عقدے کو غنچہ کے حل جب تک طوق ہے گردن قبری کا حل نا بچھاوے بردش سبرہ فرش محل گل کے جیتک ہے غنچہ کے صراحی نیل ساتھ مطرب کے بجے تا دن فیض جگہ ہل ماہ چلتے میں قدم مست کا تا جاے غسل گل خورشید سے تا عشق بکھڑے اندھ اطل لطف ہوتا رہے عالم میں چو بندل جب تک اس سے بڑے مری سید و اہل ہو محبت نہ تری جگہ نیاوے وہ بھل </p>	<p> جو ہر جو د کرم تھا جو روز قسم طاقت طول سخن آگے بھی ٹٹک سودا کو چاہتا ہے کرے آخر وہ دعائیہ پر برگ پیدا کرے تاباغ میں ہر ایک نہال تاملے خلعت نور و زہرستان جہان خوشہ دیندگی خاک سے تا پہونچے ہم نا کرے سبزہ بر خسار گل اندام خود تار ہے داغ دل سوختہ عاشق کون بحر میں قطرہ نسیان سے ہو جب تک گوہر لب معشوق کو تا مشہرہ دین شاعر بہ شفا بوی گل مست کرے باغ میں تا بلبل کو موج ہو آب کے تا سرو کے پائیں زخمیر تالاب جو پہ کرے خیمہ کو استادہ جاب شاخ کے ہاتھ میں تا ہو بہ چمن شاخ گل تا بہ میخانہ پئین بادہ گلگون مے خوار پھے تاباغ میں ہر ایک روش پر غوش مہ کے پر تو سے ہوتا جاک گریبان کتان قدر ہو عود کی تا مجھ دشتش سے فزون تا سنے رہے یہ نظم باب الجنۃ نخل مید سے اپنے ہون برد مند محب </p>
---	---

در مناقب حضرت امیر المومنین امام المتقین علی بن ابی طالب علیہ السلام

<p> منہ پر لاوے آسی تا عیب ہی مردمان بچ اسکی چال کا دیکھو تو ہے شکل دہان </p>	<p> سنگ کو اتنے لیے کرتا ہے پانی آسمان مستعد اتنا ہے یہ انھی گزند خصلت پر </p>
--	---

<p>خان پر اس رو سے کہتے تھے ناروئی نقل ختم سپر ہو چکی ہر خلقی و برخصلتی کام عالم کا بسان جو ہے تصویر اس کے ہاتھ کھولنا سرگز نہیں ہے کار بستہ سے گرہ تنگی اوقات کرتا ہے نصیب حسن و لطف ناتوان کو دے تو انائی اگر اس کی مدد دیکھ لک احوال عفا کا کہ اس ظالم کے ہاتھ در پے رنج و توب رہتا ہے اہل درد کے پا رہندہ در بدر جگہ پھر اے دھوپ میں میل کھینچے دیدہ بیابان یہ باریک عقل ابر دریا بار کو برسا دے دشت یاس پر ہنس کو سونی چکا تا ہے سدا یہ بے تیر رشتہ کے خاطر کرے سوراخ گوہر کا جگر گر اسے منظور موت کی لیک پر و ریش چشم مطلب ہو ہے روشن دیکھ کر تصاب کو دور میں اس رو سے کہ اب بحر بخل و حسد نور سے شمع کے دیکھے تو جلتا ہے تینک اتھ سے سخت سے اس کے جلیں میں خاص عام</p>	<p>چکین ہیں تو دیکھیں خاکستر کے یہ جنگاریاں پھر نہ آیا اسکے گھر اسکا گیا جو میہمان بند رہتا ہے بمعنی کو بصورت ہو روان تاناہ بانڈھا جا ہے محکم کر اسے یہ برگمان تخیر گل اس سبب رنگ و بو کا ہے مکان خار ہو جا دین دوہین زنجیر اسے رہ مردان نام پیدا کر کے کوئی تو مٹتا ہے نشان و کھ دہند و مکی ہوا وہی ہیں ہے ہوا اپنی جان خار کے سر پر کرے دامان گل کا سا بیاں پر کرے گل الجواہر لیک چشم سرمہ دان خشک رکھے مزرع امید ہر پیر و جوان پست کھینچے ہے ہما کا دیکے شت استخوان بہر سو ناکسان اس سے کسانکا ہریان فائدہ اسکو نہیں کچھ بلکہ ہو نقصان جان فرہی سے بڑا گر ہو جاوے مثل ہیلوان دوستی کا تو نہیں سرگز کہیں نام و نشان دشمنی محشوق عاشق تک ہوا تسی در میان حال و شن دل کرے اب مطلع ثانی بیان</p>
<p>ماہ کے خاطر مقرر وقت شب ہے ایک نان پھر جو یہ پیا ہے سدا ساری ہو سو کھان</p>	
<p>لیک لبنان کے لیے حیران ہوتے شہر شہر کیا کردن اسکی طبعیت کے تلون کوہین نقل آن میں انج حسب کو پونچے محمول النسب چتر ہونا کا کہ فقر اکشر آس ہے نظر ساجا کیے غرض اس سفر دور کے مزاج</p>	<p>مثلاً ہ نوٹے پھرتے ہیں عالی ہمتان کیا کردن شیرنگی گردش کا اب اسکے بیان خاک لت پر گرے ملین فلان ابن الفلان بارہا تختہ پہ دیکھا صاحب تخت روان یک دیرہ پر نہیں گاہے چنین گاہے چان</p>

پس جیسا ہونے کا ذکر تو نہ کیجے گا ذکر
 کر نیم زلف کا تیرے چن مین ہو بیان
 طوطی تصویر اسکی رد برو کرتی ہے لطف
 مشرب عشاق پر تنہا نہیں ہو دست برد
 عشوہ کرتا ہے ترا جو کچھ جہان کے سر پہ لب
 جس سے پچھو ہوں تو کہیں نالاہی سو کہتا ہوں
 دل مراد کیا رہا ہے کاسے چینی کی طرح
 ناز مستوفان جو دیکھ جو گرد و نئے ہے زیاد
 منہ کر دجیدھر کو تو ہوتی ہے آفت رد برد
 اب کہن عالم میں اے سودا نظر آتا نہیں
 جسکا پایہ قدر ایسا ہے کہ دیکھیں ہیں جسے
 کرسی اس گھر کی جو کچھ رکھے ہے قدر و منزلت
 سطح پر اس کے ملک بھرتے ہیں باذوق تمام
 اس کے قدر بل چراغ آگے یہ خورشید فلک
 شعلہ کوہ طور سے کیا کم ہے اس روضہ کی شمع
 عالم لاہوت ہو اسکی نلکہ کا سیر گاہ
 ہے عنایات و کرم کا مبدع عالم میں وہ
 بستی اس پہ ہر یک صبح عشاق و غنی
 کیا بتاؤں ہے جو کچھ اسکی کتابہ کو شرف
 کھولے یک ناخن سے وہ کار و عالم کی گرہ
 ایک دن پوچھا مرے دل نے یہ یہ عقل سے
 یہ کہا سکر معاذ اللہ اے نادان خموش
 مطلق اس معنی سے آگاہی نہیں ہے تین
 واقع اسرار کا کون چھٹ اسرار حق
 لیکن اتنا مجھے کہتا ہوں اگر ہے تجھ کو ہوش

آشنا کرب غل خوانی سے تو اپنی زبان
 نکست گل سے پریشان ہو دماغ بلبان
 موجود میرا رکاتیرے ہوا آئینہ سان
 ناز نے تیرے کیا بال زہر زامہ ان
 چاہیے ہو تربیت اس سے جھانکے ایمان
 ہاتھ سے ان کا فردن کے نام جھکا ہوتا ہوں
 موبر بر ٹھیس لگتی ہے تو کرتا ہوں غنان
 ہو عجیب احوال سنایں کر لی جاوے کہاں
 جسطرف جاؤں تو ہے رہے بلاے ناگمان
 جز نپاہ ادنیٰ آستان کے موضع اس زبان
 مقام کردتا اپنی عرش کے باشندگان
 دیدہ تحقیق میں یہ عرش کا پایہ کہاں
 صحن میں کرتا ہے روح القدس جگہ ان
 جون چراغ مضطرب یک منقبہ کے درمیان
 دونوں آپس میں ہوں گویا خلقت کے دمان
 دیوین جس اعلیٰ کو گردا کے سے کر کے میدان
 دست فیض جودا کے سقف کا ہر نروبان
 ملتس ہر شام دربان سے گدا و خسروان
 جسکو سمجھے وہم رشک سر نوشت مرسلان
 معجزہ محراب اس کے ہوتا ہے عیان
 کس مکین سے یہ شرف رکھتا ہے کہ تودہ ان
 کیون کٹا یا چاہتا ہے خلق سے میری زبان
 مجھ پہ اس حقیقت پرست رکھ یقین بلکہ گمان
 راز کا اسکے نہیں جز راز حق کے راز دان
 سکے یہ کر لے اسی سے اپنی تو خاطر نشان

کسبہ کو بختانہ سے ہرگز بھرتا کوئی فرق،
یہ سخن نکلا زبان سے جوہن پیر عقل کے
اپس یا سدرنیک ولا ریب بازو سے بنی
گوہر حقیقت لعل کان معرفت
اُسکے شمع را سے روشن چو چراغ
اُسکے چشم فہم کے آگے سد اپنے تنین
گر حقیقت کے چلے پردے کی سمت اُسکی نگاہ
باجب کرتے ہیں خبثت اُسکے سائل کیلئے
قصہ جانے کا کیا چاہے اگر اُس طول کے
اسقدر ماندہ ہو ہو پئے اُسکے گر عشر عشر
لا بچی جو دے غل میں وہ منہیات خلق،
کان کے پردے تلک پہنچی ہوئی متوجہ
کھینچ کر اپنی شہدائیں سے شراب خد کو
اُسکے حفظ عدل میں ہو کس توانا کی مجال
بند و بست ایسا ہے عالم میں کتا و حلیوت
اسقدر رکھتی ہے صولت اُسکی شمشیر و دوسر
ڈال میں رو میں تن میں ہنگام میدان میں سپر
کب ہو جلا د فلک میں او سکھڑی یا رے لظن
او گلیاں او جادین دم پر اُسکے دست ہم کی
کس میں یہ قدرت جو کوئی مضہ پر اُسکے آسکے
دھار پانی کی دوہن لپٹے زمین کے قعر کو
صور اسرافیل سے کچھ کم نہیں او سکنا نیام
جتنی ہے تجسیت افلاک ہو دے شمشیر
کیا تباؤن جسقدر اُسکی برش کا ہے صفا
زور میدان سامنے آوے اگر اُس تن کا عدو

کر نہوا اسکا وان پائے تولد در میان
سننے ہی اس حرف کے دل نے کہا اُس کے زبان
توت ہر یک ضعیف طاق ہر ناتوان
نور ہر لا سکان چشم و چراغ قدسیان
عقل کل گرد اُسکے بال نشان چہرہ وادہ سان
ہے دو عالم میں جو کچھ نفی سو رکھتا ہے عیان
نکلے ہے او دھڑے سہقتال کو راز نہان
استقدر ہوتا ہے تب طول قطار خدیان
اس سر سے اُس سر سے تک پیکر ہم فلان
تا اب چاہے کہ او دھڑے بھرے طاقت ان
حکم اسکا باز گشت اُسکے پر گر ہوئے روان
پھر کے او دھڑے چلی سوئے دبان طربان
دانہ انگور کے شیشہ میں کر دین سیکشان
دیکھ سکنا ہو حقارت جو سوئے ناتوان
کر گردن کیا سٹے رکھتا ہے حکم ریمان
اگر صیف اعدا میں جا کر کیجیے او سکنا بیان
موسے بار کیا اپنی گردن کو بنادین سر نشان
ہونٹ لاگے چلنے لگنت کرے مٹھن بان
آبداری اُسکی گر کیجیے قیاسا استخان
آشنا ہو دے گرد اُسکے عکس سے آب روان
کاٹ کر او دھڑے کونکے پردہ نہ آسمان
نکلے وہ سہمیں سے تو شور قیامت ہو عیان
تا ب کیا با ہم رہن اجڑاے ارضی تو امان
کیا کروں میں زور بازو اپنے مولا کا بیان
کوئی نہ گردن سا جب کے سر کا ہوئے استخوان

<p> موے سر سے ناخن پانکٹ ٹھہر کر میان شکل نام اسکا بناؤن کیا بھین ایدستان ذوالفقار اس کے تین گنتے ہیں لیکن مردمان پڑھ کے یہ مطلع کیا معذور ہوں لے ہرمان باؤن باؤن باؤن میں سو سن زمین کر سکتی باچندین زبان بلج دیوین بال دم کو زلف و جسد ہوشان کیا یہ چرنا ہے بجائے کاہ کشت زعفران جلے زین ہے یہ گریبان و کفل کے درمیان جلد کے تپے سے ہر قطرہ لہو کا ہے عیان دین غزالان حرم تک بخلندی کے دان دیکھے سو جانے سنے سے کسکے ہو خاطر نشان لالہ زار اور پر ہوش بنم جسطرح گوہر فشان جون پون بننے سے لہرانا ہو سر و بوستان صدے کرتے ہیں حرام ازا اپنا و بستان اس طرح اڑ جائے جون چہرے رنگ عاشقان ڈانٹے اسکو تو پہونچے پیش از آواز بان صفوے روے زمین کا ہفتہ رعر صہ کہاں ہلکے سے راکب کے اتنا ہی مٹھے سے لیکر ان پہونچے ہے یہ اویسا اپنے دان اور اپنے ان جز درد اسکی ثنا میں کیا کہ میری زبان اس کے اکبے ثنا و مع اور تیرا دہان دیکھو کرتا ہے اب زور طبیعت امتحان پہونچے کا قصہ ان کھتے تو ڈھونڈھے زبان ہو سکے آدم کی خلقت سے کوئی طلب انسان مریح میں اس کے ہے خلاق زمین و آسمان </p>	<p> جب کہ سے کھینچ کر مارے وہ اس کے فرق پر ہے غرض جہر تو یہ اسکا جو کچھ تنے سنا ہے دو گشت قضاے مہر اعدا کے لیے اس کے نوسن کا جو پوچھا خاے سے صوف جمال حسن و لطف فیکلی کا جسکے کاؤن کا بیان دین خراج آنکھوں کے جستم خوربان عبا اس کے بٹھے کو سمجھ کر تھمتا کہتی ہے خلق خوش کمر اتنا کہ جون بیوستہ ابرو دین ہر حال خوش بدن از لب کہ ہر جون خیر خیر کہود نقش سیم جس دشت ہوا اس کے پر جست و خیر کا گرم ہوئے وہ پری بیکر تو اسکا حسن و لطف ہر گل رنگ خا پر یون عرق دے ہر بار ہے جلا دے میں یہ اس گلگونے دم و آریحان جب قدم رکھتا ہے وہ محبوب تب ہر کام پر ہلکے الیک جلا دے عنان سہن جو قاش زمین سے گو صفت اعدا یہ سیدھا ہو تو جون تیر تفناک یہ غلط ہے یہ کوئی اسکو ڈھٹا کے کس جگہ ہو اگر یہ شرق میں اور سامنے ہوا اس کے غرب پہونچنے پاوے ہواے بان نہ ٹھہرے تالاب پس جو ایسا ہو تو کر سکتا ہے کوئی اسکا وصف سن چکا سودا از بانے میری اس مریح کا وصف ہو کو لوڑ دن کوں شعر و ناعیے اسکی مریح مرتبہ ہے جس جگہ اسکا خیال عقل کل پر وہ جناب عالی ایسا ہے کہ جسکی مریح میں انما کی آیہ نازل ہونے سے پیدا ہے یہ </p>
---	---

یہ سخن سنکر کہا میں نے کہ یا نیک لے فلم
ہے یہ سید ہی خیر ال میٹرکین کرتا ہوں میں
ہے غرض اس نظر سے اتنی کہ اب کچھ کیجئے
یاد لی اللہ ہے ٹھپے تین گرجے
لیکن از بس جو گردون نے کیا ہو چکا تنگ
آفت نو کر ہم ہوئے کسیکے واسطے
خانہ چشم خلافت سے اٹھا کر خراب کو،
ہر کیسے بھیجے ہے اوج سعادت کیلئے
گلشن ایسے لیک کر نسیم صبح دم
گوشت دیر سے بھی ان نے کھو آواز خوش
ہانگ چند دشت کر دیا ہوا اسکا انقلاب
کب تک بے استیازی کیجے اس ملعون کا ذکر
ڈالتا ہوں جس طرف بنیا دا اپنے گھر کی من
گرچہ ہوں بے خانمان اسکی عداوت کے دے
برمچھے ہے دغدغہ اتنا کہ یہ ظالم امین
اے شہ دنیا دین بھٹھے ہی میرا اک سول
تھم سے نفع کو ہوئے زمین و آسمان
کچھ عنایات و کرم سے اپنے محسوس بھی دلا
خواہش کے موافق اپنے جو چاہوں لوں
مانگے جو زیر کیا دانہ پارے وہ کرنا کمالک
ایسی بخشش کی کہ میں عہد لیے برتا ہوں
مان گروین ہو کہ تیرا بچہ کچھ طراز
اور بعد از مرگ ہوا شاہ دین مشت عبیر
بر مرا مطلب تو یہ کچھ ہے کہ تیرے در سوا
اس سوا اور کیا تمنا ہے کروں میں جسکو چن

دور عقل و ہوش سے میرے تین ست کر گمان
میرے ہیہات کہ بے صف سلیمان ہو بیان
عرض اپنے حال کا نزد شہ ہر دو جہان
ہے وہ کیا مخفی جہان میں جو نہیں چھپے بیان
مضطرب ہو کر میں اپنا حال کرتا ہوں بیان
بھیجتا ہے اسکو یہ ٹھپے تیرے لے امتحان
ہیں جہان طالع میرے اس گھر میں دیا ہو گمان
مژدہ دینے کہ ہا کو میرے رشتہ تیرا
دے چہ رنج بخت کو میرے ہمیشہ ارفان
جب سے میں نے آکے دیکھا ہے جہان کا کستان
سم تک پہنچے اگر میرے نوائے بلبلان
ہاکیا اس کے جفا و جور سے کیجے بیان
اس طرف کرتا ہے یہ سیل خرابی کو روان
خوش ہوں میں نہ بچ در کا ہے نہ ظلم پاسبان
سر زمین ہنہ کو سوئے نہ میرے استخوان
مطلع نجم سے ہو اس نظم میں جسکا بیان
ہر دوسرے لیں سیم و زرا دل و گھر و مکان
لیکن اس داد و ستد کی شرط ہو یہ در بیان
در نہ جو ہمت تیری کیا کر دین کا بیان
چاہے جو طوطی کا پر شکوئے ہندوستان
تیری ہمت کے موافق لوں تو میں کھوں گمان
ایک سٹی بچ کر دیوے مجھے دونوں جہان
واسطے جیب کفن کے تیری خاکستان
سر فر دلاؤں نہ میں پیش در نواب خان
چیر کیا ہے مایہ دنیا بہ پیش عاقلان

اگر تو سودا اب قصیدہ کو دعا کیہ ختم تاکہ ہیئت کو زمانے کی ہے یا مولا قرار دوستوں کو تیرے نت اوج سعادت نصیب	گو خطاب سکودیا ہے تو نے منجھ سکران منجھ جب تک ہے اجڑے زمین آسمان خاک لٹ میں زمین کیساں ہمیشہ دشمنان
--	---

قصیدہ منقبت گل گزارا تانا نور دیدہ رسول خدا سرور مینہ علی مرتضیٰ اباعبداللہ الحسین صلوٰۃ اللہ علیہ

سوائے خاک نہ کھینچوں گامنت دستار چمن زمانہ کا شبنم سے بھی لپے محروم گردن ہوں تیز بین دندان شہتا ہر صبح عجب نہیں ہے کہ جاتی رہی ہو دنیا سے شراب خون جگر ہے مجھے کز دل خویش رہی نہ شیشہ صحبت کے بیچ کیفیت زمانہ دل کو میسر اور عہد یار کو اب ز بسکہ دل ہے مگر میرا زمانہ سے کہاں تک وہ کرے روزگار کا شکوہ دلا تو اپنے غم دل کو اب غنیمت جان کسو ہی سے غم دل یوں نہ لیگیا دوران جو گوش ہوش تو رکھتا ہے تو برابر ہے تو سادہ لوحی سے ایدل جہان کے ہر کج فہم مین حرف حق کو سنا ہے زبانی مضمور عجب نہیں کہ ہے ابلیس اس سبب مخفی شب گذشتہ پٹ دروے میں تھا بیتاب سنی میں ایک غزل بلبل طبیعت سے پوچھ مجھے کہ صر ہے خزان کہاں ہر بار	اگر سر نوشت لکھی ہے میری بھظ غبار اگر نہ رودے میرے روزگار پر شب تار زمانہ سنگ ملاست سے تو زمانہ ہے نہار ز بس خوشی نے میرے دلے اب کیا ہر کنار صدائے نالہ دل ہے مجھے ترانہ یار نت اٹھ کے سنگ سے اس سرکا توڑا ہر خار شکست سے نہیں دیتا ہر ایک آن قرار بجائے شک میں آنکھوں نے پوچھتا ہوں غبار کہ جسکے بخت کی سو گند کھائے ہوا دوبار بدل خوشی سے اسے دور میں بحر زہار کہ شادی مرگ کیا ہونہ اسکو آخر کار صدائے نغمہ داؤد و نالہ دل زار کرے ہے لاسی اپنی سے ہر زبان گفتار کہ راست گو کو زمانہ میں کھینچے ہن دار کہ ہو جیسے گامبٹ مردم جہانے و چار گذر گیا چمن فکر کی طشت ناچار کہ لخت دل گرے آنکھوں سے اب ہزار ہزار کہ بلبل قفسی کو ہے گل سے کیا سرو کار
--	--

<p>عجب نہیں ہے کہ بادِ سہم ہو جاوے نہیں ہے شادی پنجمِ حرمین دنیا کے کہان بہار کہان ساقی اور کہان ہو شرب فلک کے ہاتھ سے اتنی بھی دار ہے نہ ہے شکستگی سے مجھے دل کے یوں ہوا معلوم پڑا پھرے ہے اسی فکر میں سدا ظالم رکھے ہے مجھ سے حضورِ صداوتِ قلبی کہ خاک کر کے اسے ہند میں بناؤں گا کہ ہر خیال کو اب لیکیا ہے یہ بے مغز دکھاؤں گا اسے اب مردیوں کرین ہیں غم تور و سیاہ کر اس ہند کا کوئی دن میں جہان کی خاک کو ہے یہ شرفِ عجب کیا ہو جائے مرگ کو کہتا ہے حضورِ سدا جو کچھ کہ مجھ سے صدق سے تو باد کر خدا بخواس تہ گرا آسمان کی گردش سے فلک سے اسکو ملاک کے آگے دان ہو دین اگر وہ خاک کے اسکو شفا کی نیت سے ہے اسقدر وہ زمین نور سے ہے مالا مال اسی ہی غم سے جہان میں ظہور کرنی صبح</p>	<p>نسیم کر کرے یکدم مرے چمن سے گزار کہ گل جنسے ہے گریبان پرین کو بہار کہان غنی و مطرب کہ صر ہے ناخن و بار کہ جو بچے دل کھول کر بکار بکار فلک نے گوشہ خاطر کو بھی کیا مسار کہ طرح سے کسو دل کو دیجئے آزار خیال خام کو یوں دیکے اپنے دین قرار چراغِ بتکدہ و خشتِ خانہٴ ہمار ز بس پھر ہے سراسر کا ہوا ہے کج قرار شیت ازلی بھی جو ہوئے ہم سے برار اُسی دیار کے گلیوں کا ہو جیسے گلابار کہ محشرِ عرش ہے گر ہوئے اسکے قرب جوار خدا الضیہ کرے محبو زندگی کیجئے بار محمودی سے فرنگی ہو جو کرے انکار قضا طیب ہوئی گر تیج ہو بیت ہمار جب بس مایہ کے جادو بکس سے منت دار قضا قضا ہی کرے ملک اگر کرے تھکار کہ جسکی رات کے آگے نہیں ہے دُجو قرار ہمیشہ پیچہ زورِ شید سے گریبان مار</p>
<p>ہوا کے وصف میں اوسجا کے کر لکھوین نزل مرا سخن ہے سر سبز تابر و زرشمار</p>	
<p>ز بس ہوا کو تراوت نے دان کیا ہے نثار گرا سطر ہے ہو جاوے صبا چمن کی طرف جو نخل خشک کی تصویر پھینچے دان نقاش عجب نہیں ہے کہ یوں اس ہوا سے دانہ سبز</p>	<p>نثار رنگ میں ہے رشک انہ بے انار نہو سواے زمر و عقیق دان زہنار ہر ایک شاخ دوہن سبز ہو کے لاوے بار اگر زمین پہ گرے لٹوٹ سجہ زوار</p>

<p>عجب لطف کی اس قطعہ زمین پہ بہار جو کوئی سیر کرے اس دیار کا گلزار ایک کو موندنا نرس کی طرح ہود شوار جنہیں ہے سکن دما دکیواسطے وہ دیار عجب نہیں کلاسی شرم سے بروز شمار سوائے عرش مجھے کسی طرف کو گزار بھلا ہے پردے ہی میں رکھے جنت کا قمار لگا زمین سے کرے فلک یہ ستفار ہوا ہے کس لیے اس خاک کو بیرون قار ندیم مجھ سے تناسب اسے تو دیگر بار نہیں وہ خاک ہے کحل الجواہر البصار نہر کے شب تاریک بج تو رفتار ابو تراب کے فرزند نے کیا ہوشدار رموز دان حشد اندلبست سار قبول ہو نہ کبھی جدہ مناز گزار آلوح و فقر قدرت میں نہ ہو بیکار سوائے مشورت اس کے جو بکھین کیا بار از بان خامہ سے کچھ لفظ غیر استغفار اگر اسکی رائے بدلنا طبیعتوں کا قرار پھوڑے پانی کا قطرہ جہا نہیں ایک شرار مجال کیا جو سلیمانی میں رہے ز تار ہوا ہے دامہ خرد دل برابر کہسار مجال کیا ہو کہ دم مارے اژدر و خنخوار کہاں خیال کرے ہو بچنے کا دانتک ہار اسکے بچے سے ہے صفحہ زمین کو قرار</p>	<p>غرض میں کیا کہوں یار دہن میں قدر کے یقین ہو دل کو اگر سا کمان جنت سے ز بس تماشے سے آنکھوں کو ان ہنوسیری آنکھوں کی نظروں میں ہو گی بہشت کی کیا قری بہشت عرض کریں یہ جناب اقدس میں جو کر بلا کے ہیں ساکن آنکھوں کو یہ امر تری تو ذات پر روشن ہے جزو کل کا حال غرض کہ دیکھ کر اس جا کے مرتبہ کے تین خبر دے سکی مجھے لے زمین کہ تجھ میں سے دیا جواب زمین نے لے کر اے فلک ہیات نہیں ہے خاک وہ ہے آبروئے آجیات اگر نہ جہنم کو الگ کو پہونے اس میں سے مجھے ہے نکتہ تاب اس خاک سے کہاں جہنم امام مشرق و مغرب شہر زمین و زمین ز ہے امام کہ جز خاک در سے یہ جسکے اگر نہ مست صانع ہاتھ میں اویں کے ہند سان قضا اپنے ہند سون سے اگر عجب نہیں ہے کہ نکلے نہ تادم عشر خدا سزا ستہ دیوے ہمارے غرض میں ابھی فنا کرے منفذ ہوا کا ڈرہ خاک گرا اسکا حکم اٹھا دے جہاں سے رشتہ کفر یقین تو جان کہ میزان عدل میں سکے ادیکے عدل میں ہو بہ کہ جہنم کے حضور شکوہ خمیمہ کا اسکے بیان کر دن لیکن کہ جسکی دیکھے رفت فلک ہے جگر میں</p>
--	---

انہیں ستارہ ہین یہ بلکہ لوٹتا ہے گا
 کرے ہو عرش اسے اپنی جہم چست بدل
 گیت خامہ نے اب اس کے وصف گلگاہین
 چمن میں صنع کے جسے سکر وئی کے
 غرض وہ گرم عنان ہو کے جب جھکتا ہو
 بیان جلدی کا اس کے کما نلک میں گردن
 چڑھا براق کے راگب نے دوش پر اپنے
 امیدوار ہوں غلیبت سے اب بلا جان
 کہ ہے شہد ان لا الہ الا اللہ
 مقابلہ سے کمان کے ترے عدد تیرا
 ہمان نہ ہو بچے ہے تیر خیال کا پیکان
 ترے دیار کے جو نئی کے زور سے شاہ
 امور سلطنت اس کے بغیر مرضی کے
 منط حباب کے قالب ہتی کرین دریا
 بیان علم کا ترے میں کیا کروں مہیات
 کرین ہین نہ ورق آسمان کو تا ہی
 بھرا زبس کہ شکم حصر جو نے تیرے
 گہر نہون جو ترے ابر فیض کے آگے
 نگاہ فیض تیری کیمیا اثر اتنی
 نہ نکلے کان سے فولا دتا ابد ہرگز
 شہا ہمیشہ ترے بندگان عالی کے
 چہار عرض سے اب عرض دلین یہ ہے
 صفت نعال میں اپنے بلا کے بے جا کہ
 سوا سے خاک در اپنے سے اسکو یا مولا
 سیووم اگر چہ سدا پائے جو ہر ذاتی

اسی حسد سے انکار دن پہ چرخ لیل و نہار
 گر اس کے فرش کا جار دیکھ اٹھے ہے غبار
 کیا ہے صفحہ کا غنڈ کو تختہ گلزار
 کچھو نہ ایک قدم چل سکی نسیم بہار
 نہیں ہو پستی ہو برقی اس کے گرد کو زہار
 ملک کو جسکی سواری کا عزم ہو دشوار
 سکھائی جسکو سواری ہی ہوا دسپہ سوار
 حضور یا خلف الصدق حیدر زرار
 عدم میں کفر سدا یاد کرتی سیری تولا
 کچھو نہ بھٹکے روز نبرد کے کتار
 کرے ہے دان سے گزرتی تیر کا سوار
 کمان زبان کو ہے طاقت جو بجھے گھٹا
 جو ہو دین لاکھ سلیمان نحر سکین زہار
 گرین جو ادنیہ ترے آتش غضب سے تار
 تو ہے گواہ جو کچھ چھپے ہو چکا ہموار
 شہا اگر تری بخشش کا بچے طومار
 نہیں اب اس کے تئیں درد امثال سے قرار
 کرے نہ کر عرق انفعال ابر بہار
 اگر وہ ہو کرہ خاک کی طرف یحبار
 عجب نہیں ہے بغیر از طلا سے ہست نثار
 جناب میں ہی سودا رکھے ہے عرض چہار
 کہ ہند بچ پریشان نہو یہ شست غبار
 کہ نور معرفت اس کے تئیں ہو شمع قرار
 دویم ہے یہ تو کسی در سے اب ندے سرد کار
 دے ہمیشہ تھی دست ہے بزرگ چہار

<p>قبول ہو دین بحق المیسر الطمار ہمیشہ دیکھے اس طرح چشم لیل و نہار جدا ہو سدا بعد اسے چنگل ادا بار</p>	<p>چہارم آنکھ ہمہ دوستان ہر دو جہان رہے فلک پہ سہ و نہر جب تلک قائم موالیان کے قدم سے لگا رہے اقبال</p>
<p>قصیدہ منقبت قرۃ العیون الحنین اعنی حضرت امام کاظمین صلوٰۃ اللہ علیہ</p>	
<p>جون شمع زندگانی ہے میری زبان تلک روشن دلون کا کام نہ ہو بچے بیان تلک کلٹے دو چند ہو بچو جو سنگ فسان تلک ہے کسوت کبود گل زعفران تلک سایہ کو احتیاج نہیں نزد بان تلک تلک رہ ادب کے آن کے سر گشتگان تلک ہمکا جو راستے سے گیارہ سنان تلک شمشیر ناصیل کی قیمت کسان تلک بادے نہ راہ حرف زبان شان تلک پہو بخا دے یہ سخن کوئی گردن شان تلک پہو بچے ہے تاسخ دہن شمع ان تلک تن کا اٹھائے پھرنا ہے موقوف جان تلک کیا کام تیغ کوہ کو حقیق گران تلک پھرتے ہی دیکھتا ہوں سد آسمان تلک دابستہ ہونہ تیر کا چلتا کمان تلک ہے منحصر غذا ہے ہما استخوان تلک لیکن یہ سمجھے ناصح نادان بیان تلک ہو دے غرض کسو کو نہ سود و زیان تلک</p>	<p>ہے پرورش سخن کی مجھے اپنی جان تلک خاموشی آئینہ کی سکے حال رہے خلق ہے ظالمون کو سختی دوران مدد کہ تیغ بے نام اس عین میں نہیں خندہ طرب اقتادگان نہ لیں مدد غیسہ ہراج گرداب تک پہنچ کے فنا ہوئے ہر غرق سید صون سے محنت ہو سوا پنا ہے وہ عدد کیا اسکی قدر جو سپاہی نہو نجیب لاف سپہ گری نہ بکے مرد و رست باز پا بوس پر کسو کے نہ پیدا کرین عسود رکھیں وہ ایک شب تو سر شمع پر نگاہ بارگراں تلے ہے سبکدوش روز و شب رہتی ہے پاک طبع بزرگون کی رنگ سے راحت انھیں کہاں ہے جھینٹ ٹٹک شکوہ گر بن گئی ہو رستی دنیا میں بیش رفت سختی سے گذری اہل سعادت کی ان تلاش ہر چند گر یہ عشق میں نقصان چشم ہے آتش بلند ہو دے تو غیر از تلاش آب</p>

تنہا نہ سبز ہو یہ قصیدہ ہے چون گہن
 کیفیت ہمارے گلشن میں یاں تلک
 صحن چمن میں پھرتے ہیں منی سے لڑتے
 نشوونما سے سبز و درختان ویاں
 سوسن پہ اس نمک سے ہے شبنم کہ جن عرق
 ساقی اٹھائے غیشہ و ساعر کو لا بیاض
 آیا نہ ایک گل کچھ اس بوستان تلک
 وہ مرغ ناتوان ہوں کہ صحن چمن سے میں
 کیفیت اپنی سے میں لگوں ہوں تباہی منہ
 روشن ہو اک چراغ سے چون نخل شمعہ ان
 بیٹھا لگے ہے منہ کو میرے زہر و شمنی
 شکل بہت ہے امر قناعت جہان کے بچ
 چنے زیادہ تاشب ہفتہ سے ماہ کون
 تھا تجکورات کج قناعت میں فکر شعر
 گذار دوہن یہ دل میں کہ اس فن کی آہ
 تو چند بیت مرچ میں اس کے قصیدہ طبع
 تا ہو یقین کہ صفحہ منہ سے اگکا نام
 چھوڑوں نہ اس کے کچھ اس انبات کا صلہ
 العقبہ گذری تھی مجھے شب اس خیال میں
 ایسا ہی مارا ایک طمانچہ کہ تا مہو نہ
 کہنے لگا وہ مجھے کہ سودا ہزار حیف
 یہ قصد ہوتا کہ میں لیکر سب اعلیٰ حق
 بہر فلاح و امن بہت بچھوڑے
 عزت کی گر ہو گوشہ و امن پر نیم نان
 روزی کو مضطرب ہو تلک آئینہ کو دیکھ

ایسی غزل کون کہ پڑھیں بلبلان تلک
 بلبل سے مست ہو گئے اب باغبان تلک
 لیکر ہو کی موج سے آب رودان تلک
 ہے طعنہ زن مژدہ خطا گلر حسان تلک
 آتا ہے عارض بت ہند وستان تلک
 تلک اس غزل کو پڑھتے چلیں گلستان تلک
 جسکی بہار ہو بچی نہو دے خزان تلک
 بے زردبان ہو رنج نہ سکون آشیان تلک
 ورنہ نہ ہو بچے ساغر بے لبان تلک
 ہو بچا ہے داغ دل کا مرے استخوان تلک
 ہو بچے ہے شہد دوستی جہاں تلک
 لیکر زمین سے چرخ کے باشندگان تلک
 قانع نہ رہتے دیکھا کبھی نہ صہان تلک
 ناگہ طبع کو حرص نے جنبش دی یاں تلک
 جا ہو بچو نہیں اگر کسی نواں حسان تلک
 ایسی ہی کہہ کے لاؤں قلم کی زبان تلک
 آٹھے کسو ہی طرح نہ دو جہان تلک
 لے کھو کر زمین کو گنج نہسان تلک
 ناگاہ بہر عقل نے آادس مکان تلک
 پہنچے ہے رنگ جہر و گل ارغوان تلک
 آخاہ میں نے جھکونہ سمجھا تھا یاں تلک
 ہو بچا کردن گاہ سرد و ہزاران تلک
 تنگی سے گر ہو چاک گریبان جان تلک
 دستار خوان گو نہ بچھے پائے دان تلک
 نان آبرو سے ہو بچے ہے روشن دان تلک

<p>یہجا کے توڑ چا کرے اُن ناکسان تلک ابرو سوا سخن کو ملا دین زبان تلک منصب کی جسکے رتبہ ہو فل نشان تلک سینہ ہی پر وہ ہاتھ دھین بن جان تلک پونچے ہے تیرا سلسلہ کس خندان تلک پونچا ہے تانے نہ شایستہ خان تلک ایک حرف رست لے نہ پونچر زبان تلک اپنا تو رو سیاہ کرے گا کہان تلک سجدہ کرین ہین جنکو زمین و زمان تلک لیکر کے جن دانس سے کرو بیان تلک پونچے نہ خضر زندگی جادوان تلک پونچا نہ پاسے جمع کچھو شمع دان تلک پونچا ہے روم و شام سے لے صفیان تلک آتش سوانہ میل گئی سرمدان تلک لینے ہین خاک آئے اُنکے آستان تلک پونچے ہے کوئی زکو زمین آسمان تلک پونچا ہے کا رخلق اس امن و امان تلک پونچا دین تانہ ڈھونڈھ کے کچھو جان تلک پونچین نہ ہم مباد کیلے گمان تلک احکام خرمی نے کیا منع یاں تلک مکمل نہیں کہ لاسکے اپنے دہان تلک کچھ کام بلبلون کو نہیں ہو فغان تلک صورت سے گل کے لرزے ہر دہان تلک پونچے کسید کا زور کسی ناتوان تلک زنجیر سے بندھا پھرے اب ان تلک</p>	<p>پس فرض کیا کیا ہے کہ اشعار رتبہ دار جو نخواست و عز و رسے تحسین کے محفل نزدیک جنکے ہے وہ بڑا صاحب کمال گر بعلی سلام کرے آن کر او خین چاہن کہ ہم کلام ہوں اس سے تو یکمین آدم تک اُنکے پاس غرض آدمی نہیں سودا تو انکی مع کر گیا کہ حسد و رغب حیران ہوں میں کہ مثل نکین بہر نام غیر رکھتے قلم کو مع میں ایسوں کے سرنگون کرتے ہن جنکے امر سے عالم من زندگی گر ہونے اُنکے پر تو وہ حفظ آئے تلے روضہ میں جنکے حلقہ چشم ملک سوا خاک مزارا دن کی سدا بہر تو تیا لیکن انھوں کے دیدہ اعدا کیواسطے مہنگام طوف بسکہ ملائک تمینا خادم کہین ہین دانکے منہ آپس میں دیکھ از پس اب اُنکے عدل سے محو رہو جہان بچہ جو گو سپند کا گم ہو تو گرگ و شیر دہشت اس خیال کے زہرہ ہو انکا آب رہنے کو جگ میں صورت افسوس کے تبین انگشت چوسنے کے مین طفل شیر خوار جسے ہوئی ہے گلشن دنیا میں یہ بہار گلچین کی کیا مجال جو توڑے چن میں پھول ہرگز نہیں اس عہد مبارک میں یہ مجال یہ جانے لے ایک حس کجوریلے میں مع کے</p>
--	---

<p> ناطا قتی ہے آفت ارضی کو یاں تلک وابستہ جانتے ہیں جسے رسیں سمان تلک ق میں کیا کہوں کہ جلدی ہو او نہیں کہاں تلک تو روزِ شب کے پھر نہیں سرعت ہو یاں تلک آدے نہ انکو میں یہ جسم جسم جان تلک اکاٹا ہے کہ کفر کو اب جن نے یاں تلک اکلمہ جگہ کے اسکو پڑھا دین یہاں تلک ہڈیاں کہنے جالے تو نواب و خان تلک پہونچا گھر کی طرح مرے گوش جان تلک کلبِ ست رس مجھے ہے کسی ارمنان تلک پہونچا دیا یہ مطلع انور زباناں تلک جون بن حروف معنی نہ آدین زبان تلک رخصت خیال عرش نے پایا وہاں تلک جبریل کا نہ وہم کیا اس مکان تلک وہ سرزمین پہونچی ہو اس عزو شان تلک بخشش کو پھر نہ کام رہے ایں آن تلک جاری کس طرح نہوا سکی زبان تلک پہونچے نہ نور مہر کبھو خاکہ ان تلک کیا ہو سکے ہے مجھے کروں میں کائنات تلک صد مہ جو پہونچے اس سے یہفت سہان تلک نقطہ نیاوے راہ قلم کی زبان تلک جگا کہ ایک رتبہ بخشش ہو یاں تلک قوت ہو جسکی بازوے ہمت میں یاں تلک ایسے کا ہاتھ پہونچے کبھو آسمان تلک جائے کھو تو کس دہد کس داربان تلک </p>	<p> قوت سے آنکے عدل کے ابے یر آسمان مار سے لیتے ہیں وہ کام اندون کب آنکے ابلقون کی شناٹھے ہو سکے باندھے انھونکے پانوں لے کر ہر دواہ کو پھر زبوت شمار مہ و سال زحر سرخ ہیبت کی آنکے تیج کا میں کیا گردن بیان ہڈیاں خواب میں جو پڑھے پوتی برہمن پس جو کوئی کہ ایسے ہوں انکا حضور چھوڑ جھوٹ یہ سخن دہن پر عقل سے آیا یہ دلیمن جاذن میں کیا لے کے ہر فرد نالہ انھین کے زور غور شید فضل نے موقوف تھا ظہور خدا تم پہ یاں تلک جاگہ جو کفش کن کے لیے حق نے دی تھیں جسجا کہ مرغ قدر تھا را ہے بال زن محراب نقش پا کے تھاری ہے جس جگہ سجدہ گر اُٹھ کرے ابلیس یکبار ہر معنی شریف قصا کرے کچھ امر زور ہو گر رسا یکا مانع تھا را امر خوکت کا بارگاہ تھاری کا اب بیان انجم تنگ واد زمین پر ٹپک پڑ میں لکھے آٹائے جو دمقار می توجہ کرے اسکی غرض ستائش ہمت نہو سکی تبار زہ پیچ مہر کو رکھتا ہے یہ خیال پلا لے میں جا ہے تو زور کو بخشش پہ بس جیکم سے آقا ہوں وہ بہر احتیاج </p>
--	---

یا کا طین چرخ سنگری کے ہاتھ سے سدر منجھے ہو ہتھار سی جناب سے اس چرخ دون پرست تلے ہرشت جو لیکن جو یہ نصیدہ کوہ دو پیکر آب ہرگز نہ بنے دون اسے جز ایک مشت خاک تا ہے فراخ دامنی چرخ منحصر ناشکل کہکشان ہے اذور سے یہ شبیہ	ہو پچی ہو کار و آس کے میرے ستخوان ملک محتاج تا بخاؤن کسی ناکسان ملک مانند آسیا کے بھرون اب کسان ملک چاہے صلے میں ہندو لے اصفہان ملک سودا کو دہلا کے گراسلستان ملک جون مہر دست اوج ہے دوستان ملک ہو پخا کرے گزند و حسد دشمنان ملک
--	--

قصیدہ در مدح قرۃ العین رسولہ بان حضرت رام ضامن علی موسی رضا شاہ خراسان

اگر عدم سے نہو ساتھ فکر روزی کا نہیں میں طالب رزق آسمان کے کچھ نکل وطن سے ہے غربت میں زور کفایت ہنر کو مفلسی ہرگز حسد نہ نہیں کہ نہیں بلند ہمت اگر ہوں نہ زیر پرچہ ضعیف جو ناتوان نعرین دست گیر سی دشمن فناوگی میں یہ عورت ہے دیکھ اے کس نہو سکیں میرے اشکون کی سدرہ مرقان ہوا ہوں بزم جانین ہلاک غیرت شمع مکھوئی جو کر کے دنیا میں ہو دے وہ ہلال بنے گی زینت دنیا سے شخص شکل تری کلام شیریں پہ مست جا تو اہل نیا کے کشدہ تر ہے مرض سے مجھے عیادت غیر خفا کرے ہے دل بنامین بیٹھنا لک	تو آب و دانہ کو لے کر گہر نہ ہو پیدا یقین ہے کاسہ و اثر دین کچھ نہیں ہوتا کہ آب بخت ہر جہت تک ہے تاک میں صہبہ چنا کر کو تہی دستی سے نقص جو ہر کا ہلال عید ہو عالم کا کیونکر روزہ کشا تو خار و خس نگرے شعلہ کو بھو برپا کہ نیک دے کیا نقش پاکوراہ ہفت پکڑ کر سکے خاشاک داسن دریا کہ زیر تنقہ عمر بزاو نلے خم نکلیا لسان جادہ کیو تو راہ مست بتلا لباس زر کو ہنکر نہو تو بوم طسلا نبام زہر ہلا ہل بھی ہو دے ہے ٹٹھا بھلی ہے ان سے تو بالین صورت نیا ولے میں کیا کروں ہے تنگ عرصہ دنیا
---	--

<p>جہان کے باغ میں جون شاخ نے ٹہریے لیا عزیز بہت جتنے دیکھ کر جھگو چوں میں کب براسد نخل دہر تلے جھائے دہر کرے سنگدل کو ناز کئی مرے سخن کی مرے بعد زیادہ ہو کہ قدر نہیں ہے کام مجھے شعر و شاعر لیے زمان یہ لاسخن خوب تو ترکھ دل میں بزرگ عکس سبکبارت حسد دنیا میں کبکی دل شکنی سے جو خوش کریں دل کو یقین تو جان گیا ٹوٹ دل میرا دہن وے شکست یہی اس فقیر کو بھائے صبر زکی اپنے مکافات نفع گردون سے چمن میں دہر کے خوش ہو کے جو ہنسا ڈوٹا رکھی فلک نے مرے سر پہ منت دستار غرض میں دیکھ کے یہ تنگ چشتی گردون کہ صحر کو جاؤں میں تادل کرے مراد اشد دے بہ بزم حریفان شگفتہ شو چون قہج یہ سنکے مزد وہ جان بخش میسکہ کی طر</p>	<p>کبکی دوستی سے نفع جزبہ ضرر نہ لیا اٹھا کے تیج ستم کے تلے اسی ڈویا نہ خوش کیا مری ہمت نے قد کو خم نکلیا بنے ہے شیشہ جہان میں گداز ہو خارا گہر یتیم جو ہو دے تو ہوسرود بھا خرد نے جھگو نصائح سے بار ہا یہ کسا کہ اُس گہر کی نہیں قدر جو صدف میں ہا تو رہ کہ موج حوادث نہ دیوے جھگوں ہا وہ کون لوگ ہیں کیسے ہیں کیا ہیں جھگوں ہا جو خار چھبے میرے پاؤں میں دراڑ ڈھا قہج طبع کا اگر توڑے سنگ استغث طلب نحر کہ نہوا یک بام پر دو ہوا بزرگ گل اسے گردون نے شادی مرگ کیا جو زخم سنگ بلا کے سبب یہ سر باڑھا شہ گزشتہ اسی سنگ رچ مرتا تھا دوہن خیال میں قدسی کا یہ سخن گدرا کہ جان برائے تو دار دو آستین دینا چلا میں گھر سے پٹ خوش ہو یہ غزل پڑھا</p>
---	---

مطلع

<p>یہ سنگ پا ہے یہ دل سے خدا نہیں بیخا شکست وعدہ ساقی سے دل ہوا تاج جو در و دل کے فریے ہو آشنا بیدرد بجائے سرمہ کروں میل گرم میں آہن گرہ میں غنچہ صفت زر کرے دلی گوج</p>	<p>تبان کریں ہن اسے پائمال کیوں اتنا کہ جائے اشک نکلتے ہیں ریزہ میسا عجب کہ ہر بن مو پر نہ دل کرے پیدا انک سے اشک کے جس چشم نے فرج چکا دے سخی ہی اوڑا دینکے او سکو مثل صبا</p>
--	--

کرے نہ چاک گریبان صبح پنجہ مہر
تصور اب کسی زلفون کا جہنم و شک
ہے سخت تنگ زانیسے دل میں حیران ہوں
گدا از عشق ہوں اتنا کہ چند قطرہ اشک
غرض کہ سیکہ آیا شفقت سے اتنے میں
وئے نگاہ جو کرنا ہوں سیکہ کی طرف
کہ مست چاک گریبان و جام حشر پر اب
یہ حال دیکھ کے دان کا خرد سے پوچھائیں
دیا جواب خرد نے مجھے کہ اسے نادان
نہیں ہے امن کہیں زیر آسمان ہرگز
زہے زمین کہ شاداب اسقدر حسین،
شرف یہ کیوں نہ اس سرزمین کو کہیم
رضا ہے جسکی دہی ہے جو کچھ رضا ہے حق
جدی ہو موج بھی پانے سے جو ہر آئینہ سے
عجب نگر تو اسی دو طبیب سہ و علن
شفا کو برطرف اس طرح سے کہ نہ اجل
جو طشت شمع نہوا سکے روضہ میں جا کر
نہ ہے وہ گنبد زرین کہ جگا ہے یہ شکوہ
کہ کہ نہ جانے جگو جناب اقدس نے
شعل نور سے خورشید جسکے تیتے کی،
زبس کیا ہے مرقع اسے جو اہر سے
اگر نہو دے یہ کم یا بے ان کے ہر سے
جبین آئینہ ہر دہرہ نہور و روشن
ہر ایک حلقہ زنجیر سقفت میں اسکے
بیان میں کیا کر دن اس لطف کے تین جس

جو شور عشق نہو سے لبالم بالا
عجب ہے لطف کہ جون موج کشتی دریا
کہ مہر سنگد لان کیونکہ یان کئی ہے سما
لمط ہے شمع کے ہر بند استخوان میرا
تیاں کی چشم میں جون آئے نشہ صہبا
گئے حواس مرے مجھ سے دیکھتا ہوں کیا
ہے آہ و نالہ میں نے گریہ در گلو مینا
جگہ طرب کی میں آیا ہوں یا کہ طبع عزا
خوشی ہے دہر میں یہ غم سے پچھتا ہے کیا
بجز زمین خراسان کہ ہے وہ عرش آسا
ہمیشہ سہر ہے کشت امیر شاہ و گدا
تو غور کر کہ قدم در میان ہے کسا
رضا ہے حق بھی وہی ہے جو کچھ ہے سگی رضا
اگر خلاف ہو متول کے جو حکم اسکا
کرے ہے جب مرض الموت کی گلی نوا
اجل کو برطرف اس طرح سے کہ ہے شفا
تو آفتاب نہ ہر شب نظر سے کم ہوتا
فلک نے دیکھ جسے دلکین پیچ کھا کے کہا
نیا کیا ہے سرفرو سے آسمان طلا
پلاک چھلکنے سے یک زر بھی نہیں رہتا
ہے کان لعل سے خالی گہر سے چو دریا
نپا دے لعل یہ قیمت نہ در کو ہو یہ بہا
غبار در سے یہ اسکے اگر نپا دے جلا
عجب ہی لطف سے ہے مفتی کو نصب کیا
پھنسا ہو زلف میں محبوب کے دل عاشق کا

ہوا اسکے صحن میں ایک حوض فخر کوثر کا کہ جس طرح ہے پانی میں اسکے جلوہ نما کرے ہے ان کے گرد لے آفتاب شہنا ایک شہ پر وہ ظلمات میں رہے ہو چھپا نیا زینکے یہ مطلع حضور میں تو	بسان دہرہ پر آب عاشقان جا رہی و کھاؤں سکھو میں اس گنبد طلا کا عکس ہوا ہے دل کو یقین یہ کہ حوض کوثر میں رہے وہ حوض کہ تجلیت سے جسکے چشمہ خضر ولا طویل نحر مرجع سب آئے کو
--	---

مطلع

جو سر کٹے تو گریبان سے کر زبان پیدا تو سبز شکل زبان ہو نہ خاک سے اوتا ترے دیار کے چوٹے کا حد استغنا خیال ملک سلیمان کو گر کرے شاہا جو کوئی در پہ ترے آکے مانگتا ہے دعا کہ ہو چکے ہے وہ مطلب قبول یا مولا بجائے دانہ زراعت سے ہو گھر پیدا کرے ہوا بح سعاد کو دانے قرض سما نہو دے نور کچھ تیرے شمع بنیش کا شراب عمر ابد سے یہ زندگی پاتا عبان کے ناز و ادا میں رہا نہ ظلم و جفا کٹا وہ ہاتھ کسی حبیب تک اگر ہو چیا اسی ہی خوں سے کانپے ہو دست ہر سدا ہٹے ہے دیکھ کے خاشاک اس جگہ دریا جو بس کی بھی کوئی فریاد سن نہیں سکتا سفر شرابے تیرے غضب کے آتش کا پھل کے آب ہوں کہ سا زخماں دریا شہا اس عہد میں تیرے غضب کے صولت کا	شب اکرون تری ہر وجہ میں ظلم آسا منون شنائیں جو تیری زمین کے آس پاس کہاں زبان کو ہے طاقت اگر بیان کیجے وہ اپنے مردک چشم کے برابر کب جو کچھ لکھا نہو تقدیر میں اگر اس کے نہ دل سے حرف زبان تک ہو چکے پانا تجھ ابر فیض سے قطرہ اگر زمین پہ گرے گدا سے در کا ترے نقش پا ہے جس جاگہ جراغ راہ خضر میں اگر چہ یا شہ دین کہاں سے پردہ ظلمات بچ جا کر خضر کئی بنائے تعدی جان سے اب اتنی سوائے عشق ترے عہد میں تعدی سے شہا سحر کا گریبان چاک کرے وقت ہے جس جگہ میں ترا حفظ نا تو انون پر ز بسکہ عہد میں تیرے ہے رسم داور سی ہرشت ہے ترے بتان ہر کا یک گل سدم فہر تیرے بر دجسہ پر جو چلے و بسکہ خوف ہے اسباب منع کے ولین
--	--

<p>شراب پینہ مینا سے چاہتی ہے نہک تیری کمان کے آگے حریف روز بروز کہ جسکے تیر کی سہیت سے آسمان نے کجور کہ آسمان کو اٹھا کر سپر کرے منہ پر جو روز رزم مقابل ترے کمان کے ہو کہ جس صفائے نگہ پار نکلے شیشہ سے شہا عجب ہے وہ شمشیر جسکی صولت سے گرا اسکے بعد دستور جو بھیجے او کی شہید تیرے سمند کے میدان میں نقش پا جوڑے شرا و قطرہ خون ہون ٹپک پڑیں دہن ہے عرض حال غرض مجھ کو در نہ مع تری نہیں ہون گر کسی لاین دے ہر شرم نہکے کیا ہو دہر نے عرصہ کو مجھ پر اتنا تنگ نہ اتنی کی رگ پلے لے کو کے تن میں جگر ہیں آنکھیں خنجر و دیوار سیل شکو نشہ یہ عرض حال ہے سودا کا جو سنا تو نے</p>	<p>صدائی نغمہ سے کہتی ہے نے کر اچھوچھا کہا نے لائے یہ طافت جو ہو سکے سیدھا بغیر خم کے پشت اپنی سر اٹھا نہ چلا ترے عدد میں بہ قوت ہے میں نے ذر نہ کیا صفائے شست ترا دسا کو دیکھے دکھلا اسی صفائے گل جاے تیر بھی مینا تیرے عدد کو نہریت سے شوق ہوا اتنا تو ج او کی پکارے کہ پہلے پاؤں بنا کرے وہ خون میں اعدا کے روز رزم لے جو کوہ کو اگر خنجر غضب تیرا بجاے ہر بن موہو زبان نہوے ادا کہ دو جہا میں حامی رکھوں ہو نہیں نکھسا کہ جان لب ہون لے جی نہیں نکل سکتا جو گھر کرے ہے مرے تن کے بیج تیر ملا غبار غم مرے چہرہ پہ اس قدر چھپا یا تری رضا ہو جو کچھ آگے باا م رضا</p>
--	---

در مع حضرت امام ثامن ضامن علی موسیٰ رضا شاہرا سان صلوات اللہ علیہ کنایہ طعن بر شاعر فاخر مکین و اکسیر ستاد

<p>مستغنی ذاتی نہ ہوس کی ہو تیسر لبریز ہے کیسہ دُر کنون سے جن کا ہے لعل سے نسبت نگہ چشم کو چٹکے ہیں وہ در یکتا بھان جسکے زبان کی یوں صفحہ پر بولے ہے صریح کے فکر کی</p>	<p>معدن ہو جہاں سونے کا دان خاک ہے کسیر کب شبہ فوشون کو حضور انکے ہو تو غیر جاتی ہے وہ لکے یہ نظر انکی جو حقیر مردان ہے سدا بر گہر بارے تقریر تعلیم ہے منشی فلک کو میری تحریر</p>
---	---

ہو تا جو سخن ہم تو بہ نداد چھتا
تیرا ون کے کرے نور سا کا اُسے عنای
معنی کے جو ہونا م سے مشہور موکل
ادب سا نہ کوئی کبھو آفاق کے اندر
روکش ہو وہ ایسوں کے جنہیں حق دہم
یہ بات جلدی ہے کہ وہ ہر آپ کو سمجھے
پکڑی جو لٹورے نے کہیں بھیتی سے چڑیا
یاشب کو بیاگھونٹے میں جگنون کو لا کر
صاحب سخن اس طبقہ شعرا میں کئی ہیں
مصرعہ میں اگر پشہ معنی ہوتے ہیں
نقارہ کا مضمون بد رستی جو بیاد ہیں
سمجھیں ہیں کلام اپنا بہ از سورہ یوسف
کرتے ہیں مجالس میں پھر اسکو بہ بدی یاد
اس خط کے عہد سے دے وہ نہ برآوین
استاد کی انکے ہے انھوں کو نصیحت
اتنا تو ملازم رکھو الف سا ظ کا ملحوظ
جب تک کہ نہ منظوم ہو یا سنگ ترازو
تم شعر و سخن اپنے کی بندش میں کمان بن
چہرہ کو نہ معشوق کے در شمع سے تشبیہ
مضمون جو قد و زلف کا معشوق کے بازو
ملفوظ قرآن رکھو ہر آن نظم میں
استاد کی اس بندہ کی اور ترقی
مضمون جو ہر بخت کا تازہ کسی کے
پھر کہتے ہیں یون ہے کسی استاد کا یہ شعر
اور اون کا کوئی فضل کمال کے جو دیکھے

پرہ از کہ معنی کے جو کھینچی ہے وہ تصویر
مضمون جو چھپے کوہ میں ہو صورت تجریر
اسکو بھی کچھوڑیں وہ کبھو بن کیے تجریر
تا فیض سخن اسکی نہ طینت میں ہو تجریر
نادانی سے کب کرتے ہیں اپنے تین تشہیر
دوم کو یک شب تاب کی جگہ جو شب قمر
سمجھا کہ نہیں باز کوئی مجھ سا کلاں گیر
جانے یہ دل اپنے میں کیا ماہ کو تجریر
ہم نرم سخندان کو نہ اسے کرے تقریر
زعم اپنے میں سمجھے میں کیا پیل کو تجریر
کوس المن الملک کے ٹھوٹھیں جو ہم وزیر
معنی جو میں ہو خواب فراموش کی تجریر
سام کرے حسین میں اسنے جو کبھو دیر
جو ملک سخن کے ہیں ہفتوں میں مشاہیر
لفظی نہ تناسب ہو تو کچھ مت کر و تجریر
بے بچہ و ناخن نہ لکھو دودھ کو تم شیر
بازدھونہ کبھو شعر میں تم لفظ شکم سیر
بولو نگہ یار کو یار و نہ کبھو تیر
تازلفون کو بازدھونہ کسوٹھل سے گلگیر
لکھو الف و لام کے نیارہ کی تشہیر
ہرج ہو موت تو ضمیر اسکی ہو تذکیر
شیوہ وہ لیا غیر کی جس میں کہ ہو تجریر
کرتے ہیں اسے فارسی میں باز دھونے تشہیر
سرقہ یہ کیا جن نے بڑا ہے کوئی بے پیر
ہیں طرفہ وہ معجون جو ہو خط سے تجریر

سرقہ کو نہ سمجھیں نہ توار و کو گران سے
پھر بعد مال بجا اسکے یہ ذی ہوش
عمود نشانہ ہے تخیل میں ادھون کے
اتنا یہ سمجھتے نہیں نادان کہ جہان میں
سرشتہ ہے عزت کا فقط ہاتھ خدا کے
قطرہ دودھی پانی کا ہے قسمت کی ہر تفریق
انکا ہوا اگر بوجہ علی سینا بھی معلوم
نسبت سے فلزات کے سن سے ہر سونا
ہے جیسے استاد ی دشا گردی میں لازم
بلبل کو جو بھر عمر سنی پرورش اوسکے
صحبت سے نہو فالہ ناجنس کو ہر گز
شمشیر میں کیسی ہی اصالت ہو یقین جان
شیرین نہ بھوئے وہ غراب جہان میں
سودا بچھے کیا سودو جو انباے زمان کے
کراؤسکی عوض مع شہ ہر دو جہان کی
وہ شاہ خراسان نگہ فیض سے جسکے
جسکے درمجو دکا مہار ازل نے
انکا کرے ہے ہاتھ کو پھیلا کے فلک پر
کیا تاب جو حقیقا داجل منہ کرے اُس سمت
سجدے کو دو عالم کے وہ محراب بجا دکی
مومن بہ تصور جو نہو مقصدی اوسکا
عدل اُسکے سے لرزے ہے خشن خارشے علم
جس دشت میں بلجے دہل چرم بزا کبار
منقود عداوت یہ عدالت سے ہوئی ہر
شام تو وہ ہے عالم و آگاہ کہ جسکے

پوچھے جو کوئی کیا ہیں یہ دونوں کر و تفریق
رو بہ کہیں سرقہ کو توار و کو کہیں شیر
ہو دے نہ کمان حسد انکی سے جلا تیر
حاصل نہیں ہوتی ہے کچھ ان باتوں سے تفریق
افزائش قدر اپنی میں جلتی نہیں تدبیر
ہو ایک تلک ایک گہر ہو کے گرہ گیر
تعلیم کرے کس روش اُسکی نہیں تاثیر
پتھر کی کج بوجہ جس تو دان کیا کرے اکسیر
یہ ہو نہ تو وہ لون میں کسوی نہیں تقصیر
ہر گز نہ کرے زمرہ مستوری کشمیر
یہ بات ہے بر صغیر دل قابل خسیر
پیدا نہ غلاف اُسکا کرے جو ہر شمشیر
حفظ جو کرے نشو و نما پہلوئے خیر
نافی و بے ربطی سے کرتا ہے تو تفریق
تا عفو جہا یم تیرے طالع میں ہوں تحریر
ہوتے ہوئے اکسیر نہ مای کو لگے دیر
پارس کے عوض سنگ کیا مصرت تعمیر
ہمرا اسکے سدا قبلہ درگاہ سے تنویر
لیجائے پناہ اسکے اگر سایہ میں بختیر
زائر کا جہان نقش قدم ہو دے زمین گیر
مقبول نہ اسکے ہو صلوة اور نہ بکسیر
حمد اسکے میں سم رکھے ہے تریاق کی تاثیر
ہیبت سے ادھر آنکے جہان کے نہ کجوشیر
ضدین کو ہے ربط ہم چن شکر و شیر
تدبیر کے ایسا سے نہ باہر ہوئی تقدیر

<p>بخشی ہے اگر ایک گنہگار کی تقصیر جو خلق ہے نزدیک خدا واجب تعذیر تو اور خدا ہے جو نانون تو ہے تکفیر آنکھوں میں خلائق کے نظر آوے بہ حقیر ہمراہ سے لینے میں کر کے کیسی ہی تیر ہوتے ہی سب کئے ہیں شجاعت میں شایر سیف و زبانی ہے جو تیرے جد کی وہ شیر تجھ تیغ غضب کے جو ہوسایہ کے سر زیر پھیدے ہے تیرا نقطہ موہم کو یون تیر ہو جو رخ کے بھولے میں زمین خاک کا آئینہ کیا سمجھ جو گردن گرد سم اس کے سے تیر ہو جبکہ محبت نہ تری اس کے گاہگیر خصوص تیری شان میں ہے آئینہ ظہیر اوام ملائک کو ہے وان حکم عصا فیر باصدائکے دعرش کا وہم اس کے سر زیر ہر موہوزبان تن پہ توکب کر سکے تقریر کیا میں ہوں میری کیا ہے قلم کیا میری تحریر ہو تیرے وہ نزدیک خدا واجب تعذیر امید کرم سے ہے کہ ہو عفو یہ تقصیر ہوتے ہوئے پارادھی نہ کشی تو لگے دیر صبح اسکو نکلنے دے ہو یا نوین زنجیر</p>	<p>جسجا تیرے ایما سے خدا و نہ جان نے وہ جاسے بلاشبہم و شک عفو کہ ادسکی وہ جزو کہ کہتے ہیں جسے لایق تجرے رانہ جو ہو درگاہ کا تیرے تو وہ یان تک سایہ ملک اسکا بحر ہے ہر ہی اس کی اشج تو نہیں آپ ہے پشتین سے تیرے اثبات ہوا جو ہر فرد اس سے بہ تقسیم وہ کھڑے پاک مارے ہو دے مکر کوہ جون مرد کا چشم میں چوٹے کے بٹے گل تو بارہ علم اپنے کا گر آب ادٹھاوے خوبی کا تو بد کو تیرے خرش کا کیسو وہ گردے آنکھوں کو مجھوں کے تو سرس شاہادہ تیری ذات منزہ ہے کہ گویا شہباز تیرے رہے کا ماسے ہو جہان پر جس قصر میں شوکت ہے تیری ہوئے تو ہوئے تیرے جو کچھ مرتبہ عقیل کل اس کے جو کچھ یہ لکھا میں نہ سمجھ اپنی اسے درج تجھ سے کی کرے مج جو تجھسا کوئی نادان کرتا ہوں سخن کو میں دعا یہ یہ اب ختم یارب جو تیرے دوست ہیں از قلم مہیا ادراک میں جو بدخواہ ترا ہونے لگے عرق</p>
<p>قصیدہ در مقببت محروودمان نبوی خلاصہ خاندان مرقضوی امام عسکری صلوات اللہ علیہ</p>	<p>عجب پوشی ہو لباس چرک سے کیا نکلا ان اسے آئینہ بہتر اس صفا سے رنگ</p>

<p>دفع سے کم مایہ اپنی کیا ترقی کر سکے عش بہم پہر پچانہ محروم تجلی دل کو رکھ مردہ اپنی ہنر پوشی سے جو مائے ہے دم اپنے بھی مرہون منت ہوں نہ عالی بہتان ہمک پرے رکھنا قدم اس آستانے گرد باد ابروان نے کچھ بھی ہے شمشیر من گان نے بھری آہ کس منہ سے کہوں تجھ کو تک ایدھر تو دیکھ موجہ حیرت کے تین ہے دوست در خون گیل صہجہ سودا بہن میں مجھ کو آیا تھا نظر پائے گلبن بہد مانا نہ سا کچھ بیٹھا ہوا</p>	<p>چاہیے دریا ہو یہ کباب گہر مٹی ہنگامے صیقل اس آئینہ کی گرد شکست زنگامے فی الحقیقت تیغ کو جو ہر سے بہت زنگامے کوہ کی شمشیر کو کب احتیاج، سنگامے خاک ساری کو ہمارے سہم کشی سے ننگامے حسن کی خوبی میں تیرے بھسے باہجنگامے شکل سے میری سدا نیزا رسیا رنگامے آئینہ تصویر کا دور از غبار و سنگامے اندون شاید وہ کچھ شور جوئے تنگامے اک غزل پڑھتا تھا یہ مطلع کا جبے ڈھنگامے</p>
--	--

مطلع

<p>شمع کا میرے صدائے خندہ گل تنگامے ہو سکیں نازک دلاں کب روکش حرف درشت یان سمو عشق سے سکھو ہو جوشش کا دماغ گرد ہوں میں تو نہیں خاطر نشینی کا دماغ ہمک پرے گلشن سے میرے شور کر ابر بہار اسمین جرات سے میں اسکا قطع کر طول کلام گوشہ خاطر سے کرتا ہے عوض اس قصہ کو ناگہ اس اتنا میں اک منعم نے آ اس سے کہا ہر مکان میں مسند دہر ایک جافرش سمور نوش کرنے کو کباب اور پینے کی خاطر شراب یہ کہا سکر جو ترغیب آپ کرنے میں مجھے ناز پروردہ جو استغنا کے میں اہمکے تین دیکھنا راہ اجل اون کو تماشا رقص کا</p>	<p>ہمک پرے جابون لبیل کو تو سیر آہنگامے تکسیر لب طوطی اپنی آئینہ پر سنگامے شعلہ آتش مرے کانٹے پہ گل کا زنگامے آئینہ ہوں تو صفائی میری مجھے زنگامے یان صدائے رعد آواز شکست سنگامے یہ کہا چرخ منقش کیسا زمرہ زنگامے سراوٹھا دیکھا تو ٹپکاتنا ہی بولانا سنگامے بندہ خانہ کیا تھیں تشریف لانا سنگامے ہر طرف مطرب پسر ہر سو باب و چنگامے دیکھنے کو رقص میوان خوش آہنگامے اسکو باد رکھے گا یہ خصال ہنگامے یک قدم راہ طلبے کرنی سو فرنگامے در دل سننا کسی کا آنسو خود و چنگامے</p>
---	---

غم کسی دل سوختہ پرادن کو کھانا ہے کباب
 خاک در ایک ایسے کے ہین وہ تیری سجد کیا
 قبلہ دنیا و دین یعنی امام عسکری
 ایک بلہ مین ہو کاہ اور دوسرے پے مین کوہ
 پشت خارا ہو صحرا ہوئے نیچہ شیر کا
 ہے جابا دراب شرر مین ربطا نوں چرخ
 روے کا چرخ سے پردہ کا اوٹھنا ہے غل
 ہر سموم قہر کا جس برد بجا در پر خیسال
 نہی سے تھما امر کے اب یا امام المتقین
 چشم خوابان مین شراب آتی ہے لینے کو پناہ
 مطرب اپنی آخرت گریا دنا لان ہے سدا
 استخوان پوست سے کھینچے ہی رکھتا ہے رباب
 مین گداؤن کا ترے در کے کہوں ہمت سو گیا
 کہہ سلیمان سے نگین اپنے پہ تو نازان ہو
 اس زمین کو جس پہ اسکا دست ہوسا یفلن
 منہ پہ تیغ برق دم الماس پیکر کے ترے
 گر سردن مین ہو میدان مین وہ سایہ فلن
 پر نہیں یہ وصف اس کے جو بیان مینے کے
 آسمان سے تاز مین اور گاد سے ابی تلک
 لیتی ہے تسلیم دان ہر روز اگر گرد باد
 گرد جولا نگاہ کو اس کے کہوں مین کیا داغ
 جہاں کی ہے ہفت آسمان کو جلدی اس کی قہر
 بگڑا ہی جاتا ہے باتون مین جلو لینے کو وقت
 اس مین بھی ٹمک گرم ہو آیا تو بیس پھرا ڈر گیا
 ہمت پر داز تیرے باز کی مین کیا کہوں

نت انھیں خون جگر پینا سے گارنگے
 عرش کے دہن پر گزٹھیں تو انکا ننگے
 جسکی میزان عدالت اتنی بے پانگے
 کاہ کو بادرتو کرنا کوہ سے ہمت ننگے
 باز کا پڑیا کی خاطر آشیانہ چنگے
 گلشن انصاف پر اس کے یہ آئے ننگے
 پردہ پوشی پر جواد سے حرم کا آنگے
 خشک نان دریا مین پانی کوہ سے پانگے
 بسکہ نہیات پر عرصہ جہان کا ننگے
 گلرخان کے خط نہیں آتش کے دیر ننگے
 روز و شب ہر اکٹھو لکے تین سرخ ننگے
 زمر چوٹ سنگ نٹ اٹھ رو سیہ مرد ننگے
 اسکی ہر یہ گنگو جوادن مین لچ و لنگے
 پیش ارباب ہم یہ دست زمر سنگے
 کچھ سوا گل شرفی کے سب کرنا ننگے
 یک قدم آنا عدد کو راہ سو فرسنگے
 خود و قاش زین و حصہ تاج بے تنگے
 بلکہ یہ تعریف تو اسکی برش کا ننگے
 آتھان گر کچھے اسکو تو اک چورنگے
 جس جگہ سر گرم کاوے پتیر اشتر ننگے
 عارض خوابان کے خطا ہونے سے جبکہ ننگے
 بسکہ عرصہ شش جہت کا اس کے ابر تنگے
 نکلا ہی پڑتا ہے رانوں سے یہ اسکا ننگے
 ہے تو گھوڑا ہی پر کچھ سیما بکاسا ڈھنگے
 اس مین گر سمرغ بندھ او ترے تو اسکا ننگے

طرہ محبوب میں ہو جس طرح عاشق کا دل گر قصیدہ کے تین سو واو حائے چہرہ مانگ لے جو مانگتا ہے تو صلہ اسکا یہاں سرگل امید سے محروم تیرے دوست کا لالہ سان ہو غرق آتشیں عدد سرتا قدم	مخ و راز دم یون اس کے میان چنگے قافیہ کو دست اب آگے نہایت تنگے نہ خراج روم مالیت نہ باج نہ نگے ہو نہ جب تک گلشن دنیا میں آجے نگے پر شر حبوت تک دامن کوہ و سنگے
--	--

قصیدہ در نقبت خلیفۃ الرحمن امام ہدی المادی آخر الزمان صلوٰۃ اللہ علیہ

جن غنیہ آسمان نے مجھے بہر عرض حال ہرگز کسی گروہ کے لیے جز خراش دل اجزائے کار بند ہے عالم کا اسکے ہاتھ روشن ہے شمع کشتہ کے پھر کر جلانے سے روشن طبیعتوں سے برا ہے یہ تیرے عقل رکھتا ہے پروردگار کو جو نیزہ سر بلند یک تن نوالہ خوار نہواں سے تا ابد ہر روز نعمتوں سے کرے سفلہ کو غنی پارے کو دے ہے رتبہ اکسیر بعد برگ گر پائے سوختن نہ ہے آگے در میان سو پر دین رکھے بوسے گل کو یہ بے تمیز ڈھانپے ہے جاننا تلے زاہد و نکاعیب ہم پر سدا رکھے مے گل رنگ کو حدم ہر روز ادھر کے غنیچہ گل کو کرے ہر تنگ بوچھ اسکے اچھ سے دل ہر دشت خار خار	دین سوز بان دہن میں دلیکن سمجھی ہن لال مارا نہ آسمان نے کچھو ناخن ہلال جز چشم عاشقان کے ہن جاری بالصال لینے کہ کجہ مرگ بھی آرام ہے محال کہتا ہے نور مر کو سایہ کے پامال جون چاہے خاکسار کو دے ہو زمین پر ڈال ہے سرنگون ازل سے یہاں کجائے سفال محتاج نام شب ہو سدا صاحب کمال دولت کبھی کس کو نندی ادن نے بیقرار ہرگز کرے نہ شمع سے پردانہ کا دصال پھاڑے نقاب دے جیا کی یہ بدخصال دیتا ہے راز عشق کو پردہ سے یہ نکال خون بہا ر تیغ خزان پر کرے حلال ہر شب لکھے ہے خاطر بلبل کو پر ملاں گر کشت لخت ہے جگر کوہ کو خیال
--	--

ایدل غرض کی موندے چین آسمان
 حاصل نہ ہو سوائے مشقت کے اور کچھ
 ہم پست نظر توں پہنچی کب نہ تیج چرخ
 اگر ہو شعور اس سے بچا ہین کٹا دکار
 گردون سے کار بستہ کھلے کیونکہ ہو محال
 پس کیا ضرورت تھا جو کیا شکوہ سپہر
 خواہش ہے دو جہان کی اگر تو زبان سے
 ہمدی ہادی وہ کہ گرا سکا ہوئے حفظ
 گھلبائے سب زمین کی گرہ آبِ مین ابھی
 جسکے قدم سے گلشنِ دنیا نے یہ شرف
 شبنم نہیں کہ پھر گل پر ہر ایک لے لے
 مین قدم سے اسکے جہان مین خوشی کیے مچھ
 ممکن نہیں کہ رات کو شلخ درخت پر
 اسکا قدم نہوے جہان کے جو در میان
 اس خال کدان او پر جو نہو اسکا با جسلم
 ہووے زمین زبرد بر آسمان کے ساتھ
 چھینچے خدا محروہ طرف آسمان کے سر
 کر دے فیلہ کا کٹان کا وہ شتمل
 ہم بتی سے کے جو انگور کی طرف
 یک آن پنج خوشہ بردن کے واسطے
 جسدن سے اسکے عمد نے جگ کو دیا ثمن
 ادس آب کے منط کہ جو کالی کے ہوتے
 بعد از بہار سے خزان پر طپسا پچھ زن
 کرا سکو تو یقین کہ درند و گزند کے
 آہو کی دشت مین جو سنی ہے صدے پا

شکوہ محو تو اس سے کہ ناحق ہے یہ جہاں
 آہن کو سرو کوئیے گرتا ہر سال
 دوڑے اڑھری اب کہ جدھر ہو زمین ٹھال
 اس مطلع و دویم کو پڑھین جسکے حسب حال
 ہرگز نہیں ہے عقدہ کشا ناخن ہلال
 ایدل تو ہرزہ گوئی سے اپنی زبان بھال
 جز مہج شاہ ستر و علین مست سخن نکال
 مرکز کو خاک کے تو قوی ہے یہ احتمال
 لے شرق تا غرب جنوب اور تا شمال
 پایا کہ وہ سمانہ سکے عرش کا خیال
 کرتا ہے عرش سے عرق شرم انفصال
 زائل ہوئی ہے اسقدر اب صورت ہلال
 رکھتا ہو مرغ سر کے تئیں اپنے زیر بال
 کب جا عرض دن مین رہے حد اعتدال
 اہل جہان کے آئے سرا و عجب و بال
 مانند ریگ شیشہ ساعت بالقلال
 اسکا اگر چلے یک شہر آتش جلال
 گردون کف ہوا سے یہ اوڑ جائے مال
 کر تکب و دعوتِ راض کو کرتا ہے حمال
 ناک فلک پہ آئے خدا جانے کیا زوال
 ہر خم کے پنج تب سے تو ہے پر ہے پڑ بال
 چھپتا ہے تیجے در دے پشت سے نیلاں
 گلشن مین اسکے عدل سے ہر برگ ہو نہال
 یہ خوف اسکے عدل نے دلدین یا نچال
 پچھنے کو بہر ڈھونڈھتے ہین خانہ شغال

اژدر ہوئے بن سہم کے یانک خفیف خشک	کرتے ہیں ان سے ٹھہر میں سدا مورچہ خلال
جو کچھ لکھوین اسکی سخاوت میں ہے بجا	یہ مطلع حضور مری بات پر ہے دال
<p>چاہے اگر کوئی دو جہان کا مستلح دال بر سے ترا جوا بر کر امت زین پر مرضی میں گر چلے نہ ترے ایک دم سپہر جون موم قنعت آن میں ہو جائے محفل شمیر گر علم ہو تری جن دانش کا ہر ریزہ در کے رگ گردن میں خوف سے مارے اگر تو بر کر آسمان او سے شاہا ترے جو نشتر خنجر سے ایک دم ہے کیا عجب کہ خوف سے ہر عضو کی گین تیرے سمند کی میں ستایش نجر سکون آئینہ سپہر میں پڑتا ہے اُس کا عکس سرعت میں اُسکے راہ سے یہ کر کے ہم سری جب تک وہ مرد کا نہ ہو پونچے مڑے کے پاس کیا یہ اسکو تخت سلیمان سے کم سخاوت سب جن دانش و دیو پری اور وحش و طیر شاہا ترا بیان شجاعت میں کیا کروں دعوائے بندگی ہو جسے ادس جناب میں متک میں فیل مست کے مارے اگر وہ تیر سوفار اس طرح سے نمودار ہو رہے پس جبکہ ہر غلام میں قدرت ہو اسقدر تیری ثنا و مدح کوئی نہ جھٹے ہو سکے دریاے طبع سے یہ گئی گو ہر سخن اے شاہ دین پناہ شتابی سے کر ظہور</p>	<p>مطلع تیرے گدھے در سے کرے آگے وہ سوال پیدا بجائے دانہ گہر ہون ہر ایک سال دست قضا بٹھائے اسے دیکے گوشمال گر تجھ نشانہ پنجہ سے آگاہ ہوں جب سال ہیبت سے آب ہر جب گرو ز ہر بھال ہو جائے خشک خون رگ یا قوت کی خلال گا وزین کے تن سے نہ لاگا رہے وال دشمن کے دلمین سہو سے گذرے اگر خیال جامغہ ستخوان میں چھین شمع کے مثال تعریف نقش ستم کی ہے اُسکے بہت محال نادان جانتے ہیں کہ کھلا ہے یہ ہلال ساتھ اُسکے دوڑے گرنے دیر ہ غزال ہو پونچے وہ اس جگہ کہ نہ ہو پونچے جہاں خیال ہو دے جو تو سوار عدد کے لیے قتل حاضر ہوں رکاب سعادت میں کیا محال ہیہات اس زبان کے نیلن کہے یہ خیال اُسکے تئیں ہے فن شجاعت میں یہ کمال گردن میں سخاوت کے کعبہ بند ہوئے بھال جون اژدر پہاڑ سے جھانکے ہے ننگل خالق چھٹا اسکی مح ہے مخلوق کو محال ہے کیا لب و ہن مجھے کیا فضل کیا کمال تیرے نیاز کے لیے ہو پونچے مجھے رسال تا دوست ہو دین شاد تو دشمن ہوں پائمال</p>

اس مجھلے کا جھپمہ ہے موقوف الفضل اسکی یہ مشت خاک ہو تیری صفت نعل صفحے میں روزگار کے روشن ہے جمال ظلمت ہی میں بسر کریں اعدیے بچھال	اکثر چا اختلاط ہیں دین نبی کے پنج سودا کو آرزو ہے کہ جب نوکرے ظہور تیرے ہر ایک دوست کا مانند صبح عید جون شام سہ ماہ محرم تمام عمر
--	--

در منقبت خلیفۃ الرحمن امام مہدی الہادی آخر الزمان صلوات اللہ علیہ السلام وطن بر شاعر کہ ایراد شعر میرا گرفتہ بود

جس ہرہ سے مرے ہو ملا اسقدر جہاں راہ اسقدر جو پہنچے وہ ماگوش سامان جاگہ کیسے نام کو اس عہد میں کہاں چاہے جگہ جو شہرہ کو ہو تو نہ یہاں نہ وہاں گو یاد رق بیاض کا ہر صفحہ میں ہو زبان ذروی کا اپنے معنی کے ہے دم مہربان لفظوں کا اپنے غم کو ہو کے کسپہ راہگان خوبوین اُسکے جانیں جو پہلوے بدان طبع شریف پر جو نہ آدے ترے گران ہو گا غریب نصیحت کہ نزدیک شاعران کھانے کا جسکے زیر فلک ل کو ہو گمان عیسیٰ بے معالجہ نفع آسمان سمجھے بغیر گر غلطی کا کرے بیان چپ رہ کہ دون بچھے غلطی سے ترمی نشان کہتے ہیں جبکا اہل زمین نام لکشان تو جلد آسمان کا محسوس حسابدان ہر دانہ دان ہے طاہر روح سخنوران	منکر خلا سے کیوں نہ حکیموں کی ہو زبان مکن نہیں کہ اب سخن غیب کو ن ملے نام آدمی کیو اسطے حاسد نہ محترمان گر بیان کے تو ریختہ ایران میں فارسی عالم کی اسنہ پہ مرا اسقدر ہے شعر مینے سنا کہ تجھ کو مرے ایک شعر پر شاید بافتاق تو ارد ہو پر مجھے گورشت کو بچھاؤ کسی رنگ کا لباس ازراہ دوستی میں کہوں تجھے ایک بات زہار ہمسری کا مرے تو بخیر خیال ایسی نہیں بندھی ہے سخن کی مرے ہوا اسکو یقین تو جان کہ حیران ہے اب تاک فرشتی نہ فلک مری تحسیر پر دکھیکر پاوے مرے قلم سے وہ فی الفور یہ جو حک کردہ سطر ہے وہ ترے ہاتھ کی لکھی دہر سے فن شعر کے تجھ کو ہے کیا خیر روشن جہاں ہے نظم طبیعی کی میری شمع
--	--

<p>مضمون تازہ یون چین فکر سے مجھے جو گل سر بہار کوئی جا کے سوئے باغ زکینی سخن ہے مری اس قدر کہ گل سوج نسیم گل کی جو زنجیر پائے ہو سعدی کی روح پاک کی خاطر ہے شیر گاہ ہر سطر اس کی معنی زنجین سے شعلہ گل نام اپنے سے کوئی جو مرے شعر کو پڑھے اس کا یہ شعر ہے کہ قلم جس کی روز و شب جس کا جناب حق سے یہ نسبت کہ جبرج حاضر حرم میں دل کے وہ مانند ذات حق مطلع کہہ اور اسے قلم اب لائق حضور</p>	<p>پہونچا دے ہے ہمیشہ طبیعت کا بغبان لاتا ہے بہر گوشہ دستار درستان عاشق ہے میرے نظم سخن کا بہ گلستان شوق سخن مراد سے لادے کٹان کٹان دیوان کا ہر ورق یہ مرے بہر بوستان سمجھا کرے ہے بلبل طبع مستخبران بولے نصاحت اسکا نہیں یہ لب و دہان ایسے جناب کی ہے شنائیں گہر نشان نظم سخن میں لفظ و معنی ہیں تو امان خائب ز چشم خلق دے ہے جہان تہان تا دو جہان صلہ دے مجھے شاہ خسروان</p>
مطلع	
<p>اے وہ کہ کا جن بشر تجھ سے ہے زبان تجھ کا کیا ہے فیض جو اس کے سیر کو نہو شاہا علم مرتبہ تیرا جو کچھ کہ ہے اپنی نگاہ چشم کو قاصد جو کر کے دم پائے نگہ میں ادل منزل ہو آبلہ فرمان میں خاندان کے ترے شاہ دین پناہ جبریل کی جگہ وہ نہیں جس مقام میں جو امر کا حسنہ ایزد میں ہو ترا نافذ کیا اسطے جو جس میں مرسل کا دل اس مرتبہ کا سر ہے اس کا روان کی گرد پہونچے فلک کو موج گہرا بر فیض سے ہمیشہ تیرے عدل کے شاہا بہر زیر جرخ</p>	<p>تیری وہ ذات جس سے دو عالم کا کرمان س کو طمانہ کر سکین اس سے ہوسان جو عالم الغیوب بشر ہے وہ نہان بجھو اے طول راہ کی کر سیکو مخان پہونچے نہ وان تک ہے تیری منزل چکان جس عزت و شرف سے کہ تیرے خاندان پشتین سے دیا ہے تجھے حق نے عزو شان کیا تاب عقل کل کرے کچھ سہمیں این کان نکلے جو تجھ قدم کی زیارت کو کا روان جسکے لیے چشم ملائک کی سرمہ دان تیرے گھرے جو قطرے بریا سے بکران خلقت کو اپنے مانے اس امن کا مکان</p>

<p>بال عقاب ہے سرخشاں کا سائبان سر کو ب یون قوی پہ جہانین ہر ناتوان جون لعل آبداری سے قیمت میں ہو گران وہ خار جسکو حفظ ترا ہو گا سائبان ہو دے نہ بارحلم تو اسے شاہ النہج جان لطیفہ ولٹ دے کسوج کا کشتی خاکدان اور ہو تری نگاہ پر اعمال عاصیان باروت کا ہے تودہ زمین اور آسمان شمشیر تیری چرخ چڑھی بہر دشمنان بے اختیار ہو گئے پکارے کہ الامان گلگون تیرا سو ہے بہ جمال پر پی شان باد بہار بوسہ کو تا آمد خرسر ان وہ تیغ ہو یہ اسب ہوا در تجھسا ہو جوان طاہر ہیں جتنے سدر نشین عرش آشیان تیرے قدم کے رہتے ہیں یا صاحب الزمان الکن ہے اس مقام میں جبریل علی بنان روشن ترے جلال سے ہوں چشم نونان</p>	<p>آنا ہے جس گھڑی کہ تمازت پہ آفتاب انشودنا بکوہ کرے جس طرح سے کاہ آتش کو آب سے یہ تیرے عہد میں ہو قد سوزن ہو چاک دہن شعلہ کے واسطے اس دہر سب کی ہے خلایق میں گر ترا دل پر مرے یقین ہے کہ بحر محیط کا خوگر تو خلق و عمل وحی سے اگر نہو بجھ آتش غضب کے شرارے کے سامنے کھینچا قضا لے تسمہ سنگ فنان کہ جب اسکی برش کرے ملک الموت جب خیال شمشیر تو یہ کچھ ہے کہ جسکو کیا میں عرض رکھتا ہے یہ قدم کہ نہ ہو کچھ رکاب تک بطلان شے ہو آگے سے حق کے فنا کر ببا چن بن کے سنگرزہ ترے جلوہ گاہ سے وان کر کے فرش آکھون کو اپنے منظر سودا بجز دعا کے تری کیا شنا کرے یارب ترا ظہور شتابی ہو تا دہر</p>
---	--

درستایش مدح ابو العادل عزیز الدین محمد عالمگیر ثانی بادشاہ غازی

<p>بحق اشہد ان لا اکمل الا الله پھر اکرمین تری مرضی شریف کے ہمراہ کہ جیسے پر تو خورشید سے ہو شعلہ ہے رکوع بن ہاقماست سپہر دوتا تیری دلا کو رہے اسطرح دلون میں باہ</p>	<p>رکھے ہمیشہ تری تیغ کا رکفر تباہ فلک پہ سبب سبارۃ اقیام جہان ترا چراغ رہے بجھے اسطرح روشن سجدہ در سے ترے بہرہ در ہون اہل زمین بسان رشتہ کہ دافونین سجم کے ہو دے</p>
---	---

<p>خدا ہمیشہ رکھے زیب زینت افراہ کہ ہے وزیر کا تیرے خطاب صف جاہ سے فلک ہی کو اس کے برنگ شمع نگاہ ہر آسمان نے پھینکی ہے آسمان پہ کلاہ بغل میں غاشیہ اپنے چلے ہے ہر شب باہ رکاب داب کے اقبال بولے بسم اللہ ظفر جو طر تو ابولے تو فتح پیش بگاہ کیو دے اذیت کوئی معاذ اللہ تو صبح شمع کے آتا ہے سر پہ روزیاہ لے آدے کھینچ کے دیوان کہہ گوہر گاہ کہ اب دفر سے خالق ہی جسکے ہے گاہ کوئی نہ کر سکے ہرگز کسی طرح کا گناہ تو موج آب گہرے وہ نکلے کر کے شناہ زمانہ چاہے تھا جگو رکھے بحال تباہ ہوا ہے آن کے حاضر یہ بندہ درگاہ امید جسکی بر آئی ہوا تھی حسا طر خواہ جنہیں حصول ہو جیش کی سی شوکت و جاہ وہ ہوئے نکلے ہاتک میں تا بطل اللہ ادب کی مرضی ہے طول کلام ہو کوتاہ جہان خرابی ہے تو اسے جہانوں کے پناہ</p>	<p>یہ نام پاک کہہتے ہیں جسکو عالمگیر بجا ہے تجھکو سلیمان جلال گر کہتے علوم مرتبہ تیرا نظر کرے جو کوئی شہا نسب جو تیرا آفتاب کو پہو بجا نہیں کلف یہ فلک سیر کا ترے لیکر کہ جب آئیکا تو غم پشت پر اس کے جدھر کو ہو تو جلو ریز پھر ترے آگے جہان پناہ ترے درگہ عدالت میں جلے جو شام کو پروانہ بزم میں تیرے شرار سنگ سے خاشاک کو جو ہوئے غم کرم بھی اتنا ہی تیرا ہے خلق کے اوپر امید عفو ترا اگر نہ بیچ ضامن ہو جو مشت فیض تو گھوڑے کسی پہ مثل صند کرے ہے عرض یہ تو دا جواب قدس میں بجھ آستان پہ دے اب مدرسہ طالع کے بس اب جہان میں کوئی خوش نصیب مجھ سا کیا میں عرض کر آنے سے زیر بال ہما پراگھوا وج سعادت سے میرے کیا نسبت غرض کروں ہوں دعائیہ پر میں ختم سخن الہی تاہو جہان تو ہوا در دنیسا ہو</p>
--	---

قصیدہ در شمای شاہ جم جاہ خسرو فلک بارگاہ
عالی گوہر محمد شاہ عالم بہادر بادشاہ غسانی

ہے ہمتہاں تجھے مراے فلک جنا
رخش کی ذرہ ہے از فیض آفتاب

<p>یک تخم ہون میں خاک نشین زمین شور ہے یہ جہان میں وہ در دولت سرکہ یان قطرہ تجھ ابر فیض سے پہونچے جو سوئے نحر دریا کو سیر کشتی سے تیرے ہو یہ شرف روشن دلون کو گر نہو سجود در ترا معراج وہ بنی کی جو ہو عرش کے پرے یہ عدل ہے ترا کہ قوی کو ضعیف پر کلیجک کے چلے نہ وہ تیر آشیان ملک پہونچا نہ تیرے عہد مبارک میں ایک روز ہدایت سے کا پتی ہے مناجاہ اب اس قدر سالان تیرہ روزی ہے ہر سہرہ عدد کیا تاب ہے عدد کی جو ٹھہرے تھے حضور ہر پرت پرت کوہ کا یون اوڑھ چلے کہ جن جوزاہ نو قرینہ نہیں تجھ کسان کا اس رخسار برق و ش کی ترے وصف میں شہا</p>	<p>نشو و نما دے مجھ کو کرم کا ترے حجاب ناکام مجھسا آن کے ہوتا ہے کامیاب جادوے لگوانے چرخ کو موج درخشاں لاوے عجب نہیں جو ہما بریف حجاب رکھے نشان سجدہ جبین پر نہ ماہتاب معراج امت اس میں جو اسجا ہو بارباب کرئیے اب تعدی کے اتنا ہے حجاب پرگیری میں لگائیے جگہ پر عفتاب از دست غلبہ کی تا پای احتساب ہو جائے کیا عجب عرق بید گر شراب تیری وہ تیغ قبضہ ہو جکا سیاہ تاب سکر نہیب تہ کو تیسکر گہ عتاب کھل جاوے باد تند سے شیرازہ کتاب ترکش کا چھٹ خطوط شعاعی نہیں جوب میں کیا ہے مطلع روشن یہ انتخاب</p>
---	--

مطلع

<p>راؤن میں اسکو صورت سیما بضرطاب گلگون بھی اسکو کہیے تو ہے یہ سخن بجا فلک رہ عنان کشیدہ تو ادسپر کہ خرام بخشی جو جھگو حق نے جو آنے میں عظمت نزدیک شام کچھ یہ شفق پھولتی نہیں اس بار کہ کو کیون نہ خاک مرتبت کہن استاد ہونے میں ہے یہ کچھ اسکی عظمت شان رفت ہر ایک چوب کی بر تر خیال سے</p>	<p>چالاک تر خیال سے اور دہم سے شباب آتی ہر باس جسکے عرق سے بہا نکاب ہے آرزو صبا کو کہ بوسہ دے بر رکاب شعب زمانہ کو یہ ہوئی خواہش شباب کرتا ہے چرخ پیر حنا بانہ ہلک حصاب جسکی بلند کاہ کشان سے بھی ہر طاب اوتھتا ہے جسطح شفق رنگ ہو حباب کولی میں قطر دہم کے آوے یہ کیا حساب</p>
--	--

خونی مین بادریو بھی اسکے کون سوکھا اسل اس روش کی قالین گلگون پہن نش برج محل کی طرح سے ہے اسکے بیچ تخت سودا کر ہے ختم دعائیں پر سخن اس تخت پر بسند اقبال بیٹھ کر	جون سحر بنی سے ہو دو حصہ اجتاب دیگی نہو کی موسم گل نے جسے بجا تو اسین یون شرت کے ہوجن گھرین فل اسجا نہیں ہے طول سخن مقننا سی داب کرتا رہے تو شادی نوز و زائے جناب
---	---

قصیدہ در مدح نواب زیر الممالک عماد الملک الملک الملہام آصف جاہ نظام الملک بہادر غازی لدن خان

نجر ہوتے جو گئی آج مری آنکھ جھپک پوچھا میں کون ہے پولی کہ وہ میں ہوں غافل ہے خوشی نام مرا ہوں میں عزیز و لسا کھول آنکھوں دل اور لے مجھے جلدی نادان سکے یہ مژدہ جان بخش جو میں کھولی آنکھ آنکھیں ملکر کے جو دیکھوں ہوں تو اکا بالہ پوش حسن ایسا کہ جسے ماہ شب چار دہم ہر بہین ایسی ہے گرمی کہ شب در در سے زلفین یون ہر پہ پہری ہوئی ہانگین تھلی جدوہ قہر کہ ٹھٹھنے میں ہو جس کے ہر لہر ناگنی بیچ میں آؤں گے نہ مانگے پانی جبین ایسی کہ جگر راہ کا ہو جادے داغ قتل کر نیکایہ جو ہر نہوش شیر کے بیچ ڈھیسٹ وہ تیز کہ عالم میں نہیں جلی پناہ فتنہ اس چشم کا ایسا کہ مژدہ سے خونخوار حسن سے کان کے آویز میں یہ لطف کہ جون	دی وہ میں آکے خوشی نے ویر دل پر شک نہ لگے شوق میں جسکے کھو شائق کی لنگ زندگانی کی حلاوت ہے جہان میں مجھ تک پھر خدا جانے یہ دن کب کھجور کھلائے فلک اشعہ نور کی سی جلو نظر آئی جھلک سر سے لے غرق جواہر میں وہ ہر پانوں تک یک بیک لکھے تو بچند ہی رہا ہے جھپک باؤ کرتی ہی رہے واسن ترکان کی جھپک جس طرح ایک کھلنے پہ پھین دو بالک طہر نو بادینے کو عشاق کے درائے ملک کھیل جادے وہ میں کا لاجوڑ سے کسی ملک اسکی تشبیہ سے جب اسکو تجا دے فلک اسکے ابرو سے مشابہ نہ بناوین جبتک چشم وہ ترک کہ ہر قوم جھون کا ازبک متصل چپکتے پا کر دیا کرتے ہیں تھپک مستعد قطرہ شبنم کہ پڑے گل سے ٹپک
--	--

<p>محر خوبی کی گویا پھیلی ہے تلاب کے کے بیچ نظر آیا نہ وہن بینی کو تنگی کے سبب سی آلودہ لب اٹھر تھے تہ حنا کستر سلک گوہر کی صفنا وام لے اُن دان تو لے دونوں عارض گویا شیشے میں موگلوں کے وصف میں اسکی ملاحظت کے ٹھہرون اک مطلع</p>	<p>تھک کے حلقے میں جو دیکھے کوئی تنہا کی چٹک منحرفین اپنی سے گو اُون نے تراشی عینک کہ ہوا سے وہ سخن کہنے کو جلتے تھے وہک برق در یوزہ کرے مہج تبسم کی جھاک زنج ادن دونوں یون جیسے نکد انہوں کوک جسکے آگے نہکھے مطلع خورشید نہک</p>
---	--

مطلع

<p>بانگ خسار سے شرمندہ ہو کندن کی دک ڈھیلے بیچ اُسکے لے گردن کا بڑھایا یہ حسن ساعد و دست حنا بستہ کی ایسی حرکات دیکھے جو اُسکے کچن کو یہ تیقن ہوا دے یادہ مجون بھی کی ہن ڈبسان ایسی پیار می پیاری وہ لکین نظر نہیں ایسی کہ نگاہ لہج یہ قصد رکھے ڈال دے تو ہاتھ ان پر نمان کے حسن کو اُسکے جو کیا بننے قیاس زگی جہنم کوئی ہو گا کہ جس کی یہ آنکھ کرا سکی میں نہ بھی کہ گردن اوسکا وصف آگے تو کہ نہیں سکتا میں کچھ اُسکی تعریف پس میں زانو کو کہوں کیا کہ وہ ہیں آئینہ آدے جس پر مین اس ساق بلورین کا ذکر پشت پا چھینے روئے لیلی سے مجنوں کا دل وقت نظارہ مری جب نگہ ویدہ غور فندق پا لگی کہنے کہ نہ دیکھتا ہو گا قیامت ایسا ہے کہ ہنگام حشر ام اسکے اگر</p>	<p>آگے غیب کے خیالت زدہ سونیلی ڈاک جلوہ گر شمع ہو جیسے نہ دامن شبک شاخ میں گل کے پون بہنے سے جون کے چپک تبنو یہ نان کے یان کام کا اوترا ہونک آدے ہیجان میں پھیر لیے جھین لہج ملک یہی جا ہے کہ کچھ پاس سے اُسکے نہ مرک لنگ کے دل میں بھی آ جا ہے کہ لے بھاگ چک دینش یون ہوا میرے کہ بلاشبہ و شک لک کے چھاتی سے صفا کے سبب کی ٹھٹھک تھی وہ اک آہو سفل کے لیے چپے کی لپک یون حیا کہتی ہے مجھ سے کہ لہلہ زیادہ نہک اس سے بھی چھوٹے نہ آنکھ ان سے اگر جالے لک جلوہ شمع کا پامال حسد ہو دے نمک خون فر باد سدا شیرین سے چاہے وہ لک سر سے لے اس قدر عنا کے گئی پاؤں تلک سر کی زنج سے پھولا گل اورنگ اتیک آگے آجائے قیامت تو یہ یو لے کہ مرک</p>
--	---

قدم اس بیچ سے رکھے ہے کہ سر عالم کا
 کچ دیکھ چلے جی طرح وہ اٹھکھیلی سے
 زرق برق ایسی ہر پوشاک میں اس کے کہ جسے
 جلیسی سچ سے تھی گلے پہنچ حائل گل کی
 کیفی یان تک کہ یہ انداز سخن میں اس کے
 بات اس لطف سے بہکتی تھی ہن سوا سکے
 غرض اس شکل سے آئی جو نظروہ کا فر
 ناگہ اس شیخ نے مجھ سے یہ کہا اے سودا
 یہ بھی کوئی طرز ہے رہنے کا زمین پر نادان
 نہ ترے گھر میں کبھو لالچ میں ہوتے دکھا
 آدمی کے تئیں کچھ گرمی صحبت ہر شرط
 گو ترا وضع زمانہ سے ہے دل افشردہ
 ایسے مہمان کی تو لازم ہے کہ خاطر ہو عزیز
 بزم آراستہ بلوا کے کرار باب نشاط
 آج وہ دن ہو کہ جس گھر میں تو دیکھے اوہین
 یان تلک شیخ و برہن ہن طرح مصروف
 تا قنور نہیں رشتہ زانار فقط
 بادہ کو ہاتھ سے زاہد کے نہ پیوے ملا
 محتسب چلے ہے سست رگڑ کر کا ندھا
 شکے میں یہ کہا اس سے کہ اے مالک ناز
 بے سبب کیونکہ میں اندوہ کی لفت چھوڑوں
 وجہ کچھ ہو دے تو کر مجھ سے تو اسکا ظہار
 کر کے دریافت یہ مجھ سے کہا اُس نے کہ مگر
 آج اُس شخص کی ہے سالگرہ کی شادی
 یعنی نواب سلیمان فرو نام آصف جاہ

موجب شور ہو خطا ل کی پانوں کی چھٹک
 موج دریا بھی اُسے دیکھے تو رہا بے ٹھٹک
 کوند بجلی کی کہوں یا کہوں شعلے کی چمک
 ویسی ہی عطر کی بود سی ہی سوندھی کی تھمک
 کیسکو ہشت کہ اٹھنا کس بکودت بک
 بادہ چون ساغر لبریز سے جاتا ہے چھٹک
 کہا میں دلی طرف دیکھکے اسد مسک
 ابو شیشہ مے اندوہ کا پتھر سے ٹپک
 یہ کوئی طور ہے جینے کا ترے زیر فلک
 نہ ترے در پہ سنی آ کے کھانچ کی لگاک
 وہ بھی انسان ہے دنیا میں جراتنا ہوگ
 پر ہم آئے ہن ترے گھر میں ادھر دیکھ تنک
 بادہ بھر شیشے میں رکھ لاسکے نکلد این رنگ
 پاس لے بیٹھ ہمیں سب کو چھکا آپ بھی چھٹک
 کہیں ہوتی ہے بھگت اور کہیں ہو اولک
 ویر میں بختی ہے مردنگ حرم میں ڈھولک
 لگے سر سارنج میں تہج کے بنی از رنگ
 پر یہ راضی ہے کہ کپڑوں پہ چو پھر کے تو چھٹک
 منجھ آ یا چلا قاضی کے آگے نہ ٹرک
 خیر ہے بات سمجھ کر تو کہہ انسان نہ بہک
 سطح دوستی غم کر دن دل سے منفاک
 کچھ جہت ہو تو بیان کر کہ سنوں میں بھی تک
 سمع میں تیرے یہ مژدہ نہیں پہنچا اب تک
 کہ بصورت ہے وہ انسان دبیر تہج لک
 عہد میں جسکے یہ غیور زبڑگ کو چمک

کیسے آگے کوئی ہاتھ پیارے کیا دخل عدل یہ عصمیں اسکی ہے کہ ہر ایک طبیب کرنے دیوے نہ رفو جاک کتان کو انصاف راج اتنی ہے مردت کہ غزالون کو بلنگ دورین اسکے ہوان تک تو نہیاں لیل ہست اسکی پہ نظر کیجئے تو اک آن کے پنج	مٹھی باندھے ہوئے پاتا ہے تولد کو دک شعلہ تب کو بھی تبرید لکھے خار خشک مانہ رشتہ کے لیے ماہ کی کھوے بجاک اس طرح سمجھے ہے فرزند گویا لے پالک کشکش مے بہنت اٹھ بنگ سدا بیک دل سے ہو پئے ہے دو صد بار یہ مطلع لب تک
---	--

مطلع

تھسے منوں نہ فقط رھے زمین پر ہر یک ہو گہرا بچھ آگے جو سحاب نیسان آگے بچھ بھر کرم کے صدف پر گوہر چل سکے ہے نہ کسی امرین تدبیر حکیم حلم تیرے کے جو ہوزن فلک کے کچھ شے بار بچھ حلمین ہے یہ کہ ترے وقت خرام صد مہ ایسا کمر کا وزین کو ہو پئے دست دوران سے موالید کا سرشتہ کار پیل دنیا نہیں کچھ پیل کا پشہ کو کلام تجکولکار کے میدا نہیں صفت مردان کے وہ جو ان تو ہے کہ آگے سے ترے رستم بھی ادر ٹھہرے بھی کوئی آن تو حق نے دی ہے اسکے مرکب سے ملا کر دوہن مرکب اپنا مارے جب زدر سے دے چرخ زمین پر تو اسے کوہ ہر ایک اچھل کر جو زمین پر بیٹھے کیون نہ کوس لمن الملک تو ملے ہر دم کھینچ کر اپنی کمر سے جو تو مارے اک ہاتھ	بارا احسان سے تیرے ہے تو باشت فلک برق ہو کر تبسم اسے مارے چشمک مٹھی اسکی ہے جسکے نکلے بشدت چمک مہر سے اسے کے تیرے وہ نہ لے تاؤنگ ڈال دیوے زہرہ سہو خطا کوئی ملک ہو دے ذہ بھی اگر مرکز خاک کی کو دھمک شاخین ہر چند وہ کھجورے تو نکلے نہ کسک نفرہ قہر کی ہیبت سے تے جالے ٹھٹاک حول قوت سے ترے چاہیے ہلک سکلمک سامنے آئے ترے کون ہے ایسا مردک گا و سر مار بغل جائے بے پانورن کھسک دست و بازوین ترے قوت و قدرت لٹک ہاتھ ٹپکے مین دے اور زین کے خانہ سے لٹک کودارہ خاک مین آدے یہ لٹک توڑ کر روئے سما چور کرے پشت سٹک جب زری تیغ مین ہو جو ہر برش بانٹک شکل نقارہ کی جو زری کے دو حصہ ہوں فلک
---	--

<p>نہ چلے خامہ اب آگے نہ سیاہی ہو زبان چڑھ کے اس پر جو ترے طبع میں گزرے خیال گاہ آجائے نظر گاہ نظر سے غائب روبرو سے اگر آئینہ کے اس گلگون کو اتنے عرصے میں پھر آدے کدے سے باور کر شوکت و شان کون کیا میں تھے ہاتھی کی وصف میں اسکی بزرگی کے پڑھوں کل مطلع</p>	<p>باد پاکا ترے کچھ وصف نہ کیجے جب تک قاش سے زین کے ٹک لیے اگر بال چپک پھر ہوا بیچ وہ شہزاد ہے جگزن کی مک پھینک لے چڑھ کے جو تو شرق سے شہزاد عکس بھی آئینہ سے ہونے پائے منفک چرخ پر چون نہ نوا تھے یہ یوں اسکے گجک گوش دل سے جو سخن رس متوجہ نہ تک</p>
مطلع	
<p>اسکے بگاہ کی اندر سے پھرے پہ لٹک بیٹھنے میں ہو وہ کوہ آٹھنے میں ہے ابر سیاہ شہر طور کا چہرہ پہ ہوا اسکے جلوہ جھول پرائے ستاروں کا کون کیا میں حسن لیکے خرطوم میں زنجیر پھر آدے وہ اگر لیلی نے ہاتھ نکالے ہیں سیہ خمیہ سے روز سیدان اسے دیکھو تو دلاور اتنا سامنے اسکے وہ چھوٹے ہے پٹاخوئی لڑی چرخ کیا چیز ہے لادے وہ جسے خاطر میں چاہے وہ توڑ کے چون شکر ادسکی چٹک بے مکان اس قدر اسکا ہے چلا داسیہ اس قدر ہے وہ سکر کہ کھو جلتے وقت اسکے ہونچ پہ تھکے دیکھکے سمجھے یہ خلق نیمہ جاہ کا تیرے سو کروں کیسا مذکور آسمان کو نہ کریں اسکے تلے بے چوہہ اللہ اللہ ترے مطلع کا تجل جس کا</p>	<p>کہکشان جون شب یلدا میں نمایاں فلک عرش نعمت میں وہ اور چلنے میں چون چرخ تھک زکین تزمین کیلئے جگھڑی ادسکی مستک تارے جسم طرح رہیں رات اندھیری میں چٹک اسکے دانتوں کو یہ سمجھے جو کوئی ہو زریک ملنے کو مہنوں سے سن سلسلہ باکی جھنک سر کے دانے نہ جانے کہ زمین جالے مرک داغین اک مرتبہ سو توپ جو ہم سنگ انگ بان بجلی کی کوک کا کھو پہوٹے اس تک بانوں کھجلاسنے لگے سو ٹدھ میں لیکر دوک مہر میں ابر کے آنے سے ہوسایہ کی ڈھلک پانورنجی اسکے دل ہو کر پور پنچے نہ دمک کرسی پر عرش کے ہے صورت انسان کا ملک ہو دے استاد جہان تیرے جلو کی اسپک کہ نہٹ کہنہ ہے یہ اور نہایت کو چپک بلق رصے زمین سے ہے بڑا خوان چٹک</p>

<p>کافی دہان زیرے کو محصول نہو کر مانگا چرخ دکھار کو مصرف سے ہر دہشت اٹکے اسکے مصرف کے جو دیہات بن بن نہیں سے تو ہی اب دل میں کر آپ عرض مرکا انصاف جہو سائی ہے پر کھریان زر انسان کے لیے نشم کر اب تو دعائے یہ سودا یہ کلام یا الہی جو تیرا ہے چراغ دولت تا قیامت رہے سجدہ حائل دہ جگہ جو ترادوست ہو اب آئینہ کیستی پر کاتب دست قضا شکل عدو کی تیری</p>	<p>حاصل ہند سے پورا نہ پڑے سین نک آپ کو پا کے مشابہ بہ پیاز وادرک اپنے مداح کو بھی کر دے مقبرہ صحنک جائے کس در پہ کو ہو سوچ کے ایسے دتک آستان کا ہے ترے سنگ بہ ازنگ محک آمین کہنے کو گئے باب اجابت ہر ملک تا ابد اس سے منور رہے قندیل فلک مسند جاہ کی تیرے کچھ جس پر توشک اسکی مثال کبھی ہوئے نیا دے منفک صفیہ ہستی سے جون حرف غلط کرے حک</p>
---	---

ایضاً قصیدہ در مدح نواب سیر الممالک علی الملک مدار المہام آصف جاہ نظام الملک بہادر

<p>کے ہے کاتب دوران سے منشی تقدیر یہ روز و شب تو بنایگا تا مجب اس طرح گمان و وعدہ نہ کر اب تو بخت دنیا سے ربانی اس میں ہے تیری کہ کاغذ سابق وہ سلطنت کہ نہونہ جسے حسدانی کا سنائین ہے کہ غازی بن عمار الملک اگر طلب کرے کاغذ وہ تجھے اے نادان دیا جواب یہ اُن نے کہ میرے کاغذ میں یقین ہے خامہ دست کرم سے اُنکے مجھے مری خطا بھی ہے کچھ چیز اس کے ہمت پاس گہر نشان ہے سدا دست فیض کا اس کے</p>	<p>سمجھ کے دفتر شکست کیا کر اب تحریر کہ جام مہر میں آتش دے مہ کو کالہ شیر گہر نکالے تو عریان جاب پہنے حویر دست کرے عطار د کو کر کے اپنا شیر کہیں بن شرق سے تاغرب ہر صغیر و کبیر جو میٹھشی تھا دانکا سواب ہوا ہے وزیر تو کر سیکھا پھر اس وقت اسکی کچھ تدبیر حضور اسکی کسی وجہ کی جو ہو وقت ریر سواے غفور کے حق میں کچھ نہو تخریر ہر ایک لحظہ جو بخشا کرے ہو کچھ خطیر تگرگ بار نہو جس کے ایر عشرت شیر</p>
--	---

غنی ہوا ہے یہ اسکے کرم سے ہر محتاج
 تمیز کیا کہوں اجاڑے کار کی اسکے
 دوام زلف تہان سے کرے اسے تنخواہ
 بیان میں کیا کروں اسکی شجاعت اب جبکہ
 عجب نہیں ہے کہ قالب تہی کرے مرتخ
 برش کی اسکے جود ہشت نہو زلزلے کو
 جہان کے بلغ میں نقاش تیرے گلگونے
 کہا مصور باد بہار نے جبکہ
 ندونگا اسکو میں تشبیہ برق دانتش سے
 نہیں ہے مرکز خاکی پہ اسکے جلدی کا
 رکھا کرے ہے سدا اسکے گرد جو لانگاہ
 تری رکاب کے بوسے کی آرزو تھی لے
 ثنا میں صفحہ کا غزب تیرے ہاتھی کی
 صفت عدد کے لیے رزم میں ہر روز سیاہ
 بجاہے گر کہوں اسکو اندھیری سادگی
 ٹکان باکے صدا اسکی جو سنے سو کہے
 برہمن اسکو تو گنیش دیوتا بولے
 غرض ہے بات علی قدر فہم انسان کے
 زمین کی چھاتی کو دابا ہے آسیا ہی نے
 کمال پر ہی اس گفتگو سے ہے سب کا
 کہ جہن افس پہ عمار می تو باندھ کر ہوسوار
 بیان میں کیا کروں سامان تیرے لشکر کا
 گمان میں خلق کے آتا ہے دیکھ کر یہ نگاہ
 ستم جہان سے ترا عدل یوں کرے محکم
 یہ پرورش ہے جہان کی تری عدالت سے

کہ فرق ہو نہیں سکتا ہم امیر و فقیر
 کہ جسکے رزم کو پہونچے نہ آسمان کا دیر
 جو مانگے فرزند عشاق سے کوئی جاگیر
 یہ کہتے ہیں صفت مردانین کیا جان کیا پیر
 اگر وہ جہن پہ جڑھتے سنے تری شمشیر
 تو ہوسے رنگ نہ اسکا ہر ایک مہم تغیر
 جو چاہیں شکل بنادین تو کب اکبرین دیر
 اگر قیاس میں ٹھہرے تو کھینچے قصید
 ترے حضور کروں جست و خیز کی تقریر
 سحر طبیعت معشوق کچھ عدیل دلظیر
 دماغ آہوے تانا پر زبوی عبیر
 نہ آیا اپنے تیلن ماہ نو سمجھ کے حقیقہ
 قلم کو ہاتھ میں لے کیا بیان کروں تحریر
 ہے اشع بزم عیان کیواسے شب قیر
 چوئے ہے سستی سے اس طرح جون سجا طیر
 سیاہ خیمہ لیلیٰ میں نیس ہے زنجیر
 اکین ہن شیخ ہوا کعبہ روانہ پیر
 چنانچہ مجھ سے جو پوچھو تو دن کروں تقریر
 زبان خنق اسے کچھ کیا کہ ورنہ پیر
 جہان تک اسکے ہن ملح یہ صغیر و کبیر
 تو گویا برج حمل میں ہے آفتاب پیر
 کرے ہے کوچ کسی سمت جب وہ جمع کثیر
 زمین پہ ابر یہ چھایا ہے یا چلی ہے ہیر
 کہ جیسے خاصہ تریاق زہر کی تاثیر
 کہ شیر کا بچہ گو سپند ہے ہمیشہ پیر

جو کھینچے یا دین تجھ خلق کے چہن نقاش	تو ہشتام میں عالم کے دسے گل تصویر
نہیب تہ ترا ہو جو بحر دہرا دہر	جگر ننگ کا تیرے ہو آب زہر شیر
وہ گنہ کو نسی ہے پردہ عدم کے بیچ	کہ تیرا در کہ اس کا ہوا نوے مشیر
مدبری کی تری کیا شاکرے کوئی	کہ جیکے حق میں یہ مطلع ہے مثل مہر

مطلع

نہین ہے مجھ علی سے کم تری تدبیر	کیا ہے زندہ سرفرو سے جتنے عالمگیر
رواج دین بنی کا یہ عہد میں تیرے	کہ شکل اس پہ عالم نہو دے اب تک غیر
شکست دے ہے تو کچھ جو سونما کے بیچ	صد اکلنتی جس سے ہے کیا ہے تکبیر
اگرچہ فتح دکن بیچ جا کے اکبر نے	کیا ہے بھاگ نگر اور تلخہ آمیر
عویمت اسم کو ترے اگر پڑے کوئی	کرے وہ ہنہ بین بیٹھا ستارہ کو تسخیر
جو تیری ذات سے ہر نیک بنے اپنا کام	کیا درست سواد سکو میں کیا کروں تقریر
کہ جیسے اہل مذاہب نے جلد متراں سے	لکھی ہر ایک نے اپنے طے سرین بقصیر
غرض نہ خلق ہو دنیا میں آدمی تجھ سا	کرین جو خاک کو آدم کے لاکھ بار تعمیر
پہل سطح کے بشر کی کوئی شہنشاہ	اگر کرے تو وہ ہوتا ہے واجب التقدیر
اگرچہ میں یہ تصدیق کرتا تو ہے لیکن	تری شنا کی مصنف ہو یہ زبان تقصیر
کرے ہے عرض یہ سودا ہمیشہ عالم کا	رہے تو کار کشا اسے ایسا بن امیر
گرہ جو کام میں اعدا کے تیری ہر ایک	پڑے ہزار گرہ شکل دائرہ انجیر

قصیدہ درج نواب نیر الممالک الشجاع واران

مینے در سخن کو دیا سنگ رنگ ٹھنگ	تھا ورنہ اس قم میں کب اس رنگ ٹھنگ
میزان جہان ہو نہم کی وان کسے حرف کا	پہونچے مرے سخن کے بایں رنگ ٹھنگ
ملک کھوین اپنے مصرع موزد کو میں بوز	تبع سخن بھی رکھتی ہو کیا رنگ ٹھنگ
کس کو ہے فن شعر میں مجھ ساتھ ہمسری	قطرہ نپا دے پیش لب گنگ ٹھنگ

<p>پیدا کرے کلارغ براہنگ رنگ ٹھنگ رکھتا ہے باز کا جو مرے چنگ ٹنگ ٹھنگ شاعر ہو مجھ سے مافی ارض رنگ ٹنگ ٹھنگ رکھتا ہے شاعری کا مرے رنگ ٹنگ ٹھنگ پہونچے ہر دشت لاکھوں ہی فرسنگ ٹنگ ٹھنگ ہر زبان سے نہ بکھے کسی ڈھنگ رنگ ٹھنگ کھا کھا میری ہی خامہ سے ہر چنگ ٹنگ ٹھنگ مارا ہوا ازل سے ہوا دھنگ ٹنگ ڈھنگ یاں سکھنے کا اسکو ہوا رنگ رنگ ڈھنگ مایا سخن نے جو کل رنگ رنگ ٹنگ ٹھنگ دورہ سکھے نہ صاحب فرسنگ ٹنگ ٹھنگ رکھتے ہیں جنکے لفظ تہ رنگ ٹنگ ٹھنگ کہتے سخن کا دوسو سہ رنگ ٹنگ ڈھنگ کرتا ہے ان پہ قافیہ کو رنگ ٹنگ ٹھنگ سمجھے سخن کو کیا کوئی خرج چنگ ٹنگ ٹھنگ پہونچا ہے جسکے لاکھوں ہی فرسنگ ٹنگ ٹھنگ داد اسکا چاہتا ہے ہر رنگ ٹنگ ٹھنگ</p>	<p>بابیل کے زمزمے کا چین بیچ کیا حال سمجھے ہے مرغ معنی عیش تہنیاں اسے نقاش میں تو وہ ہون سخن کا کہ سیکھتا میرادہ مرتبہ ہے کہ خلقت کے شعر کا جس گلزمین پہ ہونین تو اشعار کا مرے صلح ہو نہ میری تو ادب وین کے شعر کا پیدا کیا ہے معنی ہر رنگ خلق نے گرد و نین اس زبان کو روان جس زبان کا لقمان شاعر دن میں اگر تو شعر کا فیضان نفس ناطقہ میرے سے دہرین جس جا کر میں لغات فراہم کروں تو دان آئینہ سخن پہ مسانی کے شکل کا رہنار اوس سے یہ نہ پھرین اسے جطیح صنعت میں شعر کی غزل بیچ بیت کا محکو ہنگ بحر معانی سے کام ہے یعنی شجاع الدولہ بہادر کے فیض کا اگر اس بلال کو غور کہ تیری جناب میں،</p>
<p>کچھ ایک سار کھین میں ہم رنگ ٹنگ ٹھنگ یار و دو قار دنگ میں ہم رنگ رنگ ٹھنگ پہونچا سکے ہے کوئی ہم رنگ ٹنگ ٹھنگ ہم بازہ ہمین خوشی ہم رنگ ٹنگ ٹھنگ رکھتا ہے یارین غم دہم رنگ ٹنگ ٹھنگ اتنا بھی دہر کا چرکے ڈھنگ ٹنگ ٹھنگ</p>	<p>دیکھا جو دیر و گمیر ہم رنگ رنگ ڈھنگ کرنا پرستش انکی جو پاتا ناغون کے بیچ کیا تجھ لبون سے لعل کو نسبت کہ انکی طرح ساتی نے بھر کے جام زمرود کو یہ کسا سودا میں کیا کون درود لیا بارغ کا، بس چکھو منتقم ہے کہ میرے سخن کے بیچ</p>

تیری تون زبان ہے کہ جس پر ہر آن لطف میںج نک ہے لیکے عطار دے سے چرخ پر لیکھ قلم جو ہاتھ کرے کوہ پر بنگا ہ جیتا کھو عدو کے تئیں تیرے سیف کا اک سیل اک ہنگ ہوا درود ہون کر گدن چنچل یہ باد پاہے کہ جسکا طویلے پنج جون حلقہ ہوشان کے ہو عارضی زلف کا عاشق کا رنگ بولون کہ عشق کی مزاج اسکی کمان کا وصف کروں کیا میں اب کہو تیراں سے یوں چلے ہے کہ اجن سے کتنو کو مطلع یہ جاحضہ پڑھون گرد قار کا،	جون گلستان رکھے ہے ہر رنگ نگ ڈھنگ سیف و قلم کا دیکھ ترے رنگ نگ ڈھنگ یا قوت کو تو بخشنے ہر رنگ نگ ڈھنگ جانے نہ دے زرد ارہ جنک نگ ڈھنگ دیکھ اسکی پھر برش کی پور رنگ نگ ڈھنگ سیماب سا ہو گھینچے مین تنگ نگ ڈھنگ کا دے مین یہ رکھے ہے ہر رنگ نگ ڈھنگ جلدی کا اسکے دیکھ کے ہون رنگ نگ ڈھنگ مشہور جسکا روم سے ناز رنگ نگ ڈھنگ کر دے ہے جسکے توڑ کا جت رنگ نگ ڈھنگ پیدا کردن مین کوہ کے ہنگ نگ ڈھنگ
--	--

مطلع

دیراے فیض کا ہے ترے رنگ نگ ڈھنگ دامن کشادہ برگسہ بار جب کرے یہ عدل ہے ترا کہ زمانے مین اب نہیں	پاؤں کہاں ترا جن و گنگ نگ ڈھنگ تخترش کا تیرے کرے اتے تنگ رنگ ڈھنگ فریاد کا بھر جوس وزنگ رنگ ڈھنگ
--	--

قصیدہ درج نواب وزیر الممالک الشیخ زمان شیخ الادب

جلال الدین حید بہادر ہزرجنگ

میںج منی کے اگر حید پر اپنا ہو خیال نہ بچے طائر مضمون نظر انداز مرا، آوے ہے شہر و سخن پر جو طبیعت میری کچھ مجھے تازہ مضامین کی نہیں سعی تلاش شست و شو درون ہوئیں الفاظ کو جلیں سے	عروش پر داز ہو تو کھل نہ سکین اسکے بال فکر عالی کی ہے شاہین میری راہ نوال منی پڑے سے عدم کے کرے مین استقبال پھرتے مین ناظمہ میر کے سدا وہ دنبال درد ہے آب گہر سانسے اسکے وہ زلال
---	--

<p>نور خورشید ہو شب گھر سے فلک کے زائل جس بن مین پر مین کردن میٹھ کے صبح موزدن جو زبان دمان شقیع ہو زبان کامی سحری خامہ کتا ہے مرا ہے جو فصاحت اک چیز یہ زبان مجھ سے کی خامہ کو عطا کرنے سے کہ زہے برج مین ایسے کی جسے تا با بد یعنی ذاب فلک رتبہ شجاع الہ مطلع اذہ کراے خامہ رقم اب ایسا</p>	<p>نور مہنی سے مری میت کے ہو در زوال وان بجز سر دہے رو سیدگی نخل محال چہرہ ہو نیکی نصیبی کو نہیں اس سے مجال سوزبان کی ہے مری خامہ بے زرد مال مین سمجھتا ہوں جو منشی ازل کا ہے آل پرورش کر نہیں گذرے کہ وہم کی سہال قائم اسکا ہے تا حشر دہنی جاہ و جلال کہ بہ از مطلع اذہ کیا جاے خصال</p>
مطلع	
<p>بہمنائے جبین بد بھی ہوتا ہے ہلال یہ وہ در ہے کہ جان آ کے ہم ہو بچائے آستان ہے یہ وہ عالم مین کہ جس کے در پر کرم انسان پر جو ہر ہے اطمینی تیسرا کام کرنے کا اگر یہ بغافل فرماے جس جگہ تیری مروت کا زبان پر ہو ذکر پوری کی ہے اُنھو کی جو ترے دہن تک مفلسی سے نہ کدر کوئی خاطر بائی قول پراگنے نہوتی تری ہمت جو دلیل ہاتھ تیرے کا اگر عکس پڑے دریا پر چاہے ابر گہر بار بار سے دامن جس گھڑی دہر مین تیرا ہو کف جو بلند جو یہ انبار طلا دست تلے سائل کے اطلق نے تیں حروفون سے ترے عہد کے بیچ تودہ عادل ہے جہان مین کہ قلم وین نئے</p>	<p>بسکہ یان سجدے کے شتاق مین ہا کمال رتبہ بال ہما ہر گس بے پروا بال جتنے مین خاک نشین باغ کرم کے مین ہا بال خواہ ہو نیک کوئی خواہ کوئی برا عمل سایہ تیرا کر کے ٹھے عرض یہ تھکے کہ نہ ہا بال شعلہ دان خس کی اذیت کو سمجھتا ہو دال ماد گیتی کی سہری سے ہو پئے ٹھنڈا بال آب زر سے جو دھوئی تو نے زبیں گرد لال پوچھتا مین حکما سے ہے خلا کیونکہ محال درمکنون سے ہرشت صدف مالا مال پوچھ چہرے سے عرق جھٹکے جو تو اپنا زلال اور اسوقت کوئی تھکے کرے آکے سوال کہ جسے بچہ خورشید کا پوچھے نہ خیال سین و داو و الف و لام کو ہے ڈالا نکال چوٹی دست تعدی سے نہوے ہا بال</p>

اس قدر رنگ نہ بچھل ہو زمانہین اگر
 صولت و قہر کے آگے ترے یون دیو سیاہ
 روز میدان قدم اپنا تو جہان گاڑے ہو
 شرق سے غیب تک عجب تے نیزے کا
 اسکی خونریزی سے یون فوج عدد گھٹ گھٹ کھلے
 کا فوجی و موزی و منافی ملحد
 کیا بیان تجھ سے کردن وصف سپر کا تیرے
 شست اندازی سے تیرے ہو عدد و کجاہر
 تیرے شہرنگ کے جلوے کے تین جو دیکھے
 پہونچے کہا اسکے چلاوے کے تین ہوں کن
 دیکھے اس پر جو کچھ وقت کما نداری کے
 پیرے پیکر میں جو دیکھا ہو میں ہکا یہا
 روز میدان وہ اگر فوج عدد پر کر کے
 تیرے ماعتی کا بیان تجھ سے کرو نہیں لیکن
 رنعت و شان بزرگی میں کہوں کیا اسکی
 اسطرح مستکین پہ ہے اسکی کجاگ
 جلوہ گر ہیں شب و بجور میں گویا و شمع
 پائل تناوہ چلے ہے کہ اسے باور کر
 باندھ دین بانوں سے اسکے جو عدد کو تیرے
 اسکی خبری کا تو کیا ذکر ہے سبحان اللہ
 کوئی کہتا ہے سیٹھ کھڑی ہے آپ کو رات
 فی الحقیقت وہ جو ہے ایک پون نام نہار
 نالکی حق نے عطا کی تھیں ایسی جس سے
 تو ہے خورشید جہان تاب کی صورت اور وہ
 خلق کو شادی نور و رسد اہوتی ہے

ارمغان حلم تر بار نہ پہونچے بہر حال
 پہونچے سے آگ کی جن تابین آجائے بال
 کوہ کا سینہ پھٹے دیکھ ترا استقلال
 دھاک ہو تیغ جنوبی کی تری تا یہ شمال
 جون بہ نو سے محرم کے پلٹتا ہے سال
 ایک چو رنگ ہے چار و کما سے تہیصال
 سایہ مہر نبوت ہے تری بیٹھ پہ ڈھال
 دامن گشت تصانیع کے تیرے ہے بھال
 کہے وہ اسکو کہنت ازہ حسن و جمال
 سا لہا گردہ کرین دوڑنے کا استعمال
 رہے حیران نشانی کی طرح چشم غزال
 برق کے بردہ و امین نظر آئی متبال
 بدتر از ساعقہ لاہب صف عدا پناہ وال
 چھوٹا منہ اور بڑی بات نہیں اپنا قال
 مرتفع جگہ سے دھڑے ہو دین گشتال
 جون فلک پر شفق شام میں نکلے ہلال
 حسن کو دانستون کے اسکے جو کیا مینے خیال
 بخشے دشمن کے تین عمر ابد جبکی چال
 پھر اجل چاہے کہ پہونچے اُسے ہے امر محال
 وصف میں اسکے زرائل کی زبان میری کال
 کوئی بولے ہے نہیں چہرے پر دیکھے ہر حال
 اکٹھی کر لے گرہ دے رکھے ہین اپنی بال
 ہند کے تخت کو تا حشر ہے استقلال
 بے تصنع بنظر برج حمل کی ہے مثال
 دیکھ مسند پہ تھے اوہین بدوش قبال

غرض انسان نہ کچھ ہو سچے ہم کچھ جیسا کہوں ایسا ہے میں تشبیہ کچھ دنوں جس سے تو ہے جوں ہر جہاں تاب نذر رات جہاں ختم کرتا ہے دعائیہ یہ سودا یہ کلام	آسمان گر کرے خلقت کو جہاں کے غزال تو ہی آئینہ ہستی میں ہے اپنی مثال مہر کو ذرہ سے تشبیہ ہے تحقیق پہ دال دوست ہوں شاد ترے اور ہوں دشمن باپال
--	--

قصیدہ در مع نواب میر الممالک شجاع الدولہ جلال الدین حمید بہادر بہر جنگ

اشجار کاستان جہاں کے ہے عجیب جنگ بیہری میں سیار گلستان کے کہوں کیا جتنا ہے انھیں بخل و حسد اس سے ہوا فرد ہو خام طبع کو قدح چشم سے ان کے انہما کرین کو رے دین چشم میں سرس آچھرتے ہوئے لکے دل دیدہ کے اطراف مہمان سے گرفت اتنی ہو یہ ماحضرا پر ہے لے غلط چاہیے صہباے ترخم دنیا میں توقع نہیں انسان کو کسو سے کیا نہ مرا در کیا لب لہجہ ہے کرا دسکا اس بحر میں وہ نام بزرگ آوے سو کیونکر ان بیٹوں کے ہر حرف سر مصرع نظر کر شمہ جو بیان کیجئے انصاف کا اُسکے الطاف و کرم کا جو شمار اُسکے کرو نہیں انصاف یہ اب عہد میں اُسکے ہو کہ فریاد دیکھا نہ یہ میں جو صلہ جزا دے کے بشر کا اعمال کے تین بخشے کن کرے میں ہر	جلتا ہے چار اس سے سج گل پہ چوہ رنگ بھل دے غہن جو نخل سے لہرین ہیں یہ رنگ چشم امی ہو جوں غنفل لے بھی کچھ تنگ بادی مروت کے طلب دسو سہ رنگ وان وٹھ کے لگین دے بیٹھا ہو جہاں لنگ نت ہر دو فاعا کرین شرم و حیا رنگ دل مرغ کے سینے پہ گویا باز کا ہے جنگ شیشے کا اٹھوئے ہے ٹھکا ناجب رنگ چھٹ اس کے وزیر اب ہے جسے ہنگام رنگ لون نام مفصل نہیں آوا کا یہ ڈھنگ جلو میں سمندر نہیں آتا ہے کسی رنگ جو ام شریف اُسکے سمجھنے کا ہے آہنگ جو خوبی ہے دنیا میں لگے اُسکے نہ بانگ عاری رہیں امواج کو کنس کلب رنگ لکے نہ لہو نہ تک کوئی غیر از جس رنگ وسعت بھی نہ ان کی حضرا اُسکے ہے کچھ تنگ ہمت کا جہاں بچ بھلا کسی ہے یہ ڈھنگ
--	---

بازو کا اسی زور شہ ہند کا کہیے آمد کی خبر لگی جو ہو دے طرف روم رد جب کرے میدان میں تو کیا تاب لکھدا لکھد وصف شجاعت میں قلم مطلع ثانی	ہیبت بھان اسکے ہر صاحب درنگ درہشت سے لڑتی ہی رہے ملک تنگ دکھلائیں نہ پشت اپنی وہ در معرکہ جنگ دل برج سے غائب کے مرا اب بہت تنگ
---	---

مطلع ثانی

رستم کو خبر ہو کہ ترا اس پہ ہے آہنگ بل چوٹلی کا پادے تو کرے چھپے کا دان قصد طا کر کے جو قصید پہ لے تیر و کمان ہاتھ سر پہ سے یہ دہشت بڑے سادنت کوہین ہاتھ اسکے میں دیکر کچھ شمشیر برہنہ چار آئینہ گردن ہو اگر تن پہ حد کے عوضہ ترے گھوڑے کے جو سر پٹ کا ہر اکین کچھ برق سی تڑپے ہے سدا برسیمین جس وقت تبر زین کو رکھ ٹپکے میں اپنے آہن کا کہین گدھ ہو تو دروازوں پہ اسکے ہو زن ترے علم کا ہے دق رہی تیرا خاطر یہ ظالم کی ہے تھک کو کہ سوے بارغ دل بچھے ہو سدا کسی طوطی کا یہ کیا دخل کھینچا ہے زبس سر فلک عدل ز تیرے آتش ہے یون آب میں انصاف سے تیرے تھہ چشم کا ہے زبس شہلا چمنستان دل بھر نہ گیا شیوہ احسان سے تیرے بس جو کوئی تجھسا ہو ثنا اسکی ہونجھے جس مرتبہ میں تجکو سمجھتا ہوں نین ممدوح	جیوے بھی جو یہ سکے تو کھایا نہ لگے انگ بہمن پہ کچھ دیکھ کے عرصہ ہو نہپٹ تنگ ارجن کے وہین چہرے پر داز کرے رنگ بچ جائے اگر جان سے کھا کر ترا سر جنگ اک آئینہ دکھلاؤ تو بھاگے وہ دوفر سنگ آگے تری شمشیر کے ہے بھڑکا جو رنگ پاے فرس باد سحر کرنے لگے لنگ تیرا جو کون سو نہیں رکھتا ہے وہ شہزنگ اُس خوش فلک سیر کا تو آنکے لے تنگ قال ہتی سنتے ہی کرین جتنے ہون سرنگ کسار تو دروزن میں نہیں ایک کوہ سنگ بے رخصت بلبل نگرے سیر کا آہنگ آئینہ تلک عہد میں تیرے نہ لگے رنگ میزان کی طرف دیکھ کہ ذرہ نہیں پانگ آئینے میں جس شکل ہو عکس رخ مگر رنگ پاتا ہوں مردت کے تین انہیں بصد رنگ خالی ہو کوئی در عدن سے جن دگنگ ہر گز نہ اسے مانو کب مجھ میں ہن دھنگ یہ مع تو دان عار ہے دارج سوہنگ
--	--

کتنے سخن واقعی میں عرض کیے ہیں سودا نہ چلا آگے کہ یہ جائے ادب ہے قبضے میں ترے قوت شمشیر سے تیرے پرداز ہما جب ہو سوے اوج سعادت	خواہ انکو گھر سمجھے تو اب خواہ انھیں تنگ کر قطع سخن کا تو دعائیں یہ آہنگ لے شام سے تاروم رہے روم سے نازک شہباز کا طالع کی ترے اُسپر ہے چنگ
--	---

در ملح نواب ز میر الممالک شجاع الدولہ بہادر ہرچنگ

خون مرے دلیں نہیں نشہ ہو گیا ترانا گروش دہراں آنکھوں کی بلا گردان ہے جنبش لب سخن آبروے چشمہ منہ ہے سرد ہرین تجھ زلف سے سوا کہ ہوا نذر ہنگام ادا ایک جہان کا دل و دین چوری کی گانٹھ کا کب ہم پہ کھلے ہو عقد خصیت آفت نہو نقدیر سے جنگ تیری گاہ نرگس نظر آوین گئے آہو گئے ترک کینہ جونی کا تو کیا ذکر ہے سچاں اللہ تو جو کہتا ہے نہیں دلو ترے صبر و شکیب عہد میں حسن کے تیرے جو پیر ہو کوئی کون وہ دن تھے کہ جب عبیری نظر کیو سودہ صحبت ہے یہ بالکل کس پیش آئی ہو تو نالہ و آہ سے میرے سچاں رات کو خواب ایک طالع کی تو اپنے نہ کہوں میں در نہ امتحان میری دفاتر کجا کیجے گا یونہی تم تیغ جفا سے ہوں ترے سر بسجود کوئی سنتا نہیں نہریاد کو میری در نہ	شرم سے خوں تری ہو پچی ہے آتش بگدا بخت برگشتہ کا مژگان کے قصد قانا دم عیسیٰ کے لیے سوچ تبسم مساز پازنجیر اُسے سلسلہ عمر دراز ناز کے وقت گریبان دو عالم ہے نیاز ہو دیگی کوئی گرہ زہر کی یاں محکم بلاز گرنے لے گوشہ آبرو کے اشارے ساز آنکھ بایں ہن تری ظالم کہ کوئی شہید باز مہربانی کا ترے جو رفلک پا انداز اس سخن سے تو ہے انصاف رہ دور دراز معجزات اسکے میں ہے صبر بڑا اسی اعجاز تیرے آئین میں پریشان نظر کیا تھا جواز مجھے ہر روز بہ نازا در سے ہر شب بہ نیاز بے ہے چشم خلافت سے رہ دور دراز آنکھ کے جب دیکھے تادیدہ ہتاب ہر باز صف عشاق میں سب جانتے ہیں ای طناز آگے محراب کے جسطرح سے ہو پیش نماز آہ کی طرح میں ہو جادو سراپا آواز
---	--

دل کی گو کہ نہ میں سکتا میں در اندازوں سے مال دوزر تھا سودا یا عشق میں تیرے برابر کس طرح سے یہ تم جا ہیگا انصاف اسکا وہ ہرین داورس خلق ہوا جبکی خباب یعنی مرسوم بہ نواب شجاع الدولہ کیا بیان اسکی عدالت کا زبان پر لاؤں باز و کج شک کی کھینچے جو مصور تصویر پیش خن تاب نہ آتش کو بجز خاموشی عدل جبکہ یہ ہو لازم ہے کہ اسکی حضو	کس لیے میں کہوں کچھ تجھ سے کہ کچھ غماز نقد جان پر نہیں راضی جو کہ دن اسکو نیاز استخوان کو ہومرے جو رترا تو تیا ساز اور انباے جہان میں ہے سچوں سے ممتاز ذات سے جسکے زمانیکہ ہے فخر یہ و ناز سحر ہو صولت عدل اسکے تئیں کرا عجاز رعب کج شک سے پر داز کرے صورت باز نہ یہ طاقت کہ زبان اپنی کرے شعلہ دراز جاؤں اس مطلع ثانی کے میں کرے کو نیاز
--	---

مطلع ثانی

دور نہو قطرے سے بے بحر سخا کے ممتاز ہمت عام نے تیری یہ جہان انبا کو سیر خنچی ہوا اب اتنی کہ کسی باغ کے بیج یہ سلم ہے کہ وہ سپر کہ آفاق کے بیج لیکن انجام کو پہونچائے ہے تو کا رشفاء سعد میں اپنے شجاعوں کے وہ شمع ہو تو نعرہ فہر کو تیرے جو سنے رو میں تن شعلہ پیرادہ تری تیغ ہے جبکی ہیبت لاکھ پانی سے بجھائے ہو وہ آتش لیکن اطلس ہفت فلک ہو جو عدد کی چلتے کام صحت سے نہیں اسکے جراحت کو مگر ورنہ جراح کی کب بخیر و مرہم کے ساتھ حکم انداز ہے وہ تو کہ کمان کا قبضہ چشم نے دہر کے دکھانے ہوا میں ہرگز	اگر ترادست کرم ابر سے ہو دے ناساز ہاتھ پھیلائے سے باہم کے لکھا یا تنک باز شاخ مانا نہ بڑے نخل کے بار دست دراز زندگی بخش میحا کا ہے لاشک اعجاز مفلسی کی جو مرض کا ہو سیکو آغاز کہ تہور کو ہے تجھ دل کے شجاعت نیاز استخوان اُنکی طرح شمع کی ہو جائیں گلاز کوہ کی تیغ ملک رکھتے ہیں چلنے سے باز شعلہ برق سے اب تک ہو زبان اسکی دراز لئے اس طرح وہ اس سے کہ چہرے جوں پلاز عیسیٰ کا ردہ ہی لاوے تو لاوے عجاز ناخن شیر اجل کی ہو نئے کو ساز ہاتھ اپنے میں کیا جگھڑی جوں جنگل باز ظاہر روح سودا مرخ کو کرتے پر داز
--	--

زیرِ ران ہے وہ ترے خوش صراحی گردن
جلد پر اسکی صفا ہے یہ کچھ کیفیت
بوی خوش بادِ حسدِ مال سے اُسکے تحفہ
گوش سے تابدم اُسکے ہین گل خوبی سے
اچھلا سٹ سے تو بڑتی ہین یہ اوگلی گھین
پور یہ اوگی بہ از غنیمت سو سن کہ جسے
سولہ ادا سکا ہے مگر سجد کہ رکھتا وہ ہے
اُس سکر و کو جو پھینکے تو روے دریا پر
خندق و قلعہ نہواو سکے ڈپٹ کے حامل
کڑک انکی مین کون کیا ہے جو کچھ سر پٹین
اوڑکے زجائے جہان اُسکے تگا پوکی گرد
کیا کردن و صفت تھے نیلِ فلک پیکر کا
یون ہماوت کی ہے اُس متکین پیکر کا
حسن مین سیاہ قلم کی ہے وہ تصویر اُس سے
اس طرح دانتون مین خرطوم ہوا سکے جیسے
پاہل ایسا کہ عجب کیا ہے بوقت رفتار
بے تکان پیڑے ہے دریا مین وہ ہموار
اس قدر ہے وہ دلاور کہ بردز ہیجا
لاکھ گروپ دغے اوسکے مجاذی تو وہ
غرض اس نظم سے تو یہ نہ سمجھو مدوح
خلعت واسپ گہر تیرے ناک کے کچھ چیز
ہے تصدق جو مقرر میری خاطر اومین
بہر پوشش مجھے ملتا ہے وہ جارحہ کا
ٹکڑ کچھ کام نہیں تو مجھے جو چاہے رکھ
مطلب اس سے یہ جو سودا ہے ترا پیر غلام

شورِ قفل سے بہ از شہمہ کے جبکی آواز
دیکھ کر جسکے تیلن جھک رہے صد آئینہ سلا
لیکے جاتی ہے سوئے زلفِ بتان ہرنیاں
صد جن جسکے طویلے کا نہو با انداز
رشک سے دل ہو جسے دیکھ چکا ریکا گداز
کسی گرو کا لکے کب جن خندہ طراز
تہے مین غمزہ خوبانِ عرب کا انداز
ٹوٹے ہرگز نہ جناب اُسکے برتر گت تاز
جون ہوا اسکو مسادی ہے نشیب اور فراز
باج وہ جسکے تین ساعقہ کی ہے آواز
طاوڑم کو بہو سچاے نہ دان تک پرواز
تا بلند اپنی زبانی نہ سخن ہو آغاز
ماہِ نہ جون شفقِ شام مین ہو جلوہ طراز
خاتمہ صفت حق کی نظر آدے پر داز
موسم دے کے ہون کوتاہ دن اور رات راز
سایہ اپنے کو رکھے ہم سہی اپنے سے باز
رشک کھاتے ہین جسے دیکھ سوارانِ حجاز
استقامت کرے اُسکی جگر کوہ گداز
سمجھے پشہ کی طنین اُنکی دغا مین آواز
کہ طبع پر ترے دلح کی ہو عرض نیاز
نہ وہ مین اسلیے تجھ پاس کردن نیاز
سکین شیرین کو ہے ذائقہ سے میری سا
دامن آلودہ کی کو حرص سے بہتا ہے باز
مین ہون بندہ ترا اور تو ہے مراندہ نیاز
اور کیا ہو سکے جز یہ کہ دعا بعد نماز

تیرے اعداد بہن نظر نہیں زمانیکے ذلیل حق و دعوالمین رکھے تجھ کو سدا بجز از

ایضاً قصیدہ در تعریف تیرے کمان و صفائی

شست صابہ تیر بہن نواب زیر الممالک

ہے یان کمان حلقہ بگوش و غلام تیر
خوبی کا حق کرے ہوا دایان مستام تیر
اس لڑھج سے تجھ کا لٹکا پڑے ہے دام تیر
پہونچے ترے عدد کو اجل کا پیام تیر
کا رصفائی شست باین انصرام تیر
ہے تیر کے سوا ترے ایسا کس دام تیر
پہونچے نہ وان قیاس کا با صد مقام تیر
اس چشم کی نگہ کو کہے ہے عوام تیر
جس جازمین کے تود بین پائے قیام تیر
نکلے تو نکلے صبح سے لے تا بہ شام تیر
انگشت ہے قضائی کہین ہن بنام تیر
حر بے ہن تیرے جتنے ہن این نام تیر
پوچھا نکر پہاڑ کو کر دے تودام تیر
ہرگز رکھے ہوا میں نہ طائر کا نام تیر
جز اپنے اک پرند کو تا دم و شام تیر

احکام پر ترے نہ کرے کیونکہ کام تیر
اتنا ہی چست بیٹھے ہے جتنی کمان ہوت
قربان چاہیے لب معشوق اور سپہ ہر
تو دے پہ تیرے ہاتھ سے بولے بھی کہ جب
پہونچا دے سکے ہاتھ سے جز ہاتھ کے تے
جزن میل کھینچتا چلے سرمہ بچہ ہر
بلہ کرے کمان تری تیر جس جگہ
چشم قضا کا حلقہ ہے لاشک تری کمان
چھوٹے ہے بچھے یہ کہ نکل کر کمان سے
کھودا کرے جو داہرہ حلق جس جگہ
ہم سر ہے کس کا تیر ترے تیرے کہ یہ
جا تیری تیر خورہ کی ہے اسلئے سقر
نچھے بچھر کے صید چھے گر بہاڑ میں
لیک کر کمان کرے جو تو عزم شکار مرغ
اڑتے کہین نہ دیکھ سکے ملک ہند

سودا کی یہ دعا ہے کہ تیرے مراد کا،
بیٹھا کرے نشانے پہ یارب دام تیر

در مدح نواب زیر الممالک جلال الدین حیدر شجاع الدولہ بہت سہزہ بر جنگ در فتح کردن بجا فطرت حسن خان

آیا عمل میں تیغ سے تیرے وہ کارزار
بے سر ہوئے ہیں آج یہ سرکش کہ گرنہال
سر جنگ اس طرح کی نہ کھائے کہ تاجہ شہر
آتش غضب کی تو نے یہ انکی فسردہ کی
نام اسکا تیری تیغ نے مست دوم یہ کیا
اک تم تھا دل انھوں کا پر از بادہ غم و درد
تھا غم یہ ہر ایک کا گادینگے بیٹھے ہم
آئے تھے وہ چنانچہ اس طرح روز جنگ
گاتے بجاتے لپچتے اور کودتے ہوئے
وہ جھنڈیاں نظر پڑیں اکدم میں اس طرح
برحق بجانب انکے ہی تھا کچھ اس میں
جو غول تیرے سامنے آیا تو سمجھے یہ
جیسی ہی اس گروہ نے بی تھی شراب کبر
اسباب پر حریف کے آپس میں لگتے دامن
حق ناشناس قوم یہ بھی عذہ اس قدر
لیکن خدا کے فضل سے یاں ناگرفتہ قرض
شمیر و دست و بازو کے ہیں یہ بہت بلی
بروہ جو میں غلام غلام اس جناب کے
حرکت میں انکے حسن نہیں پر یہ کیا کرن

دیکھا جسے نہ ترک فلک نے بردر گار
خاک انکی پر ہو تو نہ ٹھرا دے شاخسار
مدون ہوں جس زمین پہ تو دان اٹھسکے خیار
تن میں نہیں ہو قطرہ خون صورت شراب
نہ عفت کرے ہو سگ ہی نہ قان ناع کو سہار
تین اسمن کر دیا نمک تیغ آبدار
تا فون کو کھینچ کھینچ کے قلعاری مارا
پایا تھا جون دلوں میں خیال انکے نے قرار
سائے میں جھنڈیوں کے صفیں باندھ بیٹھا
گازر بچھا دین پادشہ جون نہر کے کنار
تیرے دلا در نہ کا نہ دیکھا تھا کارزار
اک کھیت رو بردہ ہے ہمارے پر از خیار
کھینچا ہے اسکے نشہ نے ویسا ہی کچھ
شکر میں اپنے بیٹھ کے جب کھلتے تار
غارت پہ ہر فرد کے لیتے تھے سب بھار
جو لائے تھے سود گئے رکھانہ ایک تار
اینا تو حق سے گذرنا نہیں شمار
آگے قدم انھوں کے نہیں انکا استوار
صحبت نہ دلسا و نکی تھوڑے کی برابر

اونہیں سے اس غلام کے تھے اکثر آشنا
 ایک قوم ویک برادری ویک گروہ کے
 حافظ کی لاش ڈال گئے معرکہ میں تم
 اونہیں سے ایک نے بدم سرودیہ کہا
 لیکن جو کچھ کہ واقعی دیکھا سو ہم کہیں
 تھی سامنے ہمارے جو فوج ہر ادلی
 سنتے ہیں اب ہر ایک سے اس فوج کی ہی
 محبوب اور بہنت و لطافت تھو کی طرف
 لیکن انھوں کو آدمی کہیے کہ دیو دو
 ایدھر سے بان در ہیکلم و توپ متصل
 بڑھ بڑھ کے آخرش وہ لگے تو بہن اپنے
 لیکن میں نتھے کیا کہوں لے یا اسگھڑی
 تھی کرتیان تلنگون کی مانند لالہ زار
 تو بہن جو داغ تھے غنیمت لے لے ان آن
 گبنال مثل رعد کے کڑے تھی دس دم
 بارود و گولہ توپ میں تھا یا وہ باد تھی
 فرصت کس نے اتنی نہائی کڑہ کرے
 ہر ایک جا ہی لفظ نہ آیا ہر ایک کو
 اوڑنے تھے یوں پیادہ کہ تو دیکھو روئی کے
 تھے ہاتھ نہ بیٹھے جو حافظ کے ہنشین
 وہ بھاگے اس طرح کہ یہ کہتی تھی نکو خلق
 نے لڑنے کے حواس تھے نہ بھاگنے کا ہوش
 باد ہی کیجوا سکو تو اسے یا اسگھڑی
 چیدھر کو اس کا منہ اٹھا او دھر کو چلا
 ہو یہ غضب تو لاش کی حافظ کے ذکر کیا

میں کہا انھوں سے کہ تم جیسے جاگسار
 ہو سامنے حریف کے سچید و بیشمار
 فتح و شکست مردوں کو ہے پر یہ اضطار
 خواہش خدا کی یوں تھی نہ تھا اپنا اختیار
 آدے تھے سخن کا ہمارے گرا اعتبار
 ہوئے وہ دس ہزار تلک پیاں و سوار
 سر کردہ تھو سمیت فرنگی کے پانچ چار
 کیسو تھا میسر سید علی مستعد کا
 آنکا قدم و عنایں یہ پایا ہم استدار
 بڑی تھی پردہ بڑھتے ہی آتے تھے سر گزار
 اس بے پر جہان سے جزائر کے ہو کر مار
 دکھلائی تھی اجل نے عجیب طرح کی ہمار
 تھا دو توپ ابرسیاہ شکر گ بار
 رنجک مثال برق چسکتی تھی بار بار
 آواز شتر مال تھی طاؤس کی جھنکار
 جن لگے قوم عا داوڑانی تھی جون غبار
 بندوق و تیرو تیغ سے جا اونہیں کا رزار
 گھوڑا دھر جو تڑپے ہے او دھر ٹھاسوا
 نذات کا کما نچہ جون دے ہے انتشار
 ساتھ اسکے ہم پیالہ و باہم نوالہ حوار
 بھاگا وہ دیکھ جائے ہے میدان سے کوسار
 نے سوچ مرینکا ہے نہ جانے کا کچھ سچار
 آیا جو کچھ عمل میں نہ تھا اس میں اختیار
 سوچے بغیر یہ کہ فلان حساب کروں قرار
 بیٹا سن سکے پھر کیا باب نے فرار

حافظ کی لاش ہم سے نہ اٹھی تو نزد ہنم لازم نہ تھا اسے کہ ہوا سے کے سامنے لے کر سے تاجواہر و ازا سپ تا بہ نیل نہ رتبہ زر کو ہے نہ جو اس کو منزلت، خلعت کی کو اسپ کی کو کی کو نیل حافظ یہ چاہے عہدہ سے اس کے براہین کیا کیا کر دن میں اس کی شجاعت کا بیان حافظ نے سردیاء نہ دیا زر ہوئی ہے یہ تاریخ فتح عرض کی سودا نے یوں کہ ہو	جاگہ نہیں ہے طعن و تعرض کی ہمہ یار ہمت میں اور کرم میں جو ہے طاق روزگار جس کے ہم کے آگے نہ رکھے کچھ اعتبار نے قدر اس کی ہے نہ کچھ نیل کا وقار نخشہ کی کو لاکھ کی کو دیے ہزار پیادے کو دیکھے تین روپے نور پے ہوا ہمت کا اس کے کیا کر دن اظہار بار بار تاریخ اس کے فوٹ کی کر کے عدد شمار یہ فتح نو مہارک نواب نادار
---	---

قصیدہ در مدح نواب وزیر الممالک آصف الدولہ بختی خان بہادر ستم جنگ

گر فلک اب یہ مہربان ہو دے داخل کیا ہے کہ اس کے جینے، کا خلق کو اس قدر ہے استغناء بہر و آگے اگر بڑا ہو گھر کبھو دیکھا نہ یوں کہ زر بے قدر رہ نور و دن کی نظردن میں اکسیر در گنجینہ پر نہیں اب رستم منمول یہ خلق ہے جلی، جو گداز و دشب کہ سائل تھا در دروازہ یوں ہے اب کیسکا کون ہے جس کے تازی و چکھی	چون تگرگ ابر در نشان ہو دے کسی انسان پر گمان ہو دے نہیں ممکن کہ وہ بیان ہو دے دور بھٹو کر سے کر روان ہو دے اس قدر زیر آسمان ہو دے بہتر از گرد کاروان ہو دے کنجی اور فضل پاسبان ہو دے قاصر اب کہنے میں بیان ہو دے چاہیے رشک خسروان ہو دے کہ نہ دان بیل دیلبان ہو دے نہ پھر کتا بزیر ان ہو دے
---	---

<p> کہ نہ قیمت میں جو گران ہو دے نہ طلا یا نہ تہ نشان ہو دے جس پہ تاسو نہ میہمان ہو دے پیر ہو کوئی یا جو ان ہو دے آصف الدولہ چاہے ہو دے تو ہوا در عسجدان ہو دے بچہ سوا زیر آسمان ہو دے پہونچے پشہ تو پہلوان ہو دے وہ بذیل تو نگران ہو دے حکما کا غلط گمان ہو دے تیری بخشش بزدگان ہو دے جس پہ یکدم تو مہربان ہو دے قدر دانوں میں ارمان ہو دے جس جگہ ذکر اور بیان ہو دے آب آتش کے تن میں جان ہو دے خلق رطب اللسان جان ہو دے وہن خلق غطر دان ہو دے کب تو انا سے ناتوان ہو دے باد تند آ کے پاسان ہو دے شیشہ گر کی جان دکان ہو دے دل پہاڑ آہن استخوان ہو دے روز میدان سب امتحان ہو دے دیدہ زخم خون چکان ہو دے اسکو دیدار دشمنان ہو دے جلوہ گر آ کے وہ جان ہو دے </p>	<p> نہیں برہمن کیلے اب بلباس نہ کرنی باندھے جب تلک ہتیار جو ان نعمت نہیں ہے ایک کایون عیش و عشرت سے ہے سدا ساز ہے جو کچھ جس کئے ہے اسکی عطا دیکھ کر جبکو حلق بولے ہے پرورش کسکویون ضعیفون کی در دولت سدا تلک تیرے کم بغل جو نظر پڑی تیری ہے خلا تو محال ہے یہ سخن سب جگہ ہے ملا مگر حنائی کہین سے گردون کے عمر بھر ہے دو چیز بے قدر کو جو دے تو تیرے کیا عجب ہے تری مروت کا لعل و یاقوت کی طسج اس جا دہر میں حسن خلق سے تیرے بوسے مذکور خلق کے فی الفور جا سے بیجا تیرے قلم و دین ذرہ خاک کی حفاظت کون سنگ اس عہد میں ہر وان پانی آگے تجھ تیغ کے عہد کا اگر کاٹ ادسکا سپہ گری اسکی کوئی اسکا نہیں جو روئے کو تیر تیرا نگاہ چشم قضا باد پیا ترا تھامے لے اللہ </p>
---	---

<p>خلق کا ادسپہ یون گمان ہوئے اسکے نیچے کے درمیان ہوئے ہلک کشادہ اسکی گرعنان ہوئے مجھ سے آگے تو کیا بیان ہوئے دور از دہم الش وجہان ہوئے ہو پئے جسجا سے پھر یہ دان ہوئے گو عطا روحسا بدان ہوئے بسکہ پر گرد آسمان ہوئے جیسے شیشہ ستا بدان ہوئے آتش انگیز جب و بان ہوئے قطرہ زن چشم اختران ہوئے زلزلہ یہ جہان تہان ہوئے حالت کوہ یون عیان ہوئے فہم دان تک رسا کہان ہوئے نصف اسکی نہ کہکشان ہوئے رشک صد تخت خسروان ہوئے ہتر از باغ دیوستان ہوئے بہتکرا سپہ حکمران ہوئے کوئی نواب کوئی حسان ہوئے روبرو زیر سائبان ہوئے اور سودا سادج خوان ہوئے اسکی ہر بار ہر زبان ہوئے آین آیین بجا خندان ہوئے</p>	<p>زیر ران دیکھ کر تڑپ اوسکی کیا عجب ہے کہ برق کا شعسلہ صرصر اسکے قدم کو پھر نہ لگے جہد کرنے کا دل میں ہو جو خیال اس جگہ تک جہان میں جسکا بعد لاکھ بار ایک بل کے عرصے میں فوج کا تیرسکر کر سکے نہ شمار اکثرت اسکی ہے جب تو ہوئے سوار آنکھیں مل مل یہ مہر ہوئے نور دود ہو یہ بلند تو پوئوں کا سقف حسام جس طرح ٹپکے انگی آواز سے بدشت و کوہ بکفت دست جس طرح سیلاب دی ہے جو حق نے تجکو خشت جاہ تیرے نیچے کی ایک ہو جو طاب بجھی اس بارگہ میں جب مسند قالین اسکے ہر ایک پا انداز دیکھیے تب سمجھے کہ تو جس دم اور سر کردہ جتنے ہیں اور نہیں دست بستہ مطیع فرمان کا تجھسا آفاق میں ہو جب مہدوح نہیں شایان کہ عرض مطلب کی اب دعاں کر دن ہوں سکے جب</p>
<p>شادی د عیش حرمی ہر روز آکے تجھ دل سے تو امان ہو دے</p>	

قصید در مدح نواب نیر الممالک آصف الدولہ بہادر رستم جنگ

کیا قلم کو رستم سے ہے منظور
نور صبح بہار کا غدر
زلف خوبان چین سے خوابین
ہے بسمِ تسلیم کے منہ پر شوق
خامہ بیش از گیساہ کیا ہے جسے
گر اس امر بچ کرتا ہے
کہ لکھا جاتا ہے اسکی مدح
یعنی نواب آصف الدولہ
ہے تو ان بخش ناتوان کا وہ
لیگیا پیل پیل کو پستہ
شعلہ سپید ابو جہدم کی تیغ
اسکی تریش کا دھنک کیا میں کروں
سخت پر جیسے تار صابن میں
یاد میں اس کے باندھے جو کمر
مدح غائب سے دل ہے اپنا تک
وہ جو تیری کمان کی سیڑ ہے
وصف شوخی میں باد پاکی تھے
ہے فرس کسکے زہر ان ایسا
کرے بل میں تمام روئے زمین
اگر ایسی ہی تیرے ہاتھی کے

کہ صریرا اسکے سے ہے دل کو سرد
خطا خطا گلت زار کا دستور
کھینچے ہر سطر جسکی آپ کو دور
قلم اتنی رستم سے ہے سرد
ہو رستم سے یہ خوشدلی کا ذوق
اُس طرف انتقال ذہن شود
خلق میں جسکے حقائق ہے شہو
ہو سلیمان ہو چنگے جس تکسا مود
شاہد اسکا ہے صفحہ جمود
اُسکے آگے کیا جو باہر سم زد
ہو دے خاک سیہ عدم میں نور
سخت اور نرم پر بایں دستور
نرم پر جون ہوا میں بال طیور
رن سے پھرے مظفر و منصور
ہو تک اسے خامہ باریاب حضور
کسکے اٹھانے کا مقدور
کرتی ہے اب زبان برق تصور
جسکے جلوے کا ہو دے یہ نرک
سینہ باز نقش لعل ستور
جسکا پروردہ نک ہے غرور

<p>ہے تجلی حق بکودہ طور کون ہو دے مد کیا مستور راہ چپ کردہ جائے باد سحر بھر نظر دیکھے گر سوے عصفور ہو حرارت کا اوسین بھی یہ دود چاہے سکن بہ معدن کا فور ہو بچ کر چاہے نہ منور گر کے نظر دن سے تیری چکنا چور واہمہ کر سکے کبھو نہ عبور جون صدف مشت خلق ہو مہر کچھ خوشامد نہ مجھے نہیں منظور بیج کرنی ہوئی مجھے بھی ضرور ور نہ رہے ترا ہے اتنا دور ہو پنچنے کا اُسے کہاں مقدور ہو مرکب اگر شب دیخو آوین تحریر میں یہ کیا مقدور آمین سب بولین بس دعا حضور رہے تا حشر حشر دم دمسور</p>	<p>دیکھ اد سپر تجھے یہ بولی خلق فتنہ دہرین سلق سے نئے خس و آتش ہو جس جگہ وان سے طمانک دے عدل دیدہ شاہین گر ہو آتش پہ بجھ غضب کی نگاہ زندگی کے لیے سمن رہی تیری فیض نگاہ کو پر کاہ کوہ ہو جا دے شکل شیشہ کے تو وہ دریاے فیض ہے جس سے تیری بخشش ہے یہ کہ گوہر سے مطلب اس لظنم سے ترے آگے بسکہ ہے لائق شکر یہ خباب سیری ہی اعتقاد ہے یہ مدح کہ جو چاہے خیال وان جائے لکشان خامہ آسمان کا غد اتنے سامان پہ تیرے سب نصیب ختم سودا کرے سخن بدعا فضل سے حق کے توجہ شمت و جاہ</p>
--	---

قصیدہ مدح نواب زبیر الممالک آصف الدولہ بہادر

رتقہ خنک

<p>لائے گھر اس طبیب کے ہے عقل حبکا نام اب قصد دہل اسکے لیے ہر مفید تمام</p>	<p>سودا بہ جب جنون نے کیا خواب خور حرام احوال و سکا دیکھ کے کہنے لگا طبیب</p>
---	---

<p>مجھ میں لہو کہاں یہ تر ہے خیال خام عادل نے خیر آباد کے پی کر کیا تمام مچکو سو ماہ عید بھی گزرا مہ صیام تا اپنی مین ودا کر دن اب کر کے قرض نام اس درو سے تو پا کے شفا ہو جو شاد کام مور ضعیف پیل سے لے اپنا انتقام</p>	<p>کہنے لگا سن اسکو وہ دیوانہ در جواب جو کچھ کہ میرے تن میں لہو تھا سو اب کی سال مہل طلب کرے ہے غذا کی زیادتی کیا سو داس علاج سے کہ اس کے پاس تباہی نے یوں کہا کہ تباہ نہیں وہ علاج اس کے حضور عرض یہ کر جسکے سایہ میں</p>
<p>سننے ہی یہ نوید قصیدہ براے نذر لیکر اب اس جناب میں حاضر ہوا غلام</p>	
<p>نوشیروان پہ عدل کا گویا ہے اہتمام زخم جگر کو سودہ المساس الیتام ابناے روزگار کے اے فخر جہت نام یا مین تری شجاعت دہشت اب کلام کشتی خاکدان کا جو بانی ہے قیام خوشبو جانیو نکا ابد تک ہے مشام فیصل ہوں بر تو بحر کے باشندگان تمام ترپے نہنگ پیاس کے ماہی ہو جون بدام کیا تاب رو برد ہوں ترے رستم اور سام نصویر تیری تیغ کی کھینچے جو بے نیام پاتے ہیں گردھ غمون کی سیکست اعتنام تا اس کے گھر کا تابلاک ہو نہ پشت بام پہونچی ہے چار فصل شتر تھکے روم و شام بے نقل و بے کلید در فیض ہے بام تجھ مزیع کرم سے چنے دانہ گر حمام بچا تو حور کا ہے ولیکن فرس بنام اچھے جو قاش زین سے زمین پر لگانہ کام</p>	<p>اے وہ کہ تیرے عدل کی نسبت تجا غلام دتی ہے تیرے عصر میں اے عادلان نام کیا کیا ہی خوبون سے کیا حق نے تجا غلام مذکور حکم کا مین کردن یا بیان حلق تیرا ہی بار حکم ہے اے صاحب وقار اُدے نیم اگرچہ حلق سے ترے تجھ نعرہ غضب کی یہ صولت ہو گر سین زہرہ ہوا آب سینہ میں ہمیت سے شیر کا اشجع تو اس قدر ہے کہ میدانین روز جنگ قالب ہتی کرین وہ قلم او سلی دیکھ کر تیغ سخا بھی ایسی ہے جس سے ہلاک دل سائل کے گھر میں کب تری بخشش سائل کے باغ جہانمیں آج تو وہ نخل سبز ہے تیرا ہی اب بروی زمین لے فلک جناب پیدا خواص سایہ میں اس کے ہما کا ہو مین رخسار باد پا کی ترے شکل کیا کہون اوشٹے غبار ستم سے نہ دیکھا کہ جب عنان</p>

<p>تا اسکی تو نے ردین عنان کو کیا نہ تھا اس برق و ش کی پشت پر تیرا ہو جب تمام نصرت کرے جلد تری اور فتح بہ تمام گو السنہ پہ آصف دولہ ہے تیرا نام شامان عصر دیکھ کے تیرا یہ احشام اس ذکر کو کفایت نہ ہو صد زبان بکام خوان کرم پہ اپنے وہ نے ہیں صلا سے عام پوچھے نہ مانگی سے بیک کچ دو مقام جس گلزمین پہ سیرین کرتا ہے تو خرام میں کیا ہوں کیا زبان مری اور کیا لکلام مقصد مرا تلیل ہے پوچھے بالضرام کس کسا بلتی ہوں کہا کرتا اعتلام اور انکی میں ساجت و منت کردن ہم اس نقدی کے عوض ہو مجھ صغٹ عام کرنا رد حضور ترے کقدر ہے کام اس نظم کا تو کر بد عائیہ اختتام تا جلوہ گر رہیں بھان صبح اور شام تیرے نصیب جام مے عیش ہو مدام</p>	<p>پوچھا نہ اسکا سایہ بھی اس کے قدم تک اعدائے بد خصال کی تنبیہ کے لیے ہو طر فوکان تیرا قبال پیش پیش کچھ کم نہیں جہان میں سلیمان سے تیرا جاہ تو وہ دزیر ہند کہ حیران ہو رہیں مطبخ کا ایک خرچ ترے گریبان کردن فیض اسکا اسقدر ہے جو اس کے ہیں ریزہ چن رہتہ ترا ہے وہ جو کرے قصدا دھڑ کو دم وزرہ کرے ہے خاک کا اسکی فلک پہ ناز بکھٹے کی کوئی مرج و شنا مجھے ہو سکے اس نظم سے غرض ہے مجھے عرض مدعا اپنی تری جناب میں اتنی ہی عرض ہے الضاف ہے کہ ہو وہ عطا اس جناب کی دیہات جو ہیں مصرف مطبخ کے اوسین سے اے گنج بخش خلق مرا ہے جو مدعا سودا بس اب نموش کر جائے دیکے یہ تابندہ جب تک بفلک ہو دین ہر ماہ دنیا ہو اور تو ہو الہی بخور می</p>
<p>در مع نواب سیرالہماک آصف الدولہ بہادر رحمہ جنگ</p>	
<p>پشہ کر جائے دیو دد سے لڑنت بہ چلین جوے شیر ہو کر نت سامری بھول جائے اپنی پھنت کا پھتی ہے زمین کے بچ گر نت</p>	<p>تیرے سایہ تلے ہے تو وہ منت نام سن پیل کوہ پیکر کے سحر کدورت کے سامنے تیرے تیری ہیبت سے نہ فلک کے تلے</p>

<p> تیرے آگے جو دو کرے اگر منت منہ پہ راون کے پھول جالے منت داب کر دم کھسک چلے ہنوت روز ہجرا کے سو ریا سادنت مرغ کی دامن میں ہو جون پھرت کاہ سے کوہ تک ہو سب ہمنت زہ فاک بولے اور ملک حسنت قوت بازو سے ترے سرکنت کرے بھڑکے سرد ان کوئی جھکت تیرے توسن کی گرسنے کو کنت شرق سے تاب غب ریٹ پٹنت سامنے بہر کے رہے جودنت نہین دل کو ضعیف کے کدکنت سمجھے ہے شیر کو ہے کہا پٹمنت ارض شکل سما ہے نہ پخت ڈھبہ نڈھے بھر عمر تو پانے انت اشرفی اور روپے کی یون کھنت جون فاک پر ہوتا روئی چھٹکنت دصف کا تیرے کون پانے انت دل سے تیرے خوشی کو نت پٹمنت جاہ و دولت کی تیرے دیکھ پٹمنت </p>	<p> تھکے کی طرح بل نکل جائے دیکھ میدان میں تھکے روز بزد ہمتک پا اگر گئے تیری آوے بالفرض سامنے تیرے تن کا انکے زرہ میں ہو یون چال شعلہ پیرا اگر ہو تیری تیغ فرق پر جب عدو کے وہ بیٹھے گرے تجھ تیرے کا جان بچان ہاتھ سو فارتاک نہ ہو پئے کھو زہرہ برق آب ہو جاوے وہم آسا ہے اس پری دش کی بیشہ عدل میں تیرے ہر موش کوئی کیسا ہی ہو قوی اُس سے وہ بھی رو باہ جسکو ہو خارشت حسم کا بار گر نہو تیرا دست زرخیش کا ترے خورشید آگے سائل کے تو کرے بزین جلوہ نظار نہین اسطرح وہ ہے ختم سودا دعا پہ کرتا ہے رہے نواب آصف الدولہ حال یون رو سیہ عدو کا ہو </p>
	<p> مہر کے جون سسل میں آئیے، شب کو آفاق میں لگے ہے ٹھٹنت </p>

در مہج نواب سیر الممالک آصف الدولہ بہادر شہم جنگ

کیا تجھ کو بھی مسند دیوان وزارت
اس مرتبہ کے چار تہا کو ہی پھبھی ہے
دادے سے ترے تجھ تین تقدیر نے زہار
شاہی پہ مدلل ہے جو منشی ازل نے
یہ جاہ ہے تیری کہ سدا خسرو خاؤ
تجھ شہم عطار کو نہ سمجھے کھو اپنا
آصف ہے تر نام سلیمان بڑی جاہ
دیکھیں جو ترا خرچ سلاطین تہان کے
سودا کی ترے حق میں دعا ہے تیرے روز
سہرے نہ خلائق کے جدا ہو دے الہی

میں شوکت شاہی کون یا شان وزارت
پشتین سے جو ہوتے ہیں شایان وزارت
توڑا نہیں مابین میں یہ سیمان وزارت
لکھا ہے ترے واسطے فرمان وزارت
ہے ذرا ترادیکھ کے سامان وزارت
تیرا جو اٹھا تا ہو قلمدان وزارت
بخشیں ہیں کر دین ترے ارکان وزارت
لکھیں وزیرا میں تجھے سلطان وزارت
لے باعث سہر سہری بستان وزارت
تا حشر تر اسایہ دامان وزارت

در مبارکباد عید رمضان نواب سیر الممالک آصف الدولہ

صبح عید ہے دل ہے خوشی کا مال
جو کوئی خلقت انسان سے ہو بزم فناک
کہ پہنچے اس درد دل سے پہ لیکر نذر
کوئی تو سیم کوئی نذر کوئی گھر کوئی لعل
ہوا ہے بندہ بھی حاضر در سخن لیکر
اگرچہ تو ہے سہمی بہ آصف الدولہ
تری تجلی طالع ہے وہ کہ حسب سخن او پر

مے طرحے ہیں سب اپنے اپنے حال
مصمم آجکے دن دلین اُسکے ہے خیال
جو تجھ جناب میں مقبول ہو خوشا احوال
ہر ایک ہے شرف اندوزیان بدینوال
پے حصول سعادت بدرگہ قبال
ترافز و تسلیمان سے بھی ہو جاہ و جلال
غلام داعی ہے اختر کا ترے بدر کمال

علو جاہ کی آگے ترے نہیں پھر قدر مگر یہ نذر ہے شایان اس آستانے کے یہی جناب میں حق کے دعا ہے سودا کی رہے محبتوں پہ سایہ ترا پھر کی طرح	کسو طرح کا کوئی نذر یاں کرے زروال نشاط عید جو لایا ہے غرہ شوال جہان ہو جب تئیں اسے میرے قبلہ کمال سدا بخون عدد تیغ خون شفق میں ہلال
---	--

قصیدہ در مدح حکیم میر محمد کاظم

علم ظنی ہے طبابت تو یہ سن رکھ ہم دم قاعدہ فن طبابت کا بیان بچھے کون کا ماس فن میں رکھے سب کے تشخص مرض فی الحقیقت ہو اطباء میں وہی شخص طبیب جنش نبض سے اور لون سے قارورہ ادویہ میں کرے تنقیح خواص مفید سن بیا رہ کر غور مداوا وہ کرے چار چیزوں سے مرکب بدن انسان کا ہو حد سین ان چار و نہیں ہووے بخارج و جہر ہے یہ لازم کہ کسل کا سبب انہیں ٹوٹدین بعد تشخص دوا کیجئے مرض کی بالضرر غور احساظ و کیفیت و کمیت پر زیادتی چار و نہیں جسکی ہو مرض کا موجب رکھ کے منظور طبیعت کی مرض برتوت قاعدہ یون ہے پھر آگے ہو شفا اسکے ہاتھ سو توان باتوں میں ہو غرض طبیب و نہیں خالق انکے تئیں دنیا میں سلامت کھے شرٹ اسکو ہے سیادت سے نہ اس فن کا فخر	متفق اسے اطباء ہیں جہان میں باہم فہم کی گوش جو اپنی تو نہ رکھتا ہو ہم یہ نہو جہین تو پھر سیف سمجھ اسکی قلم جو کا مینغی ان چہ زندون کا ہوئے علم ہوئی فی القور جسے اصل مرض مستفہم ہووے ترکیب مرکب کے وزن کچھ مر اور ملحوظ رکھے آب و ہوا در موسم دم و سوداے ہر اک جسم میں ضعف باہم حکا کرتے ہیں انسان کا مزاج اس کے ضم ٹھہرے جو خط کرین اسکا تدارک ہم حفظ صحت کے لیے نسخہ ہو بالمثل ہم ہو نہ منظور جسے اسکی دوا ہوتی ہو ہم عقل کی رو سے یہ تدبیر ہے اسکی اسد ہم تنقیہ کر کے مناسب کرین اس خط کو ہم جسکے ہے قبضہ قدرت میں علاج عالم اس زمانے میں بجز میر محمد کاظم ایسے انسان خلائق میں بہت ہوتے ہیں کم اسکا اک گوشہ نشینی میں ہے یہ فیض قلم
---	---

حق تعالیٰ نے دیا اپنے کرم سے اسکے دفتر عرس طبعی میں بحالی کی سند وصف میں اسکی طبابت کی کشتی کی	دست تدبیر میں دامن شفا مستحکم ہے وہ نسخہ قلم اسکی جسے کرتی ہر رقم فکر عالی سے ہوا مطلع تازہ یہ رقم
مطلع	
نسخہ میر نہیں نقش سے عالم کے کم یہ عجب کیا ہے جو اجادہ کرے مٹی کو چلتی ہے عہد میں اسکے رہ ہر شہر و دیار گھر تک آنے کرے پیدا وہ خواص تریاق بولین ہیں جسکو کہ تشخیص و کمین ہیں تدبیر ہوش اس فن میں تو یہ ہے یہ جو اس خس عہد میں اسکے ہے وہ خوان کرم پر جسکے اسم پاک اسکا ہے نواب شجاع الدولہ	اگر مرض جن ہو تو اسکا نہ کہیں پھرے قدم ناسے میں اسکے قلم کے ہے میحا کا دم ہے جو مدد دہانین تو رہ شہر عدم اسکے کو چہ سے مرے باز جو لے آئے سم دو کینہ زین ہیں گھر اسکے میں بہ بیدار دم میں نصیب ہوئی علاج اپنے میں درہم برہم ریزہ چین ہند میں ہے لاکھ طرح کا عالم شمع جود و سخا یعنی دزیر عطشہ
قصیدہ در مدح نواب سرفراز الدولہ حسن ضا خان بہادر	
صبل عید ہے اور یہ سخن ہے شہر عام پھر ہے آج بمقصود بادہ خواران جہنم بعیش گاہ جان خوش ہو جس مری نے آج مسالفتہ بھان آج مے پرستون سے نشہ نے مے کے یہ سر خوش کیا کہ کاغذ بادہ سرور ہے یہ جہانین کہ شیخ و زامہ و رند وہ اسکو غنچہ گل سمجھے ہے جو زاہد کے یون آج ہیں بہم اطفال دیکے ہے ملا نندول میں یاد سبق ہے نہ خطرہ آؤند	حلال دختر زبے نکاح دروزہ حرام ہے اب بروی زمین دور و دور ساقی جام کئے بدل بیاحت منا ہی کے احکام کرے ہے محتسب اگر با بساط تمام خیال بادہ کثان میں ہے قاضی کا عالم بہ ترمات و ظرافت بہم کرین ہیں کلام دھرا ہوسانے میناے بادہ گلغام کہ جیون رعایا بہ عامل تغیر کا حکام بہم ہر ایک ہے مشغول لعبت اقسام

<p>ہر ایک گھر میں صدائے مغنی و مطرب دلوہین سب کے خوشی نے جگہ کی تھی کہ آج ہیں عطر مال بنا کر لباس رنگا رنگ نظر میں گل کی طرح یکدگر ہیں اہل زمین ہر ایک دست نگارین میں یوں ہو دستا کچھ آج اور ہی بوسے دماغ خلقت میں نقطہ نہ شہ کی ہے سر ہی ملا سوسے بہیم ہر ایک چلنے کا ہے عید گاہ کے مصروف جدھر کو سینے ہے آواز شاد یا نہ عید خوشی نے جوش یہ مارا ہر ایک لین کہ اب عجب نہیں ہو کہ بالیدہ وہ بھی ہو جاوے نیکمئی ہو گی خوشی ایسی خلق نے جب سے ایک عید مبارک کا ہے مگر یہ سبب نہ ہے وہ خان رفیع المکان عالی قدر کہ جسکی ذات فیوضات سے کہلاتی ہے پہونچے ہو درد و لتسرت ملک اس کے جو وہ کیا نہ کرے دستگیری نجبا ہے چشم کان مرد دل اسکا معدن ہر ہے خلق واسطے خلقت کے اس کے گویا خلق وہ اسکا خوان نعم ہے کہ جسکے مطبخ میں یہ قصد خامہ ہے اب اسکی روح غائب ہے</p>	<p>نر شام تا سحر اور سحر سے لے تا شام عدم سوا کہ میں اندوہ کو رہا نہ مقام نہیں خواص سے لیکر جہان میں تا جوام زمین تمام چین زیر چرخ نیلی تمام شفق میں پنجہ خورشید چون فرشتہ شام ز عطر خرمی از بسکہ پر ہوئے ہیں مشام رکھی گدا لے کاتہ تاج رکھے اسکا نام ہیں لباس نوا آقا لباس شستہ غلام جدھر کو دیکھے طبل دہل بہر در و بام نہیں قبا میں سمانا ہے خلق کا اندام کرین جو کندہ نمکین پر کسو بشر کا نام ہلال عید کو دیکھے ہے بعد ماہ صیام جسے فتحار زمان کا حسن رضا خان نام نہ ہے وہ خان فلک مرتبت وہی لاکر نام جہان میں صاحب فرزند مادر ایام وہ کامیاب جو ہو سر نوشت کا ناکام قدم کا ایک کے اس سرزمین پہ پہنچا ذخائر کرم وجود دست فیض ملام جیاد شرم ہوئی خستم اسپہ علم تمام صدائے گھر گئے کی ہو دیگ کی صدائے حکام کرے یہ مطاع انور حضور میں ارتقام</p>
---	--

مطلع

<p>ترادہ عدل ہے اے لطیف تمام انام کرے نظر جو سوسے صید عہد میں تیرے</p>	<p>کہ باز بچہ نکالے ہے سب کے خم حام جو کو ردیدہ حیاتا دشتل دیدہ دام</p>
---	--

<p> بھرتے ہے شیر کو بیشیے میں ڈھونڈتا حجام برائے ہیکل اطفال دیکے لے انعام یہ معدلت کا تری جزری سے بہ نچا کام بحرم خون گس عنکبوت کو ایام مرے سخن کو یقین کر وہ ہے زبان زد عام طنین بشم صدا نیل کی ہے درحام نے جو چوکتے انکھو بخوابجاہ نیام عجب نہیں سپا فگن ہوں آگے رستم بام کمان کے گوشے سے آہا ترے کھنچا بہرام علی بہ صفت میدان ہے جگاہے تو غلام بغیر خانہ زمین اسکے حنائے آرام سوار ہو کے جو ہانکے تو اینا یا کام عنان اچک کے اسے جب کرے تو گرم خرم کہ مارتا ہے وہ پہلو بچسبج نیلی خام خدا کردہ جو یون ہو پٹا ہر کہنہ یہ بام نظر جو آوے ہے اہل جہان کو بعد از شام درا بہاڑ میں ہو مور ہو نہ بے آرام پراسکی عظمت بھوناس نے رکھا ہر تھام یہ فکر قتل میں دشمن کے تیری ہر وہ درام اگر تو خلق سے شربت کا ہے عدد کو جام کہ عزت نشان تیری پردے میں خوش فرجام خدا ہمیشہ رکھے اسکو باعز و اکرام رہن بجلقہ طاعت یہ بندگان و غلام تہ بھیجو کہ انھوں کا بخیر ہو انجام ثواب روز جزا انکا آدے تیرے کام </p>	<p> بروز جمعہ سدا ہاتھ لے کے ناخگیر اسی امید پہ تانصر کر کے ناخن شیر بیان ہو کب تک انصاف و عدل کا تیرے کہ تار و پود سے اُسکے ہے دیو بھی لٹکا سخا میں حاتم طائی کو تجھے نسبت کیا بزیر سقف فلک شہرہ سخن اوسکا تری وہ تیغ کہ فتنہ کا رد ہو سوسے عدم اگر وہ ہو دے علم اُسکے سایہ کے آگے جو تیرے تیر کے ہوتا وہ توڑ سے آگے کروں میں وصف سپر کیا کہ تیری پشت چاہ ترا سندا سبکو دے اسقدر کہ نہیں نہ پوسنے موج ہوا اُسکے لطف خوبی کو حضور اُسکے کرک برق کی بھر پانی شنا میں ہاتھی کے تیرے کہا تو ہو یہ سخن پرا بنی بات کی کرتا ہوں آپ ہی تکذیب ہے عکس اُسکے کلا وہ کا کہکشان بہ خاک رگڑ یہ رکھتی ہے زنجیر پاکہ چلتے وقت کرہ زمین کا طرح آسمان کے پھرا ہے زمانیکی ہے زبس دوستی تری منظور کہ لیوے چچے چوبی سے کار کچھ مار نہ عدل و عمل کا تیرے صفت ہو کچھ مجھ سے سوائے وصف کے تیرے مجھے نہ بھلائے کچھ مرا ہمیشہ یہ مقصد بدل نہفتہ ہے ترے مخالف مذہب ہیں کیسے ہی عابد خدا کو انکی عبادت سے ہے یہی منظور </p>
---	---

<p>ہے اس قدر تر آلودگی سے دہن پاک یقین ہے یہ کہ دوسرے کے تین کہ نزد خلا بس اب جہانین کوئی ہو جو تجھے کا بدخواہ ہمیشہ حق کی طرف سے وہ مور لعنت عروس دولت دنیا نے کا رخسہ اپنا اگر ہزار طلاق اسکو دیوے تو لیکن عرض کن اسے تیری یہیں نہیں کیج عوض میں اس کے صلہ کے کر دین تجھے عرض مجھے تو گوشہ خاطر میں اپنے دے جاگہ کرے ہے ختم دعائیں پر سخن سودا الہی باغ جہانین ہو جب تاک مانا مے سرد نہ تجھے دے ہر ایک عید کون</p>	<p>کرین طواف حرم اسکو باندھ کر احرام نہیں جو دوست آرا ہے وہ دشمن اسلام ہے زہر مرگ حلال سپہ شہد زلیست حجام زبان خلق سے دائم ہے مور و دشنام کیا ہے بھپسہ ہو عاشق باشتیاق تمام نجا دیگی تیرے دے سے یہ تار و ز قیام کہ چاہوں تجھے میں اس کے صلہ میں دہم دم قبول ہو جو مراحت اے ذوی الاکرام کہ تا بسر کروں بسمل نہار با آرام ادب سے دور ہے خد متین تیرے طول کلام شبلیہ غنچہ صراحی سے شکل گل سے جام طرت ساقی کو شر کے ساغر کھفام</p>
--	--

قصیدہ دین سرفراز الدولہ سے ضیاء خان بہادر

<p>عزیر عقل کو سودا کی تھی جہاں شاق وہ پوچھتا ہے کیا تو نے کہ تو کیا حاصل یہی نہ تجھ کو ملا نفع اس کی صحبت سے مگر ثنا میں جھون کی وہ شعر لکھ لکھ کر لی نہ دولت دین اس سے تجھ کو نے دنیا اسی ہی وضع سے پیدا جو تو نے کی شاید جواب دے ہے یہ سودا کہ وضع پریری جو کچھ کہ دولت دنیا تھی میرے حصے کی میں از قبیل جواہر ہوں بازہ زیر فلک کر دہن ہوں کشت میں جس گلہ میں پختہ ہوں</p>	<p>سودا سکنے وہ پھر آیا ہے بسکے اشتاق باتفاق جنون کر کے یار تجھے نفاق کہیں ہن سب تجھے دیوانہ زیر کشتہ داق برنگ نامہ کے اپنے سپہ تیرے اوراق ہو آبروے زمین کو تو شہرہ آفاق کیا ہے مادر گیتی نے سب میں تجھ کو طاق سخن ترے کا نہیں ہے کس طرح مصداق ادل سے منشی دہرا سپہ لکھ گیا ہے طلاق دلیک سختی طالع ہری ہے سنگ ساق تو چرخ نیلو فری کو بھی سب کر ناشاق</p>
---	--

<p>اگر زما نیکو اسطرح سے ہو تجھے نفاق جہانمیں اہل جہان جسکے مورد اشفاق زبان پر ہے مرے سن یگانہ آفاق سب ضعیفی کے طاقت ہوئی ہے میری طاق نہیں وہ عمر کرب اکون میں بکاساق کہ چون کمان کا قبضہ بندھے مقابل فاق لیا میں فن سخن کھول کر کمر سے براق ہوں فوجیاب کی جہر ہوئے میری فاق ذلیل منوار رہو نہیں بچشم اہل نفاق میانہ میں پئے عمال زیر کہنہ رواق گلے میں کرتہ ہیا کفش ہاتھ میں ہو چاق کیا ہے اتنی وہ مخلوق کا ہے جو خلاقی کردن معاش بسر اپنا میں بہ طم و طراق بسر و عمر مری جس سے زیر کہنہ رواق ہزار طر حلی نعمت ہوا نہ خشک رواق نہ سو کھکر ہوں طرح میر زار فوج کے قاق دام مج میں تیری لکھا کردن اوراق ہے اس زمانہ میں سودا جو فن شعر میں طاق مطیع خلق کو تیرا سدا رکھے خلاقی ہمیشہ نذر تری دیوں ساکن آفاق عدد ترا ہو زمانے کا مورد شلاق</p>	<p>کہا یہ سنکے اسی پر عقل نے اسے یار دلون کے درد کا ساح حسن رضا خان چنانچہ کرتا ہے تعلیم پر عقل یہ عرض دیا ہے قوت اعضا کے دگر میرے جواب سپہ گری میں تو گذرا شباب کا عالم جو باندھوں اسپہ کمر اب تو بندھے اس طرح جو دست دپا میں نہا سکے رہی ذرا طاقت سواب میں تیج زبان سے لڑون ہو بخت کو ساتھ سلامتی میں تو اپنے روانہ رکھ مجھ پر پھر کردن میں یہ شت استخوان اپنے سواب اس سے بھی نوبت گذر گئی ہے مگر سپر و جنگو ہے سر رشتہ سب کی حرمت کا سوطا لب تنے میں حرمت کا اب نہیں جس سے عوض میں نے مجھے اس نقد کے تو ایسا گانوں نہ ایسا گانوں کہ جس سے بروئے سرخ خان نہ شکل نور علی خان ہوں کھاکے میں فرہ بنان دودال میں سازش کر ایک گوشے میں دعا پہ ختم کرے ہے یہ سر ضعی منظوم ترا قیام حکومت رہے قیامت تک کر و عید کی شادی نصیب ہو تیرے بسر کرے جو ترا دست ہو بشارت عیش</p>
---	---

قصیدہ در مدح نواب سیف الدلہ احمد علی خان بہادر سپہ سالار خان

<p>کھینچے ہے اب خزان پہ صفت لشکر بہادر</p>	<p>برج حسمل میں بیٹھ کے خادک کا تاجدار</p>
--	--

<p>کہتے ہیں یوں زبانی بیک صبا یہ حکم مرکب جو شاخسار کے ہیں اپنے آب شباب ہیں بخشی دوزیر جو مرتب دبا ہوتا منہ کھول دوزخ ان گل اشرفی کے غم چہرہ لکھا کے سرخ تلمہ اشتیاق کردو یہ حکم سپر فلک کو کہ اے دبیر اہل قلم جو دفتر بخشی گری کے ہیں گلگون لالہ گر کہیں بیدار رہ گیا لینا ہے کام محک جو انان باغ سے ابلاغ خانہ مان کو ہووے اس امر کا معمول سے زیادہ مقید ہوں ابکی سال پس اہلکار لالہ خود در سے یہ کہیں دگلے ہزار رنگ کے پنا دین ابر کو تقسیم کر دین فرقہ غنچوں میں چستہ بین کہ دین کہ چار ہزار سے گلشن کے صحن باغ بار دو گولی سپر مغان میسکہ کے بیج بند و قین بدے شیشو کے بھر بھر کٹیجے جتنے ہیں لے نوازہاں بیج اب کرن</p>	<p>ہو بچا حضور سے طرت باغ روزگار ہو بچین سوار ہو کے جو انان برگ بار انکو یہ امر ہے کہ امیسہ ان نامدار پکڑد قلم کو ہاتھ رکھو پیسا دہ دسوار تعداد پوچھتے ہو تو بسجد و بیشمار ہو دے محرو نکا قنار فل اگر شعار ا دلنے کہیں براے تعقد یہ بار بار چیرن سگے پیٹ ہر مقصدی کا غنچہ دار بھر بھر سپر گلون کے تئیں دوزر عیار تا یہ گئے بلا کے وہ اپنے بھی پیشکار جس طرح چاہیے کرن اس فوج کا سنگار رنگین شباب متک فیلان کو ہمار موج ہوا ملک ہو زرہ پوش ابکی بار دین دہنے رسالہ گل ہو امید دار چار آئینہ کو سج کے رہن مستعد کار رنگین نہ اب سواے کمر کیسے نہ دار آکر شباب صحن چمن میں کرن گزار ہیشہ وہ کرناے بجائے کا اختیار</p>
<p>بادراگر نہیں تو اسے آن دیکھ لو پایا ہے امر مطلع تر نے یہ اشتہار</p>	
<p>ترکش لگا کے دینے کو نصیحہ بہار لازم ہے تجھ کو سیکے شراب طرب کا جام یک گلزمین نہیں کہ جہاں آب نہرے غصے سے یکدگر کئے مرتے ہیں یہ کہ موج ابن خود ایک دم نہیں رہتا سر حجاب</p>	<p>گلگون پہ اپنے ترک ہزارا ہو اسوار گرم دہے تو سیر گلستان کراچی بار کرتا ہووے کھینچ کے شمشیر آبدار گرداب ہال دسکے ہوا ہے ہر جب کنار ڈالے رہے ہے منہ پہ بھلم سنگ آبشار</p>

اندام جو بہار پر اب عکس تاک سے
جاتا ہے نستان کے جو روئیدگی پہ دم
نچلن ہن بانڈہ بانڈہ مکر ہو کے مستعد
رنجک ہی بہر شق اوڑایا کرے ہے برق
آواز توپ در ہلکے در عدد روز و شب
گر بار چہ بھی ابرسیہ کا ہوا میں ہے
تھا جعفر کہ سبزہ خوابیدہ یہ سدا
آسودگان خواب عدم بھی ہو غریب
کرتے ہن طائران چین اب یہ زمرہ
طاؤس نام نہ جو ہن اس فوج کے لقیب
باہم سے دستہ دستہ جدے ہو کھڑے رہو
میدان صاف کرتی ہے جادو یا دند
صد برگ و جعفری و گل اشرفی نے اب
سنگھ صفت تشون خزان آئے جنگھری
استاد ہے جہان علف سبز خاک پر
بھالابے اور برجھی ہے علم ہمارے
ہر آن میں ترانہ بلبل کے واسطے
از سایہ ہائے بید مولہ بہر طرف
ترک صبا کے ہے مرا تیر بازگشت
خالی سمجھ کے ہاتھ کو اپنے ہر ایک دم
دامن کو بانڈہ بانڈہ ہوئے مستعد
ایسا نہ کہ طعن کرین ہکو بلبلان
نرگس کو باد جو ہے بیماری شدید
لکھا رہی ہے یہ کہ دو تہیان ہو جو کوئی
مکر کے ہر درخت سے یون سنگترہ کا نخل

بکتر سجا ہی دیکھون ہون کیا لیل کیا نہار
ہوتا ہے اس یقین کا دلین دہن گزار
لیکر پھر ہرے بانوں کے سر پر سے ملو
گوئے ہی ڈھالتا ہے سحاب گھر گ بلو
کرتے ہن یہ سپر سے جا اس طرف گزار
گجنال کی طرح سے چٹکھٹکے ہر بار بار
سنگر زمین سے چمکٹھا ہو کے تیار
آٹھکے کے خالداں سے کرین حشر آشکار
یارب یہ ابھی سال قیامت ہو یا بہار
کرتے ہن یہ صد کہ جو ان لالہ زار
جلدی سے بانڈہ مکر کینہ استوار
ادقت کا ردا من گل سے نہ لکھے خار
کیسے بانی کر کے یہ باہم کیا تار
ہو کر اوتارے کیجیے میدان میں کارزار
پانی کی جھڑپ کو زمین پر چلے ہے دھار
خنجر ہے اور تیغ ہے دشمن ہو اور گار
ہے اندون یہ شعر تجلی کا رو بکار
دار و زمین کمان سیمہ تو زور کنار
ہو پشت پر حریف تو نکلے جگر سے پار
مانگے ہے برگ بید سے خنجر کو ہر چار
قمری ہر ایک کہتی ہے یون لغزہ مار
لڑیو قدم کو گاڑ کے یاران طے مدار
تسپر چین میں آن کے وہ ناتوان زار
ٹپٹے تو بارے آن کے میرے عصا کا وار
کہتا ہے گر چہ ہاتھ میں شیشہ ہے تیری یاد

لیکن تو دیکھو کہ خدا وہ گھڑی کرے
گو لوں کے ہر درخت کو غصہ نے اندون
ولین غرض ہر ایک کے من کیا بیان کرنا
نکلین بجائے دانہ شر کہ عجب نہیں
القسمہ کج پیک صبا سے میں صمد
قتل خزان پہ مستعد انا کہ جس لیے
ایسا تو اس سے کج تک کچھ نہیں ہوا
یہ سنکے دیکھ دیکھ مرے منہ کو یوں کہا
دین بنی میں ہے تو ابھی باندھ کر
اب جرم کو خزان کی جو پوچھے تو پیش خلق
ملک چشم منصفی سے تو اعمال اس کے دیکھ
نانا کو جس کے پوچھو تو راکب براق کا
بدخواہ دولت انسی کا ہوئے جو کوئی شخص
آخردہ اس گھرنے کا بندہ ہو زرخیر
ایسا یہ خاندان ہے کہ نہ پشت سے فلک
رکھے جان کے داغ غلامی جبین ماہ
اثبات تجھ پہ جرم نہیں اسکا اتلاک
کیا رعن مگر کرے طوطی یزید پر
لیکن یہ دیکھو کوئی دیکھو بضر بکشت
سکر غرض یہ پاک صبا سے میں یوں کہا
کہنے لگا کہ تجھے تعجب ہے یہ سخن
یہ رماز تک نہیں سمجھا ہزار حیف
یعنی سیف دولہ ہمارے جسکی تیغ
جب میں سنا زبان صبا سے یہ نام پاک
دلوے نہ ہوتے نام سے گلشن میں گر ہمارے

لتنوں کا سر میں توڑو نگا پھر ہی نار بار
کچھ آگ سی لگا دی ہے کچھ رقم اعتبار
پا لپے آتش غضب دکن نے یہ قرار
فیجے اگر انار کو پنجہ میں لے قشار
پوچھا کہ سن تو کس لیے خا در کا تاجدار
کی حبس فوج قاہرہ اتنی کہ بے شمار
ہاں امر سلطنت کا نرالا ہے اختیار
ستار ہے اے عزیز تو کا سر کہ دیندار
گلدستہ کی طرح ہے تو ہو جا شریک کار
بعد از یزید کے ہے خزان ہی گناہگار
کسکے لیے وہ گلشن دولت ہو اپنے چار
داد اجد دیکھ مشرق و مغرب کا شہسوار
اس پر نہ صدف کشی کرے خا در کا تاجدار
پس کیوں نہ وہ کرے جسے اتنا ہوا قدار
کرتا ہے جس جگہ کی غلامی کا اختیار
ماہی کے دلمین جسکی اطاعت کا خاوار
اپنی تو اعتقاد ہے اتنی گناہگار
بے اختیار ہو کے کرے اس صمد ہزار
گلشن سے اسکو کھینچ کالے میں کے خوار
ہے کون تک بتا تو مجھے وہ بزرگوار
اتنا تو ہو کے عاقل و داناد ہو شیار
ہے یہ وہ جسکے خوان کرم کا تو ریزہ خوار
کرتی رہی سدا سرا عدا پہ کارزار
دوہین پڑھا یہ مطلع نہ نگین و آبدار
پوچھو لو خواب و رنگ کا لینا ہونا گوار

تیرے سنا کے یاد سوا خاک پر نہال ناخن بے غیر غمخون کے گانٹھیں نہ کھل سکین میں خانہ بھانین کرم سے ترے نہیں برساترا سحاب کرم یاں تین کہ اب جو کچھ کہا میں اسکو خوشامد نہ ہو داد اترے کا دست کرم کیا بیان کردن کہ کھیا اب گئے مطلع تازہ پہ گوشت جان	تلا دے باغبان تو ترے نہ شاخدار تیری سنا جو باد سحر کی نہودے یار کوئی شکستہ حال بجز توبہ و خمار ہوتا ہے رنگ آتش یا قوت آبدار یاں ارث ہے شجاع و سخی ہونیکا شاعر سائل کو نان حلوے کی اونٹو کی دی قطار خوشید کی تینا کوئی کرتا ہے ذرہ دار
---	---

مطلع

موج گہر سپر سے اودھر کرے گزار اور اسکے پوچھتے ہو شجاعت یہ سن کھو یکدم جو اسکی تیغ کی برش زراہ سہو اجزاء نمجہر میں جمادات کے یہ سب جس تو دے پر کہ تیر قضا کا رگر نہو تیری ہی تیغ و تیر کی دہشت بیان تک درج کو نسا ہے کہ پہنے نہیں ذرہ ارجن کے کمان کو تری دیکھ بھیم سے جس سمت رخ کر نیلے تو میدان ہو وسیع رو میں تن اسکے آگے پس پیش تن کھڑے سوفار تیر بولی کہ سینہ پہ انگلی سے ولین مرے یقین ہے کہ سید نہیں جس گھڑی گو بہر کرے اس آئین کسٹم کا گاہر مر مٹنے کا جو بھمن و تبرزد دعا کے روت تپلا زیادہ پانی سے ہو کر ترے حضور ہو جسم سے علیحدہ پاؤں سے سر	گرا بچے ابر فیض سے اتنا کہے بیار اثر کی چیرے جبرے کہ جتھا یہ شیر خوار دلین اگر خیال کرے اپنے کو ہمار پا جا دین جون حواس جہان پلین انتشار خاک کے کو اپنے سین سے پھوٹے ہودہ دوار تا دھش طیرے کی سل پوشی احتیاس ہر ایک کر گدن کے بدن پر سپر بن چار اپنے تین تو کھینچتا ہے اسکا منہ کا گر زندگی عزیز ہے بھیا تو کر نہار سے شرق تا بغیر اگر باندھ کر قطار پیکان کو رکھکے جاؤ نہیں بھیلے کی پشت پار لکارے تو بلون کے تین کھینچ کر کشار بیت الخلا کو یاد کرے سام بار بار ہو جائیں تیرے ملنے آپس میں کر قرار اڈالے ہر ایک اپنی سپر کہ جاب دار نیرے پہ تیرے گرچن رزم میں قرار
---	---

<p>لایا ہے کسکے مین قدم سے یہ سرد بار جون سنج مین کباب کے تلو کو بادہ خواہ ہو جاوے روز رزم عدد کے گلے کا بار گردا کے کھینچے جب گل رنگ حاصار تر پے ہے جون نسیم چین مین ہو بقرار ڈٹے جاب سم تلے آ کر نہ زمینار اس برق و ش کو پھینک سے گر ہوئے تو سوار گر پھینکے مین نعل سے انکی جھڑے ہزار سیدانکے روز بچھے جو ہو جائے دوچار اوڑ جائے باد تند کے آگے سے جون غبار جبکے تین نہ دہم فلک کر کے حصار خیمہ کے استر و کو ترے تھا یہ جامہ دار دد کرتے چیر کر تو نہ مہنتی وہ استوار پرند رس مین برسوں کے اتنے کہ میثار بٹوایے ملنا مین سو کتنا یہ پلود تار میخون کیواسطے مین زمین پر یہ کہ ہمار صد فصل گل نہوسکین جبکے نمونہ دار جس فصل مین بچھاؤ تو ہے موسم بہار کھلجائے دیکھتے ہی تجھے چشم روزگار صدقے سے بچتن کے تباہید کر دگار بھر بھر سپر ہی لینا ہے مجکو زرعیتار اسکے نیکن خطاب ہو روز مسک بہار ہوسم و زر ہر آن مین کیا لیل کیا انہار</p>	<p>قمری ہر ایک بول اویچی یون کہ ابکی سل یون ہر عدد کے سینے مین اسکو پروئے تو وصف سپر تو کیا گردن اسکا ہر ایک بھل گلگون ترے کی وصف مین کیا کیا بیان گردن اس حصر مین کرے ہو وہ ہر طرح شوخیان رانوزمین یہ سیک جو پھرے سطح آب پر مشرق کی سرزمین سے مغرب کی سمت کو اس عرصے مین پھر آئے کہ شاید نہ بچھنے پائے پر ہونین پتر و نکا عدد کے ترے غلام ڈپٹے اُسے تو اسپہ تو جاتا وہ یون ہے رتبہ کی تیرے جاہ کی مین کیا بیان گردن ہوتا نہ رنگ اطلس گردن جو مانتی شہتیر کمکشان کے تین بھی برائے چوب تھے ہر دم بھی خوب ہی کچھ بادریہ کو لیکر خطوط شعاعی کو اس مین سے سرکار عالم فلکی مین تو کچھ نہسین قالی کا اسکے فرش کا اتنا ہو عرض طول جتنا ہے سطح روئے زمین اسپہ گرا سے جس آن تو قدم رکھے اسپہ برائے جشن اور ہو دیگا بھی یون ہی تو خاطر کو جسع رکھ سودا کرے ہو عرض کہ تیرے خزانہ سے بالفعل اس قصیدے کا مانگے ہے یہ صلا کیسے مین دوستوں کے ترے شکل ماہ و ہر</p>
---	---

ہاتھی کے ساتھ ساتھ یہ کہتا چلے عدد
 مفلس یون کچھ دلا مجھے تو اب ناچار

ایضاً درج سیف الدولہ احمد علی خان بہادر

ہنجوش کا ہو دل تو رہے دہرے تنگ
فرزند کی رکھے نہ یہ دلین پدر کی ہمد
کر دے سان شیشہ ساعت عجب نہیں
آبادہ ہر کین پہ سدا اسکے دل کی لہر
قطر لیے کرتے دانہ گوہر اسے ہے دیر
ٹپک دیکھ چشم دل سے تو اسکے یہ کروٹیں
شاکی تو ہوں زمانہ سے ہر چند پر مجھے
سمجھیں اسے نگین سلیمان یہ تنگ چشم
اننا حسد ہے عاشق و معشوق میں کہ نور
مہر و ناس سے دلوں ہے انکے ہمیشہ عار
احسان کوئی کیسا کجا ہما نہیں تمام عمر
معدوم دستگیری کا شیوہ ہے اس قدر
ہوتا نہ اتنے ناخلفوں میں جو اک خلع
یعنی وہ سیف دولہ بہادر کہ جس سوا
ہمت کی عظم دشان کو جسکے درِ یتیم
تو اب مع حاضر و غائب اگر تری
بیٹھے سے اسکے نسل کے نکلا کرے ہما
جس دشت کی طرف ہو تری یک نگاہ ہر
پائے غزالہ دام میں دان بند ہو اگر
حکم صلاح سے ترے اسے صلح زمان
ہے کشمکش شراب کہ جب کیجیے نظر
سید میں کیا بیان کروں تیری کما نکاز اور

بادر نہیں تو دیکھ کہ نالان سدا ہے رنگ
ہے در پے شکست سدا آئینہ کے سنگ
اک پل میں تل کے مائی کواد پر جو ہر کوہ تنگ
ہے مستعد لطف و غضب اس کی ہر ترنگ
یابرق کو ہی پہونچے ہے خرم پہ کچھ رنگ
ہر اک میں شکل بوجھوں ہے ہزار رنگ
اہل جہانکے بخل و حسد نے کیا ہر تنگ
دیکھے کسیکا ہاتھ گرا پس میں زیر سنگ
منہ پر جو ہو چراغ کے تو جل مے تنگ
نت چشم سے آنہوں کے مروت لکھے تنگ
دیکھا کبھو نہ خواب میں جو نخل فرنگ
نزدیک ہے نہ ہاتھ کو کچرے خاکاز رنگ
کھا جاتی زہر مار ایام آکے تنگ
پاؤں کوئی نہ لطف و کرم کا سید ڈھنگ
نقد و معج بحر تاک بختا ہے تنگ
بوسے نہ جو زبان ہی وہ گویا دہن میں تنگ
تجھ مزاج کرم سے چنے دانہ گر کلنگ
اسے بوستان چشم مروت کے آگے رنگ
ناخن سے اپنے کھول دے جا کر گرہ رنگ
عرصہ ابل سقد منہیات پر ہے تنگ
جو وقت دیکھے تو ہے خنکونکے پیچہ تنگ
سینہ عدد کا توڑ کے نکلے ہے جب تنگ

بیٹھے زمین پر تو اسے پھر نہ پایے
 خلقت کا برد بحر کی ہیبت سی ہو یہ حال
 مانگے پناہ اپنے سے اس آن قیل ست
 رہنے ندے صفاے برشل سکی تیغ کی
 اگر نسبت آسمان یہ وہ آئے تو ہر حکم
 ہے دلو یہ یقین کہ ہنگام کا رزار
 مارے تو جبکہ خود پراد سکو تو کیا عجب
 لیتی ہوئی زمین کو تحت الشرا تملک
 قصور پھینکنے کی تیلن رخس کے ترے
 گذری تمام عمر اسی سوچ میں اد سے
 آخر قلم کو ہاتھ سے رکھ دیکھے یہ کہے
 افواج کا ہرہ کا ترے کیا بیان کردن
 خادکی نقل سمجھے ہیں جنسکی دلاوری
 اتنے وہ جان نثار ہیں تیرے کہ تجھ طرف
 ہو جائے کوٹ گرد ترے گر وہ بیٹھ جائے
 اتنا ہر ایک میں ہے ترے پرورش کا زور
 ہو جاوے ایک مشت اسکے زمین پر فرش
 پس جو کوئی کہ تجھسا ہوا سکی شناد و مرج
 اوراق آسمان پہ کبھو لکھے تیرے وصف
 لیکن متم ہے خاک قدم کی ترے اگر
 دنیا سرخ لیجیے یا در ہشم سفید
 شائستہ ہے تو اتنا ہے اسکا کہ کام میں

گر سو کر ڈوڑ کوس تملک کھو دیے سرنگ
 شمشیر گر علم کرے اپنی تور و زنگ
 یہ جائے آب ہو کے وہین زہرہ ہنگ
 باقی کسو ہی طرحے ضارب کے دلیں ننگ
 ہو خرق والیتام فلک دیکھ کر کے دنگ
 روئین تنو کی صفت پہ اگر ڈانٹ کر ترنگ
 ٹٹھرے نہ فاشن بن میں اور کاٹ کر ترنگ
 چھوڑے نہ کچھ جو منہ پہ چڑھے کوہ چاہنگ
 دلیں ہو آوے گر کسی نقاش کی امنگ
 سبزہ سمند یوزنباؤ نہیں یا سہ رنگ
 کس سے بحر خدا بندھے صورت ہوا کارنگ
 لرزے صداے پاشنہ سے جبکہ روم و زنگ
 ہنگام کا رزار سدا گو نہ و تفنگ
 آسید کیا مجال کرے منہ جو ر و زنگ
 صفت باندھ کر کھڑے ہوں تو ہر قلعہ کے انگ
 لپکے کسی پر اوئین اگر سیر یا لینگ
 چون شیر قالی پھر تر ہے طاقت شلنگ
 چاہوں کہ میں تمام کردن مجھ میں ہو ٹھنگ
 ہے دلو یہ یقین کہ ہو لفظ تو کی جاتے تنگ
 اس گفتگو سے دلیں ہے سودا کی ایننگ
 یا خلعت و جواہر دیا فیصل و یاترنگ
 کیے نہ یوں نکھے تو ہو شہد زبان شرننگ

شہما ز بخت کے ترے اپنے تیلن سدا
 دیکھے ہمارے اوج سعادت میمان جنگ

قصیدہ دلچ نواب احمد علی خان سیف الدولہ سپہ

صلاہت خان بہادر

ہے سخن سنج اک جوان متین
رات جا کر مین او کی خدمت میں
مین جو پوچھا سبب کہامت پوچھ
نہ کچھ اس سے حصول دنیا کا
لیکن اے یار تجھے کہتا ہوں
داغ ہوں ان سے اب زما نہیں
یعنی سودا و تیر و قاتم و درود
کیا غرور و داغ کیسا سخت
مثل شیرازہ کتاب اللہ
ننگ جانین جو بزم کا افسانے
بعد صدمت و سماجت کے
میر مجلس کی تاب و طاقت کیا
شعرا پنا پڑھیں جو اُنکے حضور
ایک کہتا ہے یہ تو ارد ہے
خلق کو انتظار کش کر کے
دروکس کس طرح ملائے ہیں
اور جو احمق اُنکے سامع ہیں
جیسے سبحان من یرانی پر
کوئی جو پوچھتا ہے عالم میں
شعرو نقطہ صبح اُنکے دیوان کی

فخر صائب جو وہ کرے تحسین
اُسے دیکھا تو تھا پٹ غمگین
خبت کرنا کس کا خوب نہیں
نہ کچھ اس سے برآمدے مطلبین
نکلے گو تجھے سب کرین نعرین
بزم شعرا کے ہن جو صدر نشین
لے ہدایت سے تا کلیم و حزمین
کونسا کہہ رہے جوادین کہین
سمجھے ہر ایک اپنی چین چین
بوعلی ہو صفت نعال نشین
جادین گر یہ شاعرے مین کہین
کرے تکلیف شعرا دے تئیں
کر کے سرگوشی یکد گرد و دہن
دو سرا بولے اوت رمی تکین
یکد و مصرع پڑھیں چاہ کہین
کر کے آواز منحنی و حسنین
وہ دم انگویون کرین تحسین
اُنکے کتب کے کہتے ہیں آہین
خند کس چیز کا ہے اُنکے تئیں
جمع ہوئے تو جیسے نقش نگین

اسمین بھی دیکھیے تو آخر کار
 اتنی کچھ شاعری بہ کرتے ہیں
 غرض اس خبث کے تئیں منکر
 کہا سودا کو ان بزرگوں نے
 اور جو ہر دے بھی تو لائق ہے
 ہے وہ مدارج ایک ایسے کا
 یعنی نواب سیف دولہا
 رفعت جو دوست سے جسکے
 پنجہ آفتاب سے جس طرح
 گلشن و ہرین ہمار طرف
 غنچہ کی بھی گرہ میں بند کیا
 ہو ملک اے خامہ باریاب حضور
 اس چمن میں غرض ترا محتاج
 لالہ سان گرہ ہے پیالہ میرے ہاتھ
 دست و پا اپنے گم کرے ہے عطر
 پوچھتا ہے ہر ایک سے سچ کہہ
 فکر میں قہر کے ترے ہر شب
 نیند ادا سکونہ آئے تانہ پر طہین
 تیرے شہزاد کا گردن کیا صفت
 چون تہنگ اُسبہ بھگو دیکھ سوا
 غرض اس گفتگو سے لے نواب
 کیا کرونگا میں تو سلامت رہ
 خوان نعمت سے تیرے محکوم
 سنگ تچہ آستان کا بعد از بس
 جامہ پہنے ہوں جسکے دامن کو

یا تو ارد ہوا ہے یا تضمین
 بیخ در کون آسمان زمین
 ہو کے بے اختیار بولے دہن
 مست گنواں کا ہے یہ کیا مین
 خسر کرنا چھو ہے اُسکے تئیں
 مسند جاہ جسکی عرش قرین
 جسکی شمشیر و فرق دشمنین
 دامن خلق کا ہے یہ آئین
 بہرہ دہ ہمیشہ ر دے زمین
 ایک مفلس جو ڈنڈھے تو نہیں
 اُسکی بخشش نے مشق برکتین
 میح غائب سے کسکو ہو سکین
 ہے تو تھگو سے لیکے تا سکین
 کف زرگس پہ کانٹہ زرین
 یاد کر تیرے تیغ و خنجر دین
 سر مرا لشکر یونین ہے کہ نہیں
 حالت نزع سے زبیں ہو قرین
 جاے افسانہ سوراہے سین
 تو ہے جسکا چراغ حنائے زین
 جلکے بھسمنت ہو وعدے لعین
 نہیں ہے آپ و خلعت سنگین
 تیرے دروازہ کا ہوں خاک نشین
 صبح شیریں ملے ہے شب نکین
 خواب کرنے کو ہے مجھے بالین
 ذرہ آلودگی کہیں سے نہیں

<p>تو ہی اب دل میں اپنے کراں صاف باکچہ اظہار شاعری بچھ پاس، متصل بچھ زبان پہ ہے جاری اس سوا کچھ نہیں مجھے منظور جز دعائیں اس قصیدے سے ہر زبردست زبردست تیرا تا قبول دعا ہو سودا کی</p>	<p>کمی کس چیز کی ہے میرے تین سو تو لازم کسی ہی طرح نہیں خوبی لفظ و معنی رنگین ذکر ترے سے ہو زبان شیرین نہیں کچھ مطلب اور اپنے تین رہے جب تک ہے آسمانی زمین تو بھی اپنی زبان سے کہہ آئیں</p>
--	---

قصیدہ در مدح نواب بہت خان خواجہ سراج محمد شاہی

<p>کل حرص نام شخصے سودا پہ مہربان ہو گرا شرفی روپے کی خواہش تیرے تین لعل و گہر کی ہو دے تجکو اگر تنہا عمدہ تو اس قدر ہو سرکار پنج تیری جاہ و جلال یاں تک دیے تجھے نہانہ گر ملک چاہتا ہو تو تخت پنج تیری آگے تو کیا کہو نہیں دل چاہتا ہو تیرے سکر یہ حرف بولا سودا کہ قدر و رتبہ یہ تو ہے ہن آئے آفاق میں کہ جنگیہ لعل و گہر جو پھو تھر میں اور پانی، عمدہ تو وہ کوئی ہے نزدیک فہم جبکہ نام نکو سے بہتر دنیا میں کیا نشان ہے ملکوں کے سر زمین سے حاصل ہی آخر ارض نہ سما کہ ہونا قبضے کے پنج اپنے جو کچھ کہا ہے ترے یہ تجکو سب مبارک</p>	<p>بولا نصیب تیری سب دولت جہان ہو ظاہر ترے پہ ہر جا گنجستہ بہتان ہو مصرت کے پنج تیری شایہ جو کان ہو مورد طے سے زیادہ خیل ملازمان ہو جب ہو تری سواری صد فیل نشان ہو ہندوستان سے لیکر اور تانا باصفہان ہو قبضے میں لے زمین سے اور تانا آسمان ہو کب شرفی رہے کی نزدیک عاتقان ہو کیسے سے دور کیجے کام اپنا تیرے ان ہو رتبہ نہ انکو پیش ارباب بہتان ہو اہل کمال آگے دنیا میں عز و شان ہو وہ بھی کوئی نشان ہے جو فیل پر روان ہو دوست خاک جہین اکشت استخوان ہو بے دعویٰ خدائی کہو نہ تجھے گمان ہو میں اور میرے سر پر میرا بہت خان ہو</p>
--	---

دیکھے ہے جسکا جلوہ پاکیزہ طینتون کی جو مرتبہ جہان میں ہو بے نیاز یوں کا یہ وضع لا ابا لی رکھتا ہے وہ کہ جسکا	آنکھوں کو امن ہووے جی کے تین امان ہو سمجھے ہو وہ کوئی جو اسکا مزا جبران ہو اشعار میں غزل کے ممکن نہیں بیان ہو
--	---

مطلع

بلبل کو گاہ سکر انعام بستان ہو لاکھوں نے جس جگہ میں وہ گگ کو خرید جس قدر مرتبہ میں ہو بید ماغی اسکی رضعت نہ دیوے خاطر بیان گوشہ نگہ کو گر معدلت پہ آوے وہ گلشن جہان میں مشت جاب جو سے مرغ ہوا پھوٹے جب ناتوان کی اسکو منظور پرورش ہو خورشید لے سکے خو کا وزہ جو ہو معاتب میدان میں جب کھڑا ہوا ستار سے وہ اپنے بندہ ہوں لیک اس کے من تیر کے وفا کا جو ہر کا کیا بتاؤں شمشیر کا میں اس کے کرتا ہوں ذکر جس سے اسکا وہ یوں کہ ہو سکر وہ شخص بولا ہم بھی مایں گے اس سے یہ حرف اس کے منہ سے نکلا تو سنکے سودا گردل میں گاہ جبین کہ چشم میں بسی ہے ہوئے بھی گر معین اسکا مکان تو کس کے عجس کے داب سے دان یہ دوسرے کہ دارد طاقت ہو یہ کہ باہم حضار ہوں مخاطب ایسا ہوں ایک میں ہی جا کر حضور اس کے	پھونکی بوسے کا بے گلشن میں سرگران ہو بکتا ہو یک نگہ کو یوسف تو دان گران ہو پردہ از اغنیا کی قدرت کہان کردان ہو عالم کا گو کہ اس میں برباد خانسان ہو آنکھوں میں باغبان کے بلبل کا آشیان ہو شبنم کے دانہ نہیں سے دانہ کا گریبان ہو مہر اس کے سایہ بچے آوے تو پہلوان ہو ہیبت سے دن بدن وہ چون کا تو ان ہو حلقہ گوش اس کے ہر چند دان کسان ہو بیٹھے ہے خاک خونین اس سے جلا جہان ہو جسکی برش سے اس سے دانا کو استخوان ہو چپے ہ کیسے جیکو نہیں کہیں امان ہو یا سود دل ہوا سین یا جان کا زیان ہو کہنے لگا غلط ہے اے یار یہ کہان ہو ملنا ہو تب معین اسکا اگر مکان ہو وان ہو بچنے کا نادان دل کے تین گمان ہو پردہ بے اجازت نزدیک شمع دان ہو جون غنیمہ گو دہن میں ہر اک کے سوزان ہو مطلع اگر پڑھوں یہ دل اسکا شادمان ہو
--	--

مطلع

صحن چمن میں گلگون کر تیرے زیرِ ران ہو
 تنک چھیرے روش پر اسکو تو آبِ جوتک
 انداز چھیرے کا یہ کچھ ہے جو کس امین
 اس سرعتوں سے تڑپے تنگی سے اسکا اور
 اکتا ہو رہ جو دیکھے اس پر سوار تجھ کو
 شان و شکوہ تیرے اٹھی کا کیا کو نہیں
 ہے سر بلند اتنا یہ بھی عجب نہیں ہے
 متک پہ رنگ اس کے جھطح جلوہ گر ہے
 دانتوں کے بیچ اس کے ہو جھنڈا بھسوا
 اس دانت سے تو علمِ دلانت تک جو گزرے
 ابر سیہ ٹپکتا آدے ہے جس طرح سے
 اس قدر وقامت اور پرچہ سن ہو کہ اس کے
 پائل بھول سار کیا کیا کھون میں خوبی
 گر تک گڑھاوت چھیرے تو یوں چلے ہی
 اٹھی میں یہ جلاواکب ہو سولے اس کے
 رکھے خدا جہان میں اسکو بہت و گرنہ
 جو وقت تھان پر سے کھولے سے ہماوت
 دیو نیلے بخش مجکو ناعہ کہیں صلہ میں
 اور دیکھے تو سچ ہے خطرہ یہ اسکا دل
 ادنیٰ اجو مرتبہ ہے ہمت ترے کا اسکو
 اب ہم سے تیرے گر بخشش گھر پر
 خورشید دست سائل ہو جائے آسمان پر
 لیکن نہ سمجھو یہ اس گفتگو سے ہر گز

ہر گل پیادہ ہو کروان طر تو اگسٹان ہو
 جس جھطح دہ پہنکا اسل اسطرف ڈان ہو
 ٹکٹ ہم ڈٹے کا دل کے جو درمیان ہو
 عرصہ یہ شمش بہت کا دام کبوتران ہو
 یارب ہمیشہ حکیم یہ اس پر وہ جوان ہو
 چرخ بیجا ہے اسکی گر چہ رخ آسمان ہو
 آنکس یہ ماہ نوے کے گردست پیلان ہو
 گو ساٹھ لاکھ چھوڑے یہ لطف پر کہاں ہو
 دھت زخامت اسکا کچھ تو کیا بیان ہو
 پہونچے نہ اکیون میں ناشنہ درمیان ہو
 مستی میں حسن اس کے چلنے کا یون عیان ہو
 زنجیر باجہا ہے گر زلف ہو شان ہو
 اصلا کہیں جاو سیمین شوخی ہو یا مکان ہو
 عاشق کی وصل کی شب جھطح سے کان ہو
 تشبیہ باب جس سے رفتار خوش قیاس ہو
 تشبیہ یہ مسلم کب نزد شاعر صراں ہو
 ہمت سے تیرے اسکو خطرہ یہ ہر زمان ہو
 یارب حضور جاؤں تو ان نہ مہم خوان ہو
 کس طرح سے کہو تو اسکو نہ یہ گمان ہو
 پہونچے نہ دہم حاتم جب تک نہ مردان ہو
 ایک قطرہ جوش مائے تو بحر بیکان ہو
 تیری علو ہمت جو وقت زرفشان ہو
 منظور مجکو تیری ہمت کا امتحان ہو

کواسطے کہ مجھ کو اتنا ہی چاہیے ہے سو تو زیادہ اس سے تیرا کرم ہو مجھ پر اتنی ہی آرزو ہے کچھ عمر ہو جو باقی کہ جا سکے ہے کوئی دروازے تیرے اگر تامہ و مہ فلک پر یارب ہے درخشان	جامہ ہو ایک برمین کھانیکو نیم نان ہو کفران نعمت او پر قادر نہ یہ زبان ہو مصرف ہماغین اسکا تیرے قدم کو بان ہو بیٹھے جو تیرے درپردہ سنگ آستان ہو یہ آستان دولت مسجود و دو جہان ہو
---	---

قصیدہ در مع لبنت خان محمد شاہی

تا شکر گردش آج کو اکب کی صبح کو دل چاہتا ہے یون کہ نہا کیے ایک باغ فیض دم مسیح کا جسکے ہوا ہو خضر لاوے نہ اس زمین کی دختر تو کی ایک شاخ ہوے ازل سے تابا بادہ ہر جن کہ بچ مانا فراغ خاطر آسودہ سے ہو گل بنیائی و مشام کو عیسیٰ کی تقویت میرغ اس جن کے بچ ہوں ایسے غر سر	اکتے تھے دو جہان کی خوبی کی رو برد دہ گل زمین زیر فلک کر کے جستجو آب اس جگہ کا آب خضر کی ہوا آبرو غیر از ہر امید حلالین مثر کبھیو سر سبز و انکی خاک سے صد تخم آرزو جمیعت دلی سے طے غنیم ہو ہو دیوے ہمیشہ دانکی گلستا کھارنگ دلو مطلع یہ جنکے حق میں سخن کی ہوا آبرو
---	--

مطلع

بلبل ہو دانکی بلبل آمل سے دو بدو یون منعکس صفائے عمارت میں ہو چمن آئینہ خانہ اسمن ہوا ایسا کہ ایک بیت ایسا ہو سطح کرسی پہ اس گھر کے ایک چمن چادر تلے ہو آگے یون سنگ آبشار پاکیزگی سے جاری ہو ایسی ہی ایک نر جو بچ چمن کے روان یون ہوا اسکا آب	طوطی کرے ہمیشہ نصیحتی سے گفتگو جو ایک مکان ہو سو معلوم ہو دور دور سوزون نہ اس صفا سے گلستان میں ہو کبھیو کوثر ہو آب شرم سے دان جسکے رو بردو چمن بر جبین نقاب تلے چمن رخ نکو خوبی کا جسکے ذکر بحر سکے بے وضو چمن رخ دوڑتی ہو رگ جانگی سمت کو
---	---

<p>شفا تیاں تملکت ہین کھا کھلے کٹے شش آوے نظردہ جون رگ یا قوت ہو بہو کوئی سیاہ مست پڑا ہو کب راجو کیفیت بہار سے نرگس کے غنچہ کو مستی میں چھٹ کے جارہے ساغر تہ بندو وان موسم بہار میں آدین جو سیر کو مستی سے وہ چلین کج کوا کج ہر ایک سو جو مدعا ہو باغ سے کراو سکی گفتگو اوسین بسنت خان بہار ہو اور تو غیر از خار و توبہ نہ دیکھا کوئی کھو تاثیر جون دوا کی ہو بختی ہو درد کو عالم کے دل کی اس سے نکلتی ہو آرزو اس غزل کو پڑھیے بجا اس کے دیو</p>	<p>کونکر ہر ایک جو میں جھکو لوں سے آب کے جلوہ انھو نہیں ہو جو رگ گل کے عکس کا یوں جلوہ گر ہو سر و کا سایہ کہ جس طرح موسم چار فصل کا اتنا بھرا رکھے یوں ہو کٹوری اوسین کہ جون منکے ہاتھ سے پی پی شراب سرخ جو اٹان سبز فام باہم گلے میں ڈال کے باہن بڑگناک القصہ سنکے خوبی نے تاثیر سے کہا بولے کہ مدعا تو یہی ہے کہ تا ابد اس سیکڑہ میں فیض سے جسکے شکستہ حال مطلب کو اس طرح سے وہ پہونچے ہو خلق کے کیسے سے گر نکالے تھا حاتم کھر تو کیا دل برج خائبانہ سے کیونکر کھلے مرا</p>
---	---

غزل

<p>پہونچے تھی ہمو باد شمالی کبھو کبھو چاہے کہ اب رنٹہ ہو آوے لبوے جو ہم آئشی مزاج وہ بسیار تند خو</p>	<p>طرہ کی تیرے نکست سنبل میں دیکے ہو پانی بہت چمن میں دے اپنی تشنگی اپنا جنون نہ باد بہاری سے ہو براد</p>
<p>جس دشت میں ہوا ندون سودا کی بود باش دیکھا جو میں تو ہے وہ عجب اک مقام ہو</p>	
<p>لے طاقت شہود ہے نے تاب گفتگو اور پاؤں سے گز گیا اسکا ہر ایک سو وان جا کے پوچھتا ہے کھو اسکے حال کو چاہے کہ کچھ کہنے تو بلو کہ ہے وہ ابو اس میں حواس اسکو جو آجائیں ہین کبھو</p>	<p>اور اس جگہ وہ یوں نظر آیا کہ کیا کہوں، گزرا ہے سرے پاؤں کے اسکے ہر ایک خار ہمصحبتان بزم سے اسکے اگر کوئی، مانند شیشے کے گلگون دہن کو کھول احوال تو یہ کچھ ہے جو میں نے کیا بیان</p>

<p>اوتارنا ہے جو پھیر کر کہتا ہے اس سے بہ بعد از سلام شوق یہ کہیو ہائے دوست بر تو نہیں کہ پہونچے دو پاؤں ہین مگر جیسے ترے قدم سے جدا ہو کے رہ گئے مانند برگ خشک کہ ہو نخل سے جدا اب آرزو ہی ہے کہ آوے جو باد تند تقصیر عفو کی ہے ترے یا مرا گناہ تیرے کرم نے مجھ کو بد آہو ز کر دیا تیری ہی ذات سے متعلق ہے جرم و عفو لیکن غلط یہ حرفت کیا بندگی میں عرض مولایہ سچ کہو نہیں ہوئی مجھے کیوں خطا اسے دل تو بعد ختم غزل کر حضور میں</p>	<p>جائے بسنت خان بہادر کئے جو تو اے بوستان دل کی تمنا کی رنگے بو گوڑے رگڑ نیکی ہے سدا چنکو آرزو نے دین کی ہے تلاش نہ دنیا کی جستجو کرتے پھرتے ہین دشت میں نالے ہر کھجور جون شعلہ آگ اپنے تسنیں دین ز پشت ہر دو انصاف یہ نہیں مجھے مجرم جو سمجھے تو تھی ورنہ معصیت کی کب اس سے کیجو آنکھوں میں دلیں چشم میں ہر جا ہے تو ہی تو کسطح سے محیط سمندر یہ ہو سببو مدت سے دل میں تھی مجھے بخش کی آرزو پاکیزگی سے اسکی طبیعت کی گفتگو</p>
--	--

مطلع

<p>مقبول تجھ مشام کو ہووے نہ گل کی بو دھو دھو کرین خمیر جو آدم کی خاک کو جسکا چراغ خانہ زین تا ابد ہو تو اگر سرسری نہ سمجھے ہمارے تو گفتگو</p>	<p>ابر بہار باغ کو تاوے یہ شیشے شبنو پاکیزہ طینت اسقدر انسان ہووے خلق شہر نگ کی ترے کوئی کیا کیا ثنا کرے اس اباد پاک کو صفت میں مطلع پڑھیں ہم یک</p>
--	--

مطلع

<p>جلدی میں وہ طبیعت محبوب تندر خوا اکتے ہیں جبکو ہے وہ تہور کی آبرو میدان میں کارزار سے قینے لیا ہو گو آئے ہے روز رزم دہی تیرے روبرو بھڑکائی سمجھے ہے مجھ کو ہی آبرو</p>	<p>شرمندہ ہو جمال میں عرواد کے روبرو جو ہرین تیری تیغ کے کیا کیا بیان کردن اکثر ہوا ہے یون سراحد کو کاٹ کر القصہ جس کسی کا سر عافیت کھائے وہ یاد دل اسقدر ہے کہ جگ میں تمام خلق</p>
---	---

حرف سوال پہنچنے پاوے نہ لب تلک یان شعر و شاعری سے ادا ہونہ حق اس نظم سے غرض نہیں برج و ثنا ہمیں سودا کر کے ہے ختم دعائیہ پر سخن تاریر آسمان ہوز مائین صبح و شام روشن ہو تیرے دوست کا ہر شے اغ عیش	موج گہر پہنچتی ہیں سائل کے تا لگو تن پر اگر زبان ہو بجائے ہر ایک مو ہے تیرے ذکر خیر کی اپنی زبان کو خو لائق تری ثنا کے نہیں ہے یہ گفتگو اپنی ہے یہ جاب الہی سے آرزو بدخواہ کے نصیب نہور و زخوش کھو
--	---

قصیدہ فیضی فن شعر و طعن بر شاعری و مدح بہر خان

جب کہ مور و تحسین میں اکثر اشعار اے سپہ جہان فصیح میں کردن ہوں از بخو ہیں جو خاقانی و فردوسی و سعدی مشہور ادلایہ کہ مجالس میں زبان و افون کے سخن البیان ہو سرزد کہ دل اسکا ہو دود نیم دومی یہ جو تو چاہے کہ نہ جھٹسا ہو کوئی شعر تحسین پہ بھی نادان کے نہ پڑھیو کیا سومی گر کے تجھے کوئی نادان کہ میں شعر میں تو نہ پڑھیو جزا سب اصلاح چار میں بال زن انگو نہ سمجھو بہ فلک بوجھ کر اپنی ترقی کو تنزل تیری اس فصیح کی سند بھر ز کلام عربی لگے فرمانے کہ استاد انھوں کا سکر مرتبہ شعر کا زہن سار نہ سمجھے گا تو اس طرح کی جو سنی طعن و تعرض ہے آفرین آفرین ہر شعر پہ دیکر استاد	کہا استاد نے مجھے مرے سکر اشعار اکر کے تحویل دل اپنے تو کس اکر اشعار کیا عجب ہے کہ انکے جو برابر اشعار تیرے آگے جو پڑھے کوئی سخن و اشعار گو ہوا تیغ زبان کا ترا جو ہر اشعار شعر سے میرے کیسے نہون بر تر اشعار پڑھیو دانا کی تو نفس میں یہ مکر اشعار تیرے دیوان میں دو انین کے اشعار ہوین بالفرض ترے اُسے بھی بہتر اشعار مخ منی سے ترے پاوین جو شہر اشعار عرش پر ہوں تو سمجھ فرش کے اوپر اشعار لا کے وہ میرے لیے بیز جا ہر اشعار وہیے شعرون کو کہ تھا کہ اشعار فائدہ کیا جو کرے داخل دفتر اشعار اور کے نام سے اپنے پڑھے اکثر اشعار بولایہ خوب پڑھے تو نے ہر اشعار
--	---

سکے سخن میں یہ عربی نے کی استاد عرض
 پڑھ کے نام اپنے سے تھا سورہ نفرین در
 یہ سخن سکے نال سے دیا اسکو جواب
 ہم تو چاہتا تھا کہ ہو دین ترے آفاق کی
 پر ہوئی جتنی کہ ہوئی تھی ترقی نہ کریں
 غرض اس نقل و نقل کے مراد یہ نال
 بزم ارباب سخن میں جو کچھ حاضر ہو
 یہ نہ ہو دے کہ مسلح کی اشجی لے ساتھ
 آتے ہی چشم تو لے موند دہن کو دے کھول
 اور بشرے سے یہ پیدا جو کرے حرف کی
 دل میں لا حول ہے سامع کی زبان پر سخن
 اہل مجلس تو دعا کرتے ہوں چپے ہنسی کی
 بولے کیا آپ میں صنعت ہو کہ سجان البشر
 یہ کن یا نہ سمجھ کر جو پڑھا سب دیوان
 مطلب اس وضع سے پاتا نہیں شاعر شہرت
 نطق کے باغ کا پھل نام نکلتا ہے سو یہ
 عجز ہو تو بہمان پائے سخن حسن قبول
 حرف دل کو کہا گو کہ صدق کا موتی
 نہیں آفاق میں دلکش سخن بے تاثیر
 بے اثر جسکے سخن ہو میں وہ شہر کے لئے
 آدے جو صفحہ میں نکالے وہ کیسے حق میں
 حق کی امداد ہے مقبول سخن کا ہونا
 آدمیت ہے بڑی شے نہ کہا شعر تو کیا
 شاعری سے نہ طلب کیجئے یہ فاقیت
 ہر بان خان بہادر میں ہو کیا خلی خلق

میر سے ہی گزرے تھے یہ میری زبان پر تھا
 کسی دیوان میں نہیں اسنے تو بہتر اشعار
 یوں جو سمجھے تو کہاں شاعری کید ہر اشعار
 نور معنی میں یہ از خسرو خاور اشعار
 اب جو چاہو تو سر موس کے برابر اشعار
 نیک تو سب میں ہوں اور تجھے نکو اشعار
 پڑھیو وان بیٹھ کے تو سب سے فرور اشعار
 پھرے پڑھتا ہوا اس وضع سے گھر گھر شاعر
 باد جوں جلتی ہو پڑھتے چلے فر فر اشعار
 تو پڑھیں یا شمشیر و خنجر اشعار
 جی میں یوں جلد اٹھنے پانے یہ پڑھ کر شاعر
 صاحب خانہ جو ہو سکے مسکد اشعار
 لب چپکے نہیں اسپر کہ ہیں شکر اشعار
 آئے دوچار ہی فہید میں مر مر اشعار
 بلکہ اس سے تو ہوں رسوائی پہ منجر اشعار
 خاکسار دن کو ہیں دین میں مرور اشعار
 یوں ہنوں نقش دل کہتو مہتر اشعار
 کب مصنف کے کہے سے ہوئے گوہر اشعار
 اگر اثر ہو تو کریں دل کو سحر اشعار
 پڑھے گو ہلک ہلک اپنے مکر اشعار
 پر نہ نکلیں کچھ جزو ان کے باہر اشعار
 یوں تو سکتے ہیں سبھی بہتر و بدتر اشعار
 کس پہ واجب ہے زار شاد پیمبر اشعار
 خلق کی نظر دین کر دین میں جو تہ اشعار
 جسکے ہیں بحر معانی کے شناد اشعار

<p>اس کمال اپنے پہ آگے وہ سخن سخن کے یون کے نعم کا خواص کہ دلمین اپنے کس زبان دان سے کہوں اسکی میں تاثیر کلام شعبہ جو کرے ترک دوہن گراؤ کے اُسکے دیوان کے خوبی میں کہوں کیا جہین کون خوش قد ہے نہیں جسکی زبان دل پر کیا تعجب ہے زبان سے جو سننے طوطی کی، ہو کے مصروف دل جانے کہہ میں ان نے نظم اسکا رکھے ہے حکم دے جو سخن اسکی ہمت نے کیا ایک جہانجو شاعر بسم و زہری پہ نقطہ کچھ نہیں موقوف صلا وصف شمشیر کیا چاہے تو صورت نہ بندھی جمع ہو دے نہ کجھ یاد میں اُسکے دیوان اسکے توسن کا جلا دا ہے یہ ہوزون جیسے شرق سے غرب تلک انہیں پہنچیں بہ جہان</p>	<p>ڈٹے ڈٹے زبان لائے ہے اکثر شمار رکھے روٹکی جگہ اُسکے صدق بھٹا شمار عاشقوں کے ہن رگ جان کو نشتر شمار منے عشاق سے مشتوق ستمگر شمار دلکش اک خلق کی میں صورت دلبر شمار اُسکے تو پہونچے ہیں تا سر و صنوبر شمار پڑھتی ہے اُسکے تو لب لب جہن اندر شمار بسکہ و زینت حیدر صف در شمار مہر حرز اُسکے پڑھیں عازم لشکر شمار کہتے ہیں اب سب ہی لینے کے لیے شمار لینے کو لعل دگر کہتے ہیں گھر گھر شمار ہو کے دو ٹوک کے تانہ سخن در شمار رہیں تاحشر خیال اُسکے میں ابتر شمار طبع شاعر کی علی کہنے کو ہر چہ شمار وصف میں اُسکے اگر پھینک دوں کہہ شمار</p>
---	--

ثنوی معرفت شکار کردن نواب آصف الدولہ بہادر

<p>سر صفحہ پر آج یون صبح دم جو اس عہد میں ہند کا ہے وزیر بد ہر آصف الدولہ جسکا ہوا نام جہان تو لے وہ اپنی شمشیر کو کیا اون نے ناگہ لب زم شکار کیا اس طرح سے سوے صید گاہ بجز زیر تیغ اُسکے پائے نہ اور</p>	<p>لگا دست سودا میں کہنے تسلیم بہت جوان و بتدبیر سیر سیمان شکوہ و ذوی الاحتشام تور دباہ سمجھے ہے وہ شیر کو قدم رنجہ اپنا سوے کو ہمار بچا کر مگر صید کی وہ نگاہ ہر ن پاڑھے چیتل چکارے نے خود</p>
---	---

نہ تھا جا رہا ہے کوہِ گز بچاؤ
 نہ دیکھا جو گاؤ زمین نے پناہ
 اگر ار نہ تھا دان و گر کر گدن
 پھر اُس دشت میں جتنے کچھ تھے درند
 جہاں تک تھے رہا وہ گرگ و شغال
 سنی جسطرف کو خبہ شیر کی
 جو کیسا ہی دہان شیر تھا سنگرا
 ہوئے شیر بیشون میں لٹے شکار
 کیا دشت و بیشہ جو شیر و ن سے پاک
 رکھا نام پھیرا دن نے از خوف جان
 درندوں سے جب صاف جنگل کیا
 رہے دیکھ حیران صغیر و کبیر
 زمین سے فلک تک جو پہونچا یہ ذکر
 نہ تھا صید بری ہی پر حصہ تنگ
 گزند دن کے حالات کیا میں کہوں
 جدھر آب شمشیر اُس کا ہوا
 پتھر ٹوٹا ہوا جب چرندوں نے سیر
 پرندہ نظر میں جو ان پسیر کے
 اگر دیوہ و دان جو آ یا لطف
 مگر دان سے جیتے کسی پیل لائے
 سبھی پیل ہر چند محبوب ہیں
 پر اک پیل کا عین ایسا جمال
 کبھو پیل ایسا چشمِ جہان
 وہ ہے قد و قامت میں اتنا بلند
 بدانت اپنے یہ ہاتھی نہیں

کیا قصد جس دم سوے نیل گاؤ
 قدم پیچھے لے اس کے اپنی پناہ
 چھلین ارسکا کیا سر کے کوئیے شن
 کند اجل سے کیے پائے بند
 شکاری سگائے جو نیکے تھو کال
 پہونچنے میں سرگز نہ دان دیر کی
 تو کھال اسکی بھی کھینچکے بھس بھرا
 کہ باہر پڑے تھے ز حد بے شمار
 پڑی شیر کے مارنے کی یہ ہاک
 کہ جس شخص کا نام تھا شیر حسان
 تو شیخے میں تشریف سنا ہوا
 جب آگے سے آٹھ بھاگے قالی کے شیر
 پڑی اپنی برج اسد کو بھی شکر
 نہ ماہی بچے بحیر میں نہ نہنگ
 کہے بن بھی پر کس طرح سے رہوں
 نہ اثر در بچا ہے نہ دان اثر دہا
 پرندوں میں لے تعذری تا بئیر
 نہ آ یا ہوا میں مجبوز تیر کے
 پتھر ٹوٹا غرض صید اسے بوجھ کر
 سو حلقہ بگوش اس کے وہ ہوئے آئے
 سواری کے خاطر بہت خوب ہیں
 زبان و صف میں جسکے میری ہولال
 نہ آ یا لطف زیر نہ آسمان
 لگا گئے دیکھ اس کے ہر ہوشمند
 ہوا دیکھ اسکو نے مجھے بالیقین

<p>رہے جب نہ دان صید سو سو کردہ نہین اسکی خوبی میں ذرہ تصور ترے سایے میں یہ جیتے نابہ</p>	<p>تو زنجیر کر کھینچ لائے ہن کرہ خدا چشم پر سے رکھے اسکو دور تجھے پرورش کی ہے اس کے کد</p>
<p>مثنوی در معرفت دیوان اشعار مہربان خان</p>	
<p>صاحب اسیر کے ہن یہ ابیات یہ سفینہ ہے رشک ابر بہار اسکی ہوتی نہ گرچہ من پہ نظر اس کے پھون پہ جلد کی یہ بہار صرف شیرازہ جو ہوا تیار نہ کرے سیر اسکی دل کو ادا نہین اساجو دیکھو ہفت اقلیم دیکھے اسکو جو کوئی فردا فرار ہے عبارت میں اسکی بگہ صفا اسکے کیا کیا کردہ نہیں وصف بیان نکتہ رس کی نظر میں ہے یہ حال اس سے ہے گوش کو بھی دل کو سود لعل سفتہ لب دہن تیرا تجھ دہن میں زبان سحر طراز چاہیے یون کہ طوطی رضوان تیرے خامہ کی کیسا اکون ہن صبر شعر ناخن بدل ترا بہ چہان درد ابیات کا ترے مضمون ہر غزل ہے تری کمال سخن</p>	<p>فکر عالی کی آپ کی کیا بات ہر ورق اس میں قطع گلزار شعر اس میں ہن گل سے رنگین تر در باغ بہشت کے ہن کو ادا ہے رک جان عاشقان زار منتشر ہون تو جمع کر دے حواس درد مندوں کی خاطر ادر ندیم تا دم مرگ مھینچے آہ سرود آئنے ہے عروس معنی کا خط ہے خوبی میں بہ زخمتان اسکے لفظوں کو پہنچے اسکے خیال معنی میں اس سے یہ کہیں افرو در شہوار ہے سخن تیرا ناطقہ کی ہے تکیہ گماہ ناز ہو زبان پر ترے بلا گردان لبیل باغ عشق کی ہے صغیر زیادہ از بیت ابروے خویان جو ہے مصرع سونا لہ سوزون تک شوخی غزال سخن</p>

<p> پہلو کی بھول جاے شاعر کو پنجم زن حبیب ناکس وکس کے مرغ معنی آسمان پرواز کشتی ذہن کو سہے باد مراد کرنی اس خیر خواہ کو ہے فرض پھر لے گا نہ سوز سا انسان پیچھی بھڑکے ہوئے نہ آدین ہاتھ دام الفت سے تبرے جائے گدھر حق نے ایسی کی بہ زنجوبی بٹھے ہے عمر و خضر میں یاری ہونہ مرگان سے لفظ لاشک تباہ کیجئے تو نہیں یہ عقل سے دور شعلہ کو خس کی دوستی کا فکر انتہا اسکی لے سکون میں کیا جو ترے آگے دو جہان رکھ دے تو سراپا جگر ہے صورت کوہ صاحب سیف اور قلم ہے تو جاے ہے پیٹھ جیسے تیر و افنگ کچھ صلہ سے غرض ہے سودا کو مہربان دوستی تری منظور پہونچے زحمت کا میرے تجا سلام رہو جون آفتاب عالم تاب </p>	<p> بڑھے دنگل میں جب رباعی تو ہیں جو مصرع ترے غم کے نہ بجا بٹھ سے اے مرے شہباز شعر کی بحر میں ترا دستار ایک خدمت میں تیری تنی عرض اسکو طر سوج تو غنیمت جان کیسی ہی رام ہوں کیسے ساتھ یوں تو صید آگے اے گرم گستر تجکو بخش ہے خلق کی خوبی سن کے باہم تری وفاداری دستگیری کا تیری دیکھ پناہ گرموت سے تیری کچھ مذکور کروے تحلیل سنتے ہی وہ ذکر جرنجویہ تجھ میں ہے سخاوت کا وہ کوئی تجھے عرض بہت لے تجھ شجاعت پہ متفق ہے گردہ رزم اور بزم میں علم ہے تو صف اعدا میں یوں ترا سرخنگ لیکن اس نظم سے نہ سمجھو تو اس سے رکھتا ہے یہ دل مجبور کر چکا میں دعا پر ختم کلام حشر تک زیر سایہ نواب </p>
---	--

شنوی در تعریف چاہ مومن خان

بعد کوئی کرے بخوبی ذکر

رہ کے دنیا میں کیجئے وہ نکر

<p>یہ لباس حیات فانی ہے آگے کرتے تھے آدمی وہ کام کرتے تھے سر اہل کنت و جاہ اب نہ وہ دن ہیں اور نہ وہ راتیں وہ جو تھا کوئی شخص مومن خان ایک وہ کر گیا ہے ایسا کام نزد اہل حسد و بھی نہ موا کیا کنوا ہے کہ جسکی سکے تنہا ٹالے آٹھ آٹھ آنسو دتے ہیں جتنے دے زمین پہ ہیں تالاب ڈگ ڈگا کر اگر کوئی پیوے شور شور سے کا اوٹھ گیا یکبار برف دالے جان تلک ہیں اب نکتے ہیں ہاے جاہ مومن خان کیا ستون کا خاندان آباد روزین کے تمام اب کو دے جن نے یکبار بھی پیا وہ آب</p>	<p>نقش بر آب زندگانی ہے جسکے باعث رہے ہمیشہ نام پل دھما سرائے مسجد و جاہ رہ گسین باد گار یہ باتیں غور کر کیجئے تو اب ہے کہاں کہ سدا با جتا ہے اسکا نام جسکا نکلا ہے اس طرح کا کنوا چھکے آدے ہے دیکھنے دیا شرم سے ڈرے آب جوتے ہیں ہو گیا ہے سہو نکا زہرہ آب تاناہ اوڑھے جان کب جوے ہو گیا سرد برف کا بازار گرد پیش اس کنوین کے اگر سب گھر ہمارے کو کر دیا ویران تیرے ہاتھوں سے اے کنوین زیاد چینی بھر پانی لیکے ڈوب مجھے حشر تک زیر خاک ہے سیراب</p>
--	---

مثنوی درج

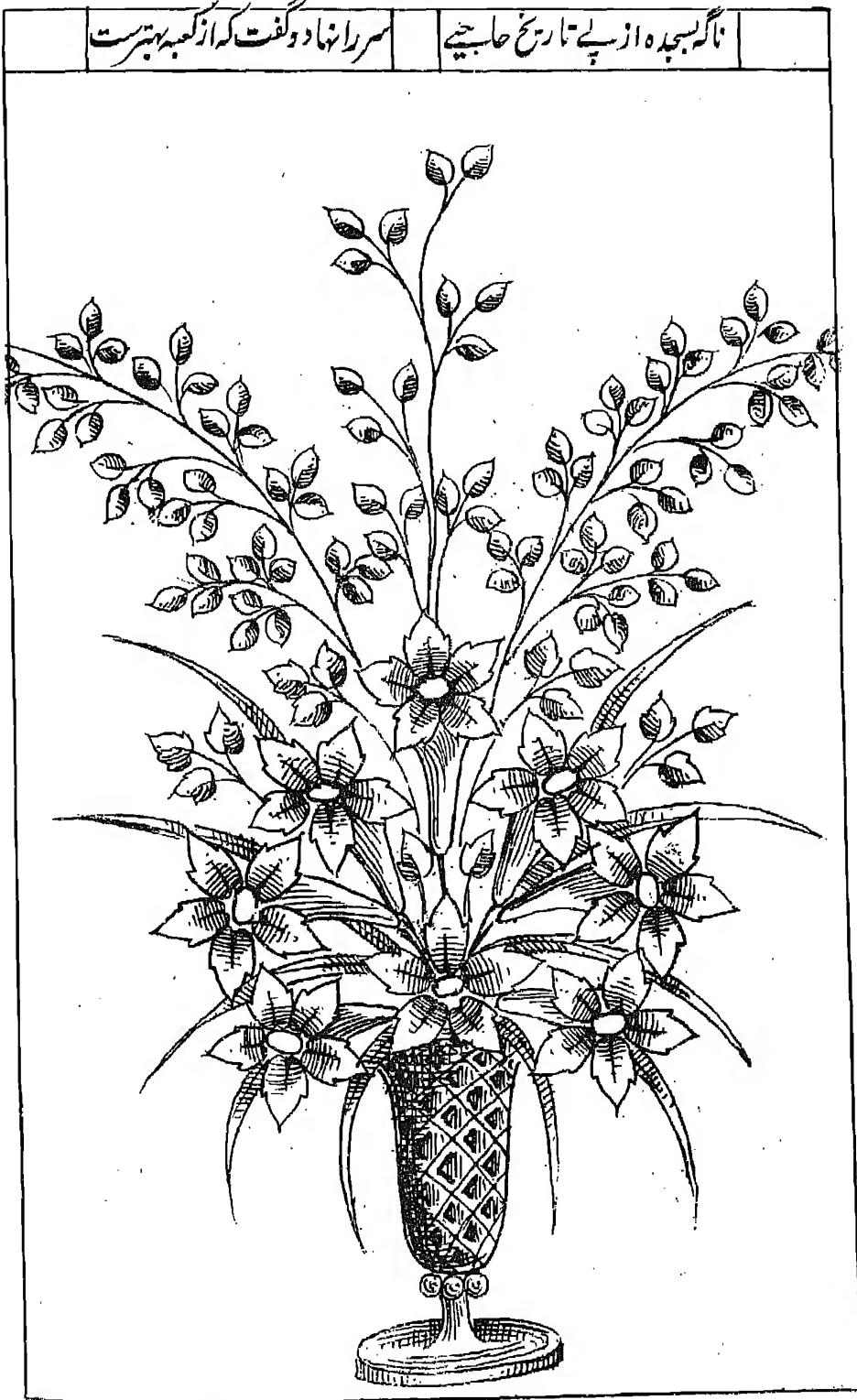
<p>کھدا تیرے خاتم پہ جب تیرا نام ہوا ایک عالم کو کاغذ سے فیض جہاں خلایق کا ہو مہربان سر لپا تو قیاض ہے اے خلب ز بونی مرے بخت کی اس میں ہو</p>	<p>سند اس سے پانے لگے خاص عالم اگلی جب سے ہونے تری مہر و فیض کیا کام میرا اپنی سے تین روان منہیں اپنی قسمت سے نین کا میاب وگر نہ تری مہر تو ہے وہ شے</p>
---	--

<p>بنگین سلیمان کہ تابندہ بود بہت ان دنوں ناتوان ہو ہلال</p>	<p>ہمین اسم اعظم در دکنندہ بود تفضل سے کراپے بدر کمال</p>
<p>قطعه در مہج نواب عہد الملک آصف جاہ</p>	
<p>مدار کار دو عالم حصول بہامول اساس ظاہر عالم عہد ملک مدہم امام عالم و کامل عددان حارس ملک کہ المیاد احصاء ما علی الالاد ہام وہمراحم اعطائے او مراد سوال وہوار در دہا ملک در اہمہ معلوم طعام او ہمہ کس را مراد دل دادہ مہ عطار دہم و سماک دہم راج سرور روح ہمہ در دلا او محصور حسام ہماط او مہر سادہ ہر دم ہو او حرص و ہوس ہر سہ اہل کردہ وہار او کہ سہام و عا و روح ملک</p>	<p>مراد اہل دغا مدح سرور مہم سؤل ملوک دہر و را کردہ در کرم محمول سر آمد رڈ ساسد و ملک مقل ہو الدلائل للدر علمہ مدلول کہ داد شد اکرم در اہم محمول رسد عطا و کرم در صبح و معلول کلام او ہمہ دم روح را دہا کول وگر سہاد سہا در مراد او محمول وہو را ہمہ سور و عد و را سؤل ہلال مہر کہ ہا کہ در مہ را سؤل وہو وہو در مع الصوم مر و را سؤل سداد او کہ صلاح محمد مر سؤل</p>
<p>مخمس نغمین غزل حافظ و تعریف بادشاہ زمان</p>	
<p>خسر و اتجہ سا کوئی دوران ہم ہونجائے تو بچہ در دولت پیر یون بولے سلیمان آئے تو</p>	<p>باب تخت سلطنت ایسا ہمین دکھائے تو اسے قبائے بادشاہی راست بر بالائے تو</p>
<p>زمینت تاج و نگین انگوہ ہر والا سے تو</p>	
<p>وکیہ بچہ شاہ بلن اختر کو بولین تیکس و ہا ڈاست سے سپہ تیری نورانی شیشہ کی حد</p>	<p>آسمان جا ہا ہے تیری یہ شکست تابہ آفتاب فتح راہر دم منہ رو غی میدہ</p>

از کلاه خسروی رخسار منہ سیاهے تو	
آسمان تک گر کوئی پہونچے زمین کے گئے جست	اگر درہ تیرے کے آگے مر نہم اسکا ہو جست
فیض کو تیرے قدم کو کسا پہونچے فیض دست	اگر چہ خورشید فلک چشم و چرخ عالم دست
روشنائی بخش چشم اوست خاک پایے تو	
مردمک ہر چشم تیرے کی مہوس خسروا	خاک کو جب کی مگہ کر دے طلانی کیسیا
انج دولت کو نہ پہونچا کوئی بن تیر عطا	جلوہ گاہ طائر اقبال باشد ہر کجا
سایہ انداز دہا ہے چتر گردوں سے تو	
علم کی بحث میں مہیات جو کی تیرے صاف	اس سے رکھ سکتا ہو کب تنویر و حصول علم
حاشیہ تصنیف کا تیرے نہ لکھیں برخلاف	در علم شرع و حکمت باہر ابران اختلاف
نکتہ گاہے نشد فوت از دل داناے تو	
عالم علم لدنی لطف کا تیرے مدد	بو علی بحث میں لے تقریر تیر کی
زندگی خواندہ تخت سر بر کی ہوتا ابد	آب حیوانش ز منقار بلاغت میچکد
طوطی خوش لہجہ یعنی کلک شکر خاے تو	
حق سکندر کے زمانہ سے زبیں صحبت بکار	سیم و زرجاہ و چشم مال و مثال و اقتدار
جو غرض چاہا دل اس کے نے ویاوہ بیشمار	انجم اسکندر طلب کرد و ندادش روزگار
جرعہ بود از زلال جام جان افزاے تو	
کچھ ہو بندے پر خداوند اپنے کا سمجھ کر م	شکر ہر حالت میں لازم ہے بحال پیش و کم
تن ہو گرفت زبان مانند شمع صبح دم	عرض حاجت در حریم حضرت چون آدم
ماز کس مخفی نہ اند بر فردغ راے تو	
قصیدہ فارسی در تریف مسجد تو	
با عنایب گلشن ایمان برابرست	گل بانگ مرغ خامہ ام اللہ اکبرست
دارم من از لباس حرم صوف در مود	سہر سو کلمہ در دامن شود اسلام رہبرست
بہ عنقہ پای خامہ من گنج نمی فتد	کز رشتہ محبت حق تبار سلطنت

<p> بین السطور او که بهر صفحه نقش زد حرف زبان فلک من از کثرت جلای هر که رسد چو شاد معنی بخاطرم چشمم اگر بسبزه خط بتان افتد بازوی شاهباز خیالم که در پیر است از استماع نظم کلامم درین مقام زاهر چنانست آتشه از فرم بقول کس چون مختص سوار شود در رکاب داد شادی غره و مضان زیر آسمان یعنی بر برابر دست پیوسته بتان تابشند و سدر سه بانگ صلوة را خواهان سیمه بسکه بود خلق دانه اش در فکر و ریاست گدا از پله نماز دیدیم تازه سجد نور آنی که زد آبی که ریختند به تمیز آن کان هر شک او ز عکس کوکب بوقت شب یارب چه سجد نیست که گرد حرم او فرمان روا سیح بمعمار آن نباش آید صد از گنبدش از جنبش نسیم دل در تقب است که گلدسته های وصف کتابه اش چه نویسم که در نظر حاجت دهان حرم بفرغ چراغ نیست فی الفور میرسد بدر خانه قبول بر سطح او مقابل محراب حوض نیست دیدم چو عکس قبه زرین او در آب </p>	<p> از چاک جیب صبح سعادت نورست بخوبست هر ورق چو بر آئینه جوهرست می بینمش که جامه احرام در پست بے آهوسے حرم منظر نوک انیسرست بر مرغ رو بقیله نشین سایه گسترست هر زند حبس در برد عامه بر سرست چون گوش روزه دار برآمد کبرست سنگی برای شیشه پرست قلندرست نزد معان ز غره شوال خوشترست در چشم خلق جلوه محراب و منبرست شد در پله نماز گره بر پهن کراست از در شاهوار به قیمت گران ترست مصرف بر عمارت مسجد تو نگرست در آقباس نور مه دهر اخترست پیدا است از صفایش که او آنگی هرست در چشم رذر کار تر صبح بهترست ارواح ادبیای کلل کبوترست دل افشای او که خدین روح پرورست بنگر که شان رفتم از عرش برترست هم در بهار و هم بخزان تازه دترست چون سر نوشت صاحب یان منورست شب تا سحر تجلی حق شمع منبرست اسما برامی مرغ و عافیت شهرست چشم بر آب جانب ابروی دلبرست پنداشتم که مهر بگو شر شنادرست </p>
---	---

<p>صحنش بوسعت کرم حق برابرست جاروب کش بصیرت سلطان خادوست دل را از ان صفا که برودید یادوست عکسی اگر درون ز بهوی مکر دست آبش چنان قریب که بالاب برابرست چون صورت صف مزه دیده ترست در تازگی ز باغ جنان هم فرو ترست گلشن بهر گلی که ز دیوار تادوست بر عارض نگار چو زلف معطرست هر دم بگلک صنعت او صنع دیگرست مطلع بصفت او ز گهر هم صفا ترست از عکس یکدیگر بقرائن برابرست در گوش هوش از جمله صفا ترست نحوه بدل صدای قرأت نورست الاشک کلام حق بزبان پیبرست در گوش ماز نموده داد خوشترست در باغ دین بهر خدای تمیزست به رضایت صلحا شیر و شکرست سدره صنوبرت فردا بهر شترست کاجا گدا و شاه بیک سجده هرست فردا با و ثواب دو صدر حج اکبرست زین وجه مرغ قبله نما سخت ترست در رتبه آن سگان ز حرم پایه ترست اورا که از زبان کس این حرف بدوست با کعبه این رواق مقدس برابرست</p>	<p>اگر سی اور مرتبه انبیا بلند جاروب صحن شکل خطوط شعاعیست هر چند جای رفته بے دیده ام نه آیند در شمار نظر زده اسے خاک چاهی باین لطافت خوبی بکنج اوست مردم بگرداد همه دقت از پی و ضو نقاشی عمارت آن سجده گاه خلق نقاش او که رنگ طرازست چون بهار نوع کشید کرده موج نسیم صبح بیرون زحد و صف بود دست کارکش از بس دران احاطه صفا را بکار برد یک سمت نقش لاله دیکو صنو پرست ایجا کس که پیش نمازست صفا و در فرض صبح و شام ز هر سوره خواندش هر کس که بود منکر قرآن شنید و گفت گویند عویشیان که صدای خوش خوش بلبلست او که سر که ترانه اش خوش اوج طوبیست خطیش که نطق او و اعطای چه داعیست که تاثیر حرف او لا ریب بهیچ خانه بود حیات خدا هر کس دران مقام و در کعبت نماز خواند هر که دو کعبه گشت کند رو کدام سو سودا اگر کس بقسم گوید این سخن شخصه که واقفست از شان بزرگیش بودم درین خیال در آنجا که ظاهرا</p>
--	---



بسم الله الرحمن الرحيم

شہنوی در جو میر ضاحک

ہے عجیب و غریب زیر سما
کہے اُسکے تئیں قسم کھا کر
نہیں دین بنی کا اسمین بھول
شاہ قانع آگر ولی ہو فقیر
کیا حریص طعام ہے یہ پیر
دہرے یہ بڑی حماقت کی
لاکرا یا ہی ایک دسترخوان
شرق سے تانبہ بھر بھجوا یا
اسمہ نجات حق جہانک تھے
اسمین کچھ اُس سے ہو گئی آن بک
ماہ بھی یہ نہ ڈالنے پایا
پھر گیا اوس سے تو زمانہ شوم
کنگری چنے پر ہے اب گذران
سگریزے تلک نہ اس سے بچے
آدھ سیر آٹے کا خدا ہے کفیل
گھر میں اب جکے دیکھ گھر کے
گود سے پھر جو رستم اٹھ کر آئے
خوردنی کی ہوجیں زمین پر باس
بٹھے کھی کی طرح بے درپے
آگ لک کر کسی کے گھر سے دو
لوگ تو دوڑے ہیں بچانے کو
ہر کسی بیٹے کی دکان پر حبا

اک بیان صورت آشنا اپنا
امت دانی سال سنبہر
اور دنیا کے ہن چلن میں اکول
اسکو مانے کچھو نہ یہ بے پیر
حارث سنگدل کا ہے وہ مرید
اپنے گھر اسکی لاضیافت کی
طول عرض کا کیا کردین بیان
اسمہ تنہا اُسکی بھلا یا
بان سے آگے وہ اسکو ان تکھے
اسکو اٹھو ادیا پکڑ کر دن
چاہتا ہوٹھ اپنے گھر آیا
کھانے کا بچتا اسکے گھر معلوم
معدہ اسکا ہے مرغ کا سنگدان
معدے میں اسکے تو ہر اڑتے
پیٹ اسکا ہے عس کی بیل
در پر اسکے یہ بیٹھے یون اڑکے
میت اسکی اٹھائے یا نہ اٹھائے
جمع دان کر کے اپنے ہوش جو اس
دو دن ہاتھوں سے سر کو پیٹے ہے
ایک ذرہ بھی گر کرے ہے نمود
دوڑے یہ لے رکابی کھانے کو
اپنی باتوں میں اسکو لے ہے لگا

<p>کھٹے بندر کی طرح بھر لیوے یہ دوا سیر اپنی کے دانے گالیان کھانے تک بھی مٹا ہے صاحب خانہ رنڈیاں بلوے کھڑی یہ چاہے پھر مین مین لیجاؤن اس جگہ گارہا ہو جیون خان سردن کی بندھ رہی ہو یا ہم اس نہ سنے آپ یہ نہ سنے نہ پڑی کا آٹا سخت ہے یا نرم اپنے نفردن سے جوتیان لگوے جائے تو یہ کہے پلاؤ پلاؤ کرے ہے یا رد دیکھو یہ سب داد مار ڈالون گا اس نہ دے کو اس سے کہتا ہے تب یہ گیدی خیر تیری انگلیا مین گاؤ دیدہ ہے سچ ہی کہہ ورنہ ہونگا مین دل گیر کہ دل اس نیک نخت کلے کیاب حاضری حنلق کی بسا ہے آفت اپنے دہ کھر پہ لائے ہے اور کوئی نہ کھانے پر بیٹھے کہو کھانے کو جب لد دیوین دم صاحب خانہ سے کرے بدلتا پیٹ کی میرے کچھ تھیں ہے فکر روٹیاں سو بچاں ادھر سیری جلد ان کو تنور لگو اگر</p>	<p>کام ہر سرجہ اپنا کر لیوے توڑ کھاتا ہے جا کے پاخانے اسلئے بھو حنلق کرتا ہے شادی مین گر کسی کے گھر یہ جائے کیا طے اسکی اس گھڑی مین بساؤن راگ گر ہو کلا دتون کا دہان اور کھاج بجاے دبی داس کیسی ہی دبی داس پر نے لے یہی پوچھے ہر ایک کے بے شرم صاحب خانہ اس مین گر جھٹلا اسکو ہر گز نہیں جیسا لگاؤ نان باکی محکمہ یون نہ یاد چاٹے ہے چوری سے رقبہ کو جو رد اپنی پہ جب کرے ہے نظر کچھ ترے پاس لے جمی کر دے ہے یا چھپائے مین ترے قرص پیر اسکی باتوں سے اسکے یہ عذاب غرض اسکو یہ کھجبر آتا ہے جو اسے یہ مان بلا دے ہے یہی کہتا پھر اسکے کھر بیٹھے بولتا آوے ہے قدم بقدم نہ سلام علیک نہ کج بات بیٹھے ہی نکالے ہے یہ ذکر بھوک کچھ کم ہے اندون میری نان باکو کہو یہ بلوا کر</p>
---	--

<p>جب تک کھانے پکھین مائے بچنے دنیا کے بچ بن اشکال جب تک کھانا آوے ہی آئے کھانا آوے تو اس طرح لڑے مارے لقمے تو اس طرح بد ذات وہ جو نوکر کھڑے ہوں جس تس کے دیگی جب یہ چاٹ کر پھوڑے کھانا کھانے میں ایک دن ناگاہ بولا دیکھ اپنے عکس کو وہ لئیم غرض اس طرح کا جو ہوئے بخیل ایک تھا اس کا آشنا دل سوز ظاہری اس کے گھر تھی کچھ شادی بیٹھے باہم تھے آشنا بہ تنیز اور وہ ان ہوتا تھا راگ و رنگ نہ تھی اس کو کسی سے بات و جیت گاہ چونکے تھا گاہ اٹھکے تھا اس میں یہ سو گیا تو دیکھا خواب ناگہ اوس قاب پر اک اور آیا حکم میں کھانا ہے اور میرا منہ لکے یہ نیند میں جو مارا ہاتھ اڑ گئی سر سے آگے کیا میں کہوں صاحب خانہ درمیان میں آ بنے کون ان کے سر پہ ماری و حول خواب کو اپنے کر کے تب تقریر کے یہ خواب اس سے ہو کھانا</p>	<p>ان ہی کو لاکے میرے سزارے اشتہا ان میں تھا مناسب حال اسی یک یک میں جان کھا جائے جیسے کوئی کسی کا گھر لوٹے جیسے جھانے کوئی پٹے کے ہات منہ کو حیران ہوتا کہ رہن اس کے منہ کو کھانے سے موڑے تو موڑے پڑ گئی اس کی آئینے پہ نگاہ کہتے بھڑے تو مرا ہے ندیم کب زمانہ کرے نہ اس کو ذلیل وارد اس کے یہ گھر ہوا اک روز سر مجلس بلا اسے جادوی صاحب خانہ کا ہر ایک غنیمت ناچ ہوتا تھا باجے تھی مردنگ بھوک سے اس کی لگ ہی تھی پیت گاہ مطبخ کی باس سوئے تھا گویا بیٹھا ہوا ہے بر سر قاب تب یہ بے اختیار بر آیا گیدی یہ قاب اور تیرا منہ پاس لے کی بگڑی ہاتھ کے ساتھ تھا یہ نزدیک ہوتے کشت و خون پوچھا اس سے تھین ہوا ہے کیا پتہ شیطان چڑھا پڑھو احوال کہا اس میں ہے کیا مری تقصیر سب نے ہنس کر کہا کہ تم ہو معاف</p>
--	--

لکھر کے صاحب لے دیکھ کر یہ طور
 حرکت تم سے یہ نہٹ تھی بعید
 تب یہ ہنکر زبان پر لا یا
 کہا تسلیہ پلاؤ بریانی
 یہ سخن سن کے مثل تیر شہاب
 جا کے مطبخ پہ یہ پڑا اس طرح
 لاٹھیاں لے لے ہاتھ پیر و جان
 گوشت چاول مصالح ترکاری
 مطلق اسنے نہ مانی ڈانٹ ڈپٹ
 خرچ کر یہ سلوک دوست کے ساتھ
 یارب اتنی تو اب مری سن لے
 وہ بھی یوں ہی چلا کرے دن رات
 چاٹ کر اسکو اپنا پیٹ بھرون
 قصہ مہمانی کا سنا تم سب
 جائے بازار کو اگر وہ لڑیم
 نان بابیہ کنہیڑے حسلائی
 جو ہے دکان میں سواد سکو پکے
 بھوک میں جب ادھر پہ آتا ہے
 جن ہے یا آدمی ہے یا کیا ہے
 نہیں ڈرتا یہ لاٹھی پانٹھی سے
 آدے جو کھینچ سانسے تلوار
 مورچے کی طرح یہ اسپر آئے
 بھوکہ کی جھانجھ گر ہے یک پہر
 سیر یوں بھی نہ ہو تو جنگل کو
 کھا چکے گشت جب اوکھاڑا دکھاڑا

ہو کے مجھ یہ کہا فی الفور
 کی ہے کھانسنے کی نین ابھی تا کیر
 بارے کیا کیا کہو تو پچو آیا
 ہے یہ سب صاحبون کی مہمانی
 دوڑا مطبخ کی سمت ہو بیتاب
 میں بیان اسکا اب کروں کس طرح
 کرتے ہی رہ گئے سبھی ہان ہان
 سب سمیٹ اسنے ایک ہی باری
 رکھکے کھلے میں کر گیا سب چٹ
 مانگے پھر یہ دعا دھنک کر ہاتھ
 عجبو اک آسمان سا کھلے
 جو ہم ہوئے دان جما دو نبات
 قف نہ جا کر کسی کے در پہ کروں
 پڑے اس بھوک پر خدا کا غضب
 خلق سمجھے کہ ہو پچی فوج غنیم
 کہیں آفت کدھر سے یہ آئی
 جان یارب ہماری اس سے بچے
 لوگوں کو کاٹ کاٹ کھاتا ہے
 یا کوئی دیو بوکھلا یا ہے
 کیا کرے لاٹھی اسکی لاٹھی سے
 جب تلک ہوئے اسکا اس تک دار
 کہنے سے پہلی تلک کھا جاے
 آدے پھر منڈیوں کے سر پر بھر
 تول لجاے بھوک کے بل کو
 پھر تو نکلے ہے بھڑوا جھاڑ کے جھاڑ

غرض اس بھوک پر کہ نگلے ہر دھک چار کے کا ندے جب یہ جاو گیا ایسے بھوکے پہ لعن کیجئے مدام	نہیں اس فکر میں گیا ہے سو کھ تو شے کی ردی کو بھی کھا دے گا شام سے صبح صبح سے تا شام
--	---

ترجیع بند درجو ضاحک

جاسا ضاحک سے پہلے اسلام آپ کو کہتا ہے تو سید ہون میں پس دکھا تو اب کیسی ہجو میں انکی تو است بہ اوقات شریف کون ہے تیری سیادت کا مقرر تیرے والد کو ہوئی تباہی کمال نق سمجھ کر یہ دوا بخو یز کی مولے اک مادہ خرچہ پینے لگا عمر بانی تھی غرض پانی شہنا آخر کار اس مرض کی بھی دوا	کیون کیا کرتا ہے ہجو خاص و عام جد مراد چھو تو ہے حیرت الام ہوا اگر ختم رسالت کا کلام گزرے ہے خلق و کرم ہی میں مدام جاننے میں خاص سے لے تا عوام تب چھکون نے نہ تشخیص پیام شیر خر باقرص کا فوراً ایک ام ہر سحر اس شیر کا اک بھر کے جام پھر ہوا سوزاک ہو بند احتلام وہ جو مادہ خرچہ تھی اس کے آئی کام
---	---

ریم سوزاک پدر ہے تو شریبر

رحم مادر میں اٹل نکلا ہو میر

سن تو کس سے نصف انسان نصف ہتک حرمت پر خدا کی خلق کے رینہ چہن جس جس کے تو خوان کا لات دن پڑھتا بھرے ہر اے لعین بیش و کم چھو میں نہ دیکھا عقل و حق گھر سے اپنے کھا کے جلدے جسکے یان عقل کستی ہے کہ کھائے پر نہ کھا	یعنی کیا تہ نہیں دیکھے مگر کب کسی سید نے باندھی ہے کمر ہجو کر اسل اس کی ہر شام و سحر اسکی اس کے گھر میں اسکی اس کے گھر نطفے کی ترکیب کا ہے یہ اثر جاتے ہی مانگے ہٹاؤں سے جھڑ حق کہتا ہے کہ بیٹھے سے نہ ڈر
--	---

	سید اے میر مثلث آپ کو	کنا اتنا ہو کے بے خوف و خطر
	رحم مادرین الٹ نکلا ہو میر	رحیم سوزاک پدر ہے تو شریر
	تال سرے ہے ترا گانا بری دخل ٹک صوت پدر کو بھی تو ہے لعن تیرے سر پہ کرتے ہیں سلام تال پر چپکار دے ہے ہر زمان نف اسے جن نے سکھائے کو ترے برخ انسان و حیوان میں سدا اس سے نے دعویٰ صاحبِ حق ہے بس تبا باعث انھوں کی ہجو کا دیکھ کر خلقت میں تیری شکل کو سُن چکا اپنی سیادت کا نشان	خیر ہے ست گا بلجن مادری تا یہ سمجھے ہے لت یا گوجری لے رباب و بین سے تالینگری از کچھا وچ تا بڑھو لک خجسری ڈنڈی کا نڈھے پر طنبورے کی دھری ہے جو تیری زیرِ حسنِ جنیری ہے نہ ہو خان کو ذرہ ہم سری بدعت کتا تو ہے بد گوہری شکر خالق کرتے ہیں دیو و پری تہمت اپنے پر نہ کر اسے شتری
	رحم مادرین الٹ نکلا ہو میر	رحیم سوزاک پدر ہے تو شریر
	ہوئے گے گر شراب ترے دفتر تک عجبو یہ ڈر ہے نہ پہنچیں کج کل ہاجی تو جسکی زن و دختر کا ہے بھیجے تو ناموس جن کا تا بہ آپ خشک تنکا نہیں سماوے جس جگہ جس گھر میں ہو نہ رشتے کی جگہ یہ بڑا موتی کا ہے قیمتِ شکن مرغ ہو دے حیدر آبادی تو خلق اگر اصالت کے نشان ہوں ہر جگہ اب نسب تیرا جو ہے اس وضع پر	ہوئے گے ہے کتر سے لے ہر تلک انہی نقلین بھی تیرے سر تلک ہے سخن انکا بھی تیرے گھر تلک دے بھی تیرا بھیجیں قیل و دختر تلک دان گھسیٹے خلق جو ب تر تلک مارکش بھیجے گا اس کو سر تلک بھر ہاگب اسکا سیم و زر تلک دیکھ لے ہے اسکے بال و زر تلک ہوئے گے ہے وہ کو دش کے زر تلک ہوئے گے کب تیرا حیدر تلک

	<p>ریم سوزاک پدر ہے تو شریرو رحم مادرین الٹ نکلا ہو میر</p>	
<p>آل پیغمبر کی کب ہے یہ زبان بچھے ہن نیو کے ناک پر وجوان بچھے گھر قصد بے تیر و گمان ایک گز کے بچ بھر تو تھا کہان خاک آدم میں اگر ہو تانسان وہ جو ہن ممتاز زیر آسمان گھر بگھر بہر پیر و سر نان روز محشر ہن شفع اس دجان کچھ بھی تجھ میں عقل ہے اے قلیبان ڈھڈھ سے تو کہان اور وہ کہان</p>	<p>ریم سوزاک پدر ہے تو شریرو رحم مادرین الٹ نکلا ہو میر</p>	<p>آوہنیں سید کیا میں استبان جگ میں اب تیری سیادت کا نسب دفع کو تیری نہیں اب فائدہ بل اگر پاتے برآمد کا ترے اسے سنی بنول ترا روز ازل ہجو کرتا کیوں تو ان اشخاص کی کو نسا سید بنا ہے مسند اک نشان تجھ میں نہیں ان کا کہ جو نسل میں اُنکے گئے ہے آپ کو میرہ تو جلے ہن جن کا نسب</p>
	<p>ریم سوزاک پدر ہے تو شریرو رحم مادرین الٹ نکلا ہو میر</p>	
<p>کہتے ہن سید کہ گھر جسکا ہو نیم گو تجھے سمجھیں ہن سیدنا فہیم گھر بگھر دوڑاتی بھرتی ہے نسیم تجھ سوا حارص بہ مشقاب حلیم پر تو سمجھے تب جو ہو ذہن سلیم تو ہنس دے اسکو جن کا ہوندیم سر دسمجھا ہے مگر نا زحیم تا بہ پیغمبر گنا جاوے کریم دل خلائق کا کرے ہے تو دونیم لعنت لے بھڑوے جہنم کے نسیم رحم مادرین الٹ نکلا ہو میر</p>	<p>ریم سوزاک پدر ہے تو شریرو رحم مادرین الٹ نکلا ہو میر</p>	<p>اس اجنبہ کو بھی اُنکے لے نسیم موری کے مطبخ کا اک بھٹنا ہے تو کہ تو کس سید کو بروے طعام کون سا سید بنا عاشورے میں فی الحقیقت ہے تو مضحک ضاحکا وہ تو ہے ضاحک ہنسے جو غیر پر مسخرے سید گئے تو آپ کو ہے وہی سید کہ جو پستین سے بر خلاف اسکے تو باتخ زبان اس عمل پر تو کہے سید ہون میں ریم سوزاک پدر ہے تو شریرو</p>

	<p>مومنوں کی ہجو تو ناحق کرے خمس کے پیسے تو مین گھر میں بھرے رنڈیاں لیجا کے لے کھوئے کھرے تو جو انکا تمغہ میں اپنے گھر بھرے ہجو تو کرتا ہے وہ مین منکرے آج اگر جیتا ہے تو کل مرے نظم میں آئے تے سب سے پرے بخلے مین یہ شخص رتبہ میں دے جسکی صورت دکھ کر شیطان ڈرے گویت این حرف ہر دانشورے</p>	<p>گر تو ہو آل بنی اسے مسخرے جو تو سید ہو دے تو دیو دن بٹھے یہ روپے تو وہ نہیں جیسے کہ تو کہ سراج خان نے تیرا کیا لیسا میر نواب اور اُنکے بھائی کی مین یہ سمجھو ہوں کہ تو اس شخص سے میرزا بہلو سے تا مرزا رفیع اور نام انکا تو لے سکتا نہیں تجھ سو اکس میر کی ایسی ہے شکل تو جتا دے اپنی میری جس گھڑی</p>
	<p>دیم سوزاک پدر ہے تو شہریر رحم مادر مین آلت نکلا ہو میر</p>	
	<p>دودا اٹھے جس گھر نہ والے تو اٹھے اگر دش ہفت آسمان سے تو اٹھے گوشت کھا کر استخوان سے تو اٹھے یہ تو کیا معنی زبان سے تو اٹھے ذکر کیا ہے خوف جان سے تو اٹھے ہیبت عالم ستان سے تو اٹھے کھانا کھالے کو جان سے تو اٹھے دیکھیے کس طرح یان سے تو اٹھے یہ نہو خالی دہان سے تو اٹھے سنکے یہ ہندوستان سے تو اٹھے</p>	<p>یہ تو ہے ممکن جہان سے تو اٹھے جس زمین پر ہو کھائی کی تو کب مثل سگ ہے جوع سے تیرے مال ہاتھ سے کہنے مین ہے اٹھنے سے حرف سامنے تیرے اگر لار کھے تو پ گولے سے اٹھے تو اٹھے یہ نہو بولین یوں انفار اسکے جسکے گھر کھانا تو تھوڑا سا دسترخوان ہے منڈیوں مین گوسے تجھ پر یاد دہا ہو تجھے غیبت تو دسترخوان کی کیا</p>
	<p>دیم سوزاک پدر ہے تو شہریر رحم مادر مین آلت نکلا ہو میر</p>	
	<p>توسمی ددن بانس سے بجا آلت</p>	<p>یکجو میری ہجو تو اسے بھڑے نط</p>

دیکھ تو ٹک یا ابھی ہیں کیا اکٹ جون بھی جنسے منہیں سکتی ہر چٹ جو تو چاہے کہ نہیں اس میں کٹ جسکے ظاہر ہونے سے لگے ہر چٹ دیکھو کیسا گردن کا چٹ وٹ اے دنی شان اس میں کیا جاو گی گٹ یون زبان خلق کو لگے گی رٹ	جو ترے دل میں ہو کہ تو شوق سے ہجو کی ہے تو نے انھی آج تک عیب دنیا کیا ہے جو مجھ میں نہیں بات کیا ہے وہ کہ اس میرے تین مولوی صاحب کو جو پھر کچھ کہتا آوے جو خاطر میں تیرے مجھ کو کہ پھر نہ کہو میرے سرگز آب کو
<p>رحم سوز اک پدر ہے تو سرور رحم مادر میں اکٹ نکلا ہو میر</p>	
<h2>محش در جوابیہ میر ضاحک</h2>	
بے دھ رات ساری ہسا نو کھجکایا تب شیخ سد داس پر اساک کھاکے کیا	ضاحک کی اہلیہ نے جب ہول گھر دھرایا بیٹھک میں بیٹھ پڑے چوڑے کو جھکایا
<p>بولا کہ کیوں بے ضاحک بھرا کوئی ہنگایا</p>	
بے کج کو کہا ہے کل دسے مجھ کو گالی بی بی کو اور تم کو گھر کر دیا ہے خالی	ضاحک یہ سنے بولا تنے زبان نکالی بکے کی شکل یان تو نے گوری پتہ کلی
<p>بکرا وہ دیکھی تلو جن نے کہ سر چڑھایا</p>	
میں ہں سو نہیں کچھ اور حرف جانتا جی گالی تو اک طرف ہے یہ سن رکھو بچا جی	میران یسکے بے پھر کہو کیا کہا جی بکرا اگر نہ آیا چھوڑ دن کا کر چھپا جی
<p>آگے سے دھوں دھتیا میں تلو کہ سنایا</p>	
اگر کے تو گلے ہیں اور تیل کے پورے تب شیخ سد بولا سنا ہے دی کے	ضاحک نے تب کہا یوں مجھ بائیں پورے بیٹھا کر جو مجھ کو دھیلے کے میں گندوڑے
<p>بھینسا ہی لیکے چھوڑ دن خاطر میں کیا تو لایا</p>	
دو تیل کے پورے آگے ہمارے ہنرا	دو مری میں منہ کو میٹھا بھجھو ہمارے کرنا

گائے اپنے پر نہ دیکھا بھٹس کلہا ہے بھڑنا	بکرا نہ لون نہ بھینسا لون بھٹس کر تو اڑنا
تب جایگا تو بھڑوے بیرون کو میں منلیا	

شنوی رجوفدی متوطن بنی کبے در صل بقال سچہ بود

<p>یار خدا ایک ہے دوسرے برحق ہی راست ہی شک بولیاں کی ہی سونک ہے سننے سمجھنے کو بات حق نے دیا گوش ہوش مرد کو سچ بولنا جزو ہے ایساں کا دارد احمد کو ایک ہیں مرد عسکری شعر بہر ایک کے کہتے ہیں وہ عسکر حق سب کہے ہی وہ وطن جتنے لکڑستاد ہیں شعر وہ میرا سنا جا کے انھوں نے کہیں اپنی سخن فہمی پر کہتے ہیں یہ ہو گے گرم اسکا سخن لوح ہے آپ وہ ہے لوح تر سکے غرض ہیں یہ بات بولوں جن جل جہنم میری زبانی انہیں یہ جو ہیں قرآن خوان آیہ قرآن کو کیوں دھو لے ڈالو ہو تم وہ لو نہ تہ طلاق دین از لے قرآن ہے شیخ ہی سے سمجھے ہو دین کی نسبت فقط دین اگر ہو دے ایک جھج نہ ادیان ہو اسکا عرض اعتراف کیو تو معقول ہے شعری انکے سند دیکھ لین حق کا کلام اسن چکے لے منصفو یہ تو سوال جواب لیک یقین جانو حق ہی ہے اسکا گواہ</p>	<p>صورت لوح و قلم جسکے لیے خلق کی آج زبان ہے کھلی کل کے تین بند ہے حق بطرف جسکے ہو گج نہ ہنا تموش بھوٹ کرے ہے عدم دین سلمان کا فہم میں سر تا قدم اور سر اپا تیسرے جای کے دیوان سے جو جانیں ہیں کیا ہیں شعر بہر میرے بھی اب انکے یہ ایراد ہیں شیخ دہر میں کو ہے حسین کہ نسبت ہیں دین تو ہے شیخ کے اور برہمن کے دھرم شاعری و شعر پر کچھ نہیں رکھتا خبر لکھ لکھ لکھ ش فہم میں لین یہ اجاب ب پوچھے تو اتنا کوئی تم میں کے ہر بان کا فرد سخن ہے خطاب حسین لکم و سیکم خواہ برہمن کوئی خواہ مسلمان ہے اپنی زبانی پر کہتے ہو بر خود غلط دو ہی نہ سمجھے اسے اُسا جو نادان ہو بات جو معر دین ہے انپہ وہ مہول ہے اسنی غلط فہمی پر طعن کرے ہے مرام آگے انھیں دیکھو ہوتے ہیں کیا کیا خراب ہوا گراں مرین فرہ بھرا پنا گناہ</p>
---	--

<p>اوجھو یہ لازم نہ تھا آنکے اس شہر میں بھڑنے کسواکھ یہ اپنے ہی یاروں کے بیچ حد سے یہ اپنی برے بانوں میں ہر قدر اتنے لیے صاحبو آکے یہ ہم سے اڑے ہوتے ہیں وہ ہی بڑے جنگو بڑا حق کے اپنی زلیخا اگر اس لیے لائے ہیں یا ن حسن معافی کے یہ دیکھ کر اس کی سباط اور زلیخا جو وہ خلق میں مشہور ہے ہو دے جسے تم میں سے مولوی جاہلی در کتے ہیں خیر یہ میں اپنے یہ ہر ایک سے شاعر و نہیں ہند کے میں گیا ایران تک پرچو آؤ گا سخن پہنچے ہے گوش ہنیم ایک خراسان کیا گو کہ یہ مکہ کو جائیں پوچ زبان انگلی سے شعر تو سر سر زد ہوا شعر تو بے ربط و پوچ کہنے سے اشتقاق شعر میں شاعر جو ہیں وہ تو تخلص کی لائیں اسپر نہ بھی ایک نقل بر محل آئی ہو یاو</p>	<p>ہم سے اُجھکر کے یہ طاق بنے دہر میں اچھو بھی گنتا کوئی پانچ سوار دس کے بیچ خیر یہ شعر لپے پر کرتے پھر میں گھر بہ گھر تا انھیں جانے کوئی یہ بھی ہیں شاعر بڑے اپنے کیے سے بڑا آب کو اچھن کرے شاعر دن کے زور کو اسپہ کرین امتحان اسکے بموجب کرین شاعر دن سے خطاط ہنم و شعور انکے سے سو تو بہت دوسرے پوچھے اُٹھو لے کوئی زن ہے زلیخا کہ مرد مجھ سا زباناں ہے کون پوچھو بدو نہ کہے سیکھی زبان و انکی بھی جا کے خراسان تک خندہ زبان بولے ہے وہ کہ خداے عظیم جیسے ہی امید ہر سے جائیں یسے لہو دھڑکے کاتب بیچارہ مفت لعن کا مور دہوا تسلیم انھیں خلق میں شہرہ سے یہ ندوق پر یہ تخلص بغیر نام نہ اپنا جتا میں ہو جو سخن ہنم سے مغز سخن کی ہ داد</p>
--	--

نقل

<p>بنیے کا دواں بند ایک قرضدار تھا بنیے کے پرکین اسکو نہ تھا دسترس آلو قصبیوں سے ایک ہاتھ لائے لگ گیا باز بھی اسے پاڑی سر کو بچائی کلاہ اور کیا ہاٹ سے بنیے کے عدا گدار ہنسکے لگا پوچھنے کے ہے جی یہ جانور</p>	<p>اسکے ادا کرنے میں سخت وہ ناچار تھا سود میں اور مول میں اسکے رہا تھا وہ بھینس سوچ کے دلیں کہا بنیے کو دیکھے دغا ہاتھ پر رکھ کر چلا کستا ہوا ۱۰۵ ۱۰۵ دیکھ کے الیا بنیے نے اسکو پکار پرکھا اسے کہو لے چلے اسکو کہ نہر</p>
--	---

<p> خوش ہوتا بن نے کہا سب سے کہنے میں باز شاہ امیر دوزیکھیلین میں اس سے شکار سنکے کہا بنیے نے مرگ ہے یہ اپنے بھان اُن نے کہا ساہ جی تے مجھے جھوٹ بول پھر وہ لگا پوچھنے کہ تودہ جنوب ہے کیا بنیے نے اس سے غرض تین تحقیق کر سانچ بناؤ مجھے باج کا کے بھاؤ ہے مول جو کچھ باز کا ہووے ہو سب نے کہا مول سن اسکا غرض برد کھا یہ بنی کرنے لگا جو رو سے رات کو مصلحت پیسے مے کرج میں ایک سپاہی کے پاس باج بڑا ہی سا ایک دکھایا میں اس کے گئے بولی بنی یہ سن ادت سنکے کھیر ہے سنکے کہا بنیے نے کے کسی یہ تین بات بولی جو یہ سانچ ہے لا کے لے دو ہر جو رو نے جب یوں کہا بنیے نے پھر بھی آ کے سپاہی کے گھر و لا کہ مر جاجی آؤ سنکے سپاہی یہ بات سنکے لگا جل پرے باز بے کا تو میں نتھے کرونگا حساب بنیے نے سنکر کہا کرج میں کچھ ہر ہے سب سے تھے مر جاجی تم سے کج لینے میں ہو جو چکوتا مرا باج کے کہنے ہی پر سنکے سپاہی یہ بات دلیں بہت خوش ہوا منہ تو تک اپنے کو دیکھ لہو گیا یہ باز مول بول اٹھا بنیا یہ سن پر کھا کی کھیر ہے </p>	<p> جسہ کرم ہوا سے تجھے اسے بے نیاز قیمت و قدر کی ہو سیکر دے تا ہزار سانچ کہو پر کھا باج اسکا ہے ناؤن فائدہ کیا ہوو گیا جھوٹ سے کچھ دے لعل ان نے کہا دو دھ بھات کھو نہ اور اس کے ہوا مول لگا پوچھنے باز کا یوں گھر گھر ایک کھیر دیا رکوا اسکا گھنا جاؤ ہے بنیے نے دلیں رکھا وہ جو کسی سے سنا باز کے لینے کی بات بنیے کے دلیں بنی سنتی ہے پھر دلی آسین ہو کیا تیری ست اس سے نکلنے کی مجھ کو نہیں ہوا کس اسکو کھیر دیوں میں اب کل کو جو دہ بنے اسکی رسوائی ہے اس اس سے ہمیں ہر ہے ماہ ری پر بھاؤتی رام کی مول دو دھ بھات تھوڑے گھنے کو تہ سوچ چون کے توجہ گیر داب نخل میں ہی کان پر رکھ کر تل کر کے حساب آج تم لینے کو میرے چکاؤ پیسے کہیں آج یاں تیرے لیے ہیں دھے مفلسوں کو مت باخیر سے گھر جا شاب کھیر جو بتلاؤ ہو آج بھین کھیر ہے تے ہوئے جاتے ہو کا ہیکر اب دینے میں باج ہی کو دو مجھے سانچ سا کچھ بھاؤ کر لیک بظاہر یہ حرف تند ہوا اس سے کہا یہ بھی ہو الون تل لے ہے جسے تول تول کرج کسو کا نہ دے کوئی عجب شیر ہے </p>
---	---

بنیے کی یہ بات سن بولا سپاہی ہو نرم
 بنیے نے دکھلائی تب کھولے اسکو ہی
 مول کیا باج سوا سپہ ہوتی قیل و قال
 آلو جانے کیا بات تو نکی میزائین تول
 دیکے سپاہی دغا بیئے کو حسلتا رہا
 دیکھ تو رہا دتی برکھا کے باج ہے
 دیکھ کے اُن نے کہا اوت تجھے ہر لوم
 نا توں نہیں لیون ہین رہتی میں اسکا سویر
 اور ٹکے جون باز یہ سنتے ہی اسکے حوس
 سر کوہ اور توند کو پٹینا ہو بجا جو دان
 سر کے اور چاک تب گلیونگی کرتا ہوا
 کہنے لگا ہاے وہ کیا یہ دگا دیکھا
 سوچے بھر یہ کیا بیئے نے دل میں خیال
 پاس ترے ہو نیلے بات جو اسکی بچلے
 کھوٹی پہ آلو کو بانڈھ بیٹھے تھا دکا نہر
 پوچھے تھا جس سو دیکھو کوئی ہے تیرے ہین
 سانچ تباہی بات لینے پہ کچھ تو بھی ہے
 یان غرض اس نقل ہے ہی اپنا مال
 چاہا تھا اس عقل پر باز معانی کو لین
 ملکیا ویسا ہی ایک انور فرشتہ اور
 سوزن کوری سے لے ویدہ دل کو سیا
 باز کی جاوم بانڈھ چاہتے ہین شہر پائیں
 باز کا جون بنیے کو آلو سے بتا دیا
 ولین اب مجھے ہی فکر ہے لیل تمہار
 زار داسی شہرین اپنے ہیناک ہر بان

قرض جو کچھ ہو ترا کہ جو ترے کئے دھرم
 دوسو روپے اسکے نام لکے تھے امین سی
 جاک چکے جب تین سو جھگڑا کر انفصال
 قرض کے وسیعے سو کی جڑی اور دھول
 بیئے نے لا کر اسے جو روئے ہینس کہا
 رام جی کے بھل سے کج ہین بلج ہے
 یہ تو خا در ہے وہ ترک کہین جسکو بوم
 کھو یا کرج سا تھ تین نکد رو ہو بکا ڈھیر
 چاہا کہ اب پھر ددن جاکے سپاہی کو پاس
 نام نہ اسکا سنا اور نہ دیکھا نشان
 آیا بلینسی کے پاس رو رو کے مہتا ہوا
 سو نکدرا درد کی جنس گھرے ٹھٹ لیکیا
 لیون ہین اسے یہ سچے بات کو تہرین ڈال
 اور بھی شاید کوئی جھسا ہی احمق ملے
 صبح سے لے تا بہ شام شام سے لے تا ہر
 لائے تھا بنیاد ہین تب اسخن بر زبان
 سبے دیار ام کی یہ بھی ہے الو بھی ہے
 موجب اسی نقل کے سن تو اٹھو نکا بھی حال
 ملک بھاک آکر اور اسے شہر دین
 فہم دناست کا جب پوچھ لیا اسکے طور
 باز معانی بتا لا انھین آلو دیا
 نام جو پوچھ تھا تو یہ تخلص بتائیں
 حق انھین حق نے دن شاعر کی جادیا
 اسکے تین بیکہ اپنے لیے لون قار
 کہتے ہین عطاری کی رستہ او پردہ دکان

<p>ایٹھے یہ رہتے ہیں وان صبح سے لاشم تک ادویہ میں سے جو کوئی مالک دکان گشتے ہوئے شاعر اور شہر وہ یہ دل دیا تھی جو جنبی میں عقل اتنی بھی انہیں نہیں ایسا ہی اور ایک شعر تھا جو ہمارا کہا سنکے انھوں نے پسند کیا جو مضمون کیا تھے جہاں دیکھے بند تھا اپنے جان سویہ میان فدوی نے کان کوئے گل کے ٹوڑ کہتے ہیں اب ہر طرف بزم میں منہ پھیر پھیر کھول دیئے ناز سے تھے دو جہم اپنی جان بات تو دہی ہے یہ سمجھو تو لے صاحبو سرقہ سوا اس میں ہے ایک قباحت یہ اور باغ میں بیٹھا رہے آنکھیں مندیں اکٹھ ہر کان کو نسبت سدا گل سے چلی آئی ہے شاعروں کی بات کا دیوے جواب اٹھا ناک کا اور کان کا اسنے ہوا توڑ جوڑ ناک کھوئی فہم کی اب جو یہ انسان ہوں کاٹین نہ گل پھول ہوں شاعر میں بے بند بس چل آئے کہ نہ کہچہ انھیں ہو داخترش کرتے یہ کہ منفعلا کے ہوتیرا خیال</p>	<p>گنتی ہے اشعار کی چار ہر آنکھ کو یک پوچھے تو یہ دین جواب دہ بھی ہر فدوی کی ایسا تخلص نذران بنیے کا ترکیب بزم جو ہے اسکو باز سمجھے ہیں یہ اپنے تین جو قلم فہم سے خلق نے دل پر لکھا میں لے نکلا بس بزم میں یوں اسے نوردن کیا جا کے صبا نے بباغ کھول دیے گل کے کان جلدی سے دان گرم گرم آنکھ دہی نرگس کی جوڑ شعر تھا دہ سیر بھر یوں میں دیا ڈیڑھ سیر کھولے صبا نے یہ سن غنچہ نرگس کے کان گوش نکلائے جاگو کہ اب اس وضع کو کوئے معشوق کا زیر فلک ہے یہ طور کھولے ہنگام ناز کر نیکو نرگس پہ ہر صورت نرگس دلام آنکھ کی بستائی ہے شاعری کی اپنی جوڑ کوئے کوئے ناک جوڑ نے نرگس کے جان بدن نہیں ہوتا چاہیے نرگس کی طرح آگے انھیں کان ہوں شاعروں کے حق کے سچ بھر کہیں نیک بد کیجئے اُس سے سخن ہوئے جسے عقل نہ ہوش سو تو غلط ہے کھوا انکو نہوا نفع سال</p>
<p>شاعر ہوا ہے فدوی کیا شاعر دکا تلامذہ مقبول شعرا سے گاہے سنانہ تھے</p>	<p>شاعر وہ زن تخلص یار دن کا سفر آ بزمین میں ٹان ٹان ٹان ٹان اور ٹخ ٹخ ٹخ ٹخ</p>

کوئی باہم لکھ کا پتہ نہ پادے، حسرت سے دھواں پھٹاڑنا ہو شاعری پر، گر شاعری یہی ہے دھولین تو کیا ہیں گن	اُلو جو کہ بکے پوچھو بتلاے سب محلا یاں تاک کہ خزانہ کرتا ہے یہ بللا باپوشین کھا کسو سے تڑوا دیکھا یہ کلا
بجوفدوی	
فدویا بولے ہے مین ہوں استاد آ کے شہیدا جو ہومرا شاگرد مرتبہ اسکے شہر کا ہو یہ رفتہ رفتہ سنا یہ شہانے معنی کے گھر کو تو نے دیران کہ کس طرح سے مین ہوں ترا شاگرد	مین کیا فن شاعری ایجاد گوش دل سے بٹنے مرا ارشاد سخن اسکا سخن کے ہوا استاد کہا اُس نے کہ خانان برباد پھینک دی اسکی کھود کر بنیاد بیت سعدی کی یہ مجھے ہے یاد
کس نیاید بزیر سایہ بوم در ہما از ہبان شود معدوم	
مان میرا کسا خدا سے ڈر بولی تیرری جو کوئی بولے گا آگے کو دیکھیے خدا جانے جس جگہ ٹھہرتے وہ بولے گا مار کر جب کوئی گرا دے اسے چلین کا نہ ہے یہ رکھ تو پیشین کے	اپنا شاگرد تو کسی کو نہ کر تیرری بولی کا ہو گا ہمیں اثر اچھڑے اسکی صدا سے کسا گھر تیرگو لی چلے گی دان اُس پر درنا لو تھرا سکی کھاٹ پہ دھر یہی کہ کہ کے اپنا سینہ دھر
کس نیاید بزیر سایہ بوم در ہما از ہبان شود معدوم	
جکے گھر آشیان ہو تیرا دیوان صاحب خانہ آشناؤں مین نبیجے ہے ایک ایک کو یہ پیام	نہ پھرے آگے صورت انسان ہو کے تنہائی اپنی سے حیران آؤ یان ہنس را یزد سجان

<p>جانہیں زیر گنبد گردان نہیں لائق نشست کے وہکان نبیہ کا اتر رکھ کے اپنے ہاں</p>	<p>کہتے ہیں وہ جو بیٹھے کوہین تو بھی گھر آپ کے نہ آدین ہم آشناؤں کو غم بلاتے ہو</p>
<p>کس نیاید بزمیر سایہ بوم درہما ازہماں شود معدوم</p>	
<p>مارے ہے اپنی شاعری کا دم دستکین ان سے چلتی ہیں بہیم کہتے ہیں مجھے یوں وہ کھاکرم ہے صدا اسکی خضر راہ عدم فرض مصوم کو ہے اس سے دم پندہ لکھ گئے ہیں اہل قلم</p>	<p>جس جگہ بیٹھ کر تو سب قدم جو سخنور ہیں صاحب اقبال موجب اسکا جوئے پھون ہوں آلو سے یہ صورت انسان طفل کے حق میں پرنٹ برہے ہے یہ ایسا کہ جبکی شومی دیکھ</p>
<p>کس نیاید بزمیر سایہ بوم درہما ازہماں شود معدوم</p>	
<p>مادہ سگ آپ کو تو نبوا سے سگ بہت خج اپنے ہیں پالے سگ سے اک لگے تو گرہ کھائے نکل آدینکے بھونکنے والے لال طوسی سفید اور کالے خلق شاگرد اپنے کر ڈالے</p>	<p>سُن بے آلوہیچ کے بنگالے میرے تین گوتے لیکر ذوق بگالے اتنے شاگرد ڈھونڈتا ہے عبث ایسے شاگردوں سے کہیں بہتر صور توں میں پڑینگے رنگارنگ چاہے آلوہی تو رہے بن کر</p>
<p>کس نیاید بزمیر سایہ بوم درہما ازہماں شود معدوم</p>	
<p>پھر کوئی خار و خس نہ وان پائے کچھ تصدق دے راہ تہا دے آپ کو جس محلے پہونچا دے ہیں جو بولی تو اپنی سکھلا دے</p>	<p>تیری جس باغ تک صدا جاوے تجکواس گل زمین سے جلد کوئی اُس محلے کو تو اُجاڑے ہے لوئیان طوطے کے بچے اس قابل</p>

اگر نہ شاعر جان میں ہر کوئی	نجا سودا نہ شعر دکھلا دے
شومی قسمت اپنی سے تجھ تک	کوئی ناکس ہی آئے تو آدے
کس نیا ید بزیر سایہ بوم در ہما از جهان شود معدوم	
اے بیابان خمیت کے غول	بستیوں کو تھکھوڑا نواؤں
فرخ آباد کے محلوں میں	حد سے باہر تو کر چکا ہے کل
جلد یان سے نکل و گرنہ ترا	بھرم میں اس طرح سے ہو گا کل
اب بلا کر ڈھنڈ دریاں کو	یوں سکھا دوں گا کہ بجا کر ڈھول
خلق اللہ کی سنے یہ بات	ہے اکا تو پر آدمی کا خول
سنکے عالم ڈھنڈ درے کی ندا	بولے گا دیکھ کر تجھے یہ بول
کس نیا ید بزیر سایہ بوم در ہما از جهان شود معدوم	
محمس در جوفدی شاعر	
جہان میں کون بنا تا ہے آلبینے کا،	سی سے بن کوئی آتا ہے آلبینے کا
بہت ہی جان کھاتا ہے آلبینے کا،	بنا بھی کو یہ آتا ہے آلبینے کا
کہ فردی جاگ میں کہاتا ہے آلبینے کا	
خدا کے واسطے دیکھو تو میری صنعت کو	کھڑا دہ بوم نہیں جس میں آدمی کی بوج
رکھنا وعدہ انعام پر تفاوت مو	پڑا دہ چو لھے لین انعام کج تک یارو
نہیں اجورہ دلاتا ہے آلبینے کا	
کیا ہے چرخ بنائے میں اسکے میں یہ ہنر	نہیں ہے صلی نقلی میں فرق ذرہ بھر
اجوادر بوم ہو سودا دہ یہ لگے وہ نر	جوراہ باٹ میں آتا ہے صبح د شام نظر
کے ہے خلق وہ جاتا ہے آلبینے کا	
نظر کر دو کہ ذرہ بھی بھڑ دے میں ہے شور	جو ملنے سے کس ناکس کے ہوئے ہر مغرور

کیسکو صحبت شعرا سے کچھ نہیں منظور	ہوئی ہے بسکہ یہ صفت گری مری شہو
ہر ایک دیکھنے آتا ہے الو بیٹے کا	
فہیم ہو مری صفت پہ چاہیے قربان	رکھی ہے طبعی کی مین چوچ بیچ اسکی زبان
کہ جو کہے ہوا سے کچھ نہیں ہے اشپر دھیان	جسے سمجھ ہے وہ ہوتا ہے آنکوسن بیان
سخن جب اپنے ستاتا ہے الو بیٹے کا	
کیا ہے کام مین وہ ہے جولا کن انعام	قبول خاطر دانا پسند خاص و عام
سو محکو دیکھ کے آئینہ لے ہے یہ دشنام	نہ پوچھ کر اُسے جو کچھ کیا ہے مین نے کام
مرے ہنر کو مٹاتا ہے الو بیٹے کا	
مین کارگر ہوں انا دے کا سب سے ظاہر	جو کچھ کہے کوئی کرتا ہوں پیٹ کی خاطر
وہ بوم بیٹے مین گر نقص سے ہو کچھ ماہر	تو اسکی شکل کردن اور جانور کی بھیر
عجب یہ شور مچاتا ہے الو بیٹے کا	
جو بوم پر نہیں راضی تو کیا ہے محکو ڈھیل	مین کا کا کو اُسے کردن یا بنا ددن چیل
اگے یہ جس سے کردن اسکی شکل کو تبدیل	براؤ ہوئے پاسکے ہے اسکا حق دلیل
جو اسکو سب مین جاتا ہے الو بیٹے کا	
غرض جو چاہوں سو کر ڈالوں دم مین کے تین	جو مرے آدمی چاہوں کہ ہوئے یہ سوہن
کیسکا یان نہ چلے کچھ ہنر ہے محکو یقین	ہوا ہے بسکہ یہ مصرع جہان کے ہنرین
کہ فدوی جگ مین کہا ہے الو بیٹے کا	
چشم و زجو مولوی ندرت کشمیری	
شعر ناموزون سے تو ہتر ہے کہنا ریختہ	کب کہا مین قتل کر مضمون کسی کا ریختہ
بیجائی ہے یہ کہنا شکے سیر ریختہ	خون معنی تار فنج باد سپر ریختہ
آبرو دے ریختہ از جوش سودا ریختہ	
اقاضی اور کو تو ال سے لے جانتے ہیں ابصار	جنگ کا سدا ہے تیرے گروہ رشک ماہ بدر
پھر مجھے کہتا ہے اے بھڑے تو یا زراہ عدو	خود بخود در جنگ باشند آن رنج پست قدر

سر بسر سوداے خود از جہل صفر اریختہ	
عوس میں جامیر ز اسبیل کے تو باشد وید	شعر ناموز دن جوج اس رات کو پڑھتا تھا جید
کہنے لگے میں گئے تیرے حق میں سبب نیک ہے	چون کلاغ آفتاب شب کہ مغر سامعان را میخورد
ابن لعین در بزم طح شور و غوغا ریختہ	
سود کھانا مولوی ہر دین داری سے بعید	پیون کی خاطر کرے جسپر تقاضا تو شد دید
وہ کہے تجھ کو کہ اتنا روسیہ ہے یہ پیس	پیش رویش کے شب بیدار تو اندھ سپید
طح ظلمت از سیاہی تابدنیا ریختہ	
لوگ کہتے ہیں تجھے کشمیر سے لے جاؤں	جاؤں ہے ایک جگہ سو نہ ہوئے کو دکش
تسہ یہ نہ درت کہ شکل آدمی دزاغ و ش	در مزابل قضا افتاد دست از گہ خور و لش
خاک در پیراہن بیت الخلا ہا ریختہ	
حق میں اسے مرے تو واقع ہوئے بے نظیر	کیون اڑا اتنا کہ میرے دام میں ہوا بایر
اب تجھے کہتے ہیں یوں سب طائران کا شیر	میں پر دلیکن ببال پس روان مانند تیر
خویش را بر خاک از بالا دو پہا ریختہ	
کوئی کہتا ہے تجھے اب لائے تو کیا بعید	کوئی بولے ہے لڑائے کو لے کیجے خرید
کسکے حق میں یہ سخن سجتا ہے کہ تولے پیدا	در جہان ہر نگ تو نامہ شتر مرے پدید
ز ناک بجا دجہان ناحق تعالیٰ ریختہ	
عالم فاضل میں رہتا ہے یہ جھگڑا ہمدگر	کوئی کہتا ہے تجھ جھگڑ کوئی کہتا ہے خر
میں مدلل یہ سخن کہتا ہوں اسنے بحث کر	ہم شتر دندان ہم شتر لبست میں جانور
طح نشو و نما ز جادو بدن ہر جا ریختہ	
ناک کشمیری کی ہر خرطوم سیلے ذو فنون	لب سے باہر تیرے دندان طمع کو دیکھوں ہون
جو کوئی پوچھے نشان تجھ شکل کا میں کیا کہوں	بنیش خرطوم و دندان نش چوپیل ز لب بردون
بر سر خود خاک زمین رہ پیل بالا ریختہ	
ناک تو خرطوم سے ناحق کی تیری کم نہیں	پکڑے گے جو رو کا دامن اس کے تو ہستین
و جھگڑ تیرا تلون یہ کہے وہ نازنین	ہست سوداے مجھ میں سیہ بڑے لعین
پیکرش استاد قدرت پیل آسا ریختہ	

راہ کو سچ کر چلا جب گھر میں اپنے تو کراہا	بدو عایون بکجوتب دینے لگی وہ رشک ماہ
میری زلف کو سچی طرح سے اب ہمیشہ یا اکہ	ہم زبان و ہم دلش ہم رو سے او باشد سیاہ
طرح ایجاد نوی این زشت سیمار بختیہ	
جب مسجد میں اذان دیوے باد از شدید	یار کا جو رد کی تیرے خواب میں نے نا بدید
لے پھری بولے وہ ملا کو رون سجا شہید	چون خردس بے محل باید گلوے او برید
خون خود این خشک نے از غور سجا بختیہ	
عشق کی تپ تری جو رو کا تن رہتا ٹھٹھٹ	اور عارض بھی ہوئی تھی جو شمش سودے رفت
آخرش کیسہ میں اُن نے ڈال پیش کش کہ نفٹ	بہر دفع مادہ سودا پے سبطیست رفت
نسخہ حقہ پیش بہر مداد رختیہ	
جن نے دیکھا ہے ترے دیوان کو لے گندہ بن	پوچھتا پھر تا ہے وہ کشمیر سے لے تا دکن
ہے صنف مرد اس بیات کا یار کو کہ زن	سینفہ باید کرد از جلدش زبان را بے سخن
از انکہ او شیرازہ انشا و املا رختیہ	
لوگ کہتے ہیں تجھے دیوانہ ہے یہ نابکار	کچھ قبیلہ میں نہیں ہے اس کے کوئی گھنڈارا
ہاتھ میں جسکے یہ بھڑواد کھتا ہے زلف یار	روز و شب از غصہ می چیب بخود مانند مار
زہر خود بر خوشن از بس ز سودا رختیہ	
آپ کو مت دیکھ دونا اور دس لے بھڑوے پوچ	خیریت آہن ہے کہ کشمیر کو جب لدی سے کوچ
حق میں سودا کے ترے خاصے اے خطہ کے پوچ	رنگ مہل تنگاسی رخت یا از بیت پوچ
بود ہر جا رختیہ کوئی دلش را رختیہ	
<h2>مخمس ہجو مولوی نرت کشمیری</h2>	
مولوی جی سے اب کوئی جا کے میرا پیام دو	کن نے کہا کہ یہ غزل ٹھٹھنے کو اوزن عام دو
لکھ لکھ اسے ہر ایک کو صبح سے تا شام دو	مجھ سے جو پوچھے شعر ہی کہنے کو انصرام دو
گھوڑے کو دو نہ دو لکام منہ کو تنک لکام دو	
ایسی غزل کا عوس میں تھے جو انصرام ہو	بحر میں جبکی ہر طرح شہبہ خاص دعام ہو

لقطیع اسکی جس کے صبح سے تابشام ہو	انہی طرف سے آخرش تک وہی پیغام ہو
گھوڑے کو دوند دو لگام منہ کو تنک لگام دو	
جسے سنی ہے یہ غزل بولادہ کر کے یہ خیال	ایسا یہ نہ لا ہوا ہر طرفہ و کام نے یہ چال
شاعر اب ہے کہاں لاسکے اسے دو پوزال	میں اسی دن کو مولوی روز کے تھا یہ حال
گھوڑے کو دوند دو لگام منہ کو تنک لگام دو	
بڑھتے تھے تم جو یہ غزل کے جوان دیر کے	دیکھے تھا وہ ان تھیں ہر ایک انگلی سے گھچر کے
کیا کروں اسکو میں جواب ہوں گدھے کا تیر کے	کہ رہا میں اشارت سے واسطے اپنے پیر کے
گھوڑے کو دوند دو لگام منہ کو تنک لگام دو	
وضع کو شعر خوانی کی آپ کی گرتبا ئے	بہی میں ڈال کنکری اسکے تین ہلا ئے
بزم میں شاعر و فی آپ ہو دین تو دان بجا ئے	جاسے بھی تو آپ کے منہ پہ یہ کہلے آ ئے
گھوڑے کو دوند دو لگام منہ کو تنک لگام دو	
فاضلوں کی تو بزم میں ہوتے ہر جگہ شعر خوان	شاعروں پاس کہہ سکتے ہو جو دصرت دان
دوڑوں ہوں جمع جس جگہ تھیں ان جگہ کہاں	بولو جو دان تم آخر سب کہیں تمکو مہربان
گھوڑے کو دوند دو لگام منہ کو تنک لگام دو	
انشا بھی جھوٹ بول بول چھاتی کو میری مت کا کا	بولو جو جگہ تم بول سکتے ہیں اسکو وہ چلاؤ
کا کا بھو سمجھ کے تم فارسی اپنی مت جتاؤ	منگلوں کے آگے مسخر اتانا انکو تباؤ
گھوڑے کو دوند دو لگام منہ کو تنک لگام دو	
پستو کرو نہ بولینگے گاسے وہ فیض اس کو	انہی زبان میں شانہ کو کاہیکو سکتے ہیں کو
سنگے ہنسے نہ کیوں غل سی بھر یہ گفت کو	منگلوں کے آگے مولوی ابجہ اسی میں آبرو
گھوڑے کو دوند دو لگام منہ کو تنک لگام دو	
منگلوں کے گریس کو اپنی زبان میں تم کو	گھوڑا مرا ہے شہر و سنگ اسکو لگام کے دو
اپنی زبان میں وہ سنگے سننے بھاری لنگو	میں کہوں تم سے مولوی ناو جو میری بات کو
گھوڑے کو دوند دو لگام منہ کو تنک لگام دو	
کس میں کرو گے میری جو خاہی کا وہ ہے حال	آگے رہا جو ریختہ اس میں کسی کی کیا حال
بولی میں اپنی تم دعا دو جو کسو کو میرے لال	جوتی کو لیکے اچھے میں متے کرے وہ یہ حال

گھوڑے کو دو نہ دو لگام منہ کو تنک لگام دو	
لڑکے جو تھے پڑھتے تھے آئے بن روٹھ بھگنے	کرتے بن یہ گلا جہم کھانیکو اپنے لے چنے
روز میان جو چھپن کھائیں کب تا کس طرح بنے	جلے یہ آئے تم کہو ہم اسی شرط سے منے
گھوڑے کو دو نہ دو لگام منہ کو تنک لگام دو	
لڑکوں نے اب محلہ کے ملے کیا ہے یہ قرار	آدین جو کج مولوی گھوڑے پہ اپنے ہو سوار
دو تے ملے لال مرج ساغری بیچ رکھیے غار	بولیں وہ کچھ تو آپ بھی شوق سے کیے یہ تیار
گھوڑے کو دو نہ دو لگام منہ کو تنک لگام دو	
شال نہیں یہ مولوی بھی جسکو شست شست	یان تو پٹا ہے آسمان ہووے سو کس طرح رفو
کیا کروں اسکو میں بھلا کیا کریں خان آرزو	اب تو یہ بات ہو گئی خانہ بخت نہ کو بہ کو
گھوڑے کو دو نہ دو لگام منہ کو تنک لگام دو	
میں کہوں تھے مولوی کیونکہ مٹے ریاست	بدلتا اپنی شکل کو داہر بھی کوڑ بھگے کسم
جسکے عرصہ والے تھے کیجئے اس غلہ گم	یہ تو ملے گی طرح چاہیے یہ کہ آکے تم
گھوڑے کو دو نہ دو لگام منہ کو تنک لگام دو	
<h2>مسدس ہجو خیر مولوی ندرت کشمیری</h2>	
ارکھے ہے مولوی خیر کہ دین دل نیازاؤ	افضیلت نور بابی کی کینہ کار سازاؤ
مطلول کو کہے ہو مختصر زلف درازاؤ	اشارات نگاہ چشم ہے جادو طراز اداؤ
بدقت میتوان تمہید معینہاے نازاؤ کہ شرح حکمت العینست مزگان درازاؤ	
اکتابی کھ پوین اسکے دھنک کاجل کی سی	کہ نوٹ ہی جلی باب ہر سطر انوار سیلی ہو
اکب اسکی میٹھی تیوری کی گرہ لڑوی سی	غرض اسکی ادا کا بوجھنا مشکل ہیسی ہو
بدقت میتوان تمہید معینہاے نازاؤ کہ شرح حکمت العینست مزگان درازاؤ	
بجای ہے کہیے گر علامہ وقت اسکے یارو	رسالہ علم میں عمرے کے جن نے ایسا لکھا ہو

اگر اک درق اسکا ہاتھ میں جا مولوی کے دو	کہیں کہ نہ ناک پر عینک مطالعہ کر کے اسکو
برقت میتوان ہمید معینہاے نازاد	کہ شرح حکمت العینست مرگان درازاد
جو کوئی شعر شکل مولوی جی کو سناتا ہے	تو معنی کے یوں بولے ہیں مجھ کو کیوں بکاتا ہے
یہ کیا شکل ہے اسکا بوجھنا تو سب کو آتا ہے	مرے یاں مصرعہ قد ہے کہ رشک مہ کہانا ہے
برقت میتوان ہمید معینہاے نازاد	کہ شرح حکمت العینست مرگان درازاد
صدائے نے کہیں سے کان میں لے لے جاتی ہے	تو وہ بھی سطر سے اٹھنے زنگولے بجاتی ہے
کہ رقص فلک بھی دیکھنے کو اس کے آتی ہے	اسے عالم نہ سمجھے وہ جو آنکھوں میں تہلانی ہے
برقت میتوان ہمید معینہاے نازاد	کہ شرح حکمت العینست مرگان درازاد
طبابت کے بھی فن میں اسکو یار و دستا ہے	کہ جو نسخہ بھی ہے کتب میں اودن لکھا ہے
کوئی وہ خلقت انسان سے ہو کیا جانے کیا ہے	جو کوئی اسکو سمجھا ہے بہت شکل سے سمجھا ہے
برقت میتوان ہمید معینہاے نازاد	کہ شرح حکمت العینست مرگان درازاد
انسا جاتا ہے فن شعر میں بھی اتنی ہے قابل	سبق اس پر حصیل انوقت ہن گزیر بیدل
اگر وہ درس دیوے جسے نادان کو تو کیا حاصل	سمجھنا مطلع ابرو کا اس کے سخت ہو مشکل
برقت میتوان ہمید معینہاے نازاد	کہ شرح حکمت العینست مرگان درازاد
غرض میں کیا کہوں سودا کہ انضو کمال پر	نہیں پڑھ سکتی شعر مولوی ہرگز وہ موزون کر
خدا جاسے وہ ناموزون ہو یا انکی ہو یہ خیر	ادا کرتی ہو اسے یا انھیں وہ جانتی ہے خیر
برقت میتوان ہمید معینہاے نازاد	کہ شرح حکمت العینست مرگان درازاد

محکم در ہجو حلت غراب

لشکر کے پنج آج ہی قیل و قال ہے	کھانگی چیز کھانیکا سب کو خیر سال ہے
یوں دخل امر نہ ہی میں کرنا محال ہے	جو فقہ دان ہیں سب کا یہ اُسے سوال ہے
اک مسخرایہ کہتا ہے کہ حلال ہے	
حامی آٹھو تھے قول کا ہوتے سے چاند خان	اور دوسرے میں کیا کہوں کہ اپنے مہربان
کچھ شک ہے کہ کسے کی حلت کے درمیان	ہم سے جو کوئی پوچھے تو ہم بھی کہیں کہ ان
اک مسخرایہ کہتا ہے کہ حلال ہے	
یارو بسو ہو تم اسی دیر خسراب میں	بیٹھا اٹھا کر دہو سدا شیخ و شاب میں
حلت رکھے ہے نازک کو بھی کتاب میں	جتنی کتب ہیں فقہ کی انکے جواب میں
اک مسخرایہ کہتا ہے کہ حلال ہے	
بگڑا ہے کج مجتہدوں کیج کیا یہ نیکل	ملا لطیف بولے کہ کھانا رواد ہے جیل
کہتا ہے چاند خان کیا کن نے حرام فیل	حلت یہ مینڈکی کی میا بخی کی سودیل
اک مسخرایہ کہتا ہے کہ حلال ہے	
ہوگا اگر حلال تو کوہ پستاد کا	لیکن نہ یہ غضب کہ کٹا ہی کے جھاڑ کا
لازم ہے کیا چھوڑنا ہر ایک بار کا	زور آوری سمجھ کے مزا اپنی ڈھاڑ کا
اک مسخرایہ کہتا ہے کہ حلال ہے	
اپنے نفر سے آج اکھون نے جو یہ کہا	کہ حلال چیز ہے میرے لیے پکا
بولو لا نفر کہ خیر ہے کہو ہوا ہے کیتا	مشہور یہ سخن ابھی ہوتا ہے جا بجا
اک مسخرایہ کہتا ہے کہ حلال ہے	
القصہ یہ تھے ابلہ وہ نفر اٹھا دے فنون	اک کو چیر پھاڑ کے ہانڈی میں ڈالا جون
پوچھا جون چکھنے کو بولادہ کھتا جون	کس مجتہد کے فتوے پر اسکا بکھو نہیں جون
اک مسخرایہ کہتا ہے کہ حلال ہے	
طیار جگہ لٹری کہ وہ کرتا تھا ماخصم	کو سے کی حلت اس سے جو پوچھے تھا آنکھم

بھنھنھلا کے یہ جواب اُسے دیوے تھا نافر	جانے مری بلا مجھے اسکی ہو کیا خبر
اک مسخرا یہ کہتا ہے کو ا حلال ہے	
پوٹے کو پھوک پھوک بزندہ ہوا لاک	کو ا گلانہ جل کے بجنگل کے سارے ٹھکان
اُنکے تے تے ہوا لاک آئی ہے جان ناک	پوچھا کسو نے کیوں تو کہا کیا کہ نہیں ناک
اک مسخرا یہ کہتا ہے کو ا حلال ہے	
جب پک چکا تو کر تے تھے اُس یہ کلام	کھی بی لیا ہے تو نے تو کو ا رہا ہے خام
کہنے لگا نافر کہ میان بوجھدا کل نام	اپنے تو بھاؤ دین زیادہ ہے یہ خاک سے حرام
اک مسخرا یہ کہتا ہے کو ا حلال ہے	
پھر تو یہ غصہ اٹکو چڑھ آیا کہ جیسے تب	ایدھر سے یہ بے نافراد دھڑے دھڑے سب
لوگ اُنکو تھامتے تھے یہ کہتے تھے غے غضب	اکا کو اپنے یوں کہے یہ بھڑا بے ادب
اک مسخرا یہ کہتا ہے کو ا حلال ہے	
ایدھر تو اُنکو روک رہے تھے کئی جوان	انفار سب ادھر سے یہ کہتے تھے بزدلان
یارو ہمارے اُنکے تم آؤ نہ درمیان	دیکھیں تو کیا یہ جو میں گے ہم کو مین اُن
اک مسخرا یہ کہتا ہے کو ا حلال ہے	
جسوقت بڑھ پڑی غرض آپس میں دات	ایدھر سے دھول چلنے لگی اوراد دھڑے لٹ
پگڑی اُنھونکی ان کے جیب اُنکی اُنکے لٹ	مباد جو اس فساد کا پوچھو تو اتنی بات
اک مسخرا یہ کہتا ہے کو ا حلال ہے	
لوگوں نے مار مار کے اُنکو دیا ہٹا	چیرا اٹھا زمین سے یہ سچ کر کے لٹ پٹا
بوسے مین پا جیوں سے دیوں تو نہیں گھٹا	لیکن مین کیا کروں کہ دل اس بات کے کٹا
اک مسخرا یہ کہتا ہے کو ا حلال ہے	
انفار پھر سب اُنکے اس بات پر اڑے	ہم کوڑیاں طلب کی تو لینکے کھڑے کھڑے
یہ بوسے مین لڑو گاہ بوسے کہ بس لڑے	وے لڑ چکے جھین کہیں نافرے تھے تھے
اک مسخرا یہ کہتا ہے کو ا حلال ہے	
تخواہ دیئے کرنہ درم آن کنے نہ دام	ناچار رہا انھوں نے کیا صلح کا پیام
سکر لگے وہ کہنے کر اپنا نہیں یہ کام	رہنا انھوں نے کھر جھین بولیں مین خاص مقام

اک مسخرایہ کہتا ہے کوّا حلال ہے	
اگر ذراں ہتھو کرے تھے کھا کھا کرے مان چنے	اکمی زبان کے چسکون سے لیکن اب ہے
کوّا تو اُنکے دل میں غذا آ کر چنے	یوں اسے وہ کہیں یہ بہن بھینیں جب کہے
اک مسخرایہ کہتا ہے کوّا حلال ہے	
اچو کے کج کوّا انھون نے کڑی یہ ہوم	کل یون کہیں کے کھلے سطریر کے پکا دووم
یہ نو کڑی تو وہ کرے ایسا ہی ہو جو شوم	نخواہ اپنی لے یہ کہیں کے علی العموم
اک مسخرایہ کہتا ہے کوّا حلال ہے	
آدین بھی ہم اگر تو اسی شرط سوا باین	عالم نام کھاتا ہو جو گوشت سو یہ کھائین
آئندہ چیل و کوے یہ ہرگز نہ دل جلائین	کو کے کو جو حلال کھے اسکو یہ سنائین
اک مسخرایہ کہتا ہے کوّا حلال ہے	
القصہ کتنی دیر رہی جب یہ بات چیت	ہارے میان نعرے ہوئی باجو کی حیت
بدے حرام خوری کے ان خرفشون سے سیت	شادی ہو تب تو گلے ہن اسکا نکلے گیت
اک مسخرایہ کہتا ہے کوّا حلال ہے	
حالت کو زراغ کو ہی کے نزدیک درمین	تحقیق میں کیسا تو نہ آیا طور میں
کوّا نہیں حلال جو ہو کوہ طور میں	سودا کرے ہے عرض یہ آ کر خصیہ میں
اک مسخرایہ کہتا ہے کوّا حلال ہے	
قطرہ جو میر محمد تقی	
ایک مُشفق کے گھر گیا نخصا میں	سنوٹک نقل یہ عجائب ہے
اُنکے گھر میں ہے ایک مرد بزرگ	خوشنویسی کے فن سے کاسے
راستہ سر نوشت کا اسکو	ہے بجا گر کہوں کہ ناب ہے
کہنے لاگا وہ آ کے مجلس میں	آہ یہ نفس شوم غالب ہے
ورنہ لکھنے سے ہاتھ اٹھاؤں میں	کیا کروں فکر قوت واجب ہے
میں جو پوچھا سب کہا مت پوچھ	بات کہنی یہ نامناسب ہے

لیکن اس واسطے میں کہتا ہوں ہے جو کچھ نظم و شعر عالم میں ہر ورق پر ہے میر کی اصلاح	درد سننے کا تو جو طالب ہے زیر اسیر ادیب صاحب ہے لوگ کہتے ہیں سہو کا تب ہے
مختصر جواب طعن میر تقی کہ فی الحقیقہ میر شیخ بودہ است	
گر شیخ زبان بانی مری خست سے کوتاہ خوبی سے نہ شہرہ نہ بدی سے ہوں باذواہ	نے گل ہوں میں اس باغ میں نے خار سراہ مے برہہ مسکدہ ہر شام و سحر گاہ
واقف نہ کسی سے میں نہ مجھے کوئی آگاہ	
جو بابے بیخت کے تین تھے ارادت ہے کیا سبب اس خست کا جز یہ کہ حمت	خدمت میں مجھے چرخہ رایت کے بیعت حور و گمانہ عاشق ہوں کہ موجب ہو رقابت
دلکش بہت ہندی مری حورین تری لچاواہ	
یہ فرض کیا بد ہوں میں سچا ہے ترا قول صفت مری تیری کا تو اتنا ہی راہ اول	پر بد مجھے سطر جھ لفظوں میں لیا قول تین نکیر مجھے حرز پڑھا میں پڑھا لاجول
سو بھی کسی کو بچے میں گل میں کہ وہی گاہ	
اکثر تو مے خست میں کہتا ہے ہی بات خود اسکی نجاست کا نہیں کہتے یہ اثبات	التو یکن فلانے کی تری وز ہے ادقات لازم ہے سلمان نہ کہے اس سے ملاقات
یہ چاہیے صحبت رکھے اپنے کے اکراہ	
یہ سچ ہے جو کہتا ہے تو مجھے بھی یقین ہے لیکن وہ مگ نفس نجس اس سے کہیں ہے	کہنے کو کہے پاک سو وہ دشمن دین ہے مجھ پر جو ہر اک لمحہ وہ ہر آن یقین ہے
تو اسکا نہ کہنا کرے تب پاک ہو دانشد	
دنیا کے بھی جیفے کا ساگ نفس ہر طالب وہ مرد ہے جو اس میں کرے فوت مطالب	شیردن پہ جو کید ڈکویہ کرداتی ہے غالب نے خر ہے وہ گواہ ہے ہوا مرد کا قالب
اس حرف میں نے شک عقلا کرے نہ شاہ	
سمجھا ہو ساگ نفس کو تو اپنے شکار می	اس واسطے اس ساتھ مجھے دل سے ہراری

آپ پرورش اسکی میں ہے باؤلت و غاری	مردار سوا صید حلال اس نے نہاری
کینڈر کبھو کھلو اے ہے تجکو کبھو رو باہ	
جھگاڑا کوئی حق اپنے پہ تجھ ساتھ جو ٹھانے	اور حق طرت اسکی ہے تو سب سے جانے
پرسک تراہر گز سخن حق کو منسا نے	سو طر سے ظالم لگے حق اسکا ٹھانے
سمجھا ہے سیر روئی تو اپنی کلف ماہ	
کتنے سے شب در در زجر رکھتا ہو نہیں صحبت	دیتا ہے ننھے یاد وفا اور قناعت
دنیا کے وہ جیفے کو سمجھتا ہے نجاست	اک پارچہ نان پر ہے مے ساتھ زفاقت
کس طرح تبا اسکی مرے دل میں نہو چاہ	
سودا بزبان جز سخن راست نہ لا دے	احق ہو جو بھٹا کوئی تو اسکو نہ بھالے
کتنے کا ملوث تو نہا پاک ہو آوے	علت کی مشائخ کے جو دھوئے سے نہالے
خالی کرین دھو دھو اسے زمزم کا اگر چاہ	

قصیدہ در ہجو شخصہ کہ متعصب بود

گردن چمن میں اگر بے کے من غزل خوانی	تو بلبلین ہوں مے پیچھے کی دیوانی
نہال میوے سخن کا اگر یہ بھیجے قد	برنگ سایہ پڑے پاؤں سروستانی
کرے طلوع اگر مہر منکر کا میری	نہ آفتاب میں ذرہ رہے درخسانی
سوا نہیں وہ مرے صیت شعر کو سنکر	زمین میں شرم سے اب گرا گیا ہے غانی
یقین تو جلن کہ زانوادب کے اس فہمین	کرے ہے تو مرے آگے عبید زاکانی
جو رو کی سے میں کچھ پوچھوں فن شعر کی بات	بجا کے تانت کے دھن تلانک تا دانی
مری یہ فکر سخن صحیح زمانہ پر	کرے ہے مح و مذمت میں جو ہر ازانی
ضیائے مہر پہ بھیجی ہے نقش تاریخی	کرے ہے غلمت حید انکو بل میں نورانی
نہو دے کیونکہ مراد تہ شعر میں یا شک	میں کیسے پر کی کرتا ہوں اب ثنا خوانی
کو جب کی دم گئی مشرق سے لیکے مغرب	انھو کی اب کوئی دم دامہ کا نہیں ثانی
فرشتے دار و سی کو اپنے گلے میں منڈل	کرے ہے طائفہ حر و کما آگل افشانی

<p>کرین ہن لمن اے سے ملے النسی دجانی کرین نہ چشمین سرسہ ہو کر صفائی تو کہتے ہن کہ ہے یہ بھی کوئی مسلمان بھلی ہن اس سے تو یہ آنکھیں کدہ جانی کہین ہن قتل کرو اسکو ہے یہ ایرانی کرین ہن موہو اپنے کو اسپہ تہرانی جو چھوڑ جائے مری روح عالم فانی کرے معاویہ کی گور پر مس رانی کہون میں یون نہ یہودی ہر یہ نصرانی ہومان یزدی کی تھی سوا و غونکی تھی نانی ہنوز جس سے ہے دنیا میں آل مروانی نین ہون شیس کے دیکھے سے انکے ذلانی یہ گانٹھ ہو تو شکل ہے سخت سلجھانی ہوئے ہن آل محمد کے دشمن جانی ہنوز قتل پر سید کے آل مروانی کرے تھا انکے بزرگوں کے گھر کی ہانی یہ رافضی نہ کرین گو مری قدر دانی کیا فرات کا بند اہل بیت پر پانی چلا کے گھوڑوں کو کرتا تھا تیر ایرانی غرض جہان میں یہ نلدوان یزد کا تانی کرین ہن لمن چہ ایرانی وجہ تو رانی</p>	<p>جو کوئی دصف کرے اونکی دینداری کیا انھونکی ذات مبارک میں یہ تعصب ہے کوئی جو اسکا سید جا کے پوچھے ہے اونے لگا ناسر مس کو وانے جان رہن شیعہ علی کا نام لے کوئی جو انکے مجلس میں معاویہ کو سمجھ کر خلیفہ سرخپہ انھونکی اپنے مرید و بچو یہ وصیت ہے منڈا کے ریش کو اوس شخص کے بنا چوری اگر جو پوچھے کوئی اصل و نسل کو اونکی جو باپ شمر کا تھا سوا و غونکا دادا تھا انھون کی بہن ہے ابن زیاد سے منسوب جگر کے ٹکڑے میں خولی کے نور دیدہ شمر غرض مکہ ان میں اور انین گرہ ہو شیم کی نہ پوچھو تم یہ کہ ذات شریف سے اپنی انھون کے دادا بکالے نام باندھے ہن تلوار جو کہ موصلی شیتے ہو سو عصا لیکر لکے ہے اپنی یہ فخر یہ شیخ وہ میں ہون کہ جسکے دادے نے جا کر بلایا میں روز و غدا وہ ایسے باپ کا بیٹا ہے جو کہ شکون پر نہیں حسین و گمر نہ کرے ابھی یہ قتل مکو تو ایسے کی تعریف جسکے تین ہوتا</p>
<p>محب دین پراون کے آہی تا محشر مدام نعمت خلد برین ہو رضوانی</p>	

قصیدہ در جو مولوی ساجد بیان آنکہ زید علیہ اللعنتہ اولی الامر گفتہ ہو

سنا ہے میں یہ کسی نے بہرے فساد
میں متے پوچھنے آیا ہوں مولوی صاحب
کہ دیکھ ماٹھ مستم بنی کی امت میں
پہن لباس مکلف بروز عاشورہ
دیا جواب کہ ہم سنیہ مکے مذہب میں
یہ بات ہوتی ہی آتی ہے عہد حضرت
خاکو ہاتھوں سے ملنا لگانا سرے کا
بڑا ثواب ہے اسکا کہ ہے یہ روز عید
یہ سنکے کہنے لگا پھر وہ مولوی جیسے
دیا جواب یہ پھر مولوی نے اسکے تین
حسین دے گیا ناحق غم اپنا شیوہ کو
مگر نہ سمجھے تھا وہ آئیہ اطمینان اللہ
اخلاف امر اولی الامر کا ہے ایسا کچھ
اگر زید کی جاتا حسین بیعت کو
اعلیٰ نے صلح بھلا کی تھی کیوں سادہ یہ سے
اخلاف اپنے بزرگوں کا جو کرے اسکا
غرض کہ مولوی سادہ نے اسکو سنی جان
نجاتا اسکو ہے بد بخت رافضی عالم
یہ سنکے کہنے لگا وہ کہ حرف حق نہیں
ترے موافق مذہب کے تجھے پوچھوں ہوں
بنی کے بعد مقرر ہوئے خلیفہ چار
علی خلیفہ تھا عثمان کے بعد یا کوئی اور

کہا یہ مولوی ساجد سے جلے شہ آباد
کسی کتاب میں ہوئے تو کیجئے ارشاد
درست ہے کہ یہ دین کد گر بار کباد
کرین مفتحا آپس میں ہوئے خرم شاد
عمل یہ اندون کر تے نہیں ہیں کچھ ایجاد
ہزار جا ہے کتب بیچ اس کا نقشہ ہاد
لباس پہن کے بڑھنا وظیفہ واد راد
کرین نہ گو یہ عمل شیعیان زراہ عناد
غم حسین کا پاس اسین ہے مگر الحاد
غم حسین سے جائے نہ یہ خوشی برباد
ملا کے پخمہ کو اپنے بہ پنجہ فولاد
بغی پر اسکے کلام خد سے ہو اسناد
کہ جو خیر غریب رکھے کوئی بردہ بباد
بنی کے آل کی برباد ہوتی کیوں بنیاد
حسین بھی کہ گیا بیعت برائے نفع فساد
اگر کٹا تو کٹا سر نہ پنجہ فولاد
عقیدہ اپنے کی باتیں سب اس سے کیں ارشاد
جواب دیگا مری بات کا بصدا اسناد
جو مجتہد میں تھے دین کے انکا ہے ایجاد
جواب سے تو مجھے راست نہ زراہ عناد
کہ جنے اب تئیں قائم ہے دین کی بنیاد
جو کوئی اور تھا تو لاکتب سے تو اسناد

محمد اور وہ آپس میں تھے برادر نژاد
 کہے خلیفہ چازم کیا خطیب نے یاد
 پہنچتی تو تو اولی الامر اسکی بھی ولاد
 ہوئی زبان محمد سے بار بار ارشاد
 صلح ستہ میں اے مولیٰ کور سواد
 سمجھ لے مجھ سے سمجھنے کی ہو جو استعداد
 سو اس حدیث کے فرمانے سے یہی ہو کر
 وہی دکھا دیکھا ہو گیا جسکو مجھ سے غناد
 خدا کی دشمنی کرنا تو عین ہے الحاد
 حسین کے جو کرتے قتل سے دل پناہ
 پھر اسکو کہہ کے ادلی الامر میں کرے ہو یاد
 امام برحق و معصوم پاک از اجداد
 امام ہر دو جہان آپ اور امام نژاد
 کیا یہ فرض ہوئی جاہ اسکو چون شہاد
 نف اس عقیدے پہ لے خارجی دراد
 نہ فرد و فردین میں رہی ہے نہ افراد
 مگر مطیع بدل تھی سو آگہ الامجاد
 کہ ہے وہ بہر طبع و اللہ رسول است شہاد
 بتا بچنگ ہر میبہ صلح کی نیاد
 کہ اس کے ساتھ ہوئے جمع مجھ سے بہت نہاد
 گیا مدینہ سے کربل کو لیکے آل اولاد
 بہا نین صاحب حق کی طر فدرین امداد
 ثروت تحت ایزد ہے سائے روز و محاد
 خدا کے نزدیکی حجت ہے قتل سے تھی یاد
 رکھا سر اپنے کو جازیر حجب سے بیداد

علی خلیفہ چازم درست ہے کہ نہیں
 بتا کہ خطبے میں بعد از نماز جمعہ کے
 معاد یہ کو خلافت اگر بجائے علیؑ
 حدیث فاطمہ کے حق میں بضعت منی
 مرا سخن نہیں با در جو تھک جو جا کر دیکھ
 جو اس حدیث کے معنی کو تو نہیں سمجھ
 حدیث یہ جو کر رہی نے فساد
 تھک کا لخت مرے فاطمہ ہے دل اسکا
 عدد مرا جو ہوا دشمن خدا ہے وہ
 پس اب تو کہہ دل خیر النساء اس خوش
 یزید کو تو مسلمان کہنے ہے لے نہاس
 جسے کہ کیے ادلی الامر ہے حسین شہید
 کہ جو بنی کا فو اس علی کا تھا فرزند
 یزید کیونکہ اولی الامر ہے تبا ملعون
 یزید کو تو اولی الامر سمجھ ہے مردود
 خدا رسول کی اے بیجا اطاعت کے
 یہ وہ اطاعتین ظاہر میں یقین محمد تک
 خبر حدیث سے قرطاس کی بھی رکھتا ہے
 علی کی صلح جو پوچھی بنی نے کیوں ڈالی
 حسن کی صلح کا باعث یہ تھا معاویہ سے
 حسین لکھنے پہ تھک جیسے مسکینوں کے
 حدیث ہے کہ اگر مونسین ہو کر جمع
 نہ بانڈھے صاحب حق گریہ کے پہانے کر
 بھلا حسین نجاتا تو اس پہ کیسا کرتا
 نذران اہل دغا سے تمام کر حجت

غرض کہ راضی بے ادب نے از رہ جہل یہ کہہ کے اٹھ گیا ظاہر ہے اس حمایت جب اس مکار برہ نے اشتہار پایا تب ہر ایک تغزیہ خانے میں کہتے تھے فضا	خاموش مولوی صاحب کو کر کے حد سے زیاد خسر نرید کا تو ہے وہ ہے تراداماد ہوئی یہ مولوی صاحب پر عشر بین روداد پڑھے یہ مطلع نازہ وہ جو ہے نیک نہاد
---	--

مطلع

مکن تو لمن یہ شعر دیرید و ابن زیاد	بگو مولوی ساجد بدم لعنت باد
------------------------------------	-----------------------------

قصہ شہ آشوب

اب سانس میرے جو کوئی پیر و جوان ہے میں حضرت سودا کو سنا بولتے یار و انتہا میں کیا عرض کہ فرمائیے حضرت سکر یہ لگے کہنے کہ خاموش ہی رہ جا کیا کیا میں تباؤں کہ زمانہ کی کبھی شکل اگھوڑ لے اگر نوکری کرتے ہیں کسوی گذرے ہے ساریوں غلط و دانہ کی خاطر ثابت ہو جو گلا تو نہیں موزونین کچھ حال کہتا ہے نغزہ کو صراف سے جا کر یہ سنکے دیا کچھ تو ہوئی عیب دگر نہ اس بے رخ سے جب چٹھ گئے پھتیس بیٹے لیتے ہیں باین روسی ہی وہ تو دوا ہم قاضی کی جو مسجد ہے گرھا بانڈھکے اوسمین ملا جو اذان دیے تو منہ موند کے اوسکا بولا جو خطیب اوسمین تو اسے اسے کھل	دعویٰ نہ کرے یہ کہ مرے منہ میں زبان ہے اللہ کے اللہ سے کیا نظم بیان ہے آرام سے کٹنے کی طرح کوئی بھی بیان ہے اس امر میں قاصر تو فرشتہ کی زبان ہے ہے وجہ معاش اپنی سوجھا یہ بیان ہے تنخواہ کا پھر عالم بالا پہ نشان ہے شمشیر جو گھر میں تو سپر بیٹے کے بیان ہے تیردن میں ہے پرگیری تیسے چلے بیان ہے بی بی نے تو کچھ کھایا ہے فاقہ سے بیان ہے شوال بھی پھر ماہ مبارک رمضان ہے تنخواہ کا بیٹھا اس شکل سے بیان ہے ہلک دھونس دھڑکے کی تحفین تان بیان ہے بیٹھا ہوا اس شکل سے ہر پیر و جوان ہے کہتے ہیں کہ خاموش مسلمان کہاں ہے ہاتھ آگیا واعظ تو پھیلا دواں ہے
---	---

<p> نے ذکر نہ صلوات نہ سجدہ نہ اذان ہے ریتی کے جو آگے کی یہ ہر ایک دکھان ہے دربار رساں عہد میں جو خرد و کلان ہے اس سچ سے رسالہ کار سالہ ہی روان ہے کوئی روئے ہو مخفیٹ کوئی لغوہ زمان ہے ار بھتی کا تو ہم ہے جنازہ کا گمان ہے کہتے ہیں جو دان عرض تھے پھر نہ ان ہے اسکی تو اذیت ہے بڑی انت جان ہے کیسا ہی اگر اپنے تئیں خواب گران ہے سو کیا کہوں تجھ سے کہ مصیبت کا بیان ہے اور یہ سچ فلا رو دو نہیں چون اپ دان ہے منہ صورت ہو فار مگر شکل دہان ہے سود و سود پے کا جو کسی عمدہ کے ان ہے آدے تو وہ اسکو بخفتن نگران ہے ٹھنڈھی ہوا آئینکا گرا د سوقت گمان ہے کھانا تو یہ کھاتے ہیں پراٹکو خفتان ہے ہے دودھ پہ پھلی نش اد پر گا و زبان ہے اس سب پہ تغفن کے لیے سینیان ہے پھر بو علی سینا ہے تو وہ ہمدان ہے گرفتاری سمجھو یہ طبابت کی کہان ہے دکھن میں بکے وہ جو خرید صفیان ہے ہر شام بہ دل و سوسہ سود و زبان ہے یہ درد و جیشے تو عجب طرفہ بیان ہے سمجھے ہو فرو شندہ پہ درد کیا گمان ہے پھر پیون کی جاگیر کی عامل پہ نشان ہے </p>	<p> رینکے ہے گدھا آٹھ ہر گھر میں خدا کے ادوہ جو ہن مکر دروان آن کے ٹھین آٹھ آٹھ کے دکھاتے ہیں انھیں حال اپنا یون بھی نہ ملا کچھ تو ہر اک پالکی آگے کوئی سر پہ کیے خاک گریبان کیسا پاک ہندو مسلمان کو بھڑاں پالکی اد پر یہ مسخرگی دیکھ کے جا صاحب رتھی گر ہو جیے جا کر کسی عمدہ کے مصاحب وہ جا کے جو را تو کھو تو بیٹھے ہیں دوزانو بیوقت خورش اسکی جو ہوا اپنے تئیں بھوکھ گھر مال کی چپ بیٹھ ہوئے گنتے ہیں گھران خیمان خیمان ہر اد چرت اد پر چرت صیفیہ پہ طبابت کے بھلا آدمی نوکر صحبت سے اس سے اگر قاف کے تئیں چھینک دیتے ہیں مشکا تیر و کمان لٹھ میں اس کے اور ماحضرا پر جو وہ نواب کو دیکھے مطبخ میں ہو خر بڑہ اور خر بڑہ پر دودھ یہ بھی تو نہیں ہے کہ اسی سے ہوتلی اسین جو کہین در داوٹھا پیٹ میں ان کے رکھتے ہیں غرض مرگ سے لڑ نیکو سپاہی سوداگری کیجے تو ہے اسین مشقت ہر صبح یہ خطہ ہے کہ طے کیجیے منزل لجا جو کسی عمدہ کی سرکار میں دے جنس قیمت جو چکاتے ہیں سوا سطح کہ ثالث جب نفل شخص ہو امراضی کے موافق </p>
--	---

پروانہ لکھا کر گئے عامل کے جب وقت
 او دھر سے پھر آئے تو کہا جنس ہی لیجا
 آخر کو جو دیکھو تو نہ پیسے ہیں نہ وہ جنس
 ناچار ہو پھر جمع ہوئے قلعہ کے آگے
 وکیل کی جا کر جو کہیں پہنچے کھیتی
 ہیں خشکی و قحط کے تغیر میں شہ و ز
 اگر خان و خانین کی بے کوئی وکالت
 ہر عمدہ کے دروازہ زین پوش پہ بیٹھا
 ہر گھر میں وہ جا ہے کہ میں خوارہ سا چھوٹوں
 دیوان کے بخشی کے بیوتات کے حاضر
 ہر بات پٹتا ہی رہے صبح سے تا شام
 لاوے جو کھری سے وہ دامو کا سیما با
 سو ماہی یہ بیٹھی ہے بے پانسو ہے خرچ
 بتا دے غرض پیسے ادڑا کر ہوا روپوش
 جو وقت سایہ دین آواز بدل کر
 پھر ہو جو موکل سے کہیں راہ میں بھیٹا
 عرضی پہ ہوا ہم سیا ہے یہ ہوا ہم
 کا ہے کی غرض عرضی وہ اور کسکا سیما
 انصاف جو کچھ تو نہیں اسکی بھی نصیر
 شاعر جو سنے جاتے ہیں مستغنی الاحوال
 مشتاق ملاقات اُنھوں کا کس و ناکس
 گر عید کا مسجد میں پڑے جاگے دو گانہ
 تاریخ تولد کی رسی پہ آٹھ پیر فکر
 اسقاطِ حمل ہو تو کہیں مرتیسا
 کلائی اگر کیجیے تو ملا کی ہے یہ قدر

کہتا ہے وہ پیسا ابھی مجھ پاس کہاں ہے
 دیوان بیوتات یہ کہتے ہیں گراں ہے
 ہر اک مقصدی سے میان اور میان ہے
 جو بالکل نکلے ہو تو فریاد و فغان ہے
 اور منہ بھی موافق ہے بڑے تو توان ہے
 نہ امن ہے دے لکھتین نے جبکہ امان ہے
 اسکا تو بیان کیا کر دن نکھسے کہ عیان ہے
 پوچھے ہوا جی مرد ہے نواب کہاں ہے
 ہر کوچہ میں جون آب بچکا بودہ دوان ہے
 مانند گھیا کے جہاں دیکھو تھان ہے
 پیل کے تیرے کی طرح منہ میں زبان ہے
 لالچا دے موکل کو یہ کیا خوب مکان ہے
 اور زر کے جاری کی بھی اردو دین دکان ہے
 گھر جا کے کالے جو کوئی لالہ کسان ہے
 آپ ہی کہا گھوٹ میں سے کش چندریان ہے
 اسناد کا جاگیر کے یہ اُس سے بیان ہے
 پروانہ میں تیر ہوں تصدق میرجاں ہے
 کیدھر کا وہ پروانہ رہ جاگیر کہاں ہے
 سب ما حاصل ان باتوں کا اک بابچان ہے
 دیکھو جو کوئی فکر و تردد کو تو یان ہے
 ملنا اٹھیں اُسے جو فغان ابن فغان ہے
 نیت قطعہ تہنیت خان زمان ہے
 گر رحم میں بیگم کے سنے تطفہ خان ہے
 پھر کوئی نہ پوچھے میان سکین کہاں ہے
 ہوں دور و پے اُسکے جو کوئی فتویٰ فغان ہے

اور احضر اخذ کا اب کیا میں بناؤں
 دیکھو تو بھارا وہ پڑھا یا کرے لڑکے
 شہر پہ ستم ہے کہ نہالی تلے اس کے
 بھاگے یہ عمل کر جو وہ شیطان کا لشکر
 اب کچھے انصاف کہ جبکی ہو یہ اوقات
 جس روز سے کاتب کا لکھا حال میں ہے
 وہ بیت ٹکے سیکڑے لکھنے کو ہے محتاج
 یہ بھی میں تکلف ہی سے کہتا ہوں مگر نہ
 مایا ہو جو موتی کا زمانے میں نئے سر
 ہر یہ ہو سوا پانچ ٹکے گذر بہین آکر
 و فری کو کتابت لکھین دھیلے کو قبالم
 چاہے جو کوئی شیخ بنے بہر ذراغت
 دیتا ہے دم خر سے کوئی شے کو نسبت
 اور اسکو جو دیکھے کوئی وہ بہر معیشت
 پہچھے ہے مرید دینے یہ ہر صبح کو اوٹھکر
 تحقیق ہوا اس تو کر ڈاڑھی کو کنگھی
 ڈھولک جو لگی بچنے تو وان سکو ہوا وجد
 بے مال ہوئے شیخ جو تک وجد میں آکر
 اگر مال سے پڑتا ہے قدم تو بھی نہیں
 اور حاصل اس رنج و شقت کا جو پوچھو
 سب پیشہ یہ سچ کر جو کوئی ہو متوکل
 اور بیٹی کے دلگو ہے خرافات کا تیقن
 پھر شیخ کے جب لڑکے لگے بھوکے مرنے
 جب لڑا خلا پیسے نکالے کوئی نواب
 مضمون یہی دقتہ کا کہ کچھ دیجیے اسکو

ایک کا سہ دال عدس جو کی دونان ہے
 شب خرچ لکھے گھر کا اگر ہند سہ دان ہے
 لڑکوں کی شرارت سے سدا خار نہاں ہے
 دیوالی کو لے ہاتھ تعاقب میں دان ہے
 آرام جو چاہے وہ کرے وقت کہاں ہے
 ہر صفحہ کا غذ پہ قلم اشک فشان ہے
 خوبی میں خطاب جسکا بہ از خطبتان ہے
 آفاق میں ان چیزوں کی اب قدر کہاں ہے
 خطاط کی ادنیٰ ہی رہی قدر کہاں ہے
 یا قوت پکڑے جو بکا دستہ آن ہے
 بیٹھے ہوئے دان میر علی چوک جہاں ہے
 پھٹتے ہی تو شعرا کی وہ مطعون زبان ہے
 لکند سے کوئی چڑھو کہ تشبیہ کنان ہے
 اس فکر و تردد ہی میں ہر ایک زمان ہے
 ہے آج کہ ہر عرس کی شب روز کہاں ہے
 لے خیل مر بیان گئے وہ بزم جہاں ہے
 کوئی کو دے کوئی رو دے کوئی نعرہ زان ہے
 سرگوشیوں میں تداصولی کا بیان ہے
 کہتے ہیں کوئی حال ہے یہ رقص زمان ہے
 ڈالا ہوا دان دال نخود قلبیہ و نان ہے
 جو رو تو سمجھتی ہے لکھٹو یہ میان ہے
 بیٹے کو جنون ہونیکا بابا کے گمان ہے
 ہر خان و خواہن کے ہمراہ دان ہے
 تب بھی سفارش میں اُسے رقعہ خان ہے
 مداح اما مونس کا ہے اور مرثیہ خوان ہے

بالفضل اگر آپ ہوسے ہفت ہزاری لکھ لکھنا منصور علیخان جی کا احوال آرام سے کٹنے کا سنا تو نے کچھ احوال دنیا میں تو آسودگی رکھتی ہے فقط نام سوا دسپہ تیقن کیلے دلو نہیں ہے یاں فکر معیشت ہے تو دان و غدغہ حشر	یہ شکل بھی مست سمجھو تو راحت جان ہے چھاتی پہ کر دک بکلی ہے اور شیر دان ہے جمیست خاطر کوئی صورت ہو کہاں ہے عقبہ میں یہ کہتا ہے کوئی اسکا نشان ہے یہ بات بھی گو بندہ ہی کا غرض گمان ہے آسودگی حر فہست نہ یاں ہو نہ وہاں ہے
مجلس شہر آشوب	
کہا میں آج یہ تودا سے کیوں تو ڈانواں ڈول لگا وہ کہنے یہ اسکے جواب میں دبول پھر ہے جا کہیں نوکر نوکیے گھوڑا بول جو میں کہو نکالو مجھے گا تو کہہ ہو یہ ٹھیک بول	تبا کہ نوکر ہی کہتی ہے ڈھیر یوں بالول
سپاہی رکھتے تھے نوکر امیر دولتمند کیا ہے ملک کو مدت سرکشوں نے پسند سوا ملائی تو جا گھر سے ہوئی ہے بند جو ایک شخص ہے بائیس سو بے کا خاندانہ	رہی نہ اسکے تصرف میں فوجداری کل
قوی ہن ملک میں مفسد امیر ہن ضعیف نہ کچھ رنج میں حاصل نہ درمیان خریف لگے کہاں جو میں دیکے ہوں انھوں نے خریف جو غالب ہیں محالات پر سو یوں ہیں ضعیف	کہ جس طرح کسی حاکم کے گھر کنوارا مل
بس انکا ملک میں کارنس جو یوں ہوتا ہا جگہ وہ کونسی نوکر رکھیں جیسے سپاہ کہ کوہ زہر ہو زراعت میں تو نہ دین پرکاہ کہاں سے آدین پیادے کرین جو پیش نگاہ	کہ ہر سوار جو پیچھے چلین وہ باندھے غول
رہی فقط عربی باجے پر انھو کی شان پرانکا فکر ہے تحفیف خراج پر ہر آن جو چاہیں اسکو نہ بجاو میں یہ تو کیا امکان رہی گا حال اگر ملک کا یہی نہ اندان	گلے میں تاشا کہا دنگے یا لگی میں ہول
انھیں سپاہی امارت سے اب یہی منظور کہ ہوں دد مور چیل اور ایک کا جی سمور	

نہ رسم صلح کی سمجھیں نہ جنگ کا دستور	جو انہیں قاعدہ دان تھے ہوئے وہ اسے دیا
آتش نئی طبیعت کا سب طرح سے ٹھنڈا ہوا	
امیر اب جو ہن دانا انھوں کا ہے خیال	ہوئے ہن خانہ نشین دیکھ کر مانی کا حال
پچھی ہر سوزنی جو جا کھڑا جھلے ہر مال	حضور بیٹھے ہن اک دو ندیم اہل کمال
دھری ہے سامنے اک پکیران آگ بھول	
جو کوئی ملنے کو انکے انھوں نے ٹھہرا یا	لے یہ اس سے گر اپنا دماغ خوش پایا
جو ذکر سلطنت اسین وہ درمیان لایا	انھوں نے پھیر کے اودھر سے نہریہ فرمایا
خدا کی واسطے بھائی کچھ اور باتیں بول	
جو مصلحت کے لیے جمع ہوں صغیر و کبیر	نور ملک و مال کا فکر اس طرح کرین ہن شیر
وطن ہو پنپنے کی سو بھی سب بخشی کو تدبیر	کھڑا یہ اٹکلے دیوان خاص پنج وزیر
کر شا میا نہ کے بانو نہ تفرقی ہن خول	
خجل ہو یہ نہ سامنے زمین بہت بھائی	کئے وہ مشورے ہن کیلین خون سوامائی
تمام عمر ہے تدبیر ملک میں کاٹی	نران کر اٹھے ملکر گھرا اینٹ کا ماٹی
پھر اپنے زعم میں ہر اک برابر خود بول	
پڑے جو کام انہیں تب نکل کے کھائی سے	انہیں وہ فوج جو موتے بھری لڑائی سے
پیادے ہن سو ڈرین سر نہ لے تائی سے	سوار گر پڑین سوتے تین چار پائی سے
کرے جو خواب میں گھوڑا کیسے تپتے اول	
نہ صرف خاص میں آمد نہ خالصہ جاری	سپاہی تاسعدی بھون کو بیکاری
اب آگے دفتر تن کی مین کیا کہون خواری	سوان سختی کو پھاڑ کر کے پساری
کیسے اولہ سے باندھ کر کسک کر کٹول	
یہ جلتے نقدی و جاگیر کے تھو منصبدار	آتش کر کے ڈھپتے انھوں نے ہونا چار
نذان قرض میں مینوں کے دی سپر تلوار	گھروں سے سب جو نکلتے ہن یکے نہ ہتھیار
افضل کے بیچ تو سوتا ہے اتر میں کھول	
گردن مہاش کا حضرت کی گیسے کیلین تان	اک تو شہ خانہ ہے انکا پرا پچی کی دکان
نکل تنوار کے منہ سے گئے ہر کاؤز زبان	ابکی ہون تب میں کہ جب کا تہی خلد مکان

بکے رہے تیسرے فاقہ میں کوڑیوں کے مول	
لکے جو سودی سے جا کر دوا کے حالات	جواب سے ہے کہ ہے اونٹ تو فرشتے کی لٹات
ہوا پہ جیتی ہے بیلوں کی اڈھیں بہ برات	جو چچرین ہین انھوں نے پیاسہ آبجیات
مٹھارے کھانیکو دانا کہو تو دیتجھے تول	
چو صطبل میں کئی گھوڑے ہین سو گیا امکان	کہ ہورے گھاس کے ٹٹھے کا اٹکے گشتان
کسو کی ٹوٹی ہوئی ٹنگری کسو کا جھڑ گیا کان	طویلہ لنگو کو ہن یا مین پنج سپر کا تھان
اسی خیال میں رہتی ہو عقل ڈانڈان ڈول	
اور اب جو زعم میں آقا کے فیصلی نا ہے	جو متنی اندھی ہے اسمین تو ہاتھی کا نا ہے
نہ ٹھور چارے کا راتب کانے ٹھکنا ہے	ہر ایک بھوک سے سوے عدم روا نا ہے
اب اسکو خواہ وہ پاگل بھیلین خواہ بھول	
کرے ہے بھوک سے تار گردیشہ آب سوات	اسمین بلالو تو باد جی وان پکا دین آس
کرین تناؤن میں دربان بیٹھے پردہ فاش	تلے سے کھینچ لے مسند کو، مگر فرش
اگر کہیں کہ مٹا اٹھکے چاندنی کا بھول	
یہ خادمان محل کی ہے اندون صورت	نہ خوان ڈھونے کا کشمیری مین باہت
نہ اٹھکے ہلنے کی ہر گردے مین طاقت	بنی ہے بھوک سے در بانوں کے مینھ کی
کہ بڑھتی تھنی کے جھڑ بٹھجے کپول	
مچا رکھی ہے سلاطینوں نے یہ توبہ دھاڑ	کوئی تو گھر سے نکل آئے ہین گریبان بھاڑ
کوئی در اپنے پہ آئے دے مارتا ہے کو اڑ	کوئی کے جو ہم ایسے ہین چھاپے ہیلی بھاڑ
تو چاہیے کہ ہمیں سکوز ہر دیتجھے کپول	
غرض مال ہے اس گفتگو سے یہ میرا	کہ بے زری نے جب ایسا گھر آکر گھیرا
تو کوئی قصد کرے نوکری کا بہتیرا	نہیں یہ فائدہ کچھ تا وہ چھوڑ کر ڈیرا
کہے نہ خرم سوے صفہان دانستبول	
جو نوکری ہے امین زیر چرخ نیلی قام	سو جائداد کا اسکے ہے پرگنہ سر سام
دبا کا جیسے ہے دارالافتہ مین ہنگام	گھروں کی ضبطی کا رسم اسقدر ہوا ہے عام
ادھر کسید کا دکھا سہر اوھر سے دڑی قول	

سو کیا وہ نوکری کھتی ہے چین یہ اوقات	ملے ہے پیٹ کو روٹی سو رو رو آدھی ات
جو چاہیں تن ڈھپے انہیں سو آگے نیچے مات	اور اسپہ یہ کہ وہ تب ٹھہرے روز موجودات
جو باپ چون باندھے ہر ستیا را در چھٹی پستول	
وہ نوکرا بے آقا ہر آن پہچانے	جو چو چھو اس سے کہ تم چھ روپے لگے پلنے
اکے ہے آہ وہ بھر کر سوائے آٹھ آنے	روپے کی شکل نہیں دیکھی ہے خدا جانے
اکر اس زمانے میں چھٹا بنے ہے وہ یا گول	
عرض کی جب تین ملتا ہو پاؤ بھر بھی چون	کرے وہ نوکری جسکو کہ ہو دے خطا و جنون
نجانو یہ کہ انہیں جب سپہ گری کا فنون	نہ آیا سیکھ تو یوں باندھنے لگے مضمون
زمانہ دیکھ کے ہتیار ہمنے ڈالے کھول	
سخن جو شہر کی ویرانی سے گردن آغاز	نوا سکونے کرین ہوش چند کے پرواز
نہیں وہ گھر جو حسین شغل کی آواز	کوئی جو شام کو مسجد میں جاے بہر نماز
تو دان چراغ نہیں ہے بھر چراغ غول	
کیسے یان نہ رہا آسیا سے تا بہ اجاغ	ہزار گھر میں کہیں ایک گھر جلے چراغ
سو کیا چراغ وہ گھر ہے گھروں کے غمے داغ	اور ان مکانون میں ہر سمت نیلے تین لاغ
جہان بہار میں سنتے تھے بیٹھ کر بند دل	
جراہ ہیں وہ عمارات کیا کہوں تجھ پاس	کہ جسکے دیکھے سے جاتی رہی تھی بھوکا پیاس
اور اب جو دیکھ تو دل ہوئے زندگی سے اوداس	بجائے گل جنوں میں مگر مگر ہے گھاس
کہیں ستون پڑا ہے کہیں پڑے مرغول	
یہ باغ کھائی کسی لہجہ نہ میں معلوم	سجائے کن نے رکھا یان قدم وہ کون تھا نوم
جہان تھے سرد و صوبہ بردبان اوگے ہر قوم	مچے ہے زارغ درغن سے اب اس چین میں نوم
اکھڑے ساتھ جہان بلبلیں کرین چین کلور	
رکھیں تھے سیر کو پگھٹ کے کرو کے دیہات	کہ اب جہان کے تھے بہاریوں کے آجیات
اور ان درختوں کی چھائیں نے گھنے سہرات	نہوے درخت ہیں اب ان نہ آدمی کی ذرات
کوئین میں مرنے پڑے ہیں نہ لیان نہ نڈول	
جہان آباد کو کلب ستم کے قابل تھا	مگر کبھو کسی عاشق کا یہ مگر دل تھا

کہ یوں مٹا دیا گویا کہ نقش باطل تھا	عجب طرح کا یہ بحر جہان میں ساحل تھا
کہ جبلی خاک سے لیتی تھی خلق موتی رول	
دیا بھی وان نہیں روشن تھی جس جگہ فائوس	پڑے ہیں کھنڈروں میں آئینہ خانہ کراؤں
کر در دل پر از امید ہو گئے مایوس	گھروں سے یوں بجزا کے نکل گئی ناموس
ملی نہ ڈولی انھیں جو تھے صاحب چنڈول	
نجیب زادیوں کا اندون ہوا یہ معمول	وہ برق سر پہ ہے جس کا قدم نکلتے بھول
ہے انکی گود میں لڑکا گلاب کا سا بھول	اور اُنکے حسن طلب کا ہر ایک سے یہ اصول
کہ خاک پاک کی تسبیح ہے جو بیچے بول	
اگر محب ہوا ستم تو سُن یہ نام	و یا بچھ کسے بمقدور کر کے نذر امام
پڑا جو شامت طالع سے خارجی سے کام	دروغ و راست کا لایا وہ درمیان میں کلام
یہ آگے اور چلین کیلے زیر لب لاجول	
غرض میں کیا کہوں یا رُو کہ دیکھ کر یہ فخر	کر در مرتبہ خاطر میں گذرے ہے یہ لہر
جو ٹک بھی اس دل اپنے کو دیوے گردش ہر	تو بٹھکر کہیں یہ روئے کہ مردم شہر
گھروں سے پانی کو باہر کرین بھکول بھکول	
اب اس بخوش ہو سووا کہ آگے تاب نہیں	وہ دل نہیں کہ اب اس غم سے وہ کیا نہیں
ایکے چشم نہوگی کہ وہ پر آب نہیں	سو اسے اسکے تری بات کا جو انہیں
کہ یہ زمانہ ہے اک طرح کا زیادہ نہ بول	

قصیدہ درجو سپ المسمیٰ بہ تضحیک روزگار

سے چرخ جب سے ابلق ایام بر سوار	ارکھتا نہیں ہے دست عنان کا بیک
جنگے طریقے بچ کوئی دن کی بات ہے	ہرگز عراقی و عربی کا نتھاست ہمار
اب دیکھتا ہوں نہیں کہ زمانیکے ہاتھ سے	موجی سے کفش پاگو گھٹاتے ہیں وہ ادھار
تنہا لے نہ دہر سے عالم حسرت ہے	تخت سے اکثر دن لے اٹھایا ہوتا تنگ مار
ہینگے چنانچہ ایک ہمارے بھی مہربان	پادے سزا جزا و نکاح کوئی نام لے نہار

نوکر ہن سو روپے کے دیانت کی راہ سے
 نہ دانہ و نہ کاہ نہ تیمار نہ سیس،
 نا طاقی کا اسکے کہانتک کروں بیان
 اسند نقش نعل زمین سے بجز فنا
 اس مرتبہ کو بھوک سے ہو بچا ہوا شکا حال
 تصاب پوچھتا ہے مجھے کب کرو گے یاد
 جسد لئے اس قصائی کے کھونٹے بندھا ہوا
 ہر رات آخر تکے تین دانہ پوچھ کر
 کھا اگر پڑا کہین دیکھے ہے گھاس کا
 خطا شعل کو وہ سمجھ دستہ گیا
 پیدا ہوئی ہے تسپہ اگن باد اسقدر
 گذرے وہ جسطرف سے بھوا وسط نیم
 دیکھے ہے جبہ تو بڑھ دتھان کی طرف
 فاقون سے ہنہانے کی طاقت نہیں ہی
 ہے اسقدر ضعیف کہ اڑ جائے با دے
 نہ استخوان نہ گوشت نہ کچلے اسکے پیٹ میں
 سمجھا نہ جائے یہ کہ وہ ابلن ہے یا رنگ
 یہ حال اسکے دیکھ غرض یوں کہے ہو خلوت
 ہر زخم پر زبکہ بھینکتی ہیں گھمسان
 لیجا دین چوریا مرے یا ہو کہین یہ گم
 تنہا نہ اس کے غم سے ہے دل تنگین کا
 القصہ ایک دن مجھے کچھ کام تھا ضرور
 رہتے تھے گھر کے پاس قضا اور آشنا
 خیر مت میں انکی مینے کیا جا یہ التماس
 فرمایا جب انھوں نے کہ لے مہربان

گھوڑا کہین میں ایک سواتا خراب و خوار
 رکھتا ہو جیسے اسب گلی طفل شیر خوار
 فاقون کا اسکے اب میں کہانتک کروں شمار
 ہرگز نہ اٹھ سکے وہ اگر بیٹھے ایک بار
 کرتا ہے لکبا سکا جو بازار میں گزار
 امید دار ہم بھی ہیں کہتے ہیں یوں چار
 گذرے ہو اس فط اسے ہر لیل دہر منہار
 دیکھے ہے آسمانی طرف ہو کے بقرار
 چو کے کو آنکھ موند کے دیتا ہے وہ پیار
 ہر دم زمین پر آپ کو چپکے ہے بار بار
 ہرگز دروغ اسکو تو مت جان زمینہار
 باد سموم ہو دے دہن گر کرے گزار
 کھوٹے ہے اپنے غم سے کنوین ٹاپین لہار
 گھوڑی کو دیکھتا ہے تو پا دے ہو بار بار
 یغین گرا دسکی تھکان کی ہو دین نہ ستوار
 دھونکے ہے دم کو اپنے کہ جون کھال کو لہار
 خارشت سے زبکہ ہے مجروح ہمیشہ مار
 چگل سے ہوز کیے تو چھوڑا دسکو کردگار
 کہتے ہیں اسکے رنگ کو گلسی اس اعتبار
 اس تین بات سے کوئی جلدی ہوا شکار
 خوگیر کا بھی سینہ جو دیکھا تو ہے نگار
 آیا یہ دہکین جلیے گھوڑے پہ ہو سوار
 مشہور تھا جھونکنے وہ اسب نابکار
 گھوڑا مجھے سواری کو اپنا دوستدار
 ایسے ہزار گھوڑے کروں تیر میں نثار

<p>یہ واقعی ہے اسکو بچاؤ گے انکسار سیرت سے جسکے نت ہے سگ شمشکین کھار بدین یہ کہ صطیل ادو جو ط کرے ہزار لاجنب وہ زمین سے ہو چون منج ہزار دجال اپنے منھ کو سیہ کر کے ہو سوار جبرے پہ لیکہ ٹھوکر دن کی نت چپے ہمار پہلے وہ لیکے ریگ بیابان کے شمار شیطان اسی پہ نکلا تھا جنت سے ہو سوار لوہا گلا کے تیغ بنا دے کبھو لوہار رستم کے ہاتھ سے نہ چلے وقت کا رزار جز دست غیر کے نہیں چلتا ہوزینہار دو لھا جو بیاہنے کو چلا اد سپہ ہو سوار تھا سر و سا جو قد سو ہوا شاخ بار واد شیخو خیمت کے درجے سے کر ٹھٹھ گدار لیکن اب یکدن کی حقیقت کو نہیں یار مجھے کہا نقیب نے اگر بے وقت کار ہو کر سوار اب کر میدا نہیں کا رزار ہتیار باندھکر مین ہوا جا کے پھر سوار دشمن کو بھی خدا نہ کرے یوں ذلیل و خوار تاک تک سے پاشنہ کے مرے پانوں تھی فگار پچھے نقیب ہانکے تھا لاٹھی سے مار مار ہلتا نہ تھا زمین سے مانند کو ہسار اکثر ہر زمین سے کہتے تھے یوں پکار یا بادبان باندھو یوں کے دو اختیار تیغ زبائے کاٹنے کرتا تھا گل شمار</p>	<p>لیکن کیسے چھینکے لائق نہیں یہ سب صورت کا جکا دیکھنا ہیگا گدھے کو ننگ بدرنگ جیسے لید و بدبو ہے چون پشاب مانند میخو کے لکڑی ہے تھان پر حشری ہے اسقدر کہ حشر اسکی پشت پر اتنا وہ سرنگون ہو کہ سب ڈر گئے ہر انت ہے پیر اسقدر کہ جو بتلاے اسکا سن لیکن مجھے زردے تو یخ یاد ہے کم رو ہے اسقدر کہ اگر اوسکے نعل کا ہے دلو یہ یقین کہ وہ تیغ روز جنگ مانند اسب خانہ رنٹھرنج اپنے پانوں اکدن گیا تھا مانگے یہ گھوڑا رات مین سبز یہ خط سیاہ دسیہ سے ہوا سفید پونچا غرض عروس کے گھر تک نہ جان مٹھا تو اسقدر ہے وہ جو کچھ کہ تم سنا دہلی تا کن پونچا تھا جسدن کہ مرے دست سے کوڑیوں کو اڑا یا ہے گھر مین بٹھ ناچار ہو کے تب تو بندھا یا مین دسین جس شکل سے سوار تھا اسدن مین کیا کہن چابک تھے دونوں ہاتھ مین پڑے تھا منہ پر لک آگے سے تو بڑا اسے دکھلاے تھا سیس ہرگز وہ اس طرح بھی نہ لاتا تھا روبراہ اس مضحکہ کو دیکھ ہوئے جمع خاص عام پتے اسے لگاؤ کہتا ہوئے یہ روان مین کیا کہن غرض کہ ہر اک اسکی شکل دیکھ</p>
---	---

کہتا تھا کوئی ہے بڑ کو ہی نہیں یہ سب
کہتا تھا کوئی مجھے ہوا مجھے کیا گناہ
کنے لگا پھر آ کے اس اجارے میں کوئی شخص
سمجھوں ہوں میں تو یہ کہ سپاہی کو کہیں میں
اس مختصہ میں تھا ہی گنا گاہ ایک روز
دھوبی کھار کے گھر سے اس دن مجھے تھے گم
سہراک نے اسکو اپنے گھر کا خیال کہ
دریائے کشکش ہوا اس آن موج زن
برہمنی اسکی دیکھ کے کر خرس کا خیال
رکھتا تھا کوئی اس کے سپاہی کو منہ کے بیچ
کہتا تھا کوئی مجھے کہ تو مجھ کو بھی سپرٹھا
کتے بھی بھونکتے تھے کھڑے اس کے گرد پیش
اسوقت میں اپنی مصیبت پر نظر نہ
بھگڑوں میں دھوبیوں سے کہ لڑا کو کو دون جو اب
بارے دعا مری ہوئی اسوقت میں تھاب
دست دعا اٹھا کے میں پھر وقت جنگ کے
پہلے ہی گولا چھوڑتے اس گھوڑے کے لگے
یہ ٹکے میں خدا سے ہوا مستعد جنگ
گھوڑا تھا بسکہ لانگ و پست ضعیف و خشک
جاتا تھا جٹ پٹ کے میں اسکو حریف پر
جبے یکھائیں کہ جنگ کی یاں باب بندھی ہوئی
دھردھکا دانسے لڑاتا ہوا شہر کی طرف
گھوڑے مریکی شکل یہ ہے تمہنے جو سنی
شکر تانے میں یہ مختصہ دیا جو اس
گفتن میں بس ست کہ اس میں ابلق ست

کہتا تھا کوئی ہیگا دلایت کا یہ حمار
کتوال نے گدھے پہنچے کیوں کیا سوار
مرب نہ یہ گدھانہ یہ راگب گنا ہنگار
ڈائن جلی سہے سیر کو ہو چرخ پر سوار
فتنے کو اس سمان نے کیا مجھے پھر دوچار
اس ماجری کو سن کیا دونوں نے ان گذار
پچوٹے تھا دھوبی کان تو پھینچے تھا دم کھار
تھا عنقریب ڈوبے سخت سے لیکبار
لڑ کے بھی دان تھے حج تراشے کو پیشار
موا سکے تن سے کوئی اگھاٹے تھا بار بار
دنگا ٹکائے میں ہے نو چند ایتوار
ساتھ اس سمند خرس نما کے چوہ چم چار
کنے لگا خدا سے یہ رو رو کے زار زار
کڑن سے پاڑوں کہ مردن اپنا پیٹ مار
دانسے ہر منٹ کیا جنگا تھک گذار
کنے لگا جناب آئی میں یوں بکار
ایسا لگے یہ تیر کہ ہو دے جگر سے بار
اتنے میں مر رہے بھی ہوا مجھ سے آدوچار
کرتا تھا یوں خفیف مجھے وقت کار زار
دوڑوں تھا اپنے پاؤں سے جون طفل نے وار
لے جو تیر کو ماتھ میں گھوڑا بغل میں مار
القصد گھر میں آن کے میں کیا قرار
اس پہ بھی دلیں گے تو اب ہو جیے حوار
اتنا بھی جھوٹ بولنا کیا ہے ضرور بار
بکھونگا دلیں اپنے اگر ہو نہیں ہو شیار

سودا نے تب قصیدہ کہا سن یہ باجرا ہے نام اس قصیدہ کا تضحیک نے زنگار

شعوی در جوہیل انجہ پتنگہ

کیا ساقی نے گونج کو سہست
قلم سے کہہ کہ ہو سرگرم سخن
قوی ہاتھی سے بھی اپنا سخن ہے
اگر ہم فیصل معنی کا بنادین
پھراؤ سکو جو کوئی سمجھیں سو جھوٹ
یہ دعوے گو کوئی شاعر نہ ملے
کہ طرز شاعری ان سب یہی ہے
کہوں میں پہل منی کے جواقات
بندھے ہیں وہ سدا اگر میر کیا
تو ارد سے اگر وہ چھوٹ جاوے
وہ ہے اس سے جو کوئی ہونے نہ
نبا ہے پاک طینت اس قدر وہ
سبک چلنا کوئی کیا اسکو تھلائے
کرن ہین آفرین اس پر سو کیا ہے
نہ لگوادے کچھ مشک پہ سینہ در
ہوا کیا گر نہیں کرتا ہے تزیین
نہو دے قدر قامت میں وہ موجود
بھلا اس شان کا ہاتھی کہیں ہے
مہاوت دل ہے نالہ بھالہ بردار
نہ کچھ بوجے کچھ نہ کچھ وہ کھائے
کوئی ہاتھی کی ہوتی ہے یہ اوقات

تو کر فکر بے لے بہت پست
بنے تاصغہ کا غذبہ زنجیر
زبان خامہ پر بیان کجلی بن ہے
تو بہتر ہاتھیوں کے کردکھاوین
قدیم آ حضرت سودا کے جوہن
پراسکو جو سخن رس ہو سو جانے
سخن کا ہے جو کچھ فن سب یہی ہے
تو شیخی ہے کہ چھوٹا منہ بڑی بات
جگہ ہے کشت کی ہنس سخن دان
کوئی شاعر جو اسکو بازو لادے
کلاو سکی طبع کو اس نکس کرے دم
قدم ہرگز نہ رکھے خاک پر وہ
بہمان تاک بھیجو کا غذبہ چلا جائے
گو یادہ اسکی آواز در را ہے
بہت اسکی بزرگی سے ہے بیاد
اسے کہتے ہیں اہل طبع نگین
بلندی عرش سے پراسکی افزود
کہ جبر ہر کوئی ایسا تعین ہے
ہے چرخ پیش آہ شہر بار
نظر بھی اس بزرگی پر نہ آوے
نہیں دم مارے کی سمجھ بات

<p>غرض ہاتھی خدا دیوے تو ایسا مچانی جسکی گھڑبالی نے یہ دھوم کولی ہاتھی ہے یافت وہ چنڈال کلا وہ کو نہ سمجھ اسکے گلگون کے کون اسکو بچہ نیل کا ہے پکھڑ طوم میں اسوقت زنجیر جو ہتھیلی پہ آجائے وہ خو خواہ چھٹین گرا لاکھ اوسپر حرجی و بان سردن کو یوں قدم پیچھے لے ہے ہمادت کیا جو پھرا دسکو سنبھالے جو کوئی دیکھے اوس سو مان جان کو خدا و ندا یہ آرا ہے کہ خر طوم غرض ہونی تھی باقی ماندو کی خیر ہوئی آقا پر اوسکے تنگدستی لگے ہے راتبا سکے اسطرح ہاتھ بدن پر اب نظر آتی ہے یوں کھال نمودار اسطرح ہر استخوان ہے نہ بیٹری ہے نہ کٹ بندھن نہ لکڑا گرفتار اپنے فعلوں کا ہے نایاک ضمیفی نے نکلی اسکی فرہی گم ہوئی ہے ناتوانی اسکے درے پراس کے دلیں اب بھی غصہ ہے تماشا ہو اگر وہ چھوٹ جاوے کہا اسکے ہمادت سے ہن اک وز تو کہہ لے کہ اسکو بیچ ڈالیں</p>	<p>نہ نیل راجہ زربت سنگھ جی سا کہ لرزے ہے پڑا لے شام تاروم ہمادت پر کرے آقا کے سر کال یہ گردن پر ہے اسکے خلق کا خون وغا کے روز شیکا نیل کا ہے پلے ہے فوج پر ابنی ہی بے پیر ہزاروں نیزے مارین بجالہ بردار نہ چھوٹے وہ جوا دس کافر کی ہر بان چھون کو جس طرح چکی دے ہے جو آوے شیخ بھینار و ندھ ڈالے تو یہ کہتا ہے منہ کر آسمان کو یہ ظالم چیرتا ہے جس سے مظلوم لسا نا تھا خدا کو کعبہ و دیر کیا کرتا ہے اب وہ قاقہ مستی جو بھاڑے دین کسی تابوت کی ساتھ طناب بست سے خیمہ کا جو ن جل گویا ہر پہلی اوسکی زرد بان ہے رکھے ہے ناتوانی اسکو جکڑا کیا کرتا ہے سر پر روز و شب خاک گیا ہاتھی نسل اور رہ گئی دم کہ وہ ڈیل ب دھوین کیسی گرہے کہ آتش بازی کا ہاتھی وہ اب ہے کہ گھر کو آگ کس کس کے گھاٹے اگر آقا کے اپنے ہے تو دل سوز عوض کا شلے کے چڑھنے کو گدھالین</p>
--	--

<p>سوار می جیجی ہوئے آفت جان خریداری تو اس کا فرکی معلوم کہ بیٹھا اسکی بلند اور بیٹ کا داک ہے بیٹی... کی مسجد کی محراب نصیبوں سے لگا جائے شہرت کسی مدت کا یہ بام کس ہے ہے دو دانت آگے سو ہین اڑو اور لگین جب تک نہ اسکو بلج و مزدور کہین ہین اسکو ہاتھی ہو یہ اندھیر کہ دھونچکین پنکھو سے کو لیون کا انبار نہین ہاتھی صعوبت کی ہر یہ رات کہ دست کو رین گو یا عصا ہے عجائب تو وہ طوفان ہے یہ نچھے من بھر لمبار وزے تین جتاوے فیل رخ اپنے تین کو سینچر جکے ہوتا ہے قد مبوس گو یا باروت پردھر کر اڑایا کیا خلقے کا سانس سقیاناس جہان کے سر سے بوجھا اور بھاڑے سے تھا اسکو دان اک دھشیار کہ اسکا ہو چلا احوال تیسیر کہا اُسے کہ حضرت خیر تو ہے گلاب تک نہین سمجھا اُسے تو اُسے ہن نفع کیا کیا اُس سکھوڑ اُسی پر اسکی روزی ہو ہر طور</p>	<p>کچھ ایسے بیل کے رکھنے میں ہر شان دیا دن نے جواب لے میرے مخدوم بڑا ہے بد قرارہ زشت و ناپاک جو ہاتھی ہو تو لے کوئی خان و نواب بکانے کی نہین اسکے کوئی بات سمجھنا فیل اسے دیوانہ پن ہے ستون اسکے تلے یہ پانون ہین چار جو بیٹھے یہ تو اٹھنا ہے اسے دور اٹھ ہے خاک کا یار اکھ کا ڈھیر ہلا تا یون ہے یہ کانون کو ہر بار ہے اتنا چلنے میں بجز یہ بد ذات یہ عالم چلنے میں خرطوم کا ہے جو کیے فیل اسے بہتا ہن ہے یہ خورش کے وقت بولے فیل ہونہن عماری سکے گر چلیے کہین کو یہ ہے اس مرتبہ بلین منخوس جسے لا پیٹھ پر اُسکے بٹھایا گروا جس روز سے یان اسکا بھواس مرے یہ آپ یا کوئی مار جاوے غرض تھا جبکہ یہ ذکر وادکار ہوئی اس ذکر سے یون اہین تاثیر ہوا اسکے سمجھنے کے وہ درپے لگے کہنے وہ کر میری طرف رہ کہ یہ جس پیل کا کرتا ہے مذکور اگر اب حسب ظاہر بیٹھے غور</p>
---	--

وے از بسکہ اس کے فعل ہن بر جو کچھ اس پہل میں اُن نے بنایا یہ انکی مرگ کے جتنا ہے دے لے میں خوب اپنے تئیں دیکھا میں اسدم تغیر حال کا باعث مرے یار اگر در یافتے برداشت بوس،	اسے مرنے کی اس کے کتنی ہے کد سو اپنے نفس ظالم میں ہے پایا مجھے اُتنی ہی اسکی بردش ہے مہادت سے بھی بہت اپنی ہر کم یہ تھا جو کچھ کیا میں تجھ سے اظہار وگر غافل شدی افسوس افسوس
--	---

شنوی ہوشیدی فولادخان کو تو ال شاہمان آباد

کیا ہوا یاد دہ نسق ہہات بانو عا جاوے تھا چور پکڑی کا شہر میں کیا رہے تھا امن دامن تھانے رشوت سے کو تو ال کو کام اب ہمان دیکھو دان بھمکا ہے دیکھی ہننے چور راہ چا وڑی کی خاص بازار کا جو سننے بیان وڑی کے سولے کو جو دان جاوے کس طرح شہر کا نہو یہ حال چور کب اسکا زور مانے ہے ہو یہ کو تو ال تو دہ مانے زور اُنسے رشوت لیے یہ بیٹھا ہے بعضوں کا مفردن کے زور ہے یہ اپنے وردازے آگے رکھ کر ٹکٹ ٹھگ نہ تنہا چڑھے ہن اسکا آٹ سر پہ یہ دیکھیں جسکے اچھی شال	لیمون کے چور کا کٹے تھا ہات مارا جاوے تھا زور دگرڑی کا کیسی کرتی تھی خلق خوش گذران شہر میں تھانے چوٹے کا نام چور ہے ٹھگ ہے اور اچھا ہے پشیم ہے رہنرئی تلاما وڑی کی ادن نے نزدیک کے کاٹ ڈالے کان پکڑی کھوسر کو پٹیتا آوے شیدی فولاداب جھے کو تو ال کا لالال اپنا اسکو جانے ہے یہ تو چھتر کی جھول کا ہے چور اُسکے دل میں یہ چور بیٹھا ہے چور کا بھائی کٹھی چور ہے یہ نکسے ہن اُن نے گھر کے گھر جو پٹ مل ہی ہے اچکون سے بھی سانٹ گو یادہ اُسکے باپ کا ہے مال
--	--

گشت جب اسکا پھر تا آتا ہے
سُن لو چور دیہ مختصر قصہ
جو نطنر بازار اسکا چتر ہے
جتنے نوکر ہیں اُس کے خد متکار
کسو کا گھر کئی دیر رہا ہے
جسکے گھر بیچ اسکا آقا جائے
تاخیر دار گھر کا ہو صاحب
سینکے از بس یہ ہاتھ کے چالاک
ٹھک یہ غافل جو اُن سے ہوتا ہے
ایک دن اُس سے سب طنز کی راہ
چیز میری جواب پُرا دُقم
قیمت اُسکی جو کچھ مشخص ہو
ایک اُنہیں سے یہ سخن سنکر
کیا جب آپ تم سے یہ انصاف
آپ کے سر پہ یہ جو پگڑی ہے
دس روپے وہ مجھے دلاتے ہیں
دوسرے نے کہا کہ میں ہوں غلام
پگڑی آقا رکھے نہ سر سے اذکار
پر دو شالے کے تین لگا رکھات
سیری محنت یہ ٹھک نظر کیجھے
غرض اس گفتگو سے ہو یہ حال
شہر کے بیچ کیا کہوں میں اب
شب ہو ز سنگیوں کی قال قیل
کتنے آہٹ سے اُنکی بھونکیں ہیں
آنکھ تو کس بشر کی لاگے ہے

یہی نر سنگیا بجاتا ہے
صُبح کو بھیج دے پچو حصہ
خوب دیکھو تو حیب کتر ہے
فن دزدی کے سب ہیں بائی کار
کوئی بھڑوا اٹھائی گیر ہے
صاحب خانہ پر یہ آفت آئے
جو گھرے با ندان تک غائب
ڈالین ہیں اُسکی آنکھوں میں بھی خاک
تن کے کپڑوں کو اپنے رقبہ ہے
کہا تم ہو مرے نبٹ دل خواہ
چوک میں بیچنے بجا دُقم
اُس نے کو تم اُسے بھی کو دو
لگا کہنے کہ اس سے کیا بہتر
میں بھی کرتا ہوں عرض کئے منٹ
دو خریدارا کے ہیں درپے
کہنے اب آپ کیا لگانے ہیں
نہیں ہوں جس سے ہوئے ایسا کام
اور قیمت کی اُسکی ہو تکرار
آج جاگا کیا ہوں ساری رات
آگے جو دلیں آوے سو دیجے
واہ واہ لے لے کتوال
روزِ محشر کی دھوم ہے ہر شب
گو یا پھٹکتی ہے صور اسرافیل
مرے خواب عدم سے جو کین ہیں
چور دیکھے ڈر سے فتنہ جاگے ہے

آسمان پر بھی منعم ہے خوب
 لاکھ بند و ق رات کو چھوٹے
 ہین یہ سرگرم دزد بد انجام
 بزم میں شب ہر ایک پیر و جوان
 تسبیح ہے یہ کہ بہر طرہ زر
 طرہ شمع اک طرف لے یار
 شام سے صبح تک یہی ہے شور
 صبح شبنم جو گل پہ ہوتی ہے
 مال حسد و ق میں ہے کس بھانت
 اب تو زدوی کا کچھ نہیں بڑھنگ
 رکھ سکے کون جس سے ہوس کے کخت
 بات جو اپنے گھر میں کھنکاسے
 ہو گی کب تک بچا خستہ داری
 صاحب خانہ جو کوئی ہے اب
 آئینہ تک اگر جو دیکھے یار
 بے خطر ڈر سے اب کوئی نہ رہا
 نہ عبادت کو جاگتا ہے شیخ
 خلق جب دیکھ کر کے یہ بیداد
 بولے ہے وہ کہ میں بھی ہوں ناچار
 کرتے ہیں مجھے اب بجا کر ڈھول
 یار و کچھ چل سکے ہے میرا زور
 مٹ سکے مجھ غریب سے یہ خلل
 دیکھیے گرتاں کو بھی بختِ خدا
 اکسکو ماروں میں کسکو دون گالی
 چڑھکے جب ہر فردن پہ جاتا ہوں

کھلا رہتا ہے دیدہ ہمتاب
 کوٹھی پر سا ہو کار کی پھوٹے
 لوٹے ہے تاخیر نہ حمام
 بیٹھے ہیں کر کے رزم کا سامان
 لگے ہے چور شمع سے گر
 گرم ہے خور شید کی بھی شب سار
 دواڑ بڑی گھڑی لٹک رہا ہے چور
 بچہ کو غصے کے دہرونی ہو
 تن کے کپڑے چور دھکا ہے انت
 کہتے پھرتے ہیں چور ہو سر ہنگ
 جو نہ دے ہلکو کپڑے کیا ہے خست
 چور دروازے پر یہ نیکارے
 چور جاتے رہے کہ اندھیاری
 ہے خرداری میں وہ روز و شب
 اپنے گھر میں ہے وہ بھی چوکیدار
 اہل میخانہ میں بھی ہے ہوا
 ڈر یہی چور آئے مارے میخ
 کرتے ہیں کو تو ال سے فراڈ
 گرم ہے چوٹوں کا اب بازار
 میری پگڑی کا میرے سر پر پول
 دیکھو توٹک کہاں کہاں ہے چور
 ہے امیر و نیک گھر میں چور مجل
 ہاتھ میں ہے ادھونکے دزد و خا
 چوری کرنے سے کون ہے خالی
 وقت پر میں بھی جی چراتا ہوں

مچ رہا ہے اب اس طرح کا سانگ بچ سکے کیونکہ اب کسی شے کرن انصاف اب جو ان دیر رتبہ وزدی کا اس قدر ہے بلند یہ جو سودا کے ہے لایسنی	ہے خدا کے بھی گھر میں جو پر کی تھاگ ملا مسجد کا صبح خیر یا ہے کیا ہے اس میں بھلا مری تقصیر جو رخ کے گھر پہ کمیشان کی کن آپ کرتا ہے دزدی معنی
--	--

تثنوی در ہجو امیر ولایت نخبیل

ہے خدا کا یہ ایک شہ نہ نور کرتے اُسکو لگے نہ ذرہ دیر کیا دن نے بعرصہ یک آن وہ کردرون نعم کو لذت دے کس زبان سے ہوا دسکا شکر ادا میوے بین باغ بین زمانے کے فضل سے اُسکے کچھ نہیں ہے کی سینو بار و گردن ہون میں اک نقل آفاقا اک آستان میرے جو ہن وارد ہوئے یہ دان ناگاہ اُنکے ہوتے جو ابرہہ آیا نہ خبر انکی پوچھی نہ احوال کچھ ہوا پر بھی تم رکھو ہو نگاہ بولے یہ بیخ نہ تھا مجھے معلوم جب نہ سمجھے یہ اسکے رمز کتبیں جون لگی ہونے قطع افشانی پھر لگا کہنے یہ بھی اپنے نصیب	جس سے روشن ہے آسمان کا تنور مہر و مہ کو بشکل نمان و پیر نقل احتسار پر سپہر کا خان والفہم بین زبان انسان کے نعمتیں کیا کیا دن نے کین پیدا واسطے کھانے اور کھلانے کے لیک وہ کیا کرے جو ہم ہون دنی جو کواور کرے نہ ہرگز عقل گئے تھے ایک عمدہ کے دیرے اٹھا چار دن طرف سے ابرسیاہ صاحب خانہ سخت بھڑایا بیٹھتے ہی کیا یہ اُنسے سوال کھو نکھری پٹو کچھ بھی ہے براہ در نہ لاتا میں ساتھ اسے خود دم سوچھی یہ بات اُسکے تئیں دوہن لا رکھی اُنکے آگے بارانی اُنسے دت کے بعد اپنا جلیب
--	--

<p> بھگتا اپنے گھر کو وہ جا رہے اُس مزدور کو کہہ کر پہچانے بھگتا جاؤنگا میں اتنی دور نہ کھلیگا تو میں رہوں گا رات لگی اوسکی وہ ہن بکھنے جان اپنے بیگانے کی رہی نہ خبر یہی کہتا تھا اوس سے بھر کر آہ حرف رہنے کا درمیان آیا باد لون سے جو اسکا تھا احوال کہہو کہتا تھا شیخ ڈونڈ و بناؤ آدے ہے آسمان کہیں سے نظر کیسی ہو جائے اپنے گھر میں عید کچھ لطف آئے ہے جو مجھے غور اے میں تیری زبان کے شیربان تو جھنجھلا کے یون لگا کہنے کوہ تک جا میں ڈوب لیکہ خست چاہیے ہو تمام عالم غرق کاش ہو جلے ایک قطرہ آب ہو گئی رات لیکہ بچھ نہ کھلا کہنے لاگا کہ سنگ آمد و سخت کیا مہمان سے اختلاط شروع ہووے غیر از حدیث زر غمبا مزکب ہو کے اس بہانے کا بولا اسوقت ڈیورٹھی کا ناظر محل کی جاضر درمیں رہ کھوا </p>	<p> اور منہ آسمان یہ برائے یہ تو سائے غریب کیا جانے بولے یہ سادگی سے کیا ہر فرد رکھے خالق سلامت آپکی ذات یہ سخن جو بہن ہو بچا اُسکے کان سننے ہی اسنے یون ہوا مضطر جسکے منہ کی طرف گئے تھا گاہ کیون میان ابرا سفدر چھایا مضطرب برق سے نہ یون حال کہی کہتا تھا یا روئیل جلاؤ کہہو بولے تھا دیکھیو ادب پر گاہ بولے تھا ہو جو مسرید بولانا کر ہے ایک یون فی الفور کہا اُن نے یہ سچ ہے میر بجان لیک پرنا لے جب لگے بہنے کیا یہ برے ہے یون برس کجست نہ رہے غریب ہے اب شرق لیکے ماہی سے اور تاہتاب غرض اپنی سی وہ تو کر گزرا آخرا لا مکر کے دلو کر خست کر چکا اپنے جب اصول مفرع پر نہ تھا یہ کچھ اور ذکر سخن وقت آیا جب اُسکے کھانے کا لگا کہنے کہ کوئی ہے حاضر کہا اُسنے کہ بھر کے افتابا </p>
--	--

<p>کہہ گیا کان میں یہ ہسمان کے کہد دہلوا کے اب بکا دل کو کی بکا دل کے تئیں دہن فریاد اونھون نے پوچھا ہے کچھ تیار جاؤن ڈھونڈون اگر کہیں ہو کچھ ورنہ کھاؤ مجھے مین ہوں حاضر دیکھو ہود یگا سودی سرکار داسے میرے کچھ تو بچو اور آپ ہی بھڑوا خاک چھانے ہے جان کو وہ بروں کی روتا ہے چھری بھدا مجھے تباہ ہے لہو پی پی کے اپنا رستا ہوں لیجو ترکاری کی جسک کدہ منہ رکھیں چکنا اور شکم خالی رہ ترے آتش کیا پکاتے ہیں اسکی گزرے ہے سطح اوقات کاٹے ہے میرے حق میں نیت گل پھل گر پکانے کو مانگے وہ کچھ شے ورنہ کا وہ مرتبہ و آچار مجھے کتا ہے یوں وہ گیدی خر اور پیتھن ترانکا لون گا پیاز کا اسکے ہاتھ میں تھا پوست کیا ہے یہ بولا یوں وہ بھر کے آہ دے کے خدمت کیا ہے محکوم خوار مفت رسوا ہوں نزد خاص و عام</p>	<p>غرض اٹھکر چلا وہ جب واسے چاہو کچھ کہ اب تنا دل کو اونھون نے اسکے موجب ارشاد آیا بعد از سماعت بسیار بولا تیار تو نہیں ہے کچھ تو تو لاؤن ہوں آپ کی خاطر بولے یہ کچھ اگر نہیں تیار اوس سے تم جا کے جنس منگو اور لگا کہنے وہ کوئی مانے ہے جب کہ اسکا حساب ہوتا ہے اور نصاب بھی جو آدے ہے جب مین کچھ کو بخریے کتا ہوں نخشے ہے مجھے یوں وہ دو بردو سفرہ چین دے ہمیشہ یوں گالی مجھکو بادری یوں دھراتے ہیں کیا کہوں مین رکاب دار کی بات نو کری مین نہیں کچھ اسکو حصول لیکن اسکی بھی حق بجانب ہے اسے ملتا ہے کرنے کو تو کار نان باوجود کھین بھر کے نظر تنگ مشرف کے گھر لگاؤن گا کل کبابی چلا جو گھر کو دوست پوچھا اس سے یہ مینے کر کے نگاہ کیا کہوں مجھے مین غرض لے یار کبھو حاصل نہیں ہوا اک دام</p>
--	---

<p>میری ہی ہجو وہ بھی کرتا ہے جی مرا جانتا ہے جیسے ہن جاے لقمہ کے کھائے وہ دشنام مارین نہیں بھوٹے ہاتھ سے گتا جز فریب اسکو ایک ٹکڑا دین نہیں ممکن کہ اس سوا بکلی گر میون بیچ پیٹ بھر سووے ناک بادرچون بہتی ہے ستے لے دوڑتے ہن مشکین بھر کوئی دکھائے ہے کھو لکر قرآن کوئی پھرے سردھے کھو لاکھاٹ خلق ہو جا دے تہ و بالا چو ملے ہر گھر کے جب کرن خیال لکڑی جلتی ہے آتش غم سے روستے ہن ڈھانڈی جانپ ملے پویش کبھی تو کچھ کرو ہمیں ارشاد جب کسب اپنا بھول جاوینگے پھرتی دھوئے ہمیشہ جائیں کہاں کھانا ان مین سے اب نہیں کھایا سرنگون ہی پڑے ہن چو لھو پیر سینہ گت گیر کا ہو غنابل نہ ملا دیچی سے پھر کفیل دستہ ہادن سے پرکھو نہ بجا نہ ملے انکے گھر سے پھر رمضان رشک ہے آبدار خانے کا</p>	<p>کوئی شاعر جو یان گذرتا ہے کون جانے کہ آپ کیسے ہن پیرا دنگا کر آئے وقت طعام یون ہن اوٹھ جائیں ادسکریے بتا نہیں ممکن کہ اس سے وہ بھی ہن کام بھوکے کا ادنکے مطبخ سے کھانا یان کھا دے ہاتھ ان بھوے بسکہ مطبخ مین سردی رہتی ہے انکے مطبخ سے دو داوٹھے اگر لگے ہے دینے کوئی انکے اذان ڈالے ہے کوئی پھیر اپنے کاٹ یان پکانا ہے خانہ حلالا انکے باورچی خانہ کا احوال ڈالے ہن سر پہ خاک ماتم سے سینے دیچون کے ماتے ہن جوش روز باورچی یون کرن فریاد کیا ترے بعد کر کے کھا دینگے دیگ شو کو نہ دیگ سے سر و کار بسکہ مہمان وعدہ سے آیا اس خجالت سے دستے یکسر اورے سے دیچون کا ہے یہ حال کی زمانے نے لاکھ ہی تدریس شادی پر شادی یان مہنے ہے سدا کرے سو عید گنبد گردان الغرض مطبخ اس گھر انے کا</p>
--	---

جس سے طوفان نے کیا تھا ظہور
اور کیا کیا میں کھولوں اسکے بھرم
ایک فرزند یہ رکھے تھا اولاد
اسنے اک روز یہ حماقت کی
نہ ضیافت کہ جہین ہو رنگ ہیں
تسپہ یون پیش آیا یہ مروود
چاہتا تھا کرے یہ اوسکو عاق
بارے لوگوں نے آکے سمجھایا
پتھر اسکے عوض تو کیوں نہ جہنی
یار و مجھ سے تو لاد لہ بہت
اسکا دادا بھی گرچہ تھا عیاش
جو کوئی اسکے گھر میں نوکر تھا
پھر تادہ ٹکڑے مانگتا گھر گھر
اچھے چن چن کے آکھلاتے تھے
پیدا جو کر گئے تھے یون اجداد
میں تو آپ ہی کو جانتا تھا افضل
گرے پیسے یہ سب اوڑاے گا
اسکے دادے کے باپ کا کردار
لایا کچھڑی پکا شراکت سے
اون نے اک دہلیے نوالے بٹے
لگے کہنے نہیں شراکت نیک
تھی بزرگوں کی اپنے تو یہ چال
خوب جو کچھ اوٹھا خیر نے سے
منا اس گھر کا یار تو نے حال
ایسی ہی بھوکھ ہے تو میر بھان

انکی نانی کے گھر کا تھا وہ تنور
کہتے بھی آتی ہے مجھے تو شرم
سارے گھر کا تھا اسکے چشم چراغ
آشنا اپنے کی ضیافت انکی
اک رکابی طعام و دیگر ہیں
یاد آیا اسے پھٹی کا درد
اور مان کو بھی انکی دیدے طلاق
تب یہ جو رد کے حق میں فرمایا
کاش پھنس مرتا وہاں یہ ناشدنی
میرا بیٹا اور اس قدر تبہ
اس سلیقے سے پر کرے تھا ماش
رات کو اس سپہ یہ مقرر تھا
لاتا آقا کے آگے جھول بھڑ
برے تنخواہ میں لگاتے تھے
سو یہ بد بخت ہے یون برباد
پر یہ مجھ سے بھی نکلا نا معقول
ایٹوں تک بیج کھائے گا
آشنا تھا سوڈہ ٹپٹ دلسوز
دونوں کھانے لگے دفات سے
جد مہم دوہن ہو کے کھڑے
میرے سوتے اور تیرا ایک
کہتے ہن بان ضیافتیں پال
لواتا لیت کے مہنے سے
مجھ سے کھانے کا پھر نہ کیجو سوال
بندہ خانہ بھی دور نہیں چندان

<p>ہمک قدم رنجبران ملک کیجے بولے یہ خانہ شہا آباد ہے غنیمت یہاں تو آپکی ذات غرض اس آشنائے صبح کو آ بھیجو یار داب ایسے عہد پر</p>	<p>کھانے کو چاہیے جو کچھ لیجے ہے کرم آپ کا تو اس سے زیاد کٹ گئی اب تو بانوں ہی میں بات بھم سے یہ ماجرا تمام کہا لعنت کر دگا رستم دگر</p>
--	--

شہودی ہجو طفل صنائع روزگار لکڑی باز

<p>ناملے پر ایک لڑکا رہتا تھا موٹے جانے سے محکوم ذوق نہیں پیکا کاڑھے کا کب تک باندھوں جوتی چڑھے کی محکوم نہیں بھاتی نیمہ تن زیب کا بستاد و تم تو میں جامہ بھی اسکا بنواؤں پیکا بلدار تین تھکان کا ہو چیرا میں تیس گز کا باندھوں گنا ایک توڑا بھی دے تو منگو اکر اور کچھ اب ایک ہو پر زر بھنت پاپوش ایک ستارہ دار ایک سنہری کٹاری لے لے بھول نیچہ اسکے ساتھ کا حلکار اک طینچہ کمرین ہو دستان گھوڑا بھی ایک ہو منٹ چالاک زین بھی اوسپہ ہو ابائی دار نو بصر رت میں اور لباس بڑا</p>	<p>باپ سے اپنے روزگارتھا چھوٹے چیرے کا دل کو شوق نہیں موٹی شلوار تاج کجما پہرون سوکھ کر پاؤں میں نہیں آتی کئی محمودیان دلا دو تم اونچی چولی کا تنگ سلواؤں تب کمر پتلی میری ہو جون مو سرخ ہی باندھوں کا پر لون گا پر کنارے میں اوسکو سلوا کر پھولے گلزار جس سے ٹانگوں پر سرخ بانات کا منقش کار پیچھے سے موٹی آگے سے ہو گل لون حر لیون کو جس سے میں لکار رہنمائی کی سی جسکی ہو آواز ہوئے گردنہ جسکے سم کی خاک جسکی فتراک سے بندھے دل نزار تاجکے مجھ گلے دھرے گا چھرا</p>
--	--

جو کہ جاگیر سے اب آتا ہے
 تو پیسے ہے شراب بنگ داغیم
 لے ہے نقدی کے پیسے آپ تمام
 بچھے بیٹے کے روز چھ پیسے
 کتبک لے باپ تیرے ساتھ بھرون
 کتبک تلک سودن سے منہ دھوون
 وال روٹی اگر جو گھر میں پکے
 فاقہ بہتہ رازین چپاتی چار
 تب کہا باپ نے کر لے مہربان
 ہم غریبوں کی وال روٹی ہے
 موٹا کپڑا ہے تاش سے بہتر
 گورنہ چاہتی ہے تیری زبان
 جاکہ ادا سکوا در کھا تو پلا دے
 اپنے ادب کو کو کر عسا شق
 مخزے سے اسکی گود میں جالیٹ
 جب تو جانے وہ ہو چکا محکوم
 مانگ تباہ سے چڑھنے کو گھوڑا
 تب تو بیٹا یہ بولا ہو کر دوا
 میں تو کتا ہوں تجھ سے لے کتن
 تیرے گھر سے کردن میں منہ کالا
 ہاے یارو میں کس غضب میں ہوں
 کپڑے گردینے کو بھی کتنا نہیں
 غرض ان نے یہ گالیان کھا کر
 دیکھو یارو عجب زمانہ ہے
 باپ سے بیٹا نا امید ہوا

سب تھے خرچ بیچ جاتا ہے
 اب خدا کا بھی تنگ ہے کچھ بیم
 امین سے بھی مجھے نہ لے اکدام
 سو بھی دے ہے فقیر کو جیسے
 فقر و فاقہ میں دن کو رات کردن
 روٹی کو رو رو دن چلے میں سودن
 پتھر بھر گئی کبھی نہ اس میں لے
 وقتا بہت عذاب النار
 حق نے قسمت کیا ہے سو ہونداں
 گاہ پتلی ہے گاہ موٹی ہے
 در بدر کی تلاش سے بہتر
 حق نے دی ہے تجھے یہ زر کی کان
 سو کھی روٹی کو میری پھر چباؤ
 پاوہ ہو پاکباز یا فاسق
 کھول بھاتی کوادر دکھا کر پیٹ
 چاہ اسکی ہو تجھ ادیر معلوم
 پھر ہے کس چیز کا تجھے توڑا
 ہاے یارو یہ باپ ہے بھڑوا
 تو ہی سنا نہیں ہو میر سخن
 گر رہوں یاں تو ہوں ترسالا
 کیا بڑے رنج اور تعب میں ہوں
 بھڑوا سکھلائے بن بھی رہتا نہیں
 دہی چھ پیسے بھر دیے لاکر
 بیٹے سے باپ کیا بیگانہ ہے
 خون دینا کا کیا سفید ہوا

<p>الغرض باپ سے وہ ہو کے جدا تھے محلے کے بچہ کی عشاق سب سے افرد تھا انھوں کا معاش ذوق تھا انکو ڈنڈ پیلین سے گھومین اپنے اکھاڑ اکھاڑ واکر کئی ٹھون کو زور دلو اتے نکلا جب اپنے یہ ٹھکانے سے مرزا جی میں بھی کشتی کھیلو گا تب کہا یہ انھوں نے لے محبوب جل اکھاڑ میں ہم تو ڈنڈ پیلین جا اکھاڑے میں اور کپڑے اتار اور ترے مرزا اکھاڑ میں اوس دم دیکھو دست دوس ہی میں سبھاؤ رنگے گردن پہ ہاتھ ماری اڑی کر کے یکدستی اور پیچھے جاے کسے ہفتے چڑھا دیے گھستے طور اس کشتی کا اسے بھایا مرزا بھی ڈنڈ کر کے ملکر تیل کس چکا گا چھ کے تین جس دم مرزا نے دھج بنا قدم گاڑا پیچھے لینے کا مرزا نے کٹھاٹ جاسے تھا راون میں اسے جکڑا کر کھارنگ دے بغل کے پیچ دے لنگرے میں اتہ چرتا پھلا دہس کے ٹھون میں پھر اٹھالی چٹ</p>	<p>ملنے لاگا ہر ایک سے جا جا جینن تھے مرزا مفت برجی طاق لوڈ کے ملنے کا انھیں تھا تلاش شوق تھا انکو کشتی کھیلنے سے کشتی وہ کھلتے تھے شام و سحر خوب رویوں کو کشتی کھیلوانے جانا انے اس بہانے سے اس اکھاڑے میں ڈنڈ پیلو گا کشتی کا کھیلنا بہت ہے خوب اک پکڑ تیرے ساتھ ہم کھیلین لوڈ جب کشتی کو ہوا تیار ہو گیا سامنے وہ ٹھونک کے خم کر گئے مرزا پور پور پہ داؤ کیا کہوں کس طرح کشتی لڑی گرہ دھننے سے اوسکو پیچھے بلاے اور کیا کیا کیا کہوں کس سے اگلے دن لوڈ اس صبح ہی آیا دیا تعلیم پیچ اسکو ڈھکیل پھر ہوا اسانے بجا کر ختم لوڈ کے کوڈھاک پر چڑھا مارا کیا لوڈ ہے پہ دوہین دھپنی پاٹ لوڈ سے نے دوڑا لکھ پکڑا کیا کیا اوسکو دکھائے اپنی کو بیچ کیا کہوں کیسی کی اکھاڑ پھلا کہا کہہ کی چت کروں یا پٹ</p>
--	--

<p>کہا ہو جس طرح سے تیری رضا، تنگڑیان کھینچ زور بھیج لیا، ڈال ٹپکا گلے میں پاؤں پر، اپنا استاد جگو جانو گے، یان کی کشتی کا ہے یہی کچھ دھب، ہو گے کوئی دن میں بن سولی سے، پاس سے میرے تم نہ جاؤ کہین منے یہ علم کس سے ہے پایا علم یہ جن سے کیا ہے یاد مجھے کتنے ہی اُنکے تھے شاگرد کیا یہ کشتی اونٹوں کا ہے ایجاد سیکھے ہو گئے کسو سے وہ بھی کچھ کہا مرزا نے خیر ہے ایجان میں اسی سوچ پنج مرتا ہوں کہا میری نہ گزیرے یوں اوقات اس طرح نہ ڈنڈ پیلوں میں پہلو ان میں یہ پرتیل ٹیک شعر پڑھتا یہ اپنے گھر کو چلا اس نصیحت کو گوش جان سے تم کرو گذران یار و تم اپنی</p>	<p>کشتی کا لونڈے کو بڑا جرمزا غرض اس دم میں اسکو بچ گیا الغرض اس طرح سے کشتی لڑ بولے مرزا مرزا نہ مانو گے اور بھی کشتی کھیلے ہیں سب ہم میں تم میں جو یوں ہی زور ہوا کھانے پینے کی کچھ نہیں ہے کہین سکے لونڈا زبان پہ یہ لایا کہا مرزا نے ایک تھے استاد کشتی کا کھیلنا تھا اونکا ورد کہا لونڈے نے وہ جو تھے استاد بولے مرزا کہ یہ تو کا ہے کو سکے یہ بات ہو رہا حیران کہنے لگا یہ عرض کرتا ہوں کہیے لونڈے نے مرزا سے یہ بات ایسی کشتی کچھ نہ کھیلوں میں کہین کے جگو کیا بد کیا نیک کہیے اس آن ہو کے اسے جدا سنو اسے لڑ کو ہونہ راہ سے کم باپ کے گھر کی چاٹ کر چٹنی</p>
<h2>شنوی درہجو حکیم غوث</h2>	
<p>عار اطبا و طبابت کا تنگ جگ میں ہلا کو کا ہے قائم مقام</p>	<p>صدر کے بازار میں ہے اک بنگ شکل ہے شیطان کی اور غوث نام</p>

<p>ہے متوطن وہ لعین روم کا جسے طبابت میں دھنسا دہ الاغ ملکت ہند میں اب گھر بہ گھر اسکے فلم کا میں کردن کیا بیان خامہ نہیں آنجسے بران ہو وہ نسخہ نہ لکھتا کبھو وہ بدست جسے مریضوں کو وہ دے ہے دوا بو نہیں ظالم میں کہیں دردی کشتن خلق اور سکا غرض کام ہے مرتے ہیں اس سے ریل بہ ریل طرفہ تر اس سے بھی کہوں ایک بات ہو کے کسمندر جو وہ بے حیا مردہ شود مولوی تابوت گر دین ہیں دہائی وہ بصد قیل وقال اپنی دوا آپ تو ظالم نہ کر خوب جو کرتا ہے تو اپنی دوا روزی سے خاطر ہو مری تاکہ بھیج کیا کروں تشخص کا او سکی بیان نزلے سے اک شخص کو تھا درد سر دیکھ کے نبض ان نے بصدد فکر وغور نسخہ دیا لکھ کے بچندین ہنر جا کے جو نسخہ دیا عطار کو کیا تجھے آزار ہے اے نوجوان میں تو نہیں جانتا کچھ اے حبیب سنئے ہی یہ دکر لگی اسکے چوٹ</p>	<p>ہستی میں رکھتا ہے اثر بوم کا روم سے ناشام کیا بے چراغ ہے ملک الموت سے مشہور تر تیج اجل جسکی ہے طبیب اللسان قائل ہندو و مسلمان ہے وہ پھرتی ہذا انسان سے دوزخ بہشت کام میں مرگ معطل شفا جان کا دشمن ہے زن و مرد کی مرگ و قضا مفت میں بدنام ہے کھاتے ہیں قرض اسکے درگزر کن ہنستی ہے سن سکے جسے کائنات اپنے سین آپ کرے ہے دوا گھیرتے ہیں ان کے سب کا گھر انہیں سے ہر ایک کرے ہے سوال میرے کس و کو کی طرف کر نظر اور کوئی آپ سا ہم کو بتا بھیجوں تری گور پہ گل اور شمع منہ میں ہو لی جاتی ہو ساکت زبان لائی قضا اسکے سین اسکے گھر دق کے سوا کچھ نہ کی شخص اور صبح سے لے شام ملک غور کر پرٹھ کے وہ کہنے لگا بیمار کو اُن نے کہا اُس سے آہ و فغان پر مجھے مدد تو کہ ہے طبیب کہنے لگا اپنی وہ داڑھی کھسٹ</p>
---	---

ہاے کیس بھڑوے کا ایجاد ہے
 لکھنے یہ عطار نے ہو بے قرار
 شکل کو او کی تو مجھے دے بتا
 شکے وہ عطار سے بولا جوان
 شکل سے کسی اسے تشبیہ و دن
 رنگ دین اسکا ہے بد بود غیر
 سنتے ہی عطار نے یہ رنگ بو
 یہ وہی سفاک ہے تم حرام
 غوث نہیں ظالم بد خو ہے وہ
 اک دن اے یارین دکان پر
 گئے لگا دیکھ کر کے اک آشنا
 شجکو وہ اوراد سکو تو مطلوب ہو
 دیکھا کہ یہ بات رکھے ہے حصول
 جب چلے آپس میں وہ دو زن ہم
 جا کے وہ دیکھی جو میں وحشت سرا
 کتنے ہی بیمار تھے اور ایک گھر
 ان کے بیٹھا وہ ستمگار جب
 چلتے ہی اک شخص کی بھی جو نبض
 کچھ نہیں کہنے کا بجز اس کے سود
 اور غذا دے سکو یہ بتلائی دوست
 صاحب بچش کو بتایا کنول
 کہد یا مجنون کو شیر شتر
 بوجھا جو دن نے کہ غذا کیا کی
 یہ کہا اسکو جسے تھی آشک
 گئے لگا دیکھ کے اک اور کو

نسخے میں مجنون زرا نبا دے
 کہنے لگا اُس سے کہ سنتا ہے یا
 کون ہے وہ جن نے کی ایسی دوا
 کیا میں تباؤں تھے اے ہریان
 ہے وہ سگ خاک سے رشتہ بدن
 جیسے کہ جلاب کا دست اخیر
 کہنے لگا ہاے میان ہو نہو
 صبح جوت اٹھکے کرتے قتل عام
 کہہ نہ طیب اسکو ہلا کہہ وہ
 آیا جو یہ ایک کو مفلس نظر
 چلے تھے ہم غوث کو دیوین ملا
 دو دن جو آپس میں طین خوب ہے
 مینے کہا چلتے بجان ہے قبول
 مرگ چلی پیچھے سے گنتی قدم
 دل پہ کھلے معنی دار الفف
 سو بھی تو وہ گورے تھانگ تر
 گرد ہو بے اس کے یہ بیمار سب
 کہنے لگا تجکو بدست ہے فیض
 لکھد یا یہ کہنے سفوف یہود
 ماش کی روٹی سے تو کھا ساگ پوت
 واسطے ہیضے کے لکھا اسپنول
 کہد یا ستی کو حافضہ کر
 ساتھ گلہی کے کہا کھا دہی
 موضع مخصوص یہ چھر کو جنگ
 زخم کو دہیل کے کرانا رنو

<p> بنض کہا دیکھو نہیں لاہا تھو دے خادمہ سے اوسکے کہاے کینر ہر مجھے نقرس کا ہے ڈر بیشتر کہنے لگا دوا سے مارا القصر کچھ نہ اسے دیجے بجز اسش جو واسطے اسکے یہ دوا زہر ہے کرتے ہو کیون قتل کا اسکے خیال دیکھا سیدی کو نہ ستانوں کو بختی ہے پانچ روپے کی کینر سنی ہے ماما نہیں انکا گناہ لقوہ و فالج سے ہو کیونکر خبر کہتا ہے پھر آپ بھی ہان اور کیا تھوک کے داڑھی پہ کیا یہ خطاب کھول تو قانون کو اسے بھڑے بات میں بھی تو دیکھوں کہ ہے مہین کہاں دیکھے اسکے تئیں مارا القصر اُن نے جڑی دھول سے اُن کے لات ان نے لیا داڑھی کو سکی کھسٹ پکڑ لوٹ گئی وہ بھی ساتھ مار کوٹائی سے یہ بیدم ہوئے منت وزاری سے چھوڑا یا انہین اسکے تئیں کہن اسے آفرین </p>	<p> بیٹھے پھر پاس وہ اک ڈولی کے دیکھ چکا بنض کو جب بے تینر در دکر اسکو ہے یاد در دسر کر کے پھر آخر کو مقرر صرع اور جو کھانے کی لگے اسکو لور کہنے لگے سنکے یہ کیا تہر ہے لقوہ و فالج ہے اسے پیر زال ان نے کہا تو نے نہ لے شت رو ساتھ جکمون کے تو اے لے متیز اسمین سے اک شخص نے شوخ کی راہ بی بی تری پرے میں اور یہ ادھر بجھو ٹنگ لوٹنے کی ہے یہ جا سنی ہی اس حرف کو کھا پچ تاب لا تو سیدی کو تو اب میرے پت بات کا اپنی تو مجھے دے نشان لقوہ و فالج ہو جسے یا صرع پھر تو جو وقت بڑھی آگے بات اُن نے قلمدانے کی اس پر چوٹ چوٹی غرض اسکی ہوئی اسکے ہاتھ زور جب آپس میں دھا دھم ہوئے دوڑ کے لوگوں نے اٹھایا انہین کہنے لگے وہ جو تھے معقول ہیں </p>
<p> تھا غرض اس قتل سے یہ عسا تا کہ تو ایسے کی نہ کھائے دوا </p>	

شہنوی در ہجو چہ میسر از فیضو

آہ وادیل از دست روزگار
سر سے ہر اک باز نے پٹکی کلاہ
ہو گئے جہڑون کے دل غم سے دو نیم
کیا ترستی کیا کہی کیا بسیرا
صید اگر چاہیں کرین پڑری کے تین
دھیکر دیتے ہیں اب بڑے کے خیل
پشم کے آگے ترستی ہے ضعیف
آہ کچھ مت پوچھو اب اسکا سبب
میرزا فیضو کے چسپ مہر گئے
اک قدر ہے آسمان بے امتیاز
وضع دوران سخت نا انصاف ہے
میرزا عمکین ہوں چڑیاں شاد ہوں
دیکھ تو سارو کو کیا خر سند ہے
ہمے کیا تیر کے گھر شادی ہو آج
کب کیا کیا مارتی ہے ہفتے
حیف طعمہ ڈال کر وہ یون مرے
کا پتی تھی خوت سے اُسکے بڑے
ڈر سے سکے نیند بھر سوتے نہ تھے
کیا کہو تر کیا ٹیڑھی کیا بڑے
سکے اوسکے خوف سے کہتے تھے
قاز تک چلتے تھے جنگل کے گھیت
دغدغے کا کیا کلنگر نے ہے ذکر

قوش خانوں میں یہ غم ہے رو بکار
رخت ہر شاہین سنے پہنا سیاہ
باشم و شاہین و شکرے بھی یتیم
ایک بیک اسنے زمانہ یون پھرا
پنچون ہن اتنی بھی گیسرا کی نہیں
تیرے کے ساتھ اب کانٹے ہن دہل
بھنگے کی نظر و نین و دھوبی ہو خفیف
کیا کہوں یارو میں متے ہو غضب
قوشخانے جاگ کے ویران کر گئے
آہ کیا مارا ہے اون نے شاہ باز
دیکھو یارو یہ کیا انصاف ہے
گھوسلے چھیون کے یون آباد ہوں
ڈھڈھو کو اس سے خوشی دہ چند ہے
مینک و غوغائی کے گھر آیا ہے راج
تکسے ڈھبر کر رہے ہیں پیچھے
اور ہر اک جانور خوشیاں کرے
جیسے سبک پر کیا تھا اسکو سیر
کوئی غافل موت کے ہوتے نہ تھے
قری اور تیر لوے اور ابلتے
سر کو پنچھون کے تلے دھرتے تھے
قرقرے چلتے کبھو لیکن سوچیت
زندگی کا اپنی تھا سارس کو فکرا

جاؤز آبی کا جب پڑے خیال
ایک دن مرزا گئے کر نیکو سیر
بھوک سے بھنچھلا کے وہ غصہ میں آ
اب پڑی ہے کوڑی دہر لہنڈ منڈ
ہاے وہ مرزا کہ جبکا سننے نام
سو کیا اسکو فلک نے یوں ذلیل
کو دیکھی ٹھونگیں ہن اور مرزا کا سر
اسکو مرزا گھر سے لیجاتے جدھر
گھر کی لابی سے یہ کر جاتے قرار
اب ددیازی تو پھی لکھاتے ہن سب
تھے چڑیا روں پہ مرزا جی کے کر
ہاے جسدن سے وہ یار و مر گئے
بلکہ وہ کہتے ہن خاص و عام میں
لینکے پیسے سابق اور اب حال کے
جب بھکتے گھر سے وہ بازار کو
دیکھ کر انکے تین بنیے متام
اُنے یہ کہتے اگر منظور دھرم
تو چھڑاؤ پھٹکیوں کے جاؤز
بھیجد و جلدی نہوایا کہ میں
اس سخن کو جب گھڑی سنتے تھے وہ
یہ تو بنیے کیا ہن کئی اک روز میں
چلے مرزا ہو گیا اس کا یقین
ہاے ایسا غم نہیں اتنا ہوا
گھر ہوا مرزا کا سب ماتم سرا
کر گریبان چاک یار و نئے حضور

کھینچ ڈالی تھی حاصل کی بھی کھال
ہو گئی اس میں ٹاک اک طعمہ کو دیر
لے چلے مرزا ہی کو نیفے لگا
گر دچکتے پھرتے ہن چڑیوں کے بھنڈ
آب ہو سیر غ کا زہرہ متام
مرنے ہی چنچ کے بگڑا ہے یہ نیل
سار د اڑ جاتی ہے منہ پر باد کر
لوٹتی سے کھاتے چلے ہانڈنی دھر
کون بھڑوا کھا دے کچھ غیر از شکار
میرزا یوٹی کو تر سے ہے غضب
نصف انکے جتنے پچو دین جاؤز
سب چڑیا روں کے سر سے کر گئے
میرزا اُنے ہمارے دام میں
در نہ پھنسا دینگے جا کتوال کے
تیز کرتے دان چھری کی دھار کو
بند کر آ نکھوں کو کہتے رام رام
ہے تھیں اور دھرم کی اپنے پر شرم
جتنے ہوں پیسے انھوں نے جمع کر
کھولوں میں بتوار سے چنچ کے تین
دوہن کہتے تھے کہ جو چاہو سو لو
راجو تانہ سے آئیں رشوتیں
ایک خر مہرہ کوئی دیتا نہیں
میرزا جی کا دلی نعمت موا
پڑے کو آئے ہن یار و آشنا
یوں بیان کرتے تھے اپنا منہ بسور

<p>ہاے تھے چنچ جو وہ تو آپ تھے کھولے تھا میں اسکو جب پتوار سے برگ گل جب طرح جھڑ کر باؤ سے پھینکتا جب صید پر میں اسکو جا جب طرح معشوق بعضے کی نگاہ پودنے نے یا نئے بنگالہ میں جا پودنے سے سنتے ہی اس بات کے تمکون بچپن سے رہا شوق شکار خوب سامنے کیا ہے انکا دید پر نہیں دیکھا میں ایسا جانور تھے غرض ہر جانور پر کیا وہ شیر کیا کہوں چنچ تھے یا باخین تھے سنتے ہیں یہ درد جسم آشنا واقعی یہ غم تو ہے گانا گوار غم میں اسکے میسر زار ہرگز نہ رو گو پھنسا تھا دام میں آکر ہم غم کو اپنے دل سے اب موقوف کر</p>	<p>لپٹے تو یار دہ مائی باپ تھے ہاتھ پر آتے تھے وہ اس ناز سے پنکھ پر بلبل کے آدے جاؤ سے اُس طرح جالا گئے کافر ادا خون عاشق کا کرے ہے بیگناہ ایک مینا سے کہا یہ ماجرا اوڑ گئے مینا کے طوطے ہاتھ کے پالا پر میں گرسے لے تاجر ہے مار ریش پنچا لون میں ان کے کی عیند ہو دے چنچ اور اوڑے وہ تاز پر گر برند اس سے بچا سو ہے وہ تیر باز کے بچے تھے یا شاہین تھے اُن سے کہتے ہیں کہ سچ اے میرا برخدا وندی سے ہے کیا اختیار مت کہیں رو رو کے آنکھوں کو نہ کھو انج پر تیرے نصیبوں میں نہ تھا کردیا سودا نے قصہ مختصر</p>
---	---

شہنوی بطور ساقی نامہ ہجو میان فوقی

<p>ساقیا بھرا س مے جادو سے جام اگر فے لب میرے کو اس ساغر سے باگ بکری سے کرے ایسی ہی چنچ دانت کٹھے باگ کے بکری کرے باگ بکری پانی پیوین ایک جا</p>	<p>جبکا سحر سامری بھی ہو عسلا م آگے پھر قدرت خدا کی سیر کر باگ کو بکری کرے سید انہن بند باگ کے آنکھ میں جا بکری چرے سانے تیرے ہے تب مجرا مرا</p>
--	--

<p> اوپٹھ چکا پر ن جیسا دنگ کا کہہ سلام شوق تو جسا کر مرا شاعری کے فن میں کرنا کیا ضرور بجری بھی گر کچھ کے پھیرا پکو دوڑ دم سپر قلم کی لے پھری وہ نصیب دشمنان ٹکڑ چلاے آکے ناخن سے بھی خونریز ہیں سمجھو ٹک کیا جانیے کیا بن پڑے بو جیسے ہرگز نہ دشمن کو حقیقت پر قلم کی تیغ کا عذ کی پھری دیکھ لویہ گو ہے یہ میدان ہے جور دیف وقافیر کیجے پسند جسکو جی چاہے اسے دکھ لائیے کھلیا میں گڑ پھوڑ نیسے کیا حصول ورنہ کیا للکار دن تم کو بار بار فہم کی میزدان چڑھا کر دیکھ لے بس سہے یک مشت نمون خرواسے بہتدل بند اور ایک عالم کے چور جا بجا ادس میں کی سرخی دیکھ کر اتنی سرخی کیوں لکھی ہے اس میں تین کیاں کروں اسکا بیان لے عکسار ہے نئی ناگن وہ اور نیکی پھین قتل معنی کا ہے میرے دمبدم جا بجا ہے خون مضمون شہید میر و میرزا سے ہے بستر ہمہ سری </p>	<p> اچل قلم اب قصہ کر تو جنگ کا ٹک میان فوجی کے گھر تک لے صبا بعد ازان کہو کہ اتنا بھی غرور اور دیکھو بجری کہو شیر آپکو بات بجری کی لگے نگو بڑی اور جو اسکا گلا کاٹا ناخبا لے سینگ اب اس کے نہایت تیز ہیں پر خدا جانے کہ کیسا رن پڑے اکہ گیا ہے یہ سخن سعدی پیر گرچہ میں بجری ہوں تم شیر جبری پاس اس عاجز کے بھی کہ آن ہے کیا قصیدہ کیا غزل کیا قطعہ بند آپ لکھ کر جسکو بھی پسند لگے گھر میں شیخی کرنی کچھ رکھتی ہوں خوش نہیں آتا تمہارا احتذار اک غزل تم سے لڑا کر دیکھ لے قائدہ کیا کشتی ہر بار سے ہو گیا ظاہر جو کچھ نفسا تم میں زور جو مجھے دیوان آتا ہے نظم پوچھوں ہوں اس کے مصنف سے میں مجھ سے کہتا ہے وہ درکار زار اک جوان کہنے لگا ہے اب سخن جب سے اس کے ہاتھ ہے تیغ بستم سرخی مست جان اسکو جو تجھے بیدار شاعری کے بیچ یہ نام آوری </p>
---	---

ہے جو وہ دیوان درجست زاپ کا
 ناشنکی کا عنداد پر دور دور
 سو بھی تو اس میں غزل ایسی نہیں
 سات بیتیں جب اچھے ہو کو
 اگر دروغ آہیں کہا ہو ہر زبان
 اب تک حاضر ہے و جنگی غزل
 گفتگو میری یہ بے دسواں ہے
 مسکرمین یا مجھے بلو اے
 عرض اس پر جو کچھ ہیں مسلمان
 تو کہہ دے ساتی پر بے خبر
 کب تک سو دیگا اے خانہ خراب
 بشنوا زنی چون حکایت می کند
 گزنیستان تا مرا بریدہ اند
 سنتے ہیں جو وقت میری آہ سرہ
 نکلے ہے میرے گلے سے جب صدا
 رات کو جس بزم میں ہونے نواز
 چکا ٹک میری صدا پر گوش ہے
 میکرے میں ہے صدا میں سے
 کب کیلا اشک بریزان ہے کباب
 میرے تن میں دم کی جاگہ آہ سرد
 رکھتی ہے میری صدا ایسا تو زہر
 اس اثر پر جس کو فوجی بے اثر
 بے اثر ہے میری آواز حزین
 کیا کسی غافل کا یہ مصرع ہے چیت
 اقربا میرے سے ہے جو یہ صدا

شکل آمد نامہ کے جس کون لکھا
 تاکہ اس میں جسم ہوں اے شور
 چار بیتیں چہن طالب کی نہیں
 پانچ ہر دین متبذل ہمیں دو
 کاٹے تیغ قلم سے یہ زبان
 متبذل بے معنی بلے ڈھنگی غزل
 دستخط سے آپ کے مجھ پاس ہے
 یا مجھے گھر آن کے سمجھائیے
 ہوئے حسن کی حکایت میں بیان
 دیکھ آ نکھیں کھو لکر ٹک تو ادھر
 سن تو ٹک کیا کہتے ہیں جنگی باب
 وز جدا یہاں شکایت می کند
 از نفیرم مرد و زن نالیہ اند
 بھاڑ ڈالیں ہیں گریبان اہل مرد
 سکے رو دیتے ہیں کیا شاہ و گدا
 شمع سان ہو استخوان تن گدا
 ہے وہ پھر مد ہوش یا بیہوش ہے
 متصل رہتا ہے سن آواز نے
 دیدہ پر آب ہے جام خراب
 استخوان میں مغز کے بدلے ہے درد
 سکے جس کو چڑھتی ہے کالے پہر
 جانتا ہے داسے اسکی قسم پر
 کیا کہوں میں آفرین صدا آفرین
 مردم اندر حسرت فہم درست
 منہ لگاتے ہیں اُسے شاہ و گدا

<p>کچھ محکف سے نہیں یہ گفتگو کچھ نہ پایا بات کا میں اس کے بید سننے ہوا سے حاضران بزم یار یہ کہے اس شاعر بیدرد کو سن تو ملک اس عار و ننگ شاعری شعر کہنے کا یہی ہوتا ہے ڈھنگ اب اسے لازم ہے جو شاعر کہاے شعر لوچ اپنے باوازد حسن زین سمجھے نالے کوئے کے بے اثر یا تو اپنی بات اب اثبات کر شعر استادوں کے سین سے نکال اس کے اوپر مشک بھس پانی پلا کر رہی تھی نے عرض جوش و خروش ساقیانے سے سنی تین گفتگو کیا کہوں تجھے غرض اسے نکتہ رس پر جو محکودے کر ساغر پے بہ پے تیز جب میری ہو مقصد اخلاص بان ایک ہی پیالہ دیا ہے محکوتین چل قلم جلدی سے خط مشک بو آنکھ جب تک ہے تو خوش آتی ہو بھون گرچہ الفت تھی تین نے سے تمام سودا بایسی ہوئی سہرنا پسند بے اثر تم نے کہیں اسکو لکھا جس پر وہ بے منزل کل میٹھا نے نین اس پہ نازل ہوئے قہر زوال الجلال</p>	<p>بزم میں حاضر ہے خپہ دیکھ لو پڑ گئے غم سے مری چھاتی میں چھید ہو دے جو تم میں سے میرا انگسار چھینک جو سمجھے ہے آہ سرد کو منہ سے تیرے دور رنگ شاعری شعر کو بد نام مت کر اے دننگ ایک باسن میں نہ تیرے ساتھ کھاے بیٹھ کر مجلس میں پڑھتے ہر کہین توٹ ہے ایسی فراست کے اوپر یادہ و دون جز تو میرے آگے دھر پھر جو کچھ باقی رہے لے میرے لال نے نوازوں کو بتاؤں خوب سا پر کہا آ صبر نے اسکو نمودش یہ کسی دشمن کے دشمن پر نہو بول کی ایسا ہے کچھ ظالم کہ بس بھول جائے تیرے دسے حرف نے تنج کے گزرے زبان پر الامان دیکھ اب گل پھول کیا کاٹن ہو نہیں بار کو میرے لکھ اس مضمون نے تو آنکھ ہی پھوٹی تو کب بھاتی ہو بھون ہم سنا کرتے تھے اسکو صبح و شام بس اچلے تو کاٹن اس کے بند بند نکے غمازون نے جا اس کو کنا بوسے ایسا کچھ کہ کیا تم سے کہیں یا تمہارے صبر کا پڑیو وبال</p>
---	---

<p>سو تو کہہ سکتا نہیں یہ روسیہ ہوں بھی گردشمن تو روئین تن نہیں یا مجھے مارو کٹا راز رو سے قہر پر غرض اسکی یہی ہے مہربان شکے رو دیوین جسے شاہ دگدا بے اثر باندھو ہو کچھ اسکی سند یا تم آگے شاعر دن کے نے بجاد دیکھے او دھر سے کیا آئے جواب دیکھے مجھ کو سن او دھر کی گفتگو لا دیا ہے یہ جواب با صواب بے اثر ہونے کا اسکے ہو سبب پوچھ جا کر عاقل و دیوانہ سے ہر سخن کی پاس اسکے ہے سند نے کو باندھا ہو یگا خرطوم نیل سر سے لیکر تا قدم یک شکل نے ہاتھی کی آواز میں کتابے اثر بھڑنے احق ہو دیکھے شاہ دگدا جوش ہر دل سے جھون کا بیش خیر آدے قطرہ اشک کا طوفان جوش کہہ زبانی میری اس فتحہ سے جا ہے کہ اب سارا نیستان پھول دن یہ کہا آخر کہ بس ہے میرا صبر کچھ نہو جس میں مردت کا اثر تا میان فوج کو بھیجوں یہ پیام رکھتی ہے سوا سین تو ایسا حل</p>	<p>وہ جو کچھ کہتی ہے لے غیرت پناہ کسیلے میں آپ کا دشمن نہیں شاید اسکو شکے تم کھا جاؤ نہ ہر تس سے کیا لازم جو کچھ سب بیان میری تو اتنی موثر ہے صدا کسیلے نامے کو میرے جد نہ تد یا تو اب اسکی سند مجھ تک لے آؤ پس قلم اتنا ہی لکھ جل ہوشتاب ساقیا وہ مے جو تند و تیز ہو نامہ بر نے مجھ کو او دھر سے شباب بڑھکے خطا کہنے لگے ہو کر غضب یہ کہو اس لولی میحسانہ سے بلبل آمل ہے فوج کی مدد دیکھ لے آکر قوی ہے یہ دلیل پیش پا افتادہ یہ تشبیہ ہے کہہ چکا او دھپسہ کون بار دگر اسکی ٹین ٹین پر جو روئے تین سدا میں ہمارے شعر پر تاشیر ریز چشم سے انکے ہو ایدھر جنگا گوش ہے اگر میرا تو سچ مچ آشنا شعر گرم اپنا میں صحرا میں پڑھوں خوب سا غصہ غرض کر وہ ہزبر ساقیا اس مے سے اب ساغر تو بھر دے تو اس نے سے مجھے دد چاہا مطلع اول جوہ جگی غسنل</p>
--	---

<p>نے نے جس پر یہ کیا شور و فساد مطلع ثانی سو مالک او سکا میر لیکن اسکا تان کرنا خوب تھا ہے دل پروانہ اوں سے بلبل باغ سات مین سے سمجھے تم دو کا حساب تیسرا جو شمع ہے او سکا یہ حال شعر یہ چو تھا سنوے مہربان</p>	<p>جس سے آیا تھا چھٹی کا دودھ یاد جانتے ہیں اسکو سب برنا دیر میر کی بھی طبع کے مرغوب تھا شمع کو روشن کیا لیس کر چراغ پانچ جو باقی ہیں دون اونکا جو آب جسکے معنی خلق کے دور ان خیال جسکے معنی نظم کر لکھے بیان</p>
--	---

مضمون بیت فوقی

<p>ہوے پہلے ہی قدم مسکن صنم نقش پا کو چلنے سے تشبیہ کیا گوا سے پڑھیے آواز حسرتین اس سوامنی گراس بندش مین ہیں شعر وہ اچھے ہیں دیکھے کر کے غور وہ جو مقطع ہے سو ایسا ہے چکر وہ جو نکتہ سر پہ رکھتی ہے خری سن چکے احوال ساتون شعر کا کون اس میدان مین بکری کون شیر لیکن اس جاگہ عبث ہے یہ سوال</p>	<p>گر چلون تجھ کو سہی چون نقش قدم وہ تو بے حس محض رہتا ہو سدا لیکن اسکا سقم سب کے دشمن عقل کل بھی وہ کہہ سبجھے گا نہ مین اس کا دعویٰ تم کرو یا کوئی اور نکتہ رس کہتے ہیں جسکو دیکھ کر بچے دیکھے ہو گئے شیر جبری اب کہو تم آپنی یا بلبل الغلی بول اے جلدی سے کیجئے نہ دیر ہے کروں کوں یا نے انفعال</p>
---	---

قطعه تاریخ ہجرت شیخ صنعان اللہ کہ تہذیب شدہ بود

<p>عرویں شیخ سے پوچھا یہ ایک نے اہل ہزار حیثیت کہ اے شمع محفل صلحا</p>	<p>سبب یہ کیا ہو کر دل تجھسی کا اغفل کیا نکاح تو اُسے جو مائی کے ہیں تھوا</p>
--	---

<p>نہ ہستی بولتی تو ہے نہ ہلتے ڈولتے ہیں وہ دیا جواب کہ اے بھڑے خیر ہے تجھ کو سو ایسے خرس سے میں بیاہ کرنے بچھوگی جہاں دھوے مری والی نے ہاتھ بیچ کر دان جو یوں بھی گردش دوران سے ہو خدا کرے میں پر نادی کر اسکی جہاں میں ہوں مشہور سنی نہیں تو مری اسکی وصل کی تاریخ</p>	<p>بلنگ پر یوں رہو جیسے غلام کا ہودوا فرشتے نے مرے داس کو آج تک نہ چھو کہ جبکی داڑھی کا ہر بال جیسے ہونے سوا میں کا ڈن اسکے تین صدقہ وہ کیا تھا ہوا تو دوہیں ڈوب مروں جا کے دان جہاں ہو کر جو کہتی ہوں اُسے بھائی تو وہ کہی ہو کر کہی ہے آج کسی نے مریشیج ہوا</p>
--	---

قطرہ خوش طبعیہ

<p>دیکھ بلنگ اتیت قلند میں آپسین تینوں ایک منتر حضرت اُنکے کافر جاو میں سب پھٹتے ہیں ہوئے ہیں گو نام جدا پر فرق نہیں کہ نہیں کچھ کس سے کیے خواست انہی ظاہر ہر دو عالم پر</p>	<p>بجرا کچھ جہاں میں بند رہیں آپسین تینوں ایک گورکھ کو بی چھند چھند رہیں آپسین تینوں ایک کدو ڈھینڈس اور چھند رہیں آپسین تینوں ایک لوطی اور لونڈ قلند رہیں آپسین تینوں ایک</p>
---	--

قطرہ بطریق طنز شاعری گفتہ

<p>یہ وقت صبح مری بلبل طبیعت سے تری ہی جنس کا گلشن میں ایک طائر اور کہا یہ اہنے تری دوستی سے اسکے تین جو گلستان جہاں میں ہو آسمان پر داز دیا جواب جو میں بھی بد کہا تو کہا میں اسکے نالہ کو بد گاہ گاہ کہتا ہوں کہا یہ سنکے مری بلبل طبیعت نے برا نہ مانوں میں اس سو کہ اپنی موجب عقل</p>	<p>ہر ایک مرغ چمن آن کر لگا کہنے ترے ترانہ کو نفع دگر لگا کہنے یہ کیسے حق میں تو اے بیخبر لگا کہنے تو اسکے حق میں یہ بے بال پر لگا کہنے اب اسکا نالہ جہاں بے اثر لگا کہنے ہر ایک بد اُسے شام و سحر لگا کہنے بُرا مجھے وہ اگر سر بسر لگا کہنے بھلا برا وہ مرے حق میں گر لگا کہنے</p>
--	--

یہ مجھ کو خوب ہے وہ میرے ہی ترانہ کو وگر نہیں اسے بہرہ ترانہ سنجی سے اگر گھر کو کسی کے خنزف کو نے کہا خنزف خنزف ہو گھر ہے گھر مجھے کیا کام ہنر سے بے ہنری کو جو کوئی نے نسبت غرض کہ میں تو وہ طائر ہوں یا حید ہے ہزار طرح کا پدا مرے تین سن سن	بیشتم فہم اگر کر نظر لگا کہنے ترانہ اسچ اسے بد پشت لگا کہنے تو عالم اس کے تین بہ گھر لگا کہنے خنزف کو اپنے جو کوئی گھر لگا کہنے ایکواہل ہنر بے ہنر لگا کہنے مرے ترانہ کو دل شغز لگا کہنے جہان کے باغ میں ببل کا گھر لگا کہنے
--	--

قطعہ در بیان پرہ

کہا یہ پرہ ہے کہ ہے سارا جہان بہرین وخل کیا عقل یہاں آگے کہاں ہو تری بار اس نے مانے کا جو دیکھا تو ہے آلتا انسان سب جگہ قید گنہگار پہ ہوتی ہے دے ہاتھ خالی پٹے پھرتے ہیں سپاہی بیکار کیا کریں ٹھہرین نہ بے مالے دیے ہاتھ بہ ہاتھ بیم و ہید سے ہواہل تجارت فارغ نہیں مقدور کوئی کھائی سے باہر نکلے اغرض جو کوئی اس وقت میں ٹک دوڑ چلا	بے خطا پر سے لے تاب جان پہچے میں کھو آدین تو پڑیں وہم و گمان پرے میں اگر گناہ زار درہن اور ہوں شبان پرے میں بے گناہوں کے تین دیکھا یہاں پہچے میں ڈھال تلوار گرد و تیر و گمان پرے میں جا بجا بند ہے بازار دکان پرے میں پڑ گئے ایک جگہ سود و زیان پرے میں بسکہ ہر شہر کا ہر خرد و کلان پرے میں اس کے حق میں ہے ہی حکم کہ ان پہچے میں
--	--

آگے اب بولنا کچھ خوب نہیں ہے سودا
کہ یہاں بولتے پڑتی ہے زبان پہچے میں

قطعہ ہجو عامل خیر آباد

حضور میں جو کوئی ہے مقرب الخاقان	کرے ہے لطف کرم مجھ پہ وہ بہر عزوان
----------------------------------	------------------------------------

کوئی قلم سے کوئی ہاتھ سے کوئی بزبان خدا کے واسطے ہا ہا جکی جکی اے خان	میں چاہتا ہوں تری ذات سے ہی احسان مرا بخیر تو امید نیست شرم رسان
--	---

قطعہ جو مسعہ تاریخ

جس بزرگی سے دے گئے پائے کیا کہوں میں غرض خدا نہ کرے جو بہن اپنے قدم کو اس گھر سے یوں ہوئی اہل آسمان سے نڈا جائے لاجول اب ہے یہ تاریخ ہو کے بے آبرو لعین لبیس	ماجر اُس کا مجھ سے مت پوچھو ایسی غیت کسی بشر کو ہو رکھا باہر برابر سر مو چلنے ساکن زمین کے تھے اُنکو دفع کرنے کو اُسکے پڑھنے کو آج نکلا بہشت سے یار د
---	--

قطعہ جو مرزا فاخر مبین

میں ایک فارسی دان سے کہا کہ اب مجھ کو جو آپ کیجئے صلاح شعری میرے ہے اور زیر فلکات میرزا فاخر سو کب اُنھو مجھ کو ہے صلاح کا کسو کو داغ کہا یہ بعد تامل کے دون جواب تھے جو چاہے یہ کہ کہ ہند کا زبان دان شعر وگر نہ کہیکے وہ کیوں شعر فارسی ناعق کوئی زبان ہو لازم ہو خوبی مضمون اگر غنیم ہے تو چشم دل سے کمر تو لہظ کہان تک نہ کی زبان تو درست بلا لگا دیار ہند میں دو چار ایسے ہو گزرے	ہوئی ہے بند شاعر فرس ہن نشین نہ پائیے غلطی تو عاوردہ میں کہین سلامت اُنکو رکھے حق سدا برے زین قبول کب کہے اُنکی متانت و حکیم جو میری بات کا لے یار تجھ کو ہے یقین تو ہوتا اسکے لیے رنجیت کا ہے آئین ہیشہ فارسی دان کا ہو سور و نفیرین زبان فرس پہ کچھ منحصر سخن تو نہیں زبان کا مرہم ہمدی سے لیکے تا پھرین زبان اپنی میں تو باندھ سنی رنجین بھنوں نے باز کھا مضحکہ سے اپنے تین
--	--

چنانچہ خسرو فیضی دار زود و فیتہ	سخن آنھون مغل کے ہے قابل تحسین
سوائے اُنکے کوئی اور بھی ہو پر شاعر	سواد ہند میں وہ ہی تھے بامزہ نگین

قطرہ رشکست نواب ضابطہ خان

لکھیت رہنے سے یار و حافظ کے	قوم افغان کار گیا تھا بھرم
ضابطہ خان نے لڑا نجف خان سے	نرکھا کچھ سپہ گرمی کا دھرم
تھا تو تیتا و لے نہ دیکھتا تھا	کچھ زمانے کا اسنے سرد اور گرم
طاقت رزم گر نہ تھی اُسکو	توؤں کرتا حسرت سے آرم
آتش تیغ سے جگر اُس کا	ہو گیا شیل مٹوم نفستہ نرم
شیر میدان سے آخرش بھاگا	منڈھکے رو بہ کا اپنے منہ پر چرم
تب بڑے پیر نے کسی تار سنج	غوث گڈھ سے گیا وہ کھو کر شرم

قطرہ ہجو

لے کے جھب جھبے سوز لڑت جب	عالی گوہر کو شاہ شاہان لے
بہر تاریخ عزل و نصب اُنکے	یہ سمجھ کیوں نہ فیض یزدان لے
خان خانان کے بیل سے لے کر	شتر کے بچے کو قلمدان لے

قطرہ درچومرغ سزواری

نہدین کلنگ میں حسن آگے سزوار سیکے	چومیرے پاس ہو تو میں پکاؤں بھر مینڈا
لڑائی میں بھی اسی کو ہوا سپہ فوجیت	کہ اسکا بچہ ہے جنگی اور اسکا ہے اندا

مخمس ہجو شیخ جی

سنتی ہے اے دولہن یہ ترا کیا بھادو	یون کہدے اپنے باپ سے اسوت داوہے
ایل بسا طہون کے نگر کا تو را دہے	نوشہ مرے کو آرسی مصحف کا چا دہے
عینک بھی جوڑے ساتھ منگاتے ہیں شیخ جی	
دولہن شباب کے ہونچ اب نگر تو ڈھیل	سر سرہ نہیں ہو آکھو نہیں شہ کے اٹھلا پھیل
باقی نہیں کچھ انہیں فقط ہاڑ ہے ایل	چو کی دے اکی بیٹھ کے کہتا ہے ایل کیل
طہرہ بھی اسیکا ہو جائے میں شیخ جی	
پھولون کے برے پاتون کو شہ کے شہ کو چھاؤ	شربت نہ دو پیا لون میں پھولون سے اچھاؤ
دیکر جبریتیں نفل میں اٹھتا بھٹاؤ	ملقین بہ جاے عقد پڑھو متصل ہلاؤ
جائے ہیں اوٹھنے میندے کے مائے میں شیخ جی	
نائن کے کہ شرم سے دولہا ہے سرنگون	اب کیونکہ تیل روئے برقدس کو مین ملون
شانہ کروں مین ریش کو باؤسمہ سے رنگون	جی کی امان پاؤن تو اک بات مین کون
منہ کو کلنک اپنے لگاتے ہیں شیخ جی	
القصہ شیخ جی کی جو حرمت خدا انوائے	بارہ برس کی چھو کری باجن بجائے لائے
اے دولہن کے گھر سے جو ترے مین پھیل	جیسا ہمارے گھنے کو خاطرین وہ نہ لائے
اپنے لیے کو تمباہی پائے ہیں شیخ جی	
تھے بسکہ شیخ جی بات سے دنیا کے پاک صاف	سواک لیکے جو رو سے کرنے لگے زفاف
چوٹی سے اپنی کھول کے ان نے وہیں مہیا	مشکین جکڑا انہون کی کہا کیجیے معاف
مجھ کو کچھ ولی نظر آئے ہیں شیخ جی	
لایا غضب میں شیخ کو عہد کا بند دست	مشکین توڑا بلخ گئے جو رو سے کرے محبت
بال اسکے آنکھ ہاتھ تھے ریشا نلی اسکے بوت	عہد سے برہ آئے تھے از بس ضعیف و بستا
پاپوشین تھے جو رو کی کھاتے ہیں شیخ جی	
جو رو سے شیخ جی کو یہ صحبت ہے اب ملام	بھڑاؤ سخر او کھنڈر ہے ان کا نام

خلوت میں جب بلاتے ہیں اسکو بوقت شام	دیتی ہو تب وہ بھیج کے لوگوں سے یہ پیام
میٹھی کو اپنی کیوں یہ بلاتے ہیں شیخ جی	
دہشت سے گھر میں جو روکے اٹھا ہوا بچہ بول	کتب میں جیسے طفل کو اغند سے ہو ہول
بے رخصت اس کے منگ یہ نہیں کرے بول	ایسی ہی ایک آن کے سر پر بڑے ہے دھول
تحت التری کو پھر چلے جاتے ہیں شیخ جی	
یہ تو ہین بوڑھے خرس ہو شوخ اچھلی	باری کبھو تو دھول کھجی اڑھی لوج لی
اٹکو تو جانتی ہو کہ ہین شیخون میں دلی	کھلتی ہے آنکے جو روک کی تب اسطرح کلی
پھولے نہیں بن بن میں سہلے ہین شیخ جی	
جب بکھیتی ہے وہ کہ ہے برسات کی ہوا	وس میں ن جھڑی کو ہوس کے بیٹھ نہیں کھلا
آتی ہو آنکے پاس لیے تیل اور توا	کھتی ہے یہ نہ مانے گا آپ اب بڑا
ہم تم کو شیخ ڈونڈ بناتے ہیں شیخ جی	
جب گھنگروں پہنکے چلے ہے ٹٹکے چال	آتا ہو شیخ جی کے تین اس صدر اپہ چال
عمارہ سر سے پھینک کے ہو جاتے ہین ڈھال	تب مہربانی سے یہ کہتی ہے وہ چھنال
اب ہکو اپنی چاہ جاتے ہیں شیخ جی	
ایک روز شیخ جی کو جو روکے جاڑے	کہنے لگی کہ تم ہو بڑوں کے مے بڑے
اب بس بڑھی رکھو کہین چو کانہ کر پڑے	ڈرتا نہیں ہو مجھے تو اسے بڑے نہم شڑے
کہروں ابھی دو اسے ستائے ہین شیخ جی	
ایسی ہے بے ادب نہ خدائے بھی وہ ڈرے	آکر کے شیخ جی کے مصلے پہ گھڑے
شانہ کو انکے داڑھی کے لے بالونین کرے	یارب کہین چھنال شتالی سے یہ مرے
در نہ ہمارے ہاتھ سے جاتے ہیں شیخ جی	
جو روکے ہے شیخ سے لے شیخ تم سنو	کچھوے کوٹنے دی ہے دغا چکے ہو ہو
میں جانتی ہوں فکر کہ تم فیلسوف ہو	سودا زیادہ کیا کون ہے بات کو گو
جیسے ہین دیسی جو تیان کھائے ہین شیخ جی	

محسن در ہجو

جون گھٹا شادی اٹھی ہے تری گھوڑ بنے	منہدی دھن کی تو ساچ ہو تری ادب نے
رات دن رنگ میں رہتا ہے تو شر ہو رہنے	عرش تک بیاہ کا پہونچا ہے تے شو رہنے
کہتے ہیں حور و ملک شیخ جی تم زور بنے	
پیر زادی سے تم اپنی بدغا پیش آئے	ملا اک کر کے جوان دام میں اپنے لائے
نام سے اور کی نسبت کے رقعے بھولے	صورت محسن جب اپنی تم اسے دکھلائے
بولی سریت کے وہ ہے تری گور بنے	
سہلے یہ ڈو منیاں گانی ہن لیکر چٹھول	شیخ جی تم بھی سمجھتے ہو کچھ ان سہار کے بول
مسخر ابو جھہ بھقین کہتے ہن ازراہ ٹٹھول	دیکھی نہری نے جو لٹوسی بڑی بڑی گول
جون چکی بھرتی ہے اب بھقیہ ہوئی ڈور بنے	
نہری کہتی ہوئے تجکو میں چاہوں سو گیا	داڑھی ایسی ہے تری جیسے رولی کا کالا
اسکو بٹوالے کتا چرخے میں ڈوری بٹوالا	ہاتھ سے سات سہاگن کے ابھی بٹوالا
واسطے میرے میاں کے لوک تو رہنے	
ہم تو کہتے تھے اکیرے گھر ادبی دھن	کئی دن چاہ بنگھاپتی جہاد بیگی دھن
لیک جب تیرے تین ساتھ سلام دی گھن	انگلیوں پر تھکے سطرچ نچا دے گی گھن
جس طرح ناچے ہے سرنڈلی اور پور بنے	
ازن مریدی کا دکھ اس عمر میں ہو یوں بھرنا	پیرے آپ کو جون پیر کا گھوڑا کرنا
بیاہ کے روز یہ عمامہ سرا در پر بھرنا	زین پر چوکی گردن تری جھک کر ہرنا
شکل خوگیر ہے داڑھی تری چو کر بنے	
کہتی ہن پاس ترے چٹھی ہوئی سچ منیاں	داڑھی اتنی ہے تری شانہ کھریرا سہ بیان
عیب شرعی ترے پانچون نہیں عالم پناں	وی ہوا نہیاری تری آنکھیں نہ متع ہو کمان
نہیں یہ ہار رکھے پنج ہے گل خور بنے	
کاٹے ہو زہ کو ایسا ہی تو ہے دندان گیر	کمنہ لٹکی نے کیا گوشہ عرالت میں سپیر

کمری ہے یہ کہ کچھ اٹھ نہ سکے چھوڑ حصار	مارے کم خوری کے کھاتا نہیں کچھ غیر ایشور
رہا ہے تھکوار تو ندامت سے شکوہ ہے	
سہرا جب منہ پر ترے دیکھنے بازار لگا	لوگوں کی چشم گمان میں تو طرح دار لگا
پان کیوں بی بی کے کھانیکو تو ہر بار لگا	کوچی کرنے سے ترے آگے ہے انبار لگا
بوڑھے کھوڑ کی تہین تھان پہ آؤ رہے	
کام کا دیو تری بیٹھ پہ جس دم لاگھا	مارے مستی کے نہ سوچھا تجھے چھپا آگھا
جا پڑا بنری پہ تو بہن کے سوا با لگا	چھانٹی جیباں نے دولتی تو پھر ایسا بھاگا
جتنا تھا بھنا نہ تھا اب اسے ہم زور ہے	
آجکلہ جگہ میں جو دلہن سے ہزمت داری	جانفہ بیچ نہ تھی وقت دعا یہ زاری
عیش کی رات تری کٹتی ہو جب یون ساری	کنے لگتی ہے دلہن دیکے تجھے چمکا ری
چل سے اٹھ پڑھ لے نماز اب کہ ہولی بھورا	
شیخ تم گھر سے چلے خلعت شادی جو پہر	باز ہلکے سہرے کو نقیش کے عمارے پر
یون مریدون نے کہا پیٹ سے کب بٹا سہر	ہمنے کیا پیر بنایا تھا بڑا خرچ کے زر
آگے تم بھولے چھر کے جویان جو رہے	
مستعد منہ پر ترے کہتے ہیں یون حرف بیج	لاغوی تجھ کو عبادت سے نہیں ہو یہ صریح
فکر تخیل میں جو روکے ہو اب ہے تشریح	باتھ پر تین یہ پرلے اسم سوائے نتیج
انگیوں کی بھی تری گھس گئی ہر لور ہے	
کوئی کہتا ہے کہ گھس آگے بنے کے ڈالو	کوئی کہتا ہے کہ بوڑھا ہے کھلی کوٹ کا ڈو
یغلوں میں باتھ مریدون نے دیے ہیں کہ اٹھو	اب جویان بیٹھے ہو کچھ اور بنا چاہتے ہو
پیر سے کھوڑے سے کھوڑے سے اب بھورا	
تین جو کہتا ہے کہ میو یہ بنی بیا ہی ہے	تخت کی رات سلیمان کی مجھے شاہی ہو
سنکے اس حرف کو سودا نے کہا داہی ہو	زور اور ظلم نہیں عقل کی کوتاہی ہو
دیکھ دیکھ ہنستے ہیں سبکو ملج و مور ہے	

مخمس درجہ

کامل فن سخن کہتے ہیں اسکو اکمل پر نہ یان تک کہ عبارت ہی کو کر دے نفل	پرورش لفظ کی منظور ہو جسکو اول اعتقاد اٹکا ہو یون وہ جو کئی ہیں اہل
مرد ہو پرورش شائے میں تو ہو مرسل	
شعر مربوط پہ ایراد یہ کرتے نہ ڈرین لفظ بے ربط تلامذہ کے لیے حسین بھین	اسے دیوان میں اس شعر کو بڑھ کر مرن چشم کو اس ہو سے بن شاخ یہ نسبت نہ کوین
ابرو کو تیغ سے تشبیہ نہ دین بے صیقل	
ریش باباجو سنی ہے کوئی قسم انکور ربط الفاظ کو معنی سے نہ دین نامقدور	شائے دو قسم بن اسکا وہ نہ لاوین مذکور لف و نشر انکو مرتب جو ہو کر نامنظور
ابرام پورگی یہ کٹاری لکھین اور ستیا پھل	
لفظوں سے لکے یعنی نہوں مفہوم کہین گور عرفی سے طلب کرتے ہیں جاگر تحسین	آفرین کریمین وقفہ ہو تو ہوں چرخ چین زلزلت و عارض کے جو سامانین کرین نصین
شب شود نیم رخ و روز شود مستقبل	
ہو عبارت میں کہین انکے جو لفظ در گوش معنی پوچھو تو یہ جھنجھلا میں کہ مغل پہنوش	آسین لاکے نکالین ہیں یہ تخفیس سگوش پاؤسے مطلب نہ بھی در کہ صاحب ہوش
لفظ لفظ اٹکا اگر ڈھونڈے وہ لیکر مشعل	
یان ملک نہین ماہ کے گرساھر ہو شہر چشم کے وصف میں گدھوے تو ہو گردش ہر	زلزل کے واسطے بندہ جاے کہیں سانجی ہر نہ تلاش انکے سخن کا سا کہ حسین یہ قہر
باندھین لب کو جو یہ اکلر تو دھن کو نقل	
عالم ربطا میں تھا اُسے تو میرا یہ معاش لیکن اب کیونکہ اٹھو نکانہ کر دن پردافاش	جاے دشنام کہا شعر سن اٹکا شا باش مبتذل کرنے کو جب ریختہ میرا تلاش
باندھین اس فارسی میں وہ جو نہو سنمل	

محسن و جو میر علی ہاتف شاعر و جبار ستدعای حکیم آفتاب کہ جو حکیم مذکور گفتم بود

آہنی کہ طرز فتنہ تو ایسا دکر دہ	گویا زبان ہر زغن دحنا دکر دہ
چندین خلل بمعنی و نشاد دکر دہ	اے چرخ غافل کہ چہ بیدار دکر دہ
وز کین ہمارین ستم آباد دکر دہ	
جسکی زبان نے جو کی سادات کی قبول	اسکو تو فن شعر کے بتلا دیے اصول
اس سے زیادہ کیا کہون میں تجکویا بھول	رطبت یابین بس است کہ باعث رسول
بیدار دکر دہ	تو امداد دکر دہ
ہاتف کی لغویات کو اے دلخ دیکھ رہ	جلدی جلادے اسکی وہ ابیات کہ نہ
پوچھے اگر وہ کیا مری تصویر تو یہ کہ	اے زاوہ زیاد نہ کر دست پہج کہ
مزد و این عمل کہ تو شداد دکر دہ	
ہر گاہ کش کا جب بہ بدی ذکر منہ ہو	سیچے انھون کی ہجو کہ آل بنی ہن جو
تقصیر کیا کہون میں تری اے سیاہ رو	باو شمنان دین نہ تو ان کردا چہ تو
یا مصطفیٰ و جبار و اولاد دکر دہ	
کیونکر نہ تو آل بنی کا عدسے جان	اسکا خلف ہے تو جسے کہتے ہن مروان
لغت خدا کی بھڑے لقتاس منہ پہ غلتیان	حلقے کہ بودہ لعل لب خود بنی بر آن
آزادہ اش ز خجستہ بیدار دکر دہ	
اکدم ترے چچا کو نہ دیتی تھی حلق چین	وارالا مارا آکے یہ کہتی تھی دن و رین
پھٹکار تجھ پر واجب و لعنت ہو فتن عین	کام نیک و دادہ از شستن حسین
بنکر کر اے فتن کہ دل شاد دکر دہ	
ناما ترے نے پاکے جب اہل جرم بہ دست	یون کر بلا کے بن سے پھر اجون شتر بہ دست
ہر اک نے اس لعین سے کہا لے فتن بہ دست	بہر خستہ کہ خار و خنث شقاوت است

در باغ دین چہ با گل و شمشاد کردہ	
ہو گا فرشتگان معذب کا جب درود	جتنا کہیگا تو کہ میں شیعہ ہوں اے یہود
دینگے وہ یہ جواب چلا کرتے عمود	چندین ز شیعہ بودند اے قلعبان سچ
آخر عمل بہ سنت احسان کردہ	
لعنت بڑوں کو اپنے جو کرتا ہے لعین	ہے مومنوں کی سب یہ خوشامد نہ باس دین
ایمان ہو ترے تو نہ سادات سے ہو کین	از زاد اے طبع تو معلوم شد چنین
دینا و دین تو ہر دو براختا کردہ	
جیسی یہ جو تو نے کی باشد کارست	شاعر چھپٹ اسکا شعر نہ دیکھا میں نا دست
پر یہ کہو گناخواہ تو کہ سخت خواہست	اکن بیت چار پارہ ات البتہ نیست چست
کان راز بس حوالہ استاد کردہ	
موزون خرو سالی میں تین شعر جو کہا	جا کر قشون شاہ میں اصلاح کو دیا
وان جس مغل نے بیت کا مضمون لیا	چٹک زد آن قشونی و گفتا بیا بیا
من ہم بہ بنیش کہ چہ ارشاد کردہ	
لیان تک ہوئی ہر صرف مغل تری بان	بے تو شوم شام کو اور چون محل جان
چھوڑے والدہ تری والدہ پاڑ خان	آقا بزرگ من تو ازین ہر دو صاحبان
این لہجہ را بگو کہ استاد کردہ	
شیرازی تھانہ باپ ترا اور نہ امی	وہ خرس گر مغل کوئی ہو گا تو کا بی
کونان کو کو نون کہنے یہ تیری بان کئی	ہرگز کہے نگویدت آقا علی علی
ازین گفتگو بحث دل خود شاد کردہ	
جس پر ہے تجکو ناز نہ وہ مال ہو نہ زور	ہر نہ کہ چند شعر تو شاعر ہے اسکا چور
کیسے جو اسکا حال تو کرنے لگے تو شور	مطلع مشابہت باروے چشم کو ر
بر حسن مطلعش تو اگر صفا کردہ	
وہ دن گئے جو ہر کوئی کہتا تھا آپ کو	دیتے نہیں یہو بدستہ تو گا لی ہی کرد
غصہ سے اب کہو جسے کچھ یوں کہیگا وہ	آئینہ را بسین و بریش خودت بگو
حرفی کہ از غضب من ارشاد کردہ	

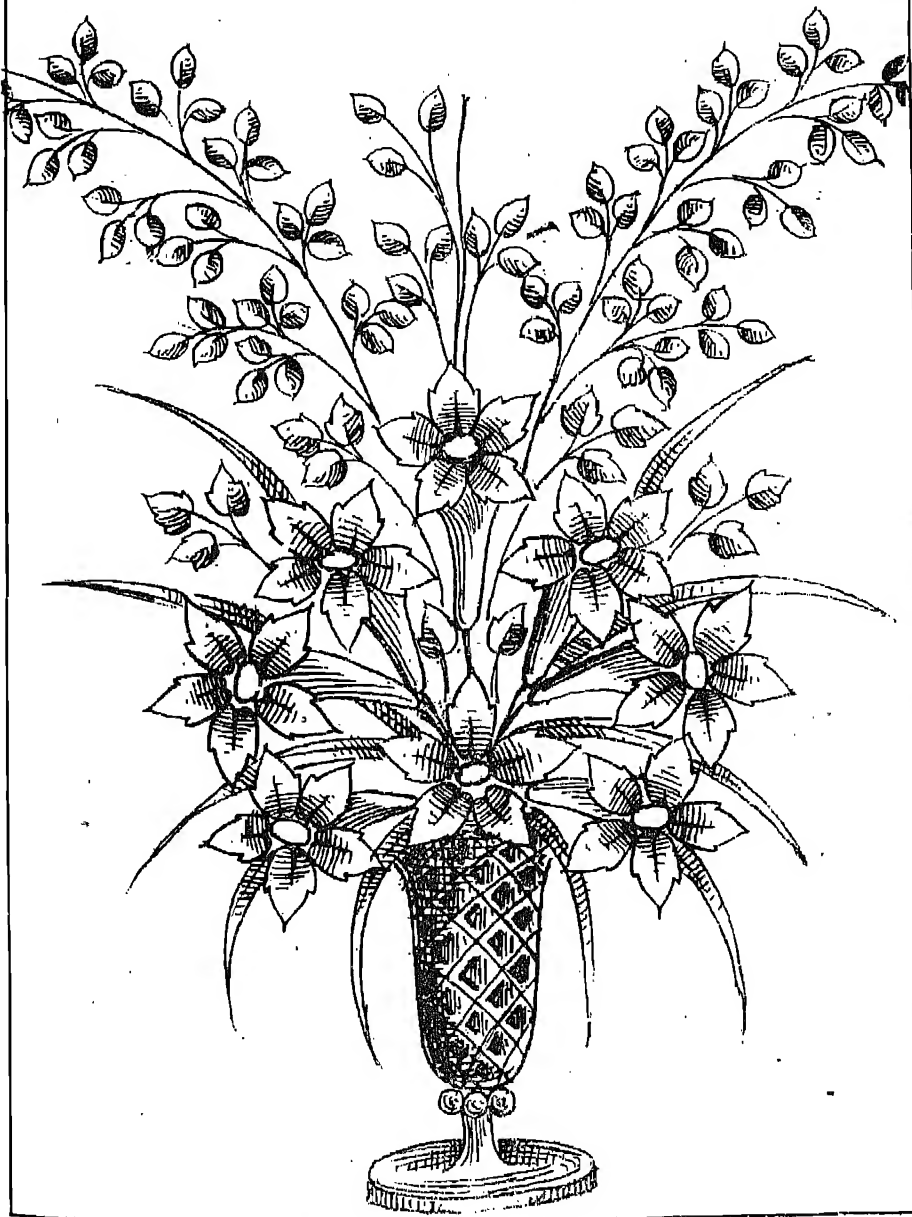
پوچھے اگر تو ہو کے ہنشین	طالع میں ہے مرے کہ بساؤن بکرکین
دیکھ ہاتھ وہ ترا تو کے کچھ عجب نہیں	بادر دمندل شدہ چندان تو پیش ازین
کنج حسرا بہ کہن آباد کر دہ	
جب معلوم کو باب ترا منع کر تھکا	سمجھا کہ اس شکر سے نہویہ گیس جدا
بھنبھلا کے اس غریبے تر بجھے یوں کہا	آخر گو نہ اسے پسرا میں وضع تا کجا
کون را گرد کا بچہ قتل کر دہ	
میدان میں ہگ بھر تھا تو بھڑے ندریدہ تیغ	قالب تہی کرے تھا بہ تن مار سیدہ تیغ
کرتا تھا غش تو دیکھے تھا ججن کلیدہ تیغ	نا نصف کی ریشہ زدست بریدہ تیغ
فی الفور قصد رستم و ہلاد کر دہ	
کم ظن کس قدر ہے تو اسے بھڑے حیلہ جو	مانے اگر پیش تو لگے کہنے آپ کو
میں وہ سپاہی ہوں اژدن تسم سے دودہ	در پشہ ات گزید در اثنائے گفتگو
شاعر شد ہی و مرثیہ ایجتا کر دہ	
مرب نہیں ہے اسپ ترا بلکہ ہو وہ مشک	بے آب یون رہو ہے وہ جون سوکھتی چو شک
کھینچو تو ڈول ہو وہ جو جا ہو چڑھو تو شک	در گرم کردنش چہ نفس سوختی چو شک
خمر کو را تو کو رہ حساد کر دہ	
اسے ز بخلج پوچھے ہے سودا سے حرف راست	کتون سے اب چٹائے تجھ منہ کر ملکہ است
پھر گر جو کھایا تو نے نہوا سکی بازخواست	مانند طمع سوختن و کشتنت رداست
ممدوح خلق را تو بدم یاد کر دہ	
مدرس در ہجو مرزا علی	
اک قصہ میں سنا تھا مردم سے یہ قضا را	بیت اللہ گیا تھا مرزا علی بجا را
ناگاہ کھڈی او پر گیدڑ نے جا بچھاڑا	تب رو کے اس جگہ پر نوٹھی کے ستین پکارا
اول میر و ز دستم صاحبہ لان خدا را	
دروا کہ راز پہنماں خواہد شد آشکارا	

وہ دوڑ کر بچا رہی بیت الخلاء تک اگر اک مار گوز تو بھی شاید یہ بھاگے گیدڑ	بھر کھتی ہوئی بھاگی اس بات کو بنا کر جب آسجک یہ اُسنے پادی کہ آہ بھر کر
اکنتی شکست کا نیم اسے باد شرط بخیر نہ باشد کہ باز بنیم آن یار آشنہ را	
یہ بات سنکے اسکی جو رو وہاں سے بولی نامر و حیر ہے تو رکھ اپنے گھر میں بولی	رہنے کی ہوں نہیں میں ہونی نہ بھی ہو بولی تب فوج داڑھی اُن نے یہ بات لبے کولی
در گوے فیکنامی مارا لذر نڈا و نڈا گر تو لمی پسندی تفسیر کن فضا	
محسن در ہوشمیری	
عجب بھیا آفاق میں یہ قوم کشمیری کرین ہین ہو غضب سب بات کی میری	کہ لائق ہو یہ ہین اہل خطہ قابل سیری محکم صطفیٰ کو اس لیے ہے اسے دلگیری
اگر خط الرجال افتد ازینہا انس کم گیری	
اکرین ظاہر میں حیدر مصطفیٰ کی یہ ثنا خوانی قیامت ہو کہ ہودین سید و نیکے دشمن جانی	خدا کی ہر گھڑی طاعت میں کھین اپنی شان زہے ایان انکا اور زہے انکی مسلمانی
اگر خط الرجال افتد ازینہا انس کم گیری	
ابان کشمیر لون میں جو کلاب علمائے دین سینکے اشدیر حرم ظالم نزدیک العالمین طہینکے	بچھتے ہین وہ اپنے تئیں جو کچھ سینکے ہین سینکے خدا عالم ہر سب ہودی ہین راستین ہینکے
اگر خط الرجال افتد ازینہا انس کم گیری	
لکائی دلسطے کیا مسخرون نے جال ہے ڈالا سبھی سکار ہین انکے لگا ادنی سے تا اعلا	بھلا نوان اُنکے پیشانی کو سارا کر دیا کالا نڈان اپنا خالق میں انھون نے نام نہ ڈالا
اگر خط الرجال افتد ازینہا انس کم گیری	
سمائی ہے یہ لنگے دل میں یار وہاب دیا کاری نجا دیگی وہاں مشرین اٹھی پیش مکاری	فوج سے مکر سے کرے تھینکے گریہ و زاری نہین دیکھنے ڈر لیسے کرین جو حق سے عیاری

اگر خط الرجال فتد ازینہا انس کم گیری	
جو انہیں اب بڑا عالم بہت اچھا حاصل ہو گیا	وہ اسکا علم گردیکھو تو سارا بے عمل ہو گیا
یہ ڈالاسید و نکے حق میں سب اسکا اٹل ہو گیا	زیادہ سب سے غاصب و غلام بے بدل ہو گیا
اگر خط الرجال فتد ازینہا انس کم گیری	
خدا کی واسطے دیکھو تو کیا انکی تفادوت ہے	بنی کی آس سے بغضِ حسد ہے یہ عداوت ہے
نہیں سمجھیں ہیں مطلق حشر میں سب قیامت سے	بھلا کیونکر نہیں ایمان میں انکے تفادوت ہے
اگر خط الرجال فتد ازینہا انس کم گیری	
غضب ہے یہ کہ حق سادہ کا یون برلا کھا دین	جو دیون نذر سید کو کوئی تو اسکو پھر دا دین
مگر اسواسطے تا یہ ہمارے ہاتھ میں آ دین	جنھوں نے انکو پچا ناز بان پر اپنی یہ لا دین
اگر خط الرجال فتد ازینہا انس کم گیری	
نہیں ہرگز سمجھتے حق کو یہ مرغوب ناحق ہیں	ہر اک پیٹے کسب میں خوب ماہر اور فائق ہیں
نہیں مطلب نہیں ایمان سے یہ نہ کہے بے نیاز	جو لائق ہیں یہ موزی تو اسی کے اب یہ لائق ہیں
اگر خط الرجال فتد ازینہا انس کم گیری	
جو انکو کام بھی کچھ ہے تو اپنے پیٹ بھر لے کر	نہیں مطلق عرض ہے سید و نکے بھوکے مرنے کو
پڑے تینکے اٹل ہو چھوٹے بچائے مرنے کو	وہ غیرت رکھتی ہو دیون تو مرنے میں مل م دھڑکی
اگر خط الرجال فتد ازینہا انس کم گیری	
نہ اپنے بد عمل کی یہ ذلت نصیر کو جانے	نہ یہ روز جزا کی سختی تغیر کو جانے
نہ پیغمبر کو جانے اور نہ سید میر کو جانے	یہ وہ ہے سیرِ طہین کے کچھ نہ اپنے سیر کو جانے
اگر خط الرجال فتد ازینہا انس کم گیری	
نہ یہ قابل قیامت سے نہ نیرانِ جدالت سے	نہ اس اللہ واحد سے نہ احمد کی رسالت سے
نہ تو شیر خدا حیدر شہرِ دین کی امامت سے	ہوئے مشہور یون عالمین اب اپنی حماقت سے
اگر خط الرجال فتد ازینہا انس کم گیری	
نہ یہ ہرگز اصول میں فروغِ دین سے واقف	نہ تو اثنا عشر کے مطلقاً آئین سے واقف
نہ پھر یہ آلِ طہ اور یہ یاسین سے واقف	ہو واقف ہیں تو یہ اس خلق کی خیریت واقف
اگر خط الرجال فتد ازینہا انس کم گیری	

خضر صا ایں نامین جو وہ مرزا علی ہیگا	جہان کے اہل خطہ کو جو پوچھو تو وہ جی ہیگا
زبس کی خاصہ جی آل احمد کیا خفی ہیگا	کہوں کیا میں غرض اسکو بڑا آدمی ہیگا
اگر خط الرجال افتد ازینہا انس کم گیری	
دوم مرزا سادات پادشہ سب کا کہتا ہے	وہ خاصہ جی جداسادات کا سب کچھ آتا ہے
جو جائے نفس کو سید تو پھر اسکو دھرتا ہے	وہ یہ کہتا ہوا دلیہ اپنے گھر پھر آتا ہے
اگر خط الرجال افتد ازینہا انس کم گیری	
جہان ایسے ہی بارود شمن آل عبا ہو دین	محبت میں وہ اس دنیا کے دو کی عاقبت کم دین
اور اپنا پیٹ بھر نعمت سے گھر میں چین و سودین	تو یہ کہیں سید کیوں نہ آئی جان کو ردین
اگر خط الرجال افتد ازینہا انس کم گیری	
انھیں البیس نے اسے سونہ گھوڑا بنایا ہے	اور ان پر اپنا آسن جیتا درقا لم بجایا ہے
اگر اپنی راہ میں سب اہل خطہ کو لگایا ہے	یہاں ہر ایک کو لاکر کئے یہ مصرع بتایا ہے
اگر خط الرجال افتد ازینہا انس کم گیری	
ایسے کیا کہوں بدنام ہیں بے زمین اوپر	بدی ثابت ہے انکی اب جہان کے اہل دین اوپر
یہودی اور نصاریٰ سے لگا سب مشرکین اوپر	کہیں میں طائران قدسیان عرش برین اوپر
اگر خط الرجال افتد ازینہا انس کم گیری	
بہت سید بچا ہے یہ انھیں ملقین کرتے ہیں	جو تم یہ کام کرتے ہو نہیں بے دین کرتے ہیں
غرض وہ حیدر کرار کو غمگین کرتے ہیں	تو یوں چھوڑے بڑے انکے تین نفرین کرتے ہیں
اگر خط الرجال افتد ازینہا انس کم گیری	
درہم بخیل	
وہ ہے سب بخیلون کا جو افتخار	کہا میں یہ اس سے سن لے تو حمار
یہ لازم ہے تجھ کو مری پیٹ مار	نہو دے یہ مشہور یوں ہر دلیار
پرستار زادہ یہ بکا بکا	
اگر چہ بود زان شہر دیار	

ترے حق میں بہت سہی ہو سخن جو بولیں گے اسوقت یہ مردوزن	نہ کھلوا مر ابے جیسا تو دہن کچھ چھوڑنا پھر بڑے گا دطن
پرستار زادہ نیسا ید بکار اگر چہ بود زادہ شہر یار	



تضمین گریز

مخمس اول

چکارہ گران امور دن کا تھا میں بہارا نہ غش لیلی و شیرین سے ہوں میں آوارا	کہ بھٹکوں دشت میں یا کوہ پر پھون مارا صبا بلطف بگو آن غزال رخسارا
اثر یہ نالے کے اپنے ہے عقدا لے گل دلے نصیب جو تو نے کیا نہ یاد لے گل	کہ سر بکودہ دبیا بان تو دادہ مارا جو تو نے تو براوے مری مرا لے گل
مجھے تو زور ہی سانی کی یہ ادا بھائی میں پوچھا کیوں تو کہا سن لے مجھے بھائی	کہ پریشانی بہ کنی عند کیب شیدا کہ پہلے جام کی سے خاک پر چھڑ کوئی
فریب مج کو نہ رہے اپنے خط و خال ادھر جو چاہے تو کہ گرفتار ہوں میں تیرے پر	بیاد آر حسان با وہ سپہ مارا کہ دیکھ کر میں زمانے کو منہ کیا ہو ہمد
ترا ساسن نہیں جگ میں یہ تو ہولاریب جو فکر قح میں اب سر کو لائے سوئے حبیب	دے نہیں بہمن سلوم سر عالم غیب جز این قدر نتوان گفت در جہاں تو غیب
لبوں کے گرد جب اس لہجہ جوان لے خط رکھا ہر ایک مرغ نے دی باغ ہو یہ دعا	کہ خال ہر دوفا نیست رے زیبا را بہن چین میں پڑا شود ہر طرف غوغا
نصیب کر کے سدا تک تیرے بہن سخت گدشتگان کی طرف سے نہ رکھ تو دلکو سخت	تفقد سے کند طوطی شکر خارا جو دیوین جام جماد کی قباد کا بھی سخت
آگہی ربط محبت کرے خدائی نیست	بیاد آر غریبان دشت بیبارا بتان مکی تانہ کرے خلق کو جدائی نیست

کر گئی ہستی کو انکی تو بہ فانی نیست	تداوم از چہیب رنگ استثنائی نیست
اسی قدان سیم چشم ماہ سیمارا	
لکھے ہو سودا پہ راز نہفتہ احسا فظ	کر سکے لکھے سیم شعر شگفتہ حافظ
غرض عجب ہین یہ در ہائے سفتہ حافظ	بہر آسمان چہ عجب گرز گفتہ حافظ
سماع زہرہ برقص آور دمیجا را	
محکم دہم تضحین غزل کلیم	
جائے دنیا سے یہ دل در گرفتاری دل	ایک دل ہوئے تو ہو سکتی ہو غمخواری دل
غمزہ چشم ہی تھا باعث بیماری دل	ختم زلفے ست و گردام گرفتاری دل
کہ درو موئے نگہ ز بیماری دل	
واہ واہ ایسی ہی ہوتی ہے وفاداری دوست	جو دشمن ہے یہ بھیچہ بد گاری دوست
کیا کروں کہہ توجہ یون ہو روش یاری دوست	خندہ بر بخت زخم یا بہ جفا کاری دوست
گر یہ بر خویش کنم یا بگرفتاری دل	
نہ تجھے سیم وفا کا نہ محبت کا دھرم	نے دم سر دمرے حال پہ لے اشک گرم
اپنی اس سنگدلی سے تجھے کچھ بھی ہے شرم	دید چون بکسی مادل آہن شدہ نرم
ماند پیکان تو در سینہ غمخواری دل	
کون اب وقت ہے ملنے کا ترے اے کارن	اب کوئی دم ہی میں ہوتا ہے مرا کام آخر
کیونکر احوال لب ہوئے زبان سے ظاہر	ایک نفس فرصت و صد حرف گرہ در خاطر
دائے کر گر یہ نیا یلب بد گاری دل	
چوٹ کی دل کے تعلق سے ترے کبجہ دوا	ہے سعالج مرے آزار کا اب حکم قضاء
علیسی دقت اگر تو ہے ملے فائدہ کیا	آئینہ بکذاشت چنین زنگس بیمار ترا
گفت من ہم نہ ختم جا رہ بیماری دل	
شیخ ہے دل پہ ترے بسکہ تعین کی گشت	اس سب سے ہو تری لیش زار عقل ہست
دل کو دھو ڈال مے لبض سے لے جام بہت	مذہب بندہ آزاد ہیں یک حرف ست

چسیت آسایش کوئین سبکباری دل	
چشم غار مگر آرام ہے ایسی ہی کہ بس	صبر کی جنس سے چھوڑین نہ یہ مگر کانکس
دل کو بجا ترے کوچے میں ہونے کی ہوس	راہزن لا بند باگ ز نسرا بد و جرس
ترک یغنا کنت غمرہ ات از زاری دل	
مجھے سودا دہی یہ بات جو اسکا ہے تعلیم	دل کو اس بن نہیں چارہ کہ یہ ہو جائے دہیم
کون اس حال میں امداد کرے یار و ندیم	عشق چون تیغ کشد بدل بجا رہ کلیم
یکست جز داغ کہ آید سپرداری دل	
محسوسوم	
نہ بلبل ہوں کہ اس گلشن میں سیر گل مجھ بھائے	نہ طوطی ہوں کہ دل میں انصاف سے باغ لیجائے
مین ہوں طائر اس تشاوری تھیں ہی بہار آئے	نہ با صحر اسے دارم نہ با گلزار سودائے
بہر جامی روم از خویش می جو شد نہا شائے	
تلی اب صبحی سے مجھے ہوتی نہیں کیون بین	گرا فی اسقدر پاؤں پہ سر ہے اسقدر سنگین
چل ٹھاب یا نے اے ساتی ہوں بہر چمن بگین	چہ گل جبین داغ آرزو از تشنہ اتسکین
من و صد بزم محمودی لب یک غنچہ مینائے	
ہو لاکھوں طرح کی لہروں کا دل سیریلہ جاری	کھٹی ہو دلوسے ہی دکتے عمر اس جگہ ساری
ہمیں نے ہم میں جو دیکھا ہے ہر ضعیف کی خواری	عنان گیر بار کس مباد ہنوں خود داری
وگر نہ ساحل مانیہ دار در جوش دریائے	
جہان کوئی ترے کوچے کے جایکا ہوا مائل	اقامت جون غبار راہ پھر ہلکے ہوئی مشکل
غرض آسوں کب چھوٹے کسی کو نسبت کا بل	رم ہرزہ ہمیر نیست بہر حشمت اے غافل
مرا سیدار سازد ہر کہ بر راہت زندہ پائے	
جگر شمع کا ہو داغ پروانے کا جان و تن	گریبان چاک نت گل ہو سدا بلبل کیے شبنم
جو تیرے بھی کوئی دن عزم ہو یاں مجھے مسکن	بہر بید روی درین مجفل چہ لازم تم بودن
گماز گر یہ جوش جوئے نالہ دوائے	

قضا کے سنگ لے اس سیکرہ میں لغتیں مارا	کنہ پیانے سے لے ہوتا سب کو خاک آوارا
بجز خون کیو کہ ہوشیہ میں یاں سحر نے کایا	نہ بود امید از جام سلامت غنچہ مارا
اہم از جوش شکست رنگ پر کر دیم بنائے	
رنگ سود جزا دلہی اپنی جانتے تھے ہم	سوا اس میں باطل کے بھی معنی کھل گئے ہدم
اگناہ بندہ دیکھے ہو خداوندی چشم کم	ندامت مایہ ام لے یاس آتش زن بقباہم
کہ امروزیان کاران نمی از دلفردائے	
فلک نے سخن بھیسے کہا جس دم بشد وید	مین فقر و سلطنت بختون کے تو بھی جوڑہ کد
کہان میں یاں ہر پشت پائے ان دونوں پرستے	ز سامان دوعالم از زموت تنغیم وارد
شبستان خطا جام و حضور شمع بنائے	
ہجوم آراے ہستی جب تک ہر جوشا کہیں	مخالفت وضع بکونگی سے دیکھیکا تو یکشن
جو بکھین ہوں تو ہر قطرے شے ہم کے ہو یہ دشمن	درین گلشن شیر مست ترک اعلیٰ کردن
کہ در ہر برگ گل کینہ دار و حسن عنائے	
کیا میں فرض میں تبہ میں ہم تو پیش و کم زاہد	نگاہ ویدہ تحقیق تو اور اشک ہم زاہد
نہو دے پیروی سودا سے تیری یکدم زاہد	سن بیدل حرلیت سی بجائیم زم زاہد
تو قطع منازلہا من دیک لغزش پائے	
مخمس پیام	
و کون سی گھڑی تھی جب میں لگن لگائی	تن چھوڑتی نہیں ہے اکدم تب جدائی
اور وصل مانگتا ہے جی مجھ سے منہ دکھائی	من شمع جان گدازم تو صبح دل کشائی
سو زمر کرت نہ نیم سہم جو رنج نائی	
دوری سے تیری مجھ کے آفتاب عالم	روئے تھی رستے گدازن اتین مثال شبنم
جس دم تو منہ دکھا مے تو ہوں فنا میں ہدم	نزدیک ایچھین غم دور آہنچان کہ کھفتہ
نہ تاب وصل دارم نہ طاقت جدائی	

پنجم تبیین غزال منیر سورج

شیخ تو نابود ہووے یا ترا پندار نیست	بتکدہ دیران ہو یا برہمن کیسا نیست
کام کیا ہے مجکو گر ہون را بہ بندار نیست	کافر عشق مسلمانی مراد کار نیست
اہرگ من تار شہ حاجت زنا نیست	
یہ ہی مرض الموت تھا قسمت میں میری نصیب	حاصل اس تدبیر سے کیا کرے تباہ طیب
اکدم کوچی نکلیا دے گا گھبرا کر قریب	از سر بالین من برخیزاے نادان طیب
درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست	
عاشقوں کے روی کی کچھ اور ہی ہونی ہوش	دیکھ ہم روئے میں لخت دل اگر چنبا ہے چن
مین مجھے کہتا نہ تھا ظالم کہ میری بات سن	باہر را بادیدہ خونبار من نسبت مکن
نسبت بارندگی دارو دے خونبار نیست	
اسقدر گھبرا کے جینے سے نکرا نکار عشق	کوئی بھی جیتا سنا ہے تین کہین ہمار عشق
آج چھوڑے یہ اگر تیرے تین آزار عشق	شاد باشاے دل کہ فردا بر سر باز آزار عشق
مزدہ قتل ست گرچہ وعدہ دیدار نیست	
ہون جو کچھ سودا سولے دسے ہون نیک بد	کیا غرض ہو مجکو ہر اک سے رکھون سر وقت کہ
اسمین کچھ کہتا نہیں مین گرچہ از رفے حسد	خلق میگو بد کہ خسرو بت پرستی میکند
آرے آرے میکند با خلق د عالم کار نیست	

پنجم ششم تبیین غزل عصمت خجالی

جب تلمک بندگی شیخ مین تھا حلقہ گجوش	آپے شاہ مقصد کو سین پایا رد و پوش
آخر کار کسی حب سے مے کر کے نوش	سر خوش از کوئی خرابات گذر کروم و پوش
بطلب کاری ترسا بجس بادہ فروش	
پھر تو یہ دلو لے تھو دل مین جنون کے مایے	پھاڑ کر پھینک دوں مین کپڑے بدن کے سارے

خیر گدزی کہ لے آئی کشمیش دل بارے	پیشم آمد بسر کو جس پر پی رضاے
کافر سے عشوہ کرے زلف چو زنا بدوش	
بسکہ اس دل کو کتنی آسفت دین کی درخست	اپنے احوال پہ مین رہ نہ سکا بے کم دکاست
ہو کے بے صبر مین جاسا منے اسکے اک رات	گفتن مین کو بے چہر کو محبت ترا خانہ کجاست
اے سہ فرخ ابرو سے ترا حلقہ گنجوش	
کھینچ لایا ہے ادھر عشق مجھے مار کس	شیخ وزنا ہدی مین کافر ہوں اگر مانوں پسند
سنگے یہ عرض مری ہو مت اسل یک چند	گفت لتبیح بخاک افکن وزنا عیبند
سنگ بر شیشہ تقوی زن پیمانہ نبوش	
الفت دین کو دل اپنے سے تو اکب کے پرے	دے مرے امر کو جاکہ تو یہ درجہ ہے وئے
شوق جسد ترا تجھ مین سے تجھے دور کیے	بعد ازین پیش مین آتا تو گویم جسے
راہ بنامیم اگر بر خستہ داری گوش	
دے ٹپک سر سے یہ عامہ پٹے اسٹھ غضب	بہو بچا اس بوجھ سے تو منزل مقصود کو کب
ساغر حور سے رکھ دور ہو س اپنے کی لب	بگذرا از صومبہ دراہ بمیخانہ طلب
خرقہ بیردن فلن و کسوت زندانہ پیوس	
جب سنے اس سے یہ مینے سخنان دلکش	جگو تاثر معانی سے لگا آنے غش
پھر سنبھال آپ کو جس وقت چلا وہ ہوش	دل ز کف دادم ہوش دیدم پیش
تار سیدم بقلے نہ نہ دل ماندونہ ہوش	
کفر و اسلام کا دیکھا وہ مکان مین سجود	ایا منفر اسکا جو ہی عالم ہستی مین نمود
اپنی نظرون مین جیبا سجانر مین موجود	محو گشت از ورق کون و مکان نقش موجود
نہ ملک ماندونہ آدم نہ طیر و نہ وحوش	
پرے وان چشم کی ہا کس نہ بلند اور نہ سپت	ایک میدان ہی فقط ان نظر آکاف و ست
کی جو میری نگہ چشم نے آہو کی حبت	دیدم از دور گر دے ہمہ دیوانہ دست
بے وف و بادہ وئے آمدہ در جوش و خروش	
ایک سے ایک فرون شمشہ وحدت سے چور	ایک سے ایک مین اخرون خرد و ہوش شور
اور اسباب طرب سے جو کہوں کیا مذکور	بے نے و طرب ساقی ہمہ در عیش و سرور

بے دھرم و صراحی ہر درویشا نوش	
جب مجھ کو ان نظر اس طرح کا آیا عالم	صورت آئینہ حیرت سے ہوا میں اس دم
کچھ نہ سمجھا یہ ملک ہن کہ ز نوح آدم	چونکہ سر رشته دریافت برفت از دستم
خواسم تا خبرے پرسم از دھفت مخموش	
پھر لگا کہنے کہ بہتر ہے تو رکھ انجک معان	پر جو ہے درپے تحقیق تو سن صافا صاف
یہ نہیں صومعہ تو مارے جہان لاف کز ان	نہست این کعبہ کہ بے پاد سرائی بطواف
بست مسجد کہ درو بے ادب آلی بخر و ش	
اگر یہ ممکن تھے آہا سے مرے یار پسند	دین و دنیا سے چھوڑا خواہش دل کا پیوند
دل کو شیخی و نہخت کا نہ رکھ یاں پابند	این خرابات مغانست در دستارند
از دم صبح ازل تا بقیامت مدہوش	
نہ تو یاں دیر و حرم کی سہی مکان میں تنگی	خافقہ مدرسہ کی طرح نہ صحبت جنگی
دل میں سودا تو خرابات نخر و جوں تنگی	اگر ترا هست درین خانہ سر بھر تنگی
دین و دنیا بیکے جرمہ چو عصمت بفر و ش	
محسن ہفتم تھیں غزل شاہ ناصر علی	
پس بعد از پیر گریک نام آدر شود پیدا	بدان ماند زخم محل شیرین بر شود پیدا
بوصفش از زبانہا این سخن اکثر شود پیدا	نکوئے گرد و زین بھر نیکو تر شود پیدا
چو کیر و قطرہ راہ عدم گویا ہر شود پیدا	
ہوا ہے کس بضاعت پر تو ملک شوق کا رہی	نہ خونی اشک نے سخت جگر نہ رنگ بکھائی
خرد اور کبر نے رکھا سو تھک کو دور از آگاہی	بطاعت کوش گر عشق بلا انگیز میخواستی
متاع جمع کن شاید کہ خازن گر شود پیدا	
شباب اپنے کیستی سے جو کھو یا اختیار از دست	تو وقت ضعیف کو نادان نہ کھو تو زنیار از دست
ندے اتنا بھی اب تو دامن بہت کو یا از دست	بہ پیری سہی کن گرد جو انی رفت کار از دست
از رم گشتہ در آتش ز خاکستر شود پیدا	

نہ بھولو گنا بھولے سخن در را طلب ہرگز	نہ چو کے گی اراں کی نظر راہ طلب ہرگز
فنا میں بن ہوئے رہتا ہوں برا طلب ہرگز	زرق و برق و انجوا ہم ماند در راہ طلب ہرگز
چو شمع از رخا رہا ہے پاسے من از شہر و پیدا	
پر ویا رشتہ جانشے جو تو نے دیدہ سوزن	گر بیان مہج دریا کا سیاہ کھنچے یہ فن
جو دم مار گیا اس میں نزد عاقل ہو تو بھیر کون	غبار خاطر و اناست انظار مہت کر کون
صدقا بر شیر و انا کینہ چون جو ہر شود پیدا	
بھگوتا کیوں ہر ناصح حقیق اپنی توادر دامن	کھنچے آسوان کھنچے غلط ہو یہ تویم ظن
سراپا اپنی ہستی سے مکر گر کہ ہے یہ تن	ہر نگاہ بر پنہاںست دریا و غبار من
اگر خاک مرا نیز نہ شہم تر شود پیدا	
سخن کے فن میں سودا خریہ کا بھی ہر عالم	کیا ہے اختیار کھنچے ہی استاد و فن کم
تعرض کرتے ہیں نادان ہی سن اس قطع کویم	علی شعرم با بیان ہی برد شہر ازان تر کم
کہ صاحب خون بگردیا جب دفتر شود پیدا	
محسن شہم ترضین غزل طالب کلیم	
یاد ایامی کہ توقیر جنون من داشتتم	کے لشہر از سنگ طفلان زخم بر تن داشتتم
مردے در دشت سچون کوہ مسکن داشتتم	از ثبات عشق دائم پا بدامن داشتتم
اگر جو داغ لالہ در اس عشق نشین داشتتم	
دور سے ڈنڈوت کرتے تھے مجھے اس پرست	جھاگے تھا مجھے سینہ اسامندر کے حبت
لے کسو نے پانوں ہی دیکھا ملتے نہ دست	شعلہ بر سینا ست از بی طاقتی و خمیشت
من نہ جنبیدم نہ جاتا جا بہ کلخن داشتتم	
پاس ناموس محبت ہی میں ہر عاشق کو سونے	گو جواحت ہے تلخ عشق کی ہر دم نرود
اپنے بالین پر نہ میں جراح کا چاہوں نرود	کے ہر نا محبہ جاک جگر و اہم نہ نرود
من کہ ز خمش را نہان از چشم سوزن داشتتم	
اکل خارا لودن میں گھر سے جو نکلا صدم	قتل پر پڑھی تھا در دے جو دیش منیش کم

ایک بیک پہونچا مجھے جام لب میگون بہم	برزال خضر الون صد تافل میز نم
منکھ حشم از تشنگی بر آب ہن داشتہم	
کون میری طرح عشرت سے ہوا ہے کیا	کسے اس خوبی سے بھیہ اجاب میں پی ہو شراب
سانی کلفام کے چہرے سے اٹھتی ہو نقاب	روشنی از بزم من در یوزہ میگرد آفتاب
در چراغ عیش تا از بادہ روغن داشتہم	
عشیق رنگ رود پہ میرے جب لگا کر لے نہوہ	جو ہوئے مانجھ مجھ اٹھین نے ہو یہ سود
دوستی سے لالہ رویان کی ہوا آخر یہ سود	آجھو ماہی غیہ داغم پو شمش دیگر نہ بود
تا لفن آبدہین بجایا مہ برتن داشتہم	
صاحب یوان تھا چرب شام سے تا وقت چائے	گل زمین شعرین کی تم معنی کی جو کاشت
پرورش کی ہر سخندان سے سکے تھا چند شائے	ہیچا کہ ذوق طلب از جتو باز م نہ داشت
خوشہ چین بودم من از وزیکہ حرم من دادم	
مین نہون باغ و نماصل گل میں سخن تو داشتہم	سینہ ہی میرا چن کر آہ سرداوس میں نسیم
سیر سے اسکی تو ہے محروم اے میرے نزدیک	دلغ را جز بر کن از حشم نہ دادم کلیم
بہر گلشت تو من در خانہ گلشن داشتہم	
مخمس نہم تضمین نل مرزا فاضل مین	
تا خانہ کس بہر مدارات نہ رفتیم	جائے پے گرا ندن اوقات نہ رفتیم
این ننگ بخود گردن اثبات نہ رفتیم	در دیر و حرم بہر مناجات نہ رفتیم
جو کہی تو اے قبلہ حاجات نہ رفتیم	
بستیم اگر رفتہ بطوف حرم احرام	ما تو بہ محروم دے لے از سے کلفام
زند ان بچہ رساختہ در میکدہ بنام	صد بار گرفتیم کہ کعبہ و یک گام
بے مصلحت پیر خرابات نہ رفتیم	
آن شوخ ازان روز کہ با باشد باغی	داریم دل غمزدہ چون بلبل باغی
کو خرمی عید درین سینہ داغی	بسد غم شد وقت در آشفہ داغی

ہرگز بکے بہر ملاقات نہ رفتیم	
جستیم بافاق ہمہ رے زمین را	دیدیم ز بر خاک استاد حنین را
بر خاک درش رفته بسایم حنین را	اشعار شنیدیم و ندیدیم مکیں را
مشغول صفائیم پے ذات نہ رفتیم	
<h2>مخمس دہم تضمین غزل مرزا فائز مکیں</h2>	
از خویش وز بیگانہ تور دوش شستی	دامن بسبر انداختہ تا دوش شستی
آن ناز و ادا کردہ فراموش شستی	خون شد دلم از فکر کہ چون دوش شستی
از بہر چہ سر بردہ در آغوش شستی	
پیمان ترا بے یار نہ دیکھا کبھی محکم	ہو عہد ترا ہم سے وفا غیر سے لکھم
اس وعدہ خلافی سے جگر خون کیسے ہوئے	بر خاست ز دل نہ ہو ہوش نتادم
با غیر چرا بے وعدہ فراموش شستی	
دیدار کا شوق اپنے سر سے چشم سے گویا	دید اپنے کا گوہر مے کا لون میں پرویا
پیغام برون کا ہون تر سے اندون جویا	شادیم ز دیدار پیغام تو گویا
بر خاستی از دیدہ و در گوش شستی	
صائب کے ہے اشعار کا ہر ایک سخن	کہتے ہیں فیضی کہ نہیں پردہ زبانیان
فیضی ابو فضل کو طوطی کہیں نادان	از ہوش ربوہ ند مکیں ہرزہ درایان
خیرست چرا این ہمہ بہوش شستی	
شوکت جو کہ تر ہے بخارا کا سودہ باغ	بیدل زغن ہندی و ناصر علی کیڑ باغ
مکیں نے کیا تیرے تو چون لالہ مجھ باغ	شور زغن و زلف بلند دست درین باغ
اے بلبل خوش اچھ چہ خاموش شستی	

مخمس یازدہم

کہا اس شخص سے جو طور کے شعلہ کا ہے بجائی	تجلی حسن کی تیرے سر و خور نے نہ دکھلائی
کے چشم عاشق بیگان سے پار بنیائی	ترے ہوئے جو مجلس میں قضا پر دانی کو لائی
دیا جی شمع پر ان نے یہ جری آنکھوں پر بھائی	
ترنگ نشہ سے باغ میں جدم کھے لائی	چمن میں یون گذر تیرا ہوا جیسے بہار لائی
یہ عالم آگیا حیرت میں تیری دیکھ رعنائی	کہ زکس کی ملک تیرے تلشے نے نہ جھپکائی
اودھل ہے کہ جس گل کا ہر گل تر ہمائشی	
پرانی بات میری فہم نے مجھ کو ہے سب بھائی	کہ بلبل عہد میں تجھے کے ہوئے گل کی شیدائی
کہا سکر ہوئی معلوم مجھ کو تیسری دلائی	تیرے خوب زشت لے مہربان کہ عشق نے پائی
محبت میں بھی بھیاں ہیں جس کی سب بھائی	
جو پایا شمع کا پروانہ مائل گل کا بے گل کو	تو سوچ اس بات کو دیکھ جگر دل میں مائل کو
کہا گب حق نے سب پوین مجھے عشق کی گل کو	کرے وہ جزو پر عاشق کو کسو اسطے گل کو
مجھ کو گل ہے خوش یا کیوں شمع ہو بھائی	
مجھے مجھے تھامیں اب تک کہ ہر شیار دانا تو	گل معنی کی پہونچی ہو شام جان کو تیرے بو
مرے آگے نہیں کیا یا حسن میں دگل کو رو	عطا کی ہر حسنینوں میں خدانے دلبری سب کو
ترا جلوہ مراد لکش آنکھوں کا انکی زریبائی	
نہ تنہا بلبل پروانے کے حصہ میں عشق آیا	سحاب لے بار کیا کیا و حد میں طلاس کو لایا
بھو زردان گرد بھی ہو سترن کا جیگہ سیایا	محبت کے سما کا ٹھانہ وہ اس باغین پایا
جسے کہے کہ اس کی آنکھ میں سے آنکھائی	
بچشم عشق بہتر لعل سے خوناب کا قطرہ	بہ ازیا قوت ہو خون دل بنیاب کا قطرہ
ہر گل دل واسطے ہر ایک کے سیا کا قطرہ	کہر سے چشم ہی میں فزون ہر اکب کا قطرہ
سمندر کو فرو د آتش گل و گلزار سے بجائی	
محبت جب کان عشق میں آتی ہے تمہ پر	کہر کے مول لیتی ہو خزن کو نقد دل دیکر

اگر تو عاشق صادق ہو کیجو یہ سخن باد را	محبت ہے وہ مشاطہ کہ جن کے شکل و ثنات کثر
پہ از پوست بنا کر ستم پر مخ بان کے دکھلائی	
محبت میں نہیں خوب نکلے آگے زشت ناکا ہے	محبت ہو تو ہوں زخمی سپر کے لب شکر پار ہے
بچہ میں عشق کے لگتے ہیں دونوں ایک بچہ ہے	جو اہر سر نہ چشم مرغ کو مین بے صبح کے تارے
اہو ظلمت شام کی سپر کی آنکھوں میں بنیائی	
میز آسمین کہان پاسے شراب عشق جن پہ پی	وہ ہے خوب سلی آنکھوں میں جسے چاہے کیجا جی
سمجھنا غیر حرف راستی اپنا نہیں راہی	کشش دل کی ہوا ایسی ہے کہ ہر جس سے فیر کی
نظر میں حسن طوبی سے بھی حسن سرد بالائی	
دل فرادو مجنون کی مشیرین پہ شیدا تھا	حسین ان دونوں میں بھی کون کیسے ہویدا تھا
وہ کیساں تھا حال انکا آنکھوں پر یہ تو پیدا تھا	جمال ان دو دونوں کے دل و نین جون سویدا تھا
محبت میں نہ خوب زشت میں کی محبت پرانی	
میز نیک و ان کب تھی الفت کی جہان مٹھی	خرد بہوش تھی جہم مقام عشق میں ز تھی
تھی وہ چیز جو تفریق کی دونوں میں درپے تھی	سلسلے رطب محمود و یاز آخر وہ کیساتے تھی
کہ جن نے گردن آگے عہد کے مولا کی جھکائی	
غرض سودا تجھے سمجھا دن میں کتبک بایں داں	نہ امید پھر تو ایسی بات میرے حق میں نے ناوان
بسان مہر نور اللہ کا ہے سب جگہ تا بان	کہا تو نے جو کچھ مجھ کو نہون کا اُس میں نازان
خوش آمد کی ہے اس سے بات جیسے باپ بانی	
محس دوازہم	
فصل ہر گل کی مین جلے مین بیتان گل و صبح	وقت نظارہ ہر گہر و سلمان گل و صبح
آہ مجھ کو نظر آوین بچہ عنوان گل و صبح	خون زخود رفتہ کجا لاتے ہیں بہر جہان گل و صبح
دیکھنے کے مجھے مانع ہیں طیبیان گل و صبح	
باغبان عیش و طرب کا ہے گلستان میں دواج	آہے بان جو کوئی وہ کر نیکو لفریح مزاج
اگر اک مرغ مین نا لان سوار کے محتاج	کسی تا شردم سر و چہن مین ہے کہ آج

غیر خاستہ واکھر کے نہیں دان گل و صبح	
در پے سیر حرم تھے جو کوئی اسے ظالم	پیتے ہیں خون جگر وہ عوض سے ظالم
ہمیشہ اپنی پہ رہی تجھے کوئی شے ظالم	جلوہ باغ ترے عہد میں یوں ہے ظالم
ایک کفن میں ہے گویا گنج شہیدان گل و صبح	
باغبان ایر کے مانند رو دین فحاشین مارا	آہ و نالے میں ہیں مرغان چین لیل و نہار
پوچھتے پھرتے ہیں باغ میں یہ ہر روز سیار	فج خط کس کے مارا ہے شب خون بہ بہار
زخمی مرہم کا فور میں باران گل و صبح	
چاک صد بار مرے جیب قبا تک پہونچا	تن مرا کلیوں میں ہر رنگ جفا تک پہونچا
قید زنجیر سے آخر میں رہا تک پہونچا	کا م اپنا نہ جنوں سے جو قبا تک پہونچا
یار ہستے ہیں مراد کچھ کہ بیان گل و صبح	
خشن دیکھا ہے اک ایسا کہ نہ دید و نہ شنید	ہر گل و صبح کا بسلوہ شب تار پدید
گرچہ یہ بات ہے غنیمت خلافت سے بعید	دیکھے مابین دو زلف اسکے رخ سرخ و سفید
جن نے دیکھے نہوں یار و شہستان گل و صبح	
کچھ بہا مانگے خزان سے بھی ہو لی رسوا تر	دیکھتا کوئی نہیں سوے چین بھر کے نظار
موجب اسکا بھی کچھ ہو دیکھا اسے باور کر	جب سے دستار سفید اسکے سچی چہرے پر
جلوہ نظردن میں نہیں دیتے ہیں چندان گل و صبح	
آج شادی ہے اگر ہر میں گل ماتم ہے	خوشی راحت سے عجب شرج سے بیجا غم ہے
برن سمجھے ہے جو تحقیق کو کچھ مجرم ہے	باغ دنیا میں سدا شادی و غم تو ام ہے
رو سے جہنم چین ہو دین جو چندان گل و صبح	
ہرزہ گودی ہو نقطہ ہونہ اگر شیشہ و جام	کرنی گلگشت چین بے مے و ساقی کس کام
ہو میسر جو یہ سامان تو ہے پھر عیش تاشم	میں سودا سے آہا ہونیکو ناحق بدنام
دیکھنے باغ میں کیوں جاے ہے داوان گل و صبح	
میں کیوں تجھ سے گشت و شے کے تو اگر	عیش دنیا نہیں موقوف دیوانے اس پر
کہ چین ہو دین پر از گل تہ دامان سحر	ہو جہان بادہ گلزار و بلورین ساغر
اسپے نزدیک تو ہے جلوہ کنان گل و صبح	

یہ سخن راہ نصیحت سے مین لایا بر رو	آہ بھر کر یہ کہا سچ ہے جو کہتا ہے تو
اپر نہ عشرت سے مین عادی ہوں کچھ عیش سے تو	ہے یہ مرکز کو زخمی ہے پر دوران سب مجھ کو
عرصہ سیر بتاتے ہیں بہستان گل و صبح	
مخمس سیزدہم	
نشو و نما سے باغ جہان سے رسیدہ ہوں	شید و غم زانہ سے مین دور آفریدہ ہوں
فکر غم خزان سے بہت آرمیدہ ہوں	نئے بلبل اچھن نہ گل نو دمسیدہ ہوں
مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہوں	
یار بفری کٹے ہے عجب طرح کچھ و شام	حسرت ہی مین گذرتی ہے میرے تین مدام
مطلب مجھ کو غم سے نہ کچھ خرمی سے کام	اگر بیاں بشکل شیشہ و خندان بطرز جام
اس میکدے کے بیچ عجب آفریدہ ہوں	
کیون مجھے بید باغ عجب لے میان ہوں	گو سو طرح کی حسرتیں اس دل کے بیچ مین
اظہار اُن کا مجھے ہو کیا معنی اسکے ہوں	تو آپ سے زبان زد عالم ہے ورنہ مین
اَل حرف اگر زو سولب نار سیدہ ہوں	
سنتا نہیں ہے درد رعیت کا باو شاہ	قاضی تو حسن دوست بتا دو کوئی ہے راہ
اور کو تو ال شہر کی رشوت پہ ہے نگاہ	کوئی جو پوچھتا ہو یہ کس پر ہے داغ
جون گل نزار جاسے گریبان دریدہ ہوں	
ہو سکتے ہن جفا کئے تنک رد مین حریف	مست ہو چھاپے جو کامیر سے تین حریف
کب ہو سکے ہے اسکا بجز آستین حریف	تیغ نگاہ چشم کا تیرے نہیں حریف
طالم مین قطرہ مژدہ خون چلیدہ ہوں	
جتنے ہن اس زانیے کے محبوب دلربا	اُسے تو مین کسی سے نہیں تورت آشنا
اب ہوں عرض مین طرہ صیبت مین مبتلا	کس سے کردن مین دعویٰ نیا کے خدا
دل دادہ رنگ رخ دلبر ندیدہ ہوں	
آیا نہ رسم مجھ کو مرے حال پر کہو	لو پچھان لوئے آکے مری شیم سے ہو

دیو کا کیا جواب خدا کے تور و برد	کرتا ہے جا کے گل کی تسلی چمن میں تو
خون جگر سے مین بھی تو دامن کشید ہوں	
بسل صفت نہیں مجھے آرام ایک بل	ہو مرگ میرے دم سے نہایت ہی متصل
لنا اگر ہے مجھ سے تو ظالم شتاب مل	غافل ہے کیون ترا مری فرقت سے گوش دل
اے بے خبر مین نالہ حلق بریدہ ہوں	
پوچھا نہ یوں کچھ کہ ترا نگ کیوں ہے زرد	کہتا نہ تو کچھ یہ مجھے بھر کے آہ سرد
تو کون ہے کہ ملتا ہے چہرے سے اپنے گرد	مین کیا کہوں کہ کون ہوں سودا بقول درد
جو کچھ کہ یوں سو ہوں عرسل آفت سید ہوں	
محسن چہار دہم	
کوئی اگر سیکو ازیت دیا کرے	فکا اسکی ہر طرح وہ مکافات کیا کرے
تیرا ستم رسیدہ یہ رور و کہا کرے	بدلاترے تم کا کوئی مجھ سے کیا کرے
اپنا ہی تو فریفتہ ہوئے خدا کرے	
عالم میں دوستی کے ہوا ہو جو کچھ قصور	شمشیر تجھ کمر میں ہو اور تم ترے حصول
جرم و فدا بہ کرتے ہو گرسر کو تن سودا	اقابل ہماری نفس کو تشمیر ہے ضرور
آئینہ تا کوئی نہ کسی سے وفا کرے	
عاشق سے دور ہو جو سکے یہ خدا سے دور	کرتے سے خون بکینہان کے تور گزور
تجھ پر یہ قتل ہے جو مرا نقش کا لچر	اتنا لکھا تو مرے لوح مزار پر
یاں تک نہ فوی حیات کو کوئی خفا کرے	
کچ بجٹ سے تو ہو نہیں سکتا مین دوید	انصاف کی علیحدہ ہوتی ہے گفتگو
پوچھ نہیں ایک بات جو حق کو نہ گزرے تو	گر ہو شراب و خلوت و معشوق غور و
زاہد مجھے قسم ہے جو تو ہو تو کیا کرے	
لگتا نہیں تو صحن چمن لالہ گون مجھے	آیا نظر پٹتے نہ گلشن مین خون مجھے
اے باغبان سنئے ہو ترے سر کی ہوں مجھے	بسل کو خون گل مین لٹایا کر دن مجھے

نالے کی گرچین میں تو نصرت دیا کرے	
ہر چند کرتے آئے ہیں معشوق خود سری	کرتے چلے گئے ہیں وہ عاشق سے بری
پہر تو نے اپنے عہد میں ہم ساتھ ایسی کی	عالم کے بیچ پھر نہ رہے رسم عاشقی
گر نیم لب کوئی ترے شکوے سے ڈاکرے	
آؤ کچھ میرے گریے بے اختیار کو	لخت جگر نے داغ کیا لالہ زار کو
اتنا اثر ہے اب بھی مری چشم زار کو	تعلیم گر یہ دون اگر ابر بہار کو
جز لخت فل صدف میں شوہر نہ دھا کرے	
گلشن میں کیا بہار ہے کہتا ہے باغبان	صدربک جیسے بھولے ہے ویسے ہی بخوان
فرصت چمن کی سیر کی لیکن ہمیں کہاں	فکر معاش و عشق بستان یاد رفتگان
اس زندگی میں اب کوئی کیا کیا کرے	
ہو جسکو اس جہان میں راحت بھی بیش کم	سمجھا کرے وہ یار کو ہر آن غم
اُسکی جدائی کا ہے ہر اک شخص پر الم	تنہا نہ روز ہجر سے سودا پہ ہر قسم
پروانہ سان وصال میں ہر شب جلا کرے	
محسّس پانزدہم	
نہ کہ عاشقوں میں محبت کہاں ہے	سدا ایک سی انکی الفت کہاں ہے
تجھے ویسے لوگوں سے صحبت کہاں ہے	ترے پاس عاشق کی عزت کہاں ہے
تجھے بے مروت مروت کہاں ہے	
مجھے آرزو ہے زمانے میں اپنی	کہوں تیرے آگے کہانی میں اپنی
سناؤں تجھے جانفشانی میں اپنی	ولے کیسا کہوں ناتوانی میں اپنی
مجھے بات کہنے کی طاقت کہاں ہے	
کہ ہے تجھے کھینچ کر تیغ ہر دن	نہیں پہنتے میرا گلہ کم کہے بن
سمجھنا نہیں اس قدر نیک باطن	میں شکوہ کروں جو ر ظالم سے لیکن
تجھے آہ و نالہ سے فرصت کہاں ہے	

گرے شمع کے میری تربت پہ آندو	کیا طوف آ کر تپنگون نے ہر سٹو
مجھے حشر بین منہ دکھائے گا پھر تو	مری گور پر لوگ رکھتے ہیں گل کو
ترمی دلربائی کی غیرت کہاں ہے	
کی اس شوخ نے جب سیر گلستان	تھک بنی بلبلوں سے نہ فریاد و افغان
بجا ہے یہ سودا نہو کیون وہ نادان	جو اسکی کمر بینے دیھی ہے تابان
رگ گل میں ویسی نزاکت کہاں ہے	
محسن شانزدہم	
اس شوخ سے اس دل کے لگانے کو کیا کہیے	ناحق کی اذیت سے دکھ پانے کو کیا کہیے
احوال مرایان تک پہنچانے کو کیا کہیے	یون مفت میں اس جی کے پھنسنا کو کیا کہیے
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے	
اس دل سے میں کہتا تھا وہ تجا کہتا ہے	کیون اس لب شیرین کی بات نہ توجا ہے
گوزہ ہر ہوا میٹھا لیکن کوئی کھاتا ہے	یون دیدہ و دانستہ کوئی جو کھاتا ہے
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے	
لے زرجا سے دیجے نہ زور کی ہر طاقت	نہ عجز سے کچھ حاصل کام آدے نہ کجمنت
کس طرح سے کاٹون میں کٹتی نہیں نہیمت	کیا فکر کروں اسکا لاحول لا قوت
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے	
انکھ اسکی طرف لہری جبیل نہ کرتی تھی	ٹھکر ہون سے مے دل کے بہن کو نہ بھرتی تھی
قیغی کی طرح ہرگز ہرگز نہ کترتی تھی	جب لگتے تھیں یہ باتیں کیا خوب گدائی تھی
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے	
مت پوچھ مرے دل کا سر سے مے ٹپنا	منہ کر کے یہ کھر سے ہر صبح نکل چلنا
جب رات کہ ہوتی ہو پھر شمع منط کلنا	ہر روز کا وہ مرنا ہر رات کا یہ جلنا
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے	
تقدیر کے کلمے کو امکان نہیں دھونا	تقصیر نہیں دل کی قیمت کا بُرا ہونا

اگر چند مسلم ہے اب جی کے تین کھونا،	لیکن مجھے آتا ہے پھر پھر کے یہی روزا
کیا کام کیا دل نے دیوانیکو کیا کہیے	
اس جینے سے ہر سہرا بجے تیرے دل سے	جل بجھیے کہیں جا کر یا ڈوب کہیں میرے
کس طرح کس طرح سے ن بھرے	کچھ بن نہیں آتی ہر حیران ہوں کیا کرے
کیا کام کیا دل نے دیوانیکو کیا کہیے	
گلشن میں زمانے کے یوں عمر کٹی ساری	ہر ایک طرف بھڑکاتے ہوئے میخواری
آزادگی میری تو تھی سروا پر بھاری	انصاف کر دیا رو میں اور گرفتاری
کیا کام کیا دل نے دیوانیکو کیا کہیے	
جو مجھ پیہ گزرتی ہے مقدمہ نہیں سہنا	خون جلا آکھو لے داناں تک ہنا
جواب کوئی پوچھے منہ دیکھ کے کہ ہنا	دنیا نہ جواب اسکو کہنا تو یہی کہنا
کیا کام کیا دل نے دیوانیکو کیا کہیے	
مصرع کو یقین تیرے سوداے سناٹا	روتا ہے وہ یوں ہے برسے کو یا بادل
ہے رعد منظر الاں بجلی کی طرح بے گل	پڑھتا ہے یہی پھر پھر باتھوں کے تین لیل
کیا کام کیا دل نے دیوانیکو کیا کہیے	
محسن مہتمم	
ساقی پہونچ کہ وقت تغافل رہا نہیں	اُٹے ہو یہ ہمارے جیسے انتہا نہیں
اک قطرہ ابر تر سے زمین پر گرا نہیں	کیفیت ہوا سے کہ وہ مے ہوا نہیں
گو یا چین میں جروم عیسیٰ صبا نہیں	
کہتا ہے نیک و بد سے لعل شور یوں سنا	عاصی ہو وہ کہ لب نہ پیے جو کوئی شراب
اس وقت میں کہاں ہوا سے خانمان خرا	ٹک ٹک گئی ہر چشم فلک ہو کے نیخواب
کیا جانیے کہ یل میں یہ سوچ ہے یا نہیں	
فرصت کو دم کی بوجھ غنیمت لے بیخبر	کیا جانیے کہ فصل کہاں اور دم کدھر
ساقی شتاب آتش ترے کے جام بھر	ٹک دیکھ سپہ چین کی ہوا سردا رقد

اپوٹاک بوے گل کی کلم از صد تبا نہیں	
محش ہمز دہم	
ہو ہے اب کی سودا زور کیفیت دیوانا	مزار رکھتا ہے اس عالم میں اکدم اس سے ملنا
لبون پر ہر خاموشی زبان او پر صد افسانا	جو کوئی بات پوچھے ہو تو اشک کھنکھنیں بھرنا
کچھو کچھرا کے رو دنیا کھنکھنیں دیکے رہ جانا	
محش نوز دہم	
تھک بن ہوا ستم ہے چمن میں بہار کی	آگتی ہے آنکھ میں رگ گل نوخار کی
آواز سالتی ہے جگر میں ہزار کی	اسالی خبر شتاب لے میرے رخسار کی
طاقت نہیں رہی ہے مجھے انتظار کی	
مژگان بربک دیدہ تصویر روز و شب	آپس میں آشنا نہیں کیسا ہے قییب
حیران ہوں زندگانی کا میری ہے کیا ب	ظالم ہو سچ شتاب کہ اس سے زیادہ ب
طاقت نہیں رہی ہے مجھے انتظار کی	
گر عاشقوں کے گھر مجھے آتا ہے ننگ عا	اپنی ہی پشت مام پہ آ کر کے ایک بار
ابرو ہلال عید کے مانند مجھ کو یار	ٹمک دور سے دکھائے کہ جو طفل رخ زار
طاقت نہیں رہی ہے مجھے انتظار کی	
ظالم شتاب چل کہ تنافل ہو مجھ پر جبر	اڈا ہے کس بہار سے مژگان مے کا ابر
کافر ہوں میں جو بکجواں نون یہود و کبر	ایوب تو نہیں ہوں کہا شک کرو میں صبر
طاقت نہیں رہی ہے مجھے انتظار کی	
گذری ہو بات عدے سوا بقت ہون دان	کوئی گھڑی ہی اور ہوں دنیا میں بیان
اگتا ہے تن سو پہر چنچ ہے میری لبونہ جان	جاسے تشہد اسکو ہے یہ ذکر آن آن
طاقت نہیں رہی ہے مجھے انتظار کی	

حیران ہوں کیا کر گیا ترا وعدہ و پیام	اس مجھ کے بیچ مرا کام ہے تمام
اگر زندگی عزیز ہے میری تو صبح و شام	سو قوف گرہی ہے مرا حاصل کلام
طاقت نہیں رہی ہے مجھے انتظار کی	
ممكن نہیں کہ دور ہو مجھے ترا حجاب	جلو سے تیرے خواب میں اگر بو نہیں کا باب
یہ بھی مجھے قبول ہو لیکن کہاں ہو خواب	کھو یا ہے تیری خمر میں مجھ دل سے صبرِ ناب
طاقت نہیں رہی ہے مجھے انتظار کی	
ہر دن مرے پیام کا دیتے ہو یہ جواب	ہر گز نہیں ہے تاب تجھے غیرِ صراط
وائسِ دین نہ مانوں یہ باتیں میں بحیاب	اچھ بھی مجھے شعور ہے عاشق کو اور تاب
طاقت نہیں رہی ہے مجھے انتظار کی	
حاصل نہیں کچھ اور مجھے تجھے اس بغیر	دن کے تین سلام ہے بارگاہِ شبِ بخیر
بس کر چکا بہت میں اب اس مرحلہ کی سیر	لنا اگر ہے مجھے تو مل لو گر نہ خیر
طاقت نہیں رہی ہے مجھے انتظار کی	
تکو تو دستِ ناز سے اپنے کہاں فراغ	کب ہو سکے ہو مجھے ملاقات کا سراغ
میں عندلیبِ بیدل دروے باغِ باغ	یہ زمرہ ہو کب تک اب مجھے کو دباغ
طاقت نہیں رہی ہے مجھے انتظار کی	
سنہتے ہو کچھ نہ کچھ تم ان باتوں پر خیال	ہستہ ہوں میں دگر نہ کہاں بان تلکِ حال
اگر جس نہو سے مجھ میں تو میں باز بانِ حال	یہ ہی سدا کہوں کہ میر ہو کب بصال
طاقت نہیں رہی ہے مجھے انتظار کی	
ہو خاک جس میں پہ سودا کی سالِ ماہ	پیدا ہو اس زمین سے زبانِ جلیہِ برگاہ
تو آ کے اُس طرف نہ کرے تاکہ یک نگاہ	تا حشر اس زبان سے نکلے یہی کہ آہ
طاقت نہیں رہی ہے مجھے انتظار کی	
مختصرِ مہتمم	
وہ ہر دقِ دفا عینِ ایات ہو گئی	وہ ہر بانی اور دقِ مدارات ہو گئی

صحبت وہ رفتہ رفتہ یہ بہت ہو گئی	بھڑکی تو میرے تون سے مسادات ہو گئی
گالی تمھو ندی بھی سواب بات ہو گئی	
کہنا یہ آن آن مرے گھر سے تو نکل	دشنام دینی بشرط محل خواہ بے محل
حرمت میں سب طرح سے غرض اچکا خلیل	باقی ہے مار کھانی اب آگے سوا بجل
سُن لو گے تم اسے بھی کلاوقات ہو گئی	
رسواے خلق خواہ جہان اب میں ہو چکا	بے شرم وہ بے جیا مجھے آفاق نے کہا
ہرگز نہیں ہے پسند نصیحت سے فائدہ	اب تو میں چھوڑ نیکا نہیں اُسکو ناصحا
ہونی جو کچھ بھی قبلہ حاجات ہو گئی	
رکھنا جیشم خلق مجھے جو ارتا کجا	برہنہ ہمیشہ درپے آزار تا کجا
نت اٹھ کے جو رطلم جفا کا رتا کجا	بس اب ستم سے درگزر اے پارتا کجا
اعمال دل مرے کی مکافات ہو گئی	
وعدہ بھی تھا یہی کہ میں آؤنگا دن ٹھکے	لیکن نہ بعد شام کے پیشانی دیے جلے
اے آفتاب رہ کے ٹک آنا زمین تلے	پیغام میرے دیر لگائی تو ہے ولے
دھڑکے ہو دل کہ یہ نہ سہی رات ہو گئی	
مسجد میں داعیوں کے تین لاکھ تین پڑا	مذاہب نے ٹھونکا شیخ کو بچڑ می آتا رکڑ
قاضی نے محکمہ میں چایا ہے شور و شر	مستی سے اس نگاہ کے لئے غیب خبر
دنیا تمام بزم خسرات ہو گئی	
شکوہ جو ہرزگی کا ترے اے میان کروں	پیدا بجا سے ہرین موصد زبان کروں
فریاد وضع سے ترے جا کر کہان کروں	ملنا ترا ہر ایک سے میں کیا بیان کروں
عالم سے مجھ کو ترک ملاقات ہو گئی	
ملنے کی تو ہر ایک سے مجھ کو قسم نہ کھا	نکل ہی جو میرے ساتھ وہ بازار تک گیا
ہر ایک نے سنا کے مجھے شعریہ پر لکھا	یار وہ شرم سے جو نہ بولا تو کیا ہوا
الظنون میں سوطح کی حکایات ہو گئی	
فریاد کر کے جس سے کروں ملا دین طلب	اس پر دے میں طلبہ کے کہے ہو غضب
حاضر ہو دو سر ابھی تو معلوم ہوئے تب	مٹو داکو کو وہ تو ستائے نہ بے سبب

کیا جانے کہ تجھے ہی کیا بات ہو گئی،

محسن نسبت و کم

ہم کو دکھا جب اپنے تم اطوار رہ گئے
عشاق کر کے عشق سے انکار رہ گئے
لٹنے سے خور و سکے سب اکبار رہ گئے
ہونے سے دوستوں میں ہم پیار رہ گئے

یاروں کی پوچھنے سے خبر یار رہ گئے

یاں تک نچا ہے میان محبوب شمع و تنگ
خوبوں کے خاندان کو ڈوب دیوں کچھ تنگ
تہا نہ منہ جہاں میں کتنا کھا ہوا ہے تنگ
شب بیکھ کر سالہ تجھے مرا پتنگ

پھرنے سے گرد شمع شب تار رہ گئے

فراد و قیس کے ہے تجھے عہد سے خبر
کیا کیا تھے جو رد و جاؤ محبت کے بیکر
مجھ خوش نصیب کا ہے قدم سبز اسقدر
بھری گلی میں کر کے مرے حال پر نظر

جانیے مرغ بھی سوے گلزار رہ گئے

عاشق کے سر پہ جو رہتا ہے پیش لم
لیکن ادھر تو دیکھ جھسا کا رسیہ تم
تو نے تو عشق ہی کو اٹھا کر دیا عدم
معتوق کو بھی جب سے سناکتے ہیں صغم

بت پوچھنے سے بت کے پرستار رہ گئے

شہرت سے بھری مرغ چمن چھوڑ کر چلے
پر دانہ بولے شمع سے کیوں اب کوئی جلے
رہنے کا اسکے سایہ دیوار کے تلے
آنے کا قصد انکے مصمم ہی تھا لے

ان خوبوں سے ہو کے خبردار رہ گئے

اک خلق کو غرور نے تیرے کیا ہلاک
کتنے ہی تجھے کر کے گریبان کو اپنے خاک
کتنے ہیں تجھ گلی میں باؤں در و ناں
آئینہ سان نہ کہو نہ ملین اپنے منہ پہ خاک

رو دینے سے بہن یہ طرہ دار رہ گئے

کرنے لگا ہے سبزہ خطا پری سے ساز
ہے سر و قد بھی نسبت سابق سے کچھ دراز
بڑھ چڑھ ہر ایک روئے ہو یہ بیت جا بگذا
اس گل میں اب تک تو وہی جو غرور و ناز

ہر چند دن بہار کے دو چار رہ گئے

غیر دن کے تہنتے سے محبت کے چھک گئے	ہم سے انھوں کی لاف زنی پر بہا گئے
نزدیک ہے کہ چھوڑ تھیں وہ سرک گئے	سب دیکھ فوج خط کے سپاہی شک گئے
الفت کے جو کوئی تھے گرفتار رہ گئے	
مجھ سا بھلا کوئی ہے ترا اور عکسار	عارض کے گرد دیکھ کے یہ خطا شکبار
بوجھن ہوں تھے مین ہی رودر کے بار بار	کہ باغبان قسم ہے تجھے کیا چلی بہار
دامان گل بچڑ کے جو یہ خار رہ گئے	
دورے کو آسمان کے جو ہم کرتے ہین نگاہ	گردش وہی ستاروں کی دوہی ہین مہرہا
دوہی چلن زمانہ کے دوہی سبھوئی راہ	کیا کل بگڑ گئی نہین معلوم ہم کو آہ
ملنے سے تم ہمارے جو کیا رہ گئے	
دل دے کے تجکو یار مین حاضر ہوں تانک	خواہش ہو سیم وزر کی جواب سوکھان تلک
پہونچی ہے کار داکے مرے استخوان تلک	غارت کیا جنوں نے مرے بھکویان تلک
لی جیب کی خبر تو کئی تار رہ گئے	
جانب مین اپنی کرتے ہین جتنا کہ ہم خیال	پاتے کسوہی طرح نہین موجب ملال
ہان اسکی تو نہ کہئے کہ ہم بعد ماہ و سال	تیرے جو منہ لگے تو کیا عرض دل کا حال
دیکھانہ پیش رفت تو من بار رہ گئے	
چاہا جو ایک وقت یقین دیکھنے کو جی	آئے تمھاری نرم مین اپنے لبونکوسی
چپکے سنی جو غیر سے تم بات چیت کی	رہنے کو گھر مین شب کو جبکہ تھے دی تو دی
رخصت ہو ورنہ جا پس دیوار رہ گئے	
ملنے کی اپنی شکل تو ہے یہ جو چھکھی	اس پر بھی خوش نہین ہو اگر خوب یون ہی
سوار زونھی دل مین تو یہ بھی رہی رہی	پر غم ہے یہ یقین نہونی ہم سے آگئی
ہر چند کہ کے تم سے ہم اظہار رہ گئے	
خوبی ہے کیا رقیب مین جو تجکو بھا گیا	دلال کون سا تھے اس سے ملا گیا
تو کوڑیوں کے مول اُسے ہاتھ آ گیا	نیمت ہے ایک دل کے تو ظالم بگا گیا
یوسف کے ہاتھ ملتے خریدار رہ گئے	
شب نہین کی تھی باد غوری تم نے بیٹھکر	کتے پھر مین مین سکودہ کیا کیا جھڑھرا

پیارے غضب خدا کا بڑے آنکے بھوٹھ پر	اتنا تو سچ ہے کہ کے تھیں ست دین بھر
عیتا رگی سے اپنے وہ ہوشیار رہ گئے	
کہتے تھے ہم زمانے کو کیا جانتے ہو تم	دنیا کا نیک و بد کہاں پہچانتے ہو تم
صندل کو اپنے ماتھے سے کیوں سانتے ہو تم	لیکن ہماری بات کوئی مانتے ہو تم
اپنا سا ہم تو کلتا ہی سر مار رہ گئے	
ملنے کو تیرے غیر سے ہم سن کے رہ گئے	دیکھا جو اپنے آنکھوں تو سر دھنک رہ گئے
آتش کے بیج رشک سے لپٹ بھٹک رہ گئے	دو پائے ہوئے تنکون تلک چٹک رہ گئے
کیا کیا ستم نہ سہکے ہم اسے بارہ گئے	
ہے راستی تو یہ کہ وہ ہین لائن جفا	اے خیر تری کو اپنی سمجھتے ہیں جو دنا
تیری گلی سے جب چلے ہم بھٹکے بھٹکا	تھا کون سا قدم کہ نہ تھا دوسوے تھا
اس میں چھپا کہیں جو تنک خار رہ گئے	
ہر چند دورہ فلکی بھی ہے خوش نشان	چشم سا جو کیسے تری اسکو سوکھان
گردش سے سمجھ نہ گئے ہیں خوش نشان	دیکھ آنکھوں کھرنج کے تلے دست مکشان
خیران ہو آسمان جفا کا رہ گئے	
خاطر سے جکے مجھ پر شب دروہ ہے ستم	مہران کی مہر خان کو ہے افزود مہدم
تم خوش رہو اب اد کوئی دیکھ لیں گے تم	آفت نہ تم سے ہو بچا کی کیا اہلو پیم
گردش سے کب یہ چرخ ستمگارا رہ گئے	
یاں موجب عمل نہ مکافات چاہئے	یاں قس دی حیات کو اک بات چاہئے
یاں اک غریب بیچ کو دن رات چاہئے	یاں ان حرامیوں کی مدارات چاہئے
یاروں سے دور چلی سب یار رہ گئے	
نت اٹھ کے دکھ یہ کس سے لئے کسٹھیا	سمجھا کے دل کو جائینگے جس طرح یار
وون جاوینگے سجاتے تھے ہم جھڑتے یار	جادینگے اب کی یا نے سوہم اسطرح یار
سن لو گے تم کہ ہو کہیں مردار رہ گئے	
لے خوش رہ اپنے یاروں نے اب ہم تو مچلے	دے سینہ پر فراق سے داغ الم چلے
رکھ دل پہ دست مہر باز وہ و غم چلے	پیارے ہزار جیف ترے کھر سے تم چلے

جانیے جو کوئی تھے سزاوار رہ گئے	
سودا کی تم نہا نیویہ لن ترانسان	اس گفتگو کے کرنے سے گھستی نہیں زبان
جو کچھ کوئی کہے وہ سنا سبجے مہربان	تجھ کو کے عاکفون کی چھٹ سکی جگہ گمان
ور سے اٹھا دیا پس دیوار رہ گئے	
محسبست دوم	
ایک تارخ جو کبھی تو پڑھا کیا کیا کچھ	کیا کہون میں کہ مورخ نے لکھا کیا کیا کچھ
وہ تو وہ زیر فلک ہو نہ چکا کیا کیا کچھ	میں اب آگے زمانے میں ہوا کیا کیا کچھ
تو بھی ہم غافلون نے آگے کیا کیا کیا کچھ	
کیا کہون تجھ سے میں نقصان کی اپنے پائین	پانی ہو پچا نہ سکے جا کے بخون تک بھین
راہ بیچارون نے پائی نہ کہ دانستے تکلیں	دل جگر جان یہ ہسمنت ہو سب سیدہ میں
کھڑا آتش دی محبت نے جلا کیا کیا کچھ	
کیا کہون میں کہ ترے عشق میں کیا جھپٹہ ہوا	جیسے کہتا ہے کوئی ہو ترا صدقا صفا
زندگی کے غرض اسباب سے اب کچھ نہ بڑا	دل گیا صبر گیا ہوش گیا جی بھی گیا
شغل میں غم کے ترے ہم سے کیا کیا کیا کچھ	
اناصحا تو نے تو جا بہت سے بد گفتار	نہ رہی عشق کی تجھ پاس متاع بازار
شکر صد شکر بد رگاہ خدا بلکہ ہنسدار	حسرت وصل و غم ہجر و خیال رخ یار
مر گیا میں پہ مرے جی میں رہا کیا کیا کچھ	
عشق بازو نہیں مرا کیونکہ ہو جانا شاق	کوئی جگ میں نہ رہا پیچھے رفیق عشاق
چھوڑا میں قافلہ سالار ہو یہ کہنہ رداق	درد دل زخم جگر کلفت غم داغ فراق
آہ عالم سے مرے ساتھ کیا کیا کیا کچھ	
اس ارادے سے دلا سیر نہ کر افسانہ جان	کس سبب پائے بگڑتا ہے بنے ہو کون دان
حال میں ست رہ اپنے تو سدائے نادان	تجھ کو کیا پائے بگڑے زمانے کے کیان
خاک کن کن کی ہوئی صرف بنا کیا کیا کچھ	

عشق آیانہ ترا جگ میں بھی کچھ کام مرے	خاص کچھ مجھ کو کہیں نام لین کچھ غام مرے
پھرتے ہیں کتے لقب صبح سے شام مرے	نام ہیں خستہ و آوارہ و بدنام مرے
ایک عالم نے عرض مجھ کو کیا کیا کچھ	
اداہ و انتھ سے میان مجھ کو توقع تھی یہی	کہ تو اس مرتبہ مجھ ساتھ کرنے سنگلی
کوئی بات ہے جو تیرے لیے میں سنی	طرف صحبت ہے کہ سنتا نہیں تو اپنی
واستے تیرے سنائیے سنا کیا کیا کچھ	
اکل تین بیٹھا تھا پٹ کلبہ احزان میں قن	جی میں آیا کہ لکھون خط کہ ہے رسم سابق
آخر الامر میں کاغذ لے لی طور عاشق	قبلہ و کعبہ خداوند ملا ذو مشفق
مضطرب ہو کے اسے میں نے لکھا کیا کیا کچھ	
میرے نامے کی سنی تھے عزیز و تحریر	کہ انصاف تم اب جتنے ہو برادر پیر
ایک لفظ اس میں ہے بجا تو ہے میری نصیر	پر کون کیا دستم شوق کی اپنے تاثیر
اگر سر حرف پہ وہ سے لگا کیا کیا کچھ	
جو بت ہوش ربا دیکھا ہے تجھ میں مینے	منظر نور خدا دیکھا ہے تجھ میں مینے
دیکھا جو کچھ سو بلا دیکھا ہے تجھ میں مینے	کیا کہوں تجھ سے کہ کیا دیکھا ہر پتھر میں مینے
مٹرہ و عشوہ دانداز داد کیا کیا کچھ	
جیسے ہم آئے تھے دیسے ہی چلے دنیا سے	لائق اس جا میں کسی چپے کے گواہ نہ تھے
دورا فلاک نے بیان نشوونما دی نہ کسے	ایک محروم چلے میرے ہمیں دنیا سے
ورنہ عالم کو زمانہ نے دیا کیا کیا کچھ	
محسوس سوم	
مے کشو بخٹو ہو کیوں مجھ دل ٹکار کے ساتھ	بکھ مجھے کام نہیں یادہ گلنار کے ساتھ
جو رکھوں ذوق ملاقات میں خمار کے ساتھ	جی میں چہلین تھلین مے سو تو گین باہر کے ساتھ
سر ٹپکنا ہی بڑا اب درود یار کیا ساتھ	
ایک کیا وعدے کیے تھے مٹنے کو ہے دان	کہ شگفتہ ہے چمن جلوہ گر اور آب دان

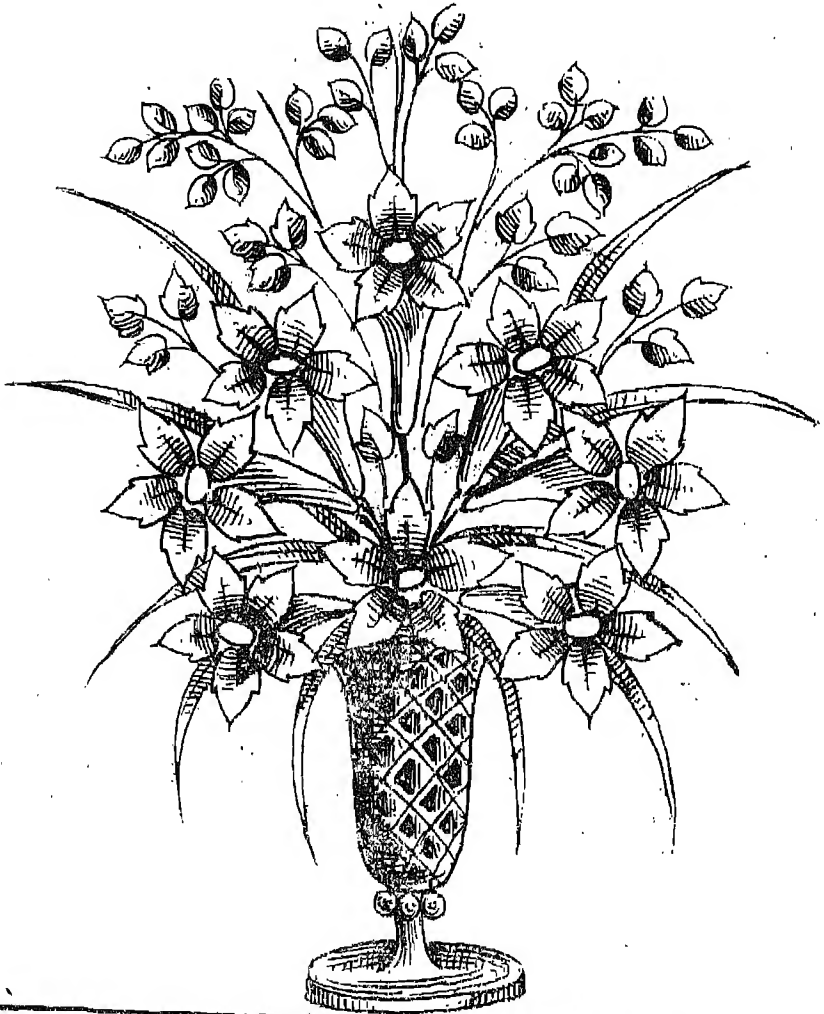
سو تو ان چیزوں میں اک چیز نہ دیکھی میں ہاں	یار دیکھتے تھے جو تم لالہ و گل میں سوکھان
سر پہنے تو نہ آیا تھا میں اسار کے ساتھ	
ہم کو تو قید نفس کی نہ تھی کچھ غم سے امید	کہ ہمیں دام میں لا کر دیوں ظلم شدید
فصل گل حیف ہے جالی تہہ چین میں دید	ہائے صبا دید انصاف تیرے تھا بعید
اس قدر ظلم دستم اپنے گرفتار کے ساتھ	
عند لیون کے لگین زمرہ عالم کو بھلا	قمری کو سر و چین لیتے ہیں سایہ کے تلے
اور شبہم کے تین گل بھی لگاتے ہیں گلے	اک تین خار تھے آنکھوں میں سمجھوں کے سوچے
بلبل خوش رہو تم اب گل و گلزار کے ساتھ	
یار دچا ہو تو مجھے قید ہی جاوید کرد	رد برد میرے مرالا کے وہ خورشید کرد
دام تزدیر میں مت میرے تین صید کرد	میں دیوانا ہوں سدا کا مجھے مت قید کرد
اجی نکلیا دیگا زنجیر کی جھنکار کے ساتھ	
شوخ نے پردے سے جو قوت کہ کھڑا کھولا	پہلے میزان محبت میں سمجھوں کو تو لا
آخر عاشق کو لے اس رنگ میں اپنے گھولا	جب ملا پار سے تب آپ انا الحق بولا
اور نہ منصوبہ کو کیا کام تھا اس دار کیساتھ	
سن لے آخر کہ یہ ہے عشق نہیٹ دام بلا	اسکے بھندے میں جو کوئی دل کی محبت کھینا
یا تو سودائی ہوا یا تو ہوا وہ رسوا ہوا	عشق کے درد کا اب بوجھ اٹھائے تو وا
کیا ہے نسبت غم عیسیٰ کو ترے بار کے ساتھ	
محسبست پہارم	
عیب گو کی جو ہوئی اندون مجھے در خورد	دل من بیج ازان حال غم و غصہ نخورد
سن لے اک بات مری گو کہ میں تیرا ہوں خرد	ہر کہ عیب دگر ان پیش تو آ در و شمر د
بلکان عیب تو پیش دگر ان خدا ہر د	
کیا ہوا مجھ سا اگر ایک ہے جگ میں بیوہ	نہ میں طالب ہوں کسی کا نہ کسی کا مطلب
یا مجھے بد کوئی سمجھا کرے یا جانے خوب	کر و نگاہ وہی جو کچھ طبع کو ہو گا مرغوب

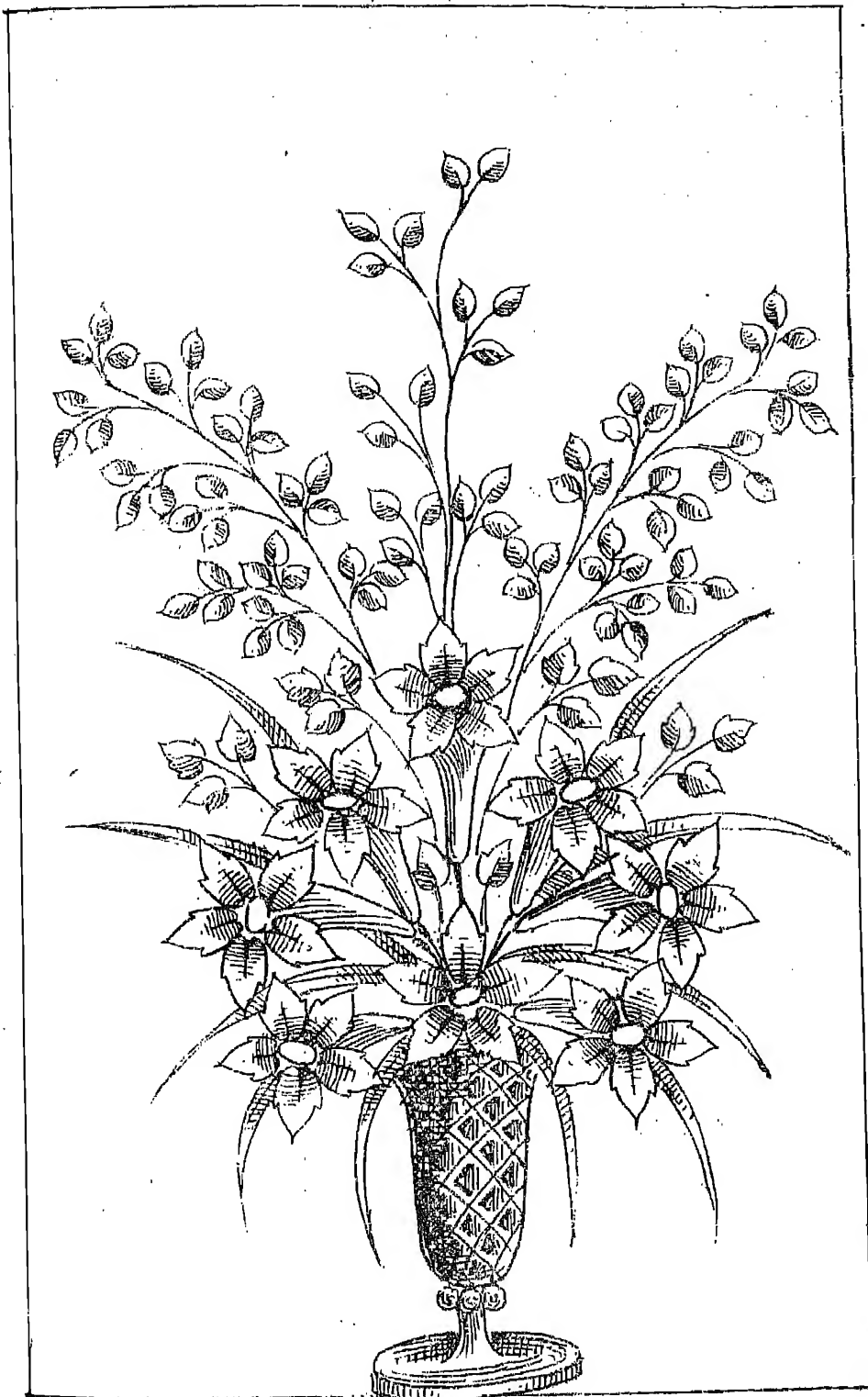
پشتم از خایہ زندان کم اگر کس بدبرد	
منصیت ہی میں گذرتی ہے جو میری اوقات	لیکن اس سے نہیں تقویٰ پس کی اوقات
یار و انصاف کرد کچھ بھی ہے معقول بیات	درد اپنے کے عوض شیخ نے گل ساریات
سجود در دست گرفت و کس من بشمرد	
اس عداوت کا میں یاد نہیں پایا ہون بھید	کر کے دیوار میں اپنی وہ سر شام سے چھید
صبح تک جھانکے تھا بٹھا حرف ریش سفید	کر کے کینے سے فراغت مجھے دے کر کے نوید
چشم مارا بنما شائے لڑتے خواب بند	
ہی میں آنا ہے کہوں جا کے میں اس احسن سے	بترے دیوار کی محراب ہی کیا کم شق سے
کون جانے پراب ایسے خر مطلق سے	لیکن اتنا تو کہوں گا کہ گذر مت حق سے
جرم مار و ز قیامت تو خواہند سپرد	
واقعہ میں ہوا زاد کو جو کشوف یہ حال	ایک عابد نے وہ پیٹ کو بچڑے فی الحال
کہا اک شخص نے شب ایسے کیے ہیں حال	جو میں اپنے گئی میری نگہ چشم خیال
دل پر خون مرا پیچہ مرثگان افشرد	
کیا کہوں ابھی عرض کشف و کرامات کی بات	بھپی اسنے نہ خصوصاً میری اوقات کی بات
پونچنا عرش تک انکو ہے اک بات کی بات	ملکی دہم میں ہے انکی یہ بس رات کی بات
اکہ ازین ہر دو یکے را بسوے عرش بند	
جلوہ گر رات جو آن دو نون نے دیکھا ہتاب	کر کے یہ قصہ کہ پی ہوگی فلاں سے شراب
مانگا قاضی سے جو اعلام دیا اسنے جواب	زاہد خشک ہوا غم کے انگاروں پر کباب
عابد پاک بجز خون جگر ہیچ سخن روید	
شیخ جاگا ہی کرے جرم مری گئے کو	زاہد خشک کے ٹپکا کرے آنکھوں سے لہو
عابد پاک بجز غم کے نہ کچھ کھائے کچھ	بہتر آست ازین کار بگردا غم رو
درد نہ زین خصم بہودہ بیے خواہ مرد	
سودا اسنم سے کہ بھاگین اب اس پیشہ سے	اکڑین فریاد صفت سر یہ مرے پیشہ سے
دل کو اپنے نہ رکھیں دور اس اندیشہ سے	میں بھی ہر ایک کے واقعات ہوں رگ ریشہ سے
خاطر بھو من یاد نب یہ آرزوید	

محمس لبست و نیم

کرے جو ظلم و ستم کرنے دو ہوا سو ہوا	جفا و ظلم سستی مت ڈرو ہو اسو ہوا
یہ میرے غم کی کہ شہرت کر دو ہوا سو ہوا	جو گزری اُمجھ پیہ مت اُس سے کہو ہو سو ہوا
بلا کسان محبت یہ جو ہو اسو ہوا	
اگرچہ روز ازل سے تھی میری یہ تقدیر	کہ دام عشق میں اپنے کرے مجھے تو اسیر
کرے جو نوح تو مجھ کو بچھاڑ جو ن نیم	مبادا ہو کوئی ظالم ترا اگر سب ان گیر
مترے لہو کو تو دامن سے دھو ہو اسو ہوا	
دہ کون دن تھا کہ ہم بھی ہوسے تھے یار تہ	لیڈر حصے ترا دل بھی اس جفا سے پھر تہ
اگر کہ تو یہ آکر ترے قدم پہ گرے	خدا کے واسطے آکر گذر گئے سے مرے
نہو گا پھر کبھو اسے تنہا ہو اسو ہوا	
کیے بہن جن نے دیوائے کئی ناک بارو	لوکھا کے چہرے کی اپنے ٹک اک جھلکا بارو
ہوا ہے میرا بھی قاتل دہ یک بیک بارو	پہو نیچ چکا ہے سر زخم دل ناک بارو
کوئی سید کوئی مرہم کر دو ہو اسو ہوا	
دیا ہے آپے تمنے جو دل کو اپنے کبھو	تو چاہے کہ رہو ہاتھ اس سیتی تم دھو
عہبت ہے یہ کہ جو باتیں کرو ہو تم درو	یہ کون حال ہے احوال دل پہ اے انگھو
نہ پھوٹ پھوٹ کے اتنا ہو ہو اسو ہوا	
دلوں کے قتل کے تین الامان ہے سودا	جنون کی فوج کا یار و نشان ہے سودا
کیا جب اُن نے قلندر زمان ہے سودا	دیبا سے دل در دین اب یہ جان ہے سودا
پھر آگے دیکھئے جو کچھ کہ ہو ہو اسو ہوا	
<h2>تضہین</h2>	
باغ دلی میں جو اک روز ہوا میرا گزار	نہ وہ گل ہی نظر آیا نہ وہ گلشن نہ بہار

<p>خاک اڑتی ہے ہر اک طرف پڑے ہیں خس و خوار اشک شبنم کے بھی قطرہ کا نہیں دان آثار مشت پر قمری کے اس جانظر کے اک بار عندلیب ایک ہے بے بال پرودل افکار دیکھ کر سوئے چین کہتی ہے بانالہ زار</p>	<p>نخل بے بار پڑے سوکھی ٹپری ہیں و شبن مسکراتا تھا جہان غنچہ و گل نہنتا تھا جس جگہ جلوہ نما رہتے تھے سرو و شمشاد دیکھتا کیا ہوں مگر سوکھی سی اک شاخ اوپر بدم سرو و بصد حسرت و صد سوز جگر</p>
<p>حیف درختم زدن صحبت یار آخر شد روئے گل کسیر ندیدیم دیہار آخر شد</p>	





یاعلیٰ

ابوان عدالت میں تھا رسے ار شاہ شیشے کا جو دان طاق سر پٹے پہ پاؤں	کیا ظلم کو ہے دخل عیا ذابا لشد پتھر سے نکلتی ہے صد اسم لشد
مومن نہیں زنا رسے میرے آگاہ اس بت کا برہن ہوں کہ ہم صوفی و شیخ	اس رشتے کو ہے سچہ اسلام میں راہ کہتے ہیں جسے دیکھ کے اللہ آشد
مچکو ہر چند نہیں شیعہ دُستی سے کام اُن سوا ہو جو کوئی ہے وہ امام متبع	پر سیمچا ہوں کہ اس دور میں تجھے بارہام اُس تا تک جائے سے موقوف ہوا اللہ کا نام
تا دیدنی از بسکہ ہے روئے عالم کرتا ہوں کہین جانیکا جو وقت کہ غم	ہے کفر ملاقات جو کیجے باہم ورد آن کے سودا مرے پچھے ہر قدم
ہر سو تری تحقیق میں تھے ہم سرگرم پایا غرض آہی میں نکلے پروا نکو	تھا گاہ یقین کہے پہ کہ دیر پہ بھرم سجدہ جو کیجیے تو نہیں رہتی شرم
تجھ پاس گدا کب آ کے ایسا بولا یاں تک تو ترے ہاتھ نے بخشے باقوت	جسکو نہ جوا ہر میں تو لیس کر بولا جب طشت نے وقت فصد دامن کھولا
گریار کے سامنے میں ردیا تو کیا یہ دانہ اشک سبز ہونا مست اوم	مژگان میں جو لخت دل پر دیا تو کیا اس شور زمین میں تخم بویا تو کیا
اے شیخ حرم تک تجھے جانا آنا بہچانیکا دان کیا اسے حیران ہوں میں	یہ طوف جلا ہے کا ہے تانا بانا جسکو حرم دل میں نہ تین پہچانا
جب سے چمن حسن میں تو در آیا،	عصمت نے تری خلق میں شہرہ پایا

مخفی میں رکھا داغ کو اور لالہ نے	پچھانی کو کہ و مہ کے تئیں دکھلایا
اُس چشم و مرہ سے دل دیا تھا اٹکا	اب لا سر زلف سے رکھا ہے اٹکا
یہ خانہ خراب عشق جس نے یار د	پہنچا کے فلک پہ پھر زمین سے پٹکا
تیشہ سے جو کوہن نے سر کو پٹکا	شیرین کا یہ سنکے جان تن سے بھکا
وے درد کی داؤ کیا ہمارے کوئی	ناخن کا جگر یہ کب مٹنے ہے کھٹکا
اُس آتشی خو سے دل یہ کیو مکر اٹکا	جس میں کہ رہا نہ زندگی کا کھٹکا
طاقت نہیں نالہ کی اب اُسکو تیرا	کچھ ذکر ہو اتو کو لہلا سا چٹکا
میں دیر و حرم ڈھونڈھ کے یار ہارا	دونوں میں نہ پایا اُسے جزا دھیارا
دل داغ سے روشن ہوا جدم چون شمع	اپنا تن و جان اپنے قدم پر دارا
ہے زیر فلک جتنی کہ یہ موجودات	ہر ایک کی اک طرح کٹے ہے اوقات
اے شیخ کیا خوب یہ ہم نے تحقیق	سیخی و کرامت ہے بن آئے کی بات
باریک و طویل اتنا ہوا کسکے پوت	جز باپ کے تیرے کہ وہ ہے بڑا بھوت
یون قابلہ نے خجکوں کا لادان سے	جون بھان متی ناک سے نکلے ہر سوت
ہر حید بچانے کی کر دچوٹ سے اوٹ	لگ جاتی ہے چوٹ پر مقرر سی چوٹ
عاشق تو کبھی آپ ہوا ہے مائل	جانے کیونکر بھلا فیضیون کی کھوٹ
سودا کو میں پایا مے وحدت میں بست	اُس سے نہ کسی شیشہ دل کو شکست
ناقوس داوان سنکے یہ بولے آزاد	اے برہمن دشیخ صدرا عشق بست

جوں شام سے ہوتی ہو کسی شب کی صبح ہمسا یہ پکارا کہ ہونی کب کی صبح	کیا زلف میں اُس شوخ کے تھی ڈکی صبح جب زلف کو میں ہاتھ لگایا اور دھر
پستون کی طرف دیکھ کے مت ہو خرمند پستون کی بھی نظر دین میں اتنے ہی بلند	گر مہ سے بندی میں ہوا تو وہ چند بٹنے کہ بلندوں کی ہیں نظر دین پست
اور ہوئے سدا دولت و اقبال مزید آیا کرے تاگر میں شرف کے خورشید	یار ب ہو مدام تجکو حق کی تائید ہر روز رہے تجکو سرور نور و زہد
وہ اور ام ایک ہیں نزد خرد کتنے ہیں احد کے تجساب ابجد	جس ذات کو آفاق میں کہتے ہیں احد گر ہند سہ دان ہے تو سمجھ لے تعداد
نت اٹھ ہے مرا خرم طاقت برابر لٹتے ہوئے کھیت کی کرے ہے فریاد	ہے فوج سے غمزہ کے نہایت بیدار یہ حال رہے ہے دل کا جیسے دمقان
آنکھوں میں تری ذات کو دیکھوں ہوں ناز اے این ہمہ نزدیک تو کتنا ہے در	اے دوست تجھے دل میں تو پایا ہوں سرد تجھ کہنے کو لیکن نہ بکھو پوچھا منہ
مفلس پہ کرم کر کے نہو دین مغرور پہلے کے دین آپ کو کھینچے ہو دور	افسوس کر یوں میں نہیں یہ دستور جھکتا ہے اگر شاخ مرادار کا ہاتھ
کتنوں کا ہی بادولت و اقبال ہے شکر شاکر ہے وہی جسکو بہر حال ہے شکر	کتنوں کا جہان میں زور مال ہے شکر یوں شکر تو سب کرتے ہیں لیکن سودا
آئی نہیں میں تجکو تہنسا پا کر	کیا جانے بسا ہے آج کسکے جا کر

جی مین ہے نہ لکھتے تا بہ صبح محشر	اس رات کو سوئے کچھ ایسا کھٹا کر
کل کے جھون نے بے وفاسے پا کر	مین ترک کیا تھا عشق متین کھٹا کر
سُن کج کی بات کیا کہین گے محکوم	کس منہ سے دکھاؤ گنا منہ اُنکو جا کر
اے صورت انسان و حقیقت میں خیر	دے سفلہ تو قیہ طلب بوج دلچسپ
زر سے ہے کہ و مہ کے خریطے کی قدر	ہے بوج خریطہ جو کل جا دے زر
اے داب قوانین جہان کے دستور	ہم چشم کی حرمت تجھے سب کی منظور
الطاف و کرم کا ہے جہان میں جو کام	ایزدانے کیا اُسپہ تجھی کو مامور
دنیا ہمیں کہتی ہے کہ دل مجھ سے موڑ	مجھ فاحشہ پر تو نہ یہ جی جامہ توڑ
داڑھی کی سیاہی پہ سفیدی دوری	اب رات نہیں صبح ہوئی ہر بس چھوڑ
اے نفس دنی حرت کو میرے کرگوش	دنیا کی طلب میں جو ترا ہو ہمدوش
اُن جیفہ پہ غزانہ اسے دیکھ کے سگ	تیرا ہی تو ہم جنس ہے وہ بھی خاموش
سودا دہن باریکے ہوتے رکھ پوش	تعریف نہ کر غنچہ گل کی خاموش
وہ بد و ہن اتنا ہے دیو اے جسکا	ہنسے میں دہن پھیل کے ہو جائے پوش
ہر چہد کیا ہمنے جہان میں تحقیق	ہوتی نہیں ہم سے ایک دو کی نفرت
اے دل نہ شنواری میں ہر اس کے غرق	بحر توحید ہے نہایت ہی عمیق
سودا سچے دنیا تو بہر سو کب تک	آوارہ ازین کو چہ بان کو کب تک
حاصل یہی اس سے ناکرنا دنیا ہو	بالفرض ہوا یوں بھی تو پھر تو کب تک

اے خلق کے قبلہ امید و آمال تاہنیں خلعت بہاری اشجار	شاد آج ترے دوست ہیں دشمن پامال ہو خلعت نو تنجو مبارک ہر سال
ہے حرص و ہوا تن کی ترے ہر مومین و اما تو زبردست ہے مشکلم زور	عالم نے قناعت کی فحائین دھوین قلع جو نہوین تو بھلا کیا چورین
دیکھیں نہ تو روتی ہیں یہ آنکھیں نہ بین ناحق کا انھوں نے یہ بسایا کیا پاپ	او چلتی ہیں ساتھ اور و سکے دیکھ اسکے سین دیکھے نہ آنکھیں چین نہ بن دیکھے چین
سودا کی ہے یہ عرض یقین اسکو جان جان بخشی کو افغان کی زراہ منت	کیا تاب جو مقدم پہ ترے آئے یان آتش یہ ہوئی تیرے غضب کے قربان
اے بے تو دلام آب درویدہ من ہر لحظہ مرا بطنک زمی گوید بخت	وے خون دل خراب درویدہ من بیدار توئی و خواب درویدہ من
اے منبع فیض و طہائے خاص و عجم تو ام رہے دل سے تیرے شادی ہر دم	جاری رہے ہند میں ترا ہی احکام بگم کو بھان ہو جشن نور و زبرام
شام تری طرف ہے نگاہ عالم قالم رہے تا حشر ترا جاہ و جلال	از بس تری ذات ہے نیاہ عالم رودشن جون آفتاب شاہ عالم
مولا کا اگر عجب ہو کیسا ہی ندیم تہدید کنہ گر چہ ہے لازم لیکن	یون چاہیے افزون رکھے امید سے ہم ہے عفو بہ از قصاص از ہر کریم
نہ پھیرے ہے گو دیکھ کے ہکو عالم	قد راس سے کچھ اپنی نہیں ہوتی ہو کم

اتنا ہے بڑا ہمو کیا خالق نے	خلقت کی نظر میں نہیں آسکتے ہم
منظر کا ہوا جو قاتل اک مرتد شوم	اور اسکی ہوئی خبر شہادت کی عیون تاریخ وفات اسکی کہی از روئے درد
کیونکر کون تجھے یہ کہ مجھے مل تو	میں شیشہ ہوا جان میں ظالم سل تو تیرا دل میں ہوں اور میرا دل تو
وگھ تفرقہ کا یاروں کے کچھت پوچھو	جب شکل ملاقات کی باہم یوں ہو دیکھیں ہیں لب زخم کہیں سیستے وقت آپس میں جو ملتے ہیں تو لوہور و رو
آ تو کہے آخون بلاؤ مجھکو	ہر عیشہ پہ اپنے نہ رجھاؤ مجھکو موقوف کرو ناز کو سب کے بدلے بھر پیٹ ملید اہی کھلاؤ مجھکو
سودا شعرا میں ہے بڑائی تجھکو	تشریف سخن عرش سے آئی تجھکو عالم تجھے اس فن میں ہمیر سمجھا پو جا جھلانے بخدا ئی تجھکو
خلعت یہ ہوئے تجکو جہان کے دلخواہ	کیا قد پہ سجا ہے تیرے اللہ اللہ قائم یہ نیابت رہے تجکو اس طرح جون نائب خورشید فلک پر ہوا
سایا ترا اے نخل امید کہ دم	اس ملک کے دائم ہے ہر قریہ و دہ بڑھتا ہے نے نیزہ گرہ سے جسطرح دے طول تری عمر کو یوں سالگرہ
ہر چند کہ مخلوق میں حق میں کہ دم	پر تجکو کیا ہے حق نے ان سب سے بہ از بسکہ عزیز نقد جان ہے تیرا دیتا ہے خدا اس لیے ہر سال گرہ

ناطق تو نہ تھا جب تو سنے تھا تب کچھ خاموشی میں نے تھا ہی کچھ اور نے ہوگا	بالطریق کی دولت سے بنے ہو سب کچھ گفتار کے عالم میں ہے سودا سب کچھ
بہان کے بھر میں لے دل لیا سنا جاہ تو کس تلاش میں سر مارنا پھر کر ہو کہ نظر	کہ چون حجاب دہی پیر ہن دہی ہو کلاہ برنگے شستہ سوزن ہے ہر قدم کوتاہ
و کہ دل کا کوئی جو تجھے کہہ رہے بید رہے وہ دروین ہو تجھے جو فرق	اوقات وہ صبر کے بھی ناحق کھوئے باہم جو معاد ختم دلوں کا ہو دے
چاہی تھی بتوں کی آشنائی ہن اس دل کے کنارے ہمارے یار	پر عقل کی مانی رہت مانی ہن کچھ آگ لگی تھی سو بھبھائی ہن
سودا بہان اپنی زبانی تو ہے گو نطق کا ہر چند نہیں تو حسان	آفاق میں خاقانی ثانی تو ہے پر نطق کا خلاق معانی تو ہے
خاندن وہ ایسا ہے کہ عالم کو دے پہونچا کے ہم دیکھ تو کیا کیا نعمت	دارا کو نہ تنہا نہ فقط جہم کو دے کھا دے نہ اسے آپہ اور ہم کو دے
جینا یہ ترا وہ ہم کا اک ریشہ ہے مزانہ تو کیا جانے تو کیسا کرتا	اور فکر معیشت کی ترا پیشہ ہے اسے خانہ خراب اسپہ یا اندیشہ ہے
آنکھوں سے پڑا انشک مئے ڈھلتا ہے اے غنیمت دہن پیارے تک ہنسکے ہل	سرب سے ترے پانوں تلے رلتا ہے کیا دل ہے مرا تو کہ نہیں کھلتا ہے
کو تاہ نہ عمر مے پرستی کیجئے ساقی جو نہو شراب پہنچا دہ اب	زلفوں سے ترے دراز دستی کیجئے پانی پی پی کے فاقہ مستی کیجئے

ہر ایک پاک چاہے گر آپ ہی لیے جرا سکی ہو قسمت سوائے کر دیجے	آہ نکھین کہین بھون سے کہ حصہ کیجے آتی ہے مجھے شرم میان یہ دل ہے
لوگوں سے تھا پیام کہتے کہتے ہو پوچھوں میں گلی میں اسکی بہنے بنے	آیا ہوں تنگ دور رہتے رہتے رزدنا ہوں کہ سیل شک جاری ہوئے ✓
قالب سے پھرے ہے روح بھٹکی بھٹکی یہ خانہ خراب جس سے اٹکی اٹکی	آفسوس کون میں کس سے اپنے گھٹکی اس آنکھ نے چین جی سے کھویا سودا
آرام دل و مونس جانی تو ہے میری تو مراد زندگانی تو ہے	سرمایہ عیش کا مرانی تو ہے گر تو ہی نہ آوے تو یہ جینا کس کام
ہر دشت میں بھرتے ہیں قراول گھیرے گرداسکے کرین آں کے سو سو پھیرے	ہر وزن کو لے آخون شکاری میرے دیکھے تو جسے موت کے چنگل کے پنج
شہادت کو میری ہے بس بیگناہی لگا کئے ہنسکر کہ خواہی خواہی	مرے خون ناحق کی دے کر گواہی کہا میں کہ لازم ہے کیا قتل میرا ✓
نت دل سے غبار غم ہی دھوئے گزری ہر چند نام عمر سوتے گزری	افسوس ہماری عمر روتے گزری دیکھا نہ کبھی خواب میں اپنا یوسف ✓
یا فارسی سے ترخنے اسکو کیجے خرقہ تو نہیں یہ جسے سنگ شو کیجے	اس رتخنے کو فارسی میں گو کیجے مضمون کثافت سے ہر دت کے ساظر
ہوئے درد کہ گیدی کے تئیں رحمت ہے	گر بھوپہ سودا کے اسے رغبت ہے

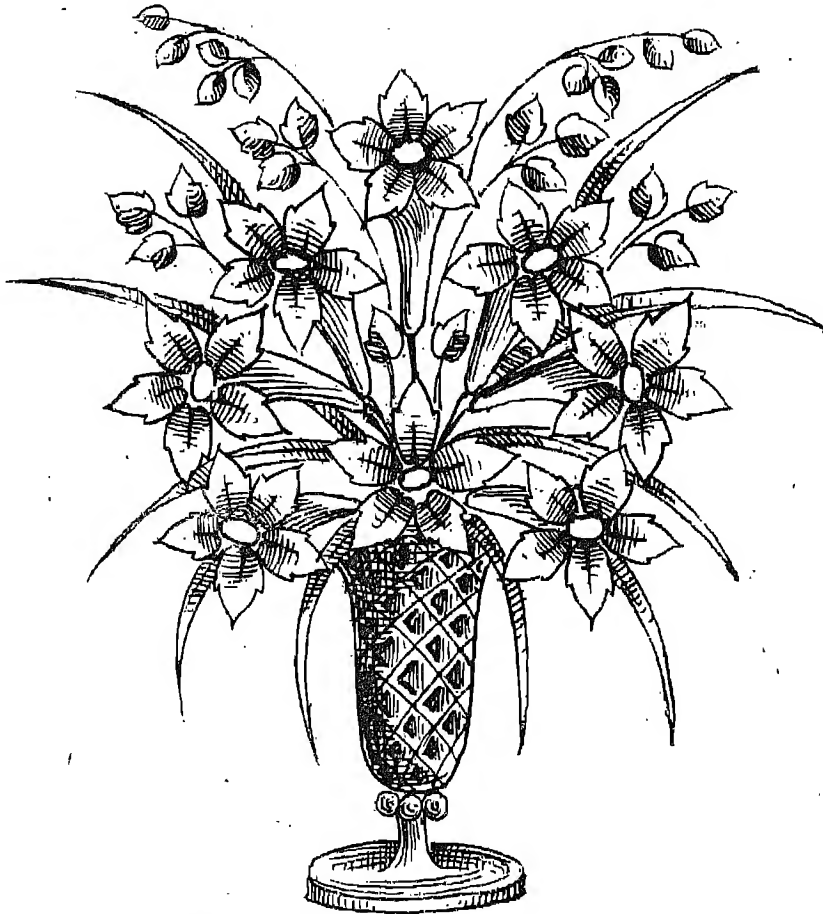
موزون نہ کرے شعر کو اپنے اہم	کر تا پھرے ہجو لوگوں کی ندرت ہی
گر ہجو مری کہنے سے اس پر ہونگا	تا یہ بھی کہے جانے مجھے خلق اللہ
سود ہم تھا رہے میں در آپ کی ہجو	لا حول ولا قوۃ الا باللہ
پیٹ اپنا ہر کھڑے ساجد پالے	کو تادہ چیل دہ گلمری کھالے
میں دیکھ چھوڑے نہ پھپکی نے ساہا	اسکے پھرے ہن دھونڈتے لڑکے ہالے

رباعیات مستزاد

ادنیٰ کی طلب میں دین کھو کر بیٹھے	ہو کر گم راہ
کرنا ہی نہ تھا جو کام سو کر بیٹھے	اے عقل تباہ
ہے عارضی خانہ جسم خاک کی سودا	بے شہرہ و شک
سود مالک ہی اسکے آپ ہو کر بیٹھے	سبحان اللہ
طاقت نہیں رونے کی بہت ہجرت تیرے	گو دل میں یہ غم ہو
کوئی دم کی رفق ہے اب تن میں جو میرے	سو چشم میں غم ہو
بھولے ہی نہیں یاں کھو پھرتا ہے اے یار	اور جاے ہو سیاح
کیا مجھے ترا جرم ہوا سا بھڑ سویرے	جو اتنا ستم ہے
ہر چند جہان میں کم ہن وافر ہم ہن	کر دیکھو نگاہ
منزل بھی ہمیں ہن اور مسافر ہم ہن	ہر شام دیگا
کبھی میں شیخ بستکہ دین ہند د	بیرنگ و رنگ
کس بو قلوبن صغیر کے کافر ہم ہن	اللہ اللہ

سُن لے بے پرد تین صورت نزد رہکتا ہی نہیں سوہن نامرد	لوئی سے مین دنیا کی کہا یوں جا کر اب ایک کی ہو رہ نہ پھر اگر گھر سے گھر بولی کہ جو کوئی مرد ہے سو تو مجھ کو باندھی ہے جھون نے مرے گھنے پر کمر
--	--

خاتمہ طبع - الحمد للہ و المنة کہ اس زمانہ میں منت اقران میں کلیات سودا
جلد اول باہتمام کیسریہ اس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ باہ اکتوبر ۱۹۳۲ء بارہ پنجم
مطبع نشی نو کشور لکھنؤ میں چھپا



اشتراک

معزز ناظرین! مطبع نشی نو کشور لکھنؤ میں ہر قسم کی عربی فارسی - اُردو ہندی - کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ فروخت کے لیے موجود رہتا ہے۔ جس کی مطول فرست صرف اطلاع پانے پر روانہ کی جاتی ہے۔ اور ہر قسم کی کتابیں نہایت کفایت سے روانہ ہوتی ہیں۔ اگر آپ کو بھی کسی کتاب کی ضرورت ہے تو بطور نمونہ اس کتب خانہ سے طلب فرما کر مشکور فرمائیں فقط



المش
قہر

مینیجر نو کشور پریس صیفہ بکڈ پکھنؤ

تاریخ ادب اردو

یہ کتاب اردو ادب کے واسطے ایک گرانہما اضافہ ہے جس میں زبان اردو کی ابتدا اور اس کی تمام مہالوج ارتقا اور تدریجی ترقیوں کو اس حسن و خوبی کے ساتھ دکھایا گیا ہے کہ آج تک کسی کتاب میں اس شرح و بسط اور تفصیلی حالات کے ساتھ یہ مضامین نظر نہیں آئے نہ صرف اردو ہی کا بیان ہے بلکہ جہان جہان سلسلہ تشریح میں دوسری زبانوں کا ذکر کیا گیا ہے اس پر بھی نظر غائر ڈال کر کافی روشنی ڈالی گئی ہے اردو کی نظم کی ابتدائی حالت اور دورانوں سے لیکر اس وقت تک کے تمام مشہور مشہور اساتذہ کا نہایت بسیط تذکرہ اور ان کی شاعری پر بے لاگ رائیں اور کامل تنقید کی گئی ہے وہ باتیں جو دوسرے تذکروں میں غلطی سے درج ہیں۔ یا بہت سے بے بنیاد واقعات جو مشہور ہو گئے ہیں ان کو خصوصیت سے صحیح کر کے بیان کیا گیا ہے بہت سے جدید واقعات کا ذکر کیا گیا ہے جن سے دنیا اب تک بیخبر تھی دوسرے حصہ میں ہندوستان کے بہترین شاعرین نادر نادر نویسوں اور ڈرامہ نگاروں کے تفصیلی تذکرے حالات اور ان کی تصانیف کا ذکر اور ان پر تنقیدیں کی گئی ہیں۔ سیکڑوں ادبی کتابوں سے اس میں مدد لی گئی ہے اور گویا اس صورت سے دریا کو زہ میں بند کر دیا ہے۔ کتاب کے آخر میں نہایت مفصل انڈیکس اور اقل میں فہرست مضامین شامل ہے۔ بہت سے مشہور مشہور مصنفوں کی نایاب تصویریں بھی موقع بموقع دی گئی ہیں جن سے کتاب بے مثل اور ایک نایاب مجموعہ ہو گئی ہے۔ اصل کتاب انگریزی میں تھی جس کا ترجمہ فاضل ادیب مرزا محمد عسکری صاحب بی۔ اے۔ لکھنؤ نے بہت سی مفید باتوں کا اضافہ کر کے کیا ہے قیمت مجلد اول

نیچر نو لکچور پریس صیغہ ہیک ڈپو
لکھنؤ

